حافظ

صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

حیات و خدمات

www.KitaboSunnat.com

مرتب

ابو المیزان

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حافظ
صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
حیات و خدمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ
صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
حیات و خدمات

مرتب

ابو المیزان

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ: حیات وخدمات
مرتب	:	ابوالمیـزان
اشاعت اول	:	دسمبر ۲۰۲۰ء
صفحات	:	۴۶۹
ناشر	:	صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

ملنے کے پتے:

☐ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-۷۰

فون: 022-26520077

☐ جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی

۵۴۹، فرسٹ فلور، غوری پاڑہ، تھانہ روڈ، نزد ریئس ہائی اسکول، بھیونڈی-۴۲۱۳۰۲

فون: 225071 / 226526

☐ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ کھیڈ

بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینہ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع رتنا گیری-۴۱۵۷۰۹

فون: 02356-264455

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

افتتاحیہ	مولانا ظفر الحسن مدنی	۶
پیش لفظ	مولانا عبدالسلام سلفی	۱۵
عرض ناشر	مولانا عنایت اللہ سنابلی مدنی	۱۷
تقریظ	مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی	۲۴
عرض مرتب	ابوالمیزان	۳۰
گرامی نامے	مولانا رفیع احمد مدنی	۳۵
	مولانا عبدالرزاق عبدالغفار سلفی	۳۶

❖ **حافظ صاحب کا علمی مقام**

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کی یاد میں	ڈاکٹر وصی اللہ عباس	۳۷
حافظ صلاح الدین یوسف کی یاد میں	مولانا محمد عزیر شمس	۴۲
حافظ صاحب سے میرا تعارف اور تعلقات	ڈاکٹر عبدالرحمن الفریوائی	۴۸
حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ	مولانا صلاح الدین مقبول احمد	۵۶
حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ	مولانا عبدالمعید مدنی	۶۰
عالم ربانی حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ	مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی	۶۷
حافظ صلاح الدین یوسف کی یاد میں کچھ باتیں	مولانا عبدالمالک مجاہد	۷۱
حافظ صاحب کے نام مولانا جھنڈانگری کے خطوط	مولانا عبدالرحیم امینی	۸۱
حافظ صاحب کے دو عظیم کارنامے	مولانا مختار احمد محمدی مدنی	۹۱
حافظ صاحب کی چار اہم خدمات	مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی	۹۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

○ مشاجرات صحابہ، مولانا مودودی اور حافظ صاحب	ڈاکٹر وسیم المحمدی	۱۰۰
○ تفسیر احسن البیان اور مجمع الملک فہد مدینہ	مولانا محمد رحمانی	۱۱۱
○ حضرت حافظ مرحوم کا تعلق مع اللہ	راشد حسن مبارکپوری	۱۱۷
○ حافظ صاحب: ایک ہمہ جہت شخصیت	جلال الدین محمدی	۱۲۲

❖ حافظ صاحب کے سوانحی حالات

○ آئینہ حیات حافظ صلاح الدین یوسف	مولانا شیر خان جمیل عمری	۱۳۸
○ مشفق ابا جان	حافظ محمد عثمان یوسف مدنی	۱۴۸

❖ حافظ صاحب بحیثیت مفسر

○ حافظ صلاح الدین یوسف بحیثیت مترجم	مولانا اسعد اعظمی	۱۵۶
○ حافظ صاحب کی تفسیر احسن البیان کا جائزہ	رفیق احمد رئیس سلفی	۱۷۱
○ دیگر قرآنی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ	رفیق احمد رئیس سلفی	۱۸۸
○ تفسیر احسن البیان اور متداول اردو تفسیریں	شعبان بیدار	۲۱۲
○ حافظ رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن: ایک لسانی مطالعہ	کاشف شکیل	۲۲۵

❖ حافظ صاحب بحیثیت محقق

○ خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت: پس منظر	ڈاکٹر عبد الرحمن الفریوائی	۲۳۰
○ حافظ صاحب اور تاریخی روایات کی تنقید وتحقیق	مولانا ابو العاص وحیدی	۲۴۸
○ حافظ صلاح الدین یوسف کا اسلوب نقد	مولانا محمد مظہر الاعظمی	۲۵۴
○ حافظ صلاح الدین یوسف کی حدیثی خدمات	حافظ عبد الحسیب مدنی	۲۶۱
○ حافظ صلاح الدین یوسف کی فقہی بصیرت	اشفاق سجاد سلفی	۲۷۵
○ حافظ صلاح الدین یوسف کی تحقیقی خدمات	رشید سمیع سلفی	۳۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ حافظ صاحب بحیثیت قلم کار

○ حافظ صلاح الدین یوسف کی انشاء پردازی	ثناءاللہ صادق تیمی	۳۱۳
○ حافظ صلاح الدین یوسف کا ادبی ذوق	ڈاکٹر عطاءاللہ سنابلی	۳۱۸
○ حافظ صاحب کی تحریریں اور موضوعات کا تنوع	عبدالغفار سلفی	۳۲۵

❖ حافظ صاحب بحیثیت مصنف

○ حافظ صاحب کی تصانیف: ایک تجزیاتی مطالعہ	رفیق احمد رئیس سلفی	۳۳۰
○ خلافت وملوکیت: حافظ صاحب کا تاریخی محاکمہ	ڈاکٹر سعد احمد	۳۹۸
○ خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت: ایک مطالعہ	ابوالمرجان فیضی	۴۰۷
○ 'فتنہ غامدیت': ایک تنقیدی جائزہ	شعبان بیدار	۴۲۶
○ فکر فراہی اور حافظ صاحب: ایک تجزیاتی مطالعہ	ابوالمیزان	۴۳۰
○ اہل بدعت کے خلاف حافظ قلمی معرکے	عبدالرزاق محمدی	۴۳۷

❖ حافظ صاحب بحیثیت مدیر

○ حافظ صلاح الدین یوسف بحیثیت مدیر الاعتصام	ابوالمیزان	۴۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افتتاحیہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

عبرت ونصیحت کی غرض سے لوگوں کے سوانح لکھنا اوران کے واقعات بیان کرنا سنۃ اللہ اور طریقہ انبیاء علیہم السلام ہے، قرآن میں گزرے ہوئے ابرار واشرار دونوں کے واقعات بکثرت موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات بیان کرتے تھے، محدثین ومؤرخین اور سلف بھی اس کا اہتمام کرتے تھے، اسی لیے رجال پر کتابیں لکھی گئیں۔ بلکہ اس باب میں علماء اسلام-محدثین ومؤرخین- پوری دنیا اور ہر قوم وملت کے رہنما بنے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الانبیاء میں 'باب ما ذکر عن بنی اسرائیل' قائم کرکے بہت سے واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔

خصوصا فتن کے دور میں تو علماء ربانی اور علماء حق کی سیرت مرتب کرنا بہت ہی ضروری ہوجاتا ہے، کیونکہ لوگوں کو دین علماء ہی کے دروس واجتماعات اوران کی کتب ہی سے حاصل ہوتا ہے، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ ہمیشہ سے علماء دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو علماء حق ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے سچے وارث ہوتے ہیں، ہدایت اور حق وصواب کی دعوت دیتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی وراثت کو امانت سمجھتے ہیں اور امانت داری سے لوگوں تک پہنچاتے ہیں، حق بیانی سے کام لیتے ہیں اور ہمیشہ جنت کی راہ دکھاتے اور بتاتے ہیں۔

علماء کی دوسری قسم علماء سوء کی ہوتی ہے جو اپنے دنیاوی مفاد کے لیے کتمان حق سے کام لیتے ہیں، لوگوں کو دین کے نام پر کفر وشرک کی دعوت دیتے ہیں، ضلالت وگمراہی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ 'دعاة على أبواب جهنم' ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء حق اور علماء سوء کی پہچان کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ لوگوں کے پاس علماء کے بارے میں صحیح معلومات ہوں، جس کا ایک ذریعہ تو یہ ہوتا ہے کہ عالم کے زمانہ کے معتبر لوگوں سے ملاقات کر کے ان سے معلومات لی جائے کہ وہ عالم علماء حق میں سے تھے یا علماء سوء میں سے، اس عالم کا عقیدہ اور منہج کیا تھا، ان کے گفتار و کردار کیسے تھے۔

دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ علماء حق کے متعلق لکھی ہوئی سیرت پڑھی جائے، آج کے اس پر فتن دور میں کسی عالم کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا ہو تو لوگ سب سے پہلے انٹرنیٹ پر ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لیے سلف ہمیشہ علماء اور شخصیات اسلامیہ کی سیرت مرتب کرتے رہے تاکہ بعد میں آنے والے لوگ ان سے متعارف ہو سکیں اور ان کے واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کریں، اور ان کے علم میں ہو کہ یہ عالم علماء حق میں سے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۷۶)

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (سورہ یوسف:۱۱۱)

دین اسلام اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم ترین خوبی جو قیامت تک باقی رہے گی۔

قیامت تک حق و باطل کی لڑائی جاری رہے گی، شیطانی ایجنٹ اور علماء سوء ہمیشہ باطل کو عام کرنے اور پھیلانے کی ہر طرح کی کوشش کرتے رہیں گے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۶-۱۷)

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾ (سورۃ الاسراء:۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیاطین انس وجن اور ان کے چیلے اور ایجنٹ تو باطل کو پھیلانے اور حق مٹانے کی کوشش تو برابر کرتے رہیں گے، مگر اللہ تعالیٰ ان کی ساری کوششیں ناکام بنانے کے لیے ہمیشہ اپنے کچھ ایسے بندے پیدا کرتے رہتے ہیں جو ان کے فتنوں سے لوگوں کو آگاہ ومتنبہ کرتے ہیں اور زبان وقلم سے انکار کرتے ہیں اور حق کو غالب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ (سورۃ الحجر: ۴۲/سورۃ الاسراء: ۶۵)

یعنی جب ابلیس نے کہا کہ آدم کی اولاد کو ہر طرح سے گمراہ کریں گے اور ان کو چاروں طرف سے اپنے مکر وفریب میں گھیر لیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر میرے محبوب بندے جو ہوں گے ان کو، تو تو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

اسی ابلیس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ میں سب کو تو گمراہ کروں گا مگر جو تیرے مخلص بندے ہوں گے ان پر ہمارا کوئی قابو نہیں چلے گا:

﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ﴾ (سورۃ الحجر: ۴۰/سورہ ص: ۸۳)

'مخلصین' کا معنی ومطلب: ''المؤمنون الذين أخلصوا لك الطاعة والتوحيد''

اور اگر 'المخلصون' پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ''من أخلصته بتوحيدك واصطفيته'' (البغوی)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن خوش نصیبوں کو (عبادی) میرے محبوب ومخصوص بندے اور مخلصین کہا ہے وہ وہی علماء حق اور نیک وصالح لوگ ہیں جو کفر وشرک اور نفاق وریا سے بچ کر توحید خالص اور اتباع سنت وشریعت پر قائم رہتے ہیں اور اسی کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، ہر وقت کفر وشرک اور بدعات ومحدثات کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں کو اس سے منع کرتے ہیں اور اس راہ میں ﴿لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ (المائدہ: ۵۴) اور ﴿الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۳۹) کے مصداق ہوتے ہیں۔

ابو عتبہ الخولانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لا يزال الله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يغرسُ في هذا الدِّينِ غرسًا يستعملُهم في طاعتِه'' (ابن ماجه فی المقدمة، باب في اتباع سنة رسول الله ﷺ: ص ۱۴، رقم ۸، الصحيحة: رقم ۲۴۴۲)

مشہور حدیث ''لا تزالَ طائفةٌ من أمَّتي علَى الحقِّ منصورِينَ لايضرُّهم من خالفَهم حتّٰى يأتيَ أمرُ اللهِ عزَّ وجلَّ''۔

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق بیان فرمایا ہے جو ہر وقت باطل کو مٹانے کی کوشش کرتے رہیں گے، اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہمیشہ پیدا کرتا رہے گا۔ جب ہندوستان پر انگریزی استعمار نے مکمل طور پر قبضہ کرلیا تو دین اسلام کو مٹانے کے لیے ہر ممکن کوششیں کرنے لگا، باہر سے نصرانی علماء اور مبلغین نے ہندوستان پہنچ کر اسلام کو ختم کرنے اور نصاریٰ کے مذہب کو غالب کرنے کی کوششیں جاری کردیں، اور ہندوؤں کا بھی ایک گروہ اس میدان میں استعمار کے ساتھ مل کر اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا۔ بڑی کامیابی انگریز کو اس وقت ہوئی جب خود مسلمانوں کے ایک گروہ نے اسلام کو کمزور بنانے کے لیے ہر طرح سے اسلام پر اعتراضات کرنا شروع کیے اور مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کا بیڑا اٹھایا، مگر بر وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل حدیث میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو پیدا کیا، جنھوں نے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا قلع قمع کیا، ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء اور اہل اسلام نے حتی المقدور اسلام کی حفاظت کی کوشش کی۔

انکارِ حدیث کا فتنہ

پہلی ہی صدی ہجری کے اواخر میں انکار حدیث کا فتنہ شروع ہو چکا تھا، محدثین اور علماء حدیث اسی وقت سے حدیث کی حفاظت، حجیت حدیث پر کتابیں تالیف کرکے ان کی تردید کرتے رہے جس سے وہ فتنہ کامیاب نہ ہوسکا۔ برصغیر ہندو پاک میں انکار حدیث کا کوئی تصور نہیں تھا، گرچہ حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے مگر اس کی حجیت کا انکار نہیں کرتے تھے، بظاہر حدیث کا احترام اور حجیت کا اقرار کرتے تھے۔

برصغیر میں انکارِ حدیث کا فتنہ

تمام اہل علم کا خیال ہے کہ برصغیر میں سب سے پہلے انکار حدیث کا فتنہ سرسید احمد خان نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شروع کیا ہے اور اسلامی احکام اور قرآنی آیات کی تفسیر میں احادیث اور آثار صحابہ سے اعراض کر کے اپنی عقل کو معیار و مقیاس بنایا ہے، جسماً معراج کا انکار، عیسیٰ علیہ السلام کی خرق عادت ولادت، آسمان پر اٹھائے جانے اور دوبارہ دنیا میں قرب قیامت ان کا نزول ہونے کا انکار کیا، فرشتوں کا انکار جو کہ ایمان کا رکن ہے، جنت و جہنم کا انکار، معجزات انبیاء علیہم السلام کا انکار، غرضیکہ اسلام اور دین فطرت کی جو چیز بھی ان کی عقل اور سمجھ کے خلاف نظر آئی اس کا انکار کر دیا اور قرآنی آیات میں معنوی تحریف کر کے ایک نئی تفسیر کا سلسلہ شروع کیا، کیونکہ سرسید احمد نے دین کے صحیح اور غلط، حق اور باطل کا معیار اپنی عقل کو بنایا تھا اسی لیے ان کو نیچری کہا جاتا ہے۔

جب سرسید احمد خان نے اپنے ان الحادی عقائد، انکار حدیث اور انکار معجزات وغیرہ کا اظہار کیا اور ان الحادی عقائد کی ترویج واشاعت کے لیے قرآن کی تفسیر کو ذریعہ بنایا اور قرآن کی تفسیر کے نام پر ان باطل نظریات کی نشر واشاعت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید اور امت کو ان کے فتنوں اور الحاد سے بچانے کے لیے شیخ الاسلام محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ (۱۹۲۰ء) کو کھڑا کر دیا جو میاں صاحب رحمہ اللہ کے مخصوص اور بڑے شاگردوں میں سے تھے، انھوں نے اپنی تصنیفی اور دعوتی سرگرمیوں سے اس فتنہ کے راز کو فاش کر دیا اور اسی کے لیے اپنا ماہنامہ 'اشاعۃ السنۃ' جاری کیا جس کے ذریعہ سرسید احمد خان، منکرین حدیث، مقلدین جامدین کے رد حدیث اور مرزا غلام قادیانی کی دعوت نبوت اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی تمام تحریکوں کا رد کرتے رہے، اسی طرح دفاع اسلام اور حمایت کتاب وسنت میں ساری زندگی صرف کر دی۔

اسی طرح ان کے بعد شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر ثنائی میں خصوصاً اور دوسری تصانیف میں عموماً سرسید احمد خان کی تفسیری غلطیوں کا بھرپور جائزہ لیا اور ان کے اس فتنہ سے امت کے عوام وخواص کو متنبہ کیا۔ (بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے)

فراہی افکار و نظریات اور انکار حدیث

مولانا حمید الدین فراہی (۱۸۶۳-۱۹۳۰ء) ابتدا میں علی گڈھ کالج (علی گڈھ مسلم یونیورسٹی) میں استاذ تھے، وہیں سرسید احمد خان کی صحبت اور مجلس سے ان کے سارے گمراہ کن افکار ونظریات سے متاثر ہوئے اور حدیث سے اعراض وانکار اپنا وطیرہ اور فریضہ قرار دے لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ساری زندگی اس گمراہی کی ترویج اور نشر و اشاعت میں مصروف رہے اور اسی کو دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے رہے، پھر انھوں نے اعظم گڈھ کے معروف قصبہ سرائے میر میں ایک دینی مدرسہ 'الاصلاح' کے نام سے قائم کیا اور نظم قرآن کے نام پر انکار حدیث کے فتنے کی داغ بیل ڈالی اور آج تک اس مدرسہ کے بہت سے فارغین میں یہ فکر پائی جاتی ہے۔

جب حمید الدین فراہی صاحب نے اپنے ان باطل اور گمراہ کن افکار و نظریات کو پھیلانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فتنے سے عوام و خواص کو بچانے، احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے مشہور اہل حدیث عالم علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی یمنی کو منتخب کیا، جنھوں نے ہندوستان ہی کو اپنا وطن بنا رکھا تھا، انھوں نے فراہی صاحب کا علمی تعاقب کیا۔

طالب علمی کے زمانے میں مئو ناتھ بھنجن کے بعض مشائخ بتاتے تھے کہ ایک مرتبہ مشہور اہل حدیث عالم قاضی سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ مئو کی کانفرنس سے واپس ٹرین سے جا رہے تھے تو اعظم گڈھ اسٹیشن پر فراہی صاحب بھی اس ٹرین پر قاضی صاحب ہی کے ڈبے میں سوار ہو گئے، ملاقات ہوئی تو قاضی صاحب نے مولانا فراہی سے ان کی ضلالت و گمراہی اور جمہور علمائے اسلام کے طریقہ تفسیر، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کو ترک کر کے صرف اپنی عقل اور اشعار و ادب جاہلیت کو معیار تفسیر بنانے سے منع کیا اور اس کی وجہ پوچھی تو فراہی صاحب نے جواب دیا کہ احادیث میں بڑا تضاد اور تعارض پایا جاتا ہے، اور بہت سی قرآنی آیات کے خلاف ہوتی ہیں، اس لیے احادیث پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟!

قاضی صاحب نے پوچھا وہ کون سی احادیث ہیں جن کو تعارض کی وجہ سے آپ نے رد کر دیا ہے؟ فراہی صاحب نے دو حدیثیں پیش کیں اور کہا دیکھیے یہ دونوں حدیثیں آپس میں ایک دوسرے سے متعارض ہیں، قاضی صاحب نے ان دونوں حدیثوں کا معنی اور مفہوم بتا کر دونوں کا تعارض ختم کر دیا اور جمع و تطبیق کا طریقہ بیان کر دیا، فراہی صاحب نے دوسری دو حدیثیں پیش کیں، قاضی صاحب نے ان کا تعارض بھی ختم کر دیا اور جمع و تطبیق کی شکلیں بیان کر دیں، فراہی صاحب لاجواب ہو گئے اور اس قدر پریشان ہوئے کہ کڑاکے کی سردی میں پیشانی سے پسینہ بہنے لگا، پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: فراہی صاحب حدیثوں میں درحقیقت کوئی ایسا تعارض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں جولا ینحل ہو، بلکہ تعارض آپ کی عقل اور دل ودماغ میں ہے نہ کہ قرآن وحدیث میں۔

مولانا امین احسن اصلاحی

فراہی صاحب کے بعد ان کے افکار باطلہ کے حقیقی وارث ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی بنے جو ساری زندگی اسی فراہی فکر باطل کی ترجمانی کرتے رہے، تفسیر وحدیث اور شرح حدیث میں وہی فکر استعمال کرتے، احادیث صحیحہ کا انکار، تحریفات معنوی ولفظی اور تاویلات باطلہ کے ذریعے اس کو صحیح ثابت کرتے اور اسی کو دین کی بڑی خدمت باور کراتے رہے۔

جب اصلاحی صاحب اپنے ان افکار کے ذریعے لوگوں میں گمراہی پھیلانے لگے تو اللہ تعالی نے سب سے پہلے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب گجرانوالہ کو کھڑا کیا جنھوں نے اپنی متعدد تصانیف اور رسائل ومقالات کے ذریعے اس فتنہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

اسی طرح علامہ حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے مقالات اور مؤلفات کے ذریعہ ان کی ضلالت وگمراہی اور نظریہ الحاد وبے دینی کا پردہ چاک کیا، جس سے امت کا بڑا طبقہ اس فتنہ سے محفوظ رہا، صرف وہی مخصوص لوگ ان کے اس فکر الحادی وبے دینی کی حمایت کرتے رہے جو کہ ﴿وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ﴾ (البقرۃ:۹۳) کے مصداق تھے۔

اللہ تعالی نے ان علماء حق اور ان کے علاوہ بہت سے علماء کے ذریعے حق وباطل کی خوب وضاحت کرا دیا تاکہ ﴿لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (الانفال:۴۲) اور کسی کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

جس شجرہ خبیثہ کے وارث امین احسن اصلاحی اور ان کا ملحد اور دشمن اسلام شاگرد جاوید غامدی نے انکار حدیث اور کتاب اللہ کی تفسیر میں تحریف معنوی، اسلامی تعلیمات اور مسلمات شرعیہ کو ملائی دین کہہ کر دین کی نئی تشریح کرنا شروع کیا جو کہ حقیقت میں تخریب دین اور خطرناک تحریف تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف امت کا طریقہ چھوڑ کر تجدید دین کے نام پر الحاد وبے دینی کو عام کرنے کی کوشش کرنے لگا تو اللہ تعالی نے حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو اس کی بیخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اور اس باطل کا سر کچلنے کے لیے منتخب کیا، حافظ صاحب کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں نے اس کی علمی انداز میں تنقید کی جن کی تصانیف آج بکثرت موجود ہیں، مگر سابقیت حافظ صاحب ہی کو حاصل ہے، خصوصا حافظ صاحب رحمہ اللہ کی دو کتابوں 'فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات' اور 'مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں' نے اس شجرہ خبیثہ اور اس سے نکلنے والی خاردار جھاڑیوں کا منہ توڑ جواب دے کر اللہ کے فرمان: ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ (الانبیاء: ۱۸) کا مصداق بنا دیا۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ سے میرا تعارف

جب مودودی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں اپنے رسالہ ترجمان میں اپنا مضمون (جو بعد میں 'خلافت وملوکیت' کے نام سے شائع کیا گیا) شائع کرنا شروع کیا تو انھی دنوں جماعت اہل حدیث کے ترجمان 'الاعتصام' میں ۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۶ء تک اس کا جواب اور تنقیدی جائزہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی طرف سے شائع ہوتا رہا۔ اس وقت علماء اہل حدیث خصوصا شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب گجرانوالہ رحمہ اللہ - ان دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے امیر تھے- نے بہت پسند کیا تھا اور اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی، مولانا عطاء اللہ محدث بھوجیانی لاہوری رحمہ اللہ نے بھی خوب سراہا تھا۔ یہی مضامین ۱۹۷۰ء میں ایک ضخیم مجلد بنام 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' شائع ہوئی۔ برصغیر کے ہر مکتب فکر کے علماء کبار کی طرف سے مبارکبادی پیش کی گئی اور سب نے اس کو لا جواب کتاب قرار دیا، میں نے سب سے پہلے حافظ صاحب رحمہ اللہ کو اسی کتاب کے ذریعہ پہچانا، ان کی کتب و مؤلفات جمع کرنا شروع کیا اور آج تک یہ سلسلہ قائم ہے۔

یہ خبر سن کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ ہم سب کے ہر دلعزیز شیخ عبدالسلام سلفی صاحب حفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) حافظ صاحب رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر متعدد علماء کرام کے لکھے گئے مقالات کو کتابی شکل میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی طرف سے شائع کرنے جا رہے ہیں، یہ بڑا عظیم ترین اقدام ہے جس پر امیر محترم اور صوبائی جمعیت مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ فجزاهم الله خيرا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مرتب کتاب عزیزم ابوالمیزان نصیر رحمانی سلمہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سب کی طرف سے شکر و تقدیر کے مستحق ہیں جن کی محنت اور لگن سے یہ کار خیر پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جزاہ اللہ خیرا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ امیر محترم اور صوبائی جمعیت کے ذمہ داروں کو مزید اپنے دین (توحید وسنت) کی خدمت کی توفیق دے اور ان کی خدمات کو قبول کرے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے اپنے مجلہ اہل حدیث امرتسر میں علماء اہل حدیث کے تراجم اور سیرت کا سلسلہ شروع کیا تھا، اور ان کی خواہش تھی کہ ہر اہل حدیث عالم کی سیرت اور تراجم مختصر ہی سہی مگر مرتب ہونا چاہیے۔ اسی لیے ان کے بعد مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے تراجم علماء اہل حدیث کی تالیف شروع کی، لیکن وہ بھی ایک ہی جلد شائع ہوئی جس میں صرف یوپی اور دہلی ہی کے علماء کے تراجم لکھے گئے اور یہ سلسلہ مکمل نہ ہوسکا۔ اس کے بعد بھی بعض لوگ بعض علماء کے تراجم اور سیرت لکھتے رہے، کچھ لوگ اپنے علاقہ کے علماء کی سیرت مرتب کرتے رہے اور ابھی تک الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔

امیر محترم سے خصوصا اور صوبائی جمعیت کے ذمہ داروں سے عموما اپیل کرتا ہوں کہ ممبئی اور اس سے ملحق علاقے جو صوبائی جمعیت کے ماتحت ہیں، وہاں کے اہل حدیث علماء کے تراجم بھی مرتب کرائیں، سب سے پہلے وہ علماء جو وفات پاچکے ہیں ان کی سیرت و تراجم اور اس کے بعد موجودہ علماء کرام کی سیرت، گرچہ مختصر ہی ہو تاکہ بعد میں آنے والی نسل کے پاس جماعت اہل حدیث کے علماء کے متعلق معلومات موجود ہوں اور اس سلسلے میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی پورے ہندوستان کے لیے اسوہ اور قدوہ بنے۔

کتبہ

ظفر الحسن مدنی

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين أما بعد:

چندروز قبل عزیزم ابوالمیزان نے ''حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ : حیات وخدمات'' کا مسودہ دیا اور کچھ لکھنے کی گزارش کی ، حالانکہ میں اس میدان کا آدمی نہیں اور نہ ہی اپنے اندر یہ اہلیت پاتا ہوں کہ اس گراں قدر مجموعہ میں کچھ مفید حصہ بٹاؤں جس میں جماعت کے کبار ذی احترام اور معروف اہل قلم کی قیمتی تحریریں، زبان وبیان اور معلومات کا خزانہ لیے شامل ہیں، البتہ یہ سوچ کر ان کج مج مختصر کلمات کے ساتھ شامل ہورہا ہوں کہ اپنے مؤقر اور صف اول کے معتبر اہل علم کے بیچ ایک طالب علم کی حیثیت سے جڑ جاؤں اور علامہ حافظ صاحب جو محبوب خاص وعام بن گئے تھے ان کے تئیں کچھ نسبت بنالوں ۔

أحب الصالحين ولست منهم　　　لعل الله يرزقني صلاحاً

حافظ صاحب کو علماء، طلبہ اور عوام کے ایک بڑے طبقہ میں جو مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی دورِ حاضر میں یہ آپ کا خصوصی امتیاز ہے، یہ سعادت کم ہی لوگوں کو ملتی ہے کہ زندگی میں قبولیت خاص وعام حاصل ہوجائے ۔ یہ قبولیت بھی ہمہ گیریت لیے ہوئے ہے، اردو زبان جاننے والوں کا ایک بڑا طبقہ جو دین خالص اور منہج سلف کا حامل ہے وہ دنیا کے کسی خطے میں بھی بستا ہو ضرور بالضرور آپ سے واقفیت کے ساتھ مخلصانہ اور والہانہ محبت رکھتا ہے ۔ ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

یقیناً یہ کتاب وسنت کی خدمت، منہج سلف اور ناموس صحابہ اور ان کی عظمت وشرف کے تحفظ اور دفاع کی برکت ہے کہ آپ اہل علم کے دلوں میں بس گئے ۔ آپ نے اس وقت مولانا مودودی صاحب کی مشہور زمانہ کتاب ''خلافت وملوکیت'' کا تاریخی وشرعی جائزہ لیا جب امت کا مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقہ بے چین تھا اور کسی مردِ حق آگاہ وترجمان کی طرف سے اس پر اصولی رد اور بھرپور علمی جائزہ کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ اس کتاب نے فریب اور خاموشی سے سلف کے مسلمہ اصولوں کی مخالفتوں کے ساتھ صحابہ کی عدالت وتقدس کو داغدار کرنے کی کوشش کی تھی اور رفض وتشیع کی تائید کی تھی، اسی لیے چہار جانب سے علماء حدیث وسنت نے حافظ رحمہ اللہ کے اس علمی جائزہ کی تائید وتحسین کی۔ یقیناً یہ وقت کا سب سے بڑا تقاضا تھا جسے بتوفیق ربانی آپ نے آگے بڑھ کر پورا کیا۔

دنیا اپنے سپاہیوں اور سرحد کے محافظوں سے محبت اور لگاؤ رکھتی ہے، پھر ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ حافظ صاحب سے علماء، عوام وخواص محبت نہ کریں اور اپنے دلوں میں بسا نہ لیں، جو شب وروز مملکت کتاب وسنت ومنہج صحابہ کی سرحدوں کے ہر گھس پیٹھئے کی چالوں کو کامیاب سپاہی کی طرح ناکام کرتا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ دے اور پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے جزائے خیر دے۔

معتبر اہل علم واہل حدیث کے یہاں آپ کی شخصیت متفق علیہ رہی، آپ کا علم وعمل معتبر رہا اور آپ علماء وطلبہ میں ایک مثالی شخصیت کی طرح رہے اور یہی حقیقی اور سچے عالم کی پہچان ہونی چاہیے کہ اس کی زندگی میں اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم عام ہو اور وہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائے۔ یقیناً آپ کی شخصیت پر اس مجموعہ کی پیش کش کے پیچھے یہی مقصد ہے کہ خواص اور اہل علم آپ کی بھرپور جدوجہد اور علمی وسپاہیانہ زندگی کو سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

اخیر میں مرتب عزیزم اور ان کے معاونین بالخصوص جماعت کے مؤقر اصحاب علم وقلم کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے حافظ مرحوم کے ساتھ سچی محبتوں کا ثبوت دیتے ہوئے مرتب کی طلب پر قریب تر وقت میں ان پر گراں قدر مقالات اشاعت کے لیے فراہم کر دیے، اور مرتب نے فائنل کر کے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت کو شائع کرنے کے لیے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کا قدردان بنائے اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دین خالص کی توفیق دے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارك وسلم

خادم جماعت وجمعیت: عبدالسلام سلفی

۲۰/۱۰/۲۰۲۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اس کارگاہ ہستی کا حقیقی نورِعلم کتاب وسنت اور اس کے پاسبان علماء ربانیین وراسخین سے عبارت ہے، نورِ علم کی لو جتنی تیز ہوتی ہے دنیا کی روشنی وضوفشانی اتنی ہی تابناک ہوتی ہے۔ حق پرست علماء عاملین کے بغیر یہ دنیا تاریک اور کال کوٹھری کی مانند ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء ربانیین کا اٹھ جانا اور جہلاء وعلماء سوء کا آجانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ علماء حق دنیا والوں کے لیے روشنی کا مینار ہیں جن کی مثال ستاروں جیسی ہے جن سے انسانیت بحر و بر کی تاریکیوں میں روشنی، راہِ ہدایت اور نشان منزل پاتی ہے، دنیا سے علماء کے اٹھ جانے سے حق پرستوں کے حوصلے سرد پڑتے ہیں جبکہ باطل پرستوں کے لیے باطل کی ترویج اور نشر واشاعت کے راستے آسان ہو جاتے ہیں، قربِ قیامت علم اٹھ جانے اور جہالت پھیل جانے سے مراد درحقیقت دنیا سے علماء کا اٹھ جانا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''إِنَّ ذَهَابَ الْعِلْمِ أَنْ يَذْهَبَ حَمَلَتُهُ، إِنَّ ذَهَابَ الْعِلْمِ أَنْ يَذْهَبَ حَمَلَتُهُ''

[سنن دارمی، حدیث:۲۴۶/مسند احمد، حدیث:۲۳۹۹۰] بے شک علم کا اٹھنا اُس کے حاملین (علماء) کا اٹھ جانا ہے، علم کا اٹھنا اُس کے حاملین کا اٹھ جانا ہے۔

اور علماء حق کی موت روئے زمین کی تباہی اور اس میں فتنہ وفساد برپا ہونے کا سبب ہے، فرمان باری: {أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا} [الرعد:۴۱] کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں:

''خَرَابُهَا بِمَوْتِ فُقَهَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَأَهْلِ الْخَيْرِ مِنْهَا''۔[تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۷۲]

کہ روئے زمین کی تباہی اُس کے فقہاء، علماء اور اہل خیر کی موت کے سبب ہوگا۔

یہی نہیں بلکہ علماء ربانیین وراسخین کی موت دین اسلام میں دراڑ اور خلا پیدا کرنے کا سبب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''مَوْتُ الْعَالِمِ ثُلْمَةٌ فِي الْإِسْلَامِ؛ لَا يَسُدُّهَا شَيْءٌ مَا طَرِدَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ'' [جامع بيان العلم وفضله، از حافظ ابن عبدالبر: ۱/ ۵۹۵، نمبر ۱۰۲۱] عالم دین کی موت اسلام میں ایک ایسی خلا ہے جسے رہتی دنیا تک کوئی چیز پُر نہیں کرسکتی۔

اسی بات کی شعری ترجمانی کرتے ہوئے عبدالعزیز بن احمد بن سعید دمیری دیرینی (۶۹۴ھ) فرماتے ہیں: إذا مَا مَاتَ ذُو علم وتقوى...فقد ثلمت من الْإِسْلَام ثلمه. [طبقات الشافعیۃ الکبری، از امام سبکی: ۸/ ۹۸-۱۰۰]

یہی وجہ ہے کہ سلف امت ہر دور میں علماء کرام کی موت کو دین میں خلا اور نقص قرار دیتے تھے۔ چنانچہ جب خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ (۹۹ھ) کی وفات ہوئی، جو مدینہ کے سات معروف کبار علماء وفقہاء میں سے ہیں اور امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اس کی خبر دی گئی تو انھوں نے إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا اور اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارتے ہوئے فرمایا: ''ثُلْمَةٌ -وَاللهِ- فِي الْإِسْلَامِ'' اللہ کی قسم! یہ تو اسلام میں بہت بڑا خلا ہے۔ [سیر اعلام النبلاء، از امام ذہبی: ۴/ ۴۴۰- تاریخ الاسلام: ۲/ ۱۰۸۸- تهذیب الکمال، از ابوالحجاج مزی: ۸/ ۱۲]

اور جب معروف تابعی امام عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ (۱۰۴ھ) کی وفات ہوئی تو حسن بصری رحمہ اللہ (۱۱۰ھ) نے فرمایا:

''إن موته في الإسلام ثلمة'' یقیناً ان کی موت اسلام کا بہت بڑا خلا ہے۔ (إکمال تهذیب الکمال: ۷/ ۱۳۵)

اسی طرح جلیل القدر عالم قاضی بغداد سعید بن عبدالرحمن بن عبداللہ القرشی المدنی (۱۷۶ھ) کی وفات ہوئی تو بعض شعراء نے ان کے بارے میں کہا ؎

ثُلْمَةٌ فِي الْإِسْلَامِ مَوْتُ سَعِيدِ
شَمِلَتْ كُلَّ مُخْلِصِ التَّوْحِيدِ

سعید بن عبدالرحمن کی موت اسلام کا ایسا خلا ہے جو ہر خالص توحید والے کو شامل ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

[تاریخ الاسلام، از امام ذہبی: ۴/۲۲۶-التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة: ۱/۴۰۱]

اسی طرح جب قاضی حرمین شریفین امام عبدالرحمن بن علی بن الحسین رحمہ اللہ (۵۵۴ھ) کی وفات ہوئی تو کسی سیرت نگار نے ان کے بارے میں لکھا:

خلفت في الإسلام بعدك ثلمة

تبقى على مر الزمان الفاني

آپ نے اپنی وفات کے بعد اسلام میں ایسا خلا پیدا کر دیا ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔(العقد الثمين في تاريخ البلد الأمين: ۵/۴۷)

اسی طرح ریاض سعودی عرب کے جلیل القدر امام، عالم، مفتی، قاضی اور شاہ فیصل وشاہ خالد کے عہد میں متعدد علمی مناصب پر فائز رہنے والے شیخ عبداللہ محمد بن حمید رحمہ اللہ ۱۴۰۲ھ) کی جب وفات ہوئی تو دیگر بہت سارے علماء کے علاوہ احمد الغنام نے اپنے قصیدہ میں ان کے بارے میں کہا:

لقد ثلمت في الدين يا صاح ثلمة

بموت حميد السعي وانقصم الظهر

اے دوست! تو نے قابل تعریف کوشش کرنے والے کی موت کے ذریعہ دین میں بڑی خلا پیدا کر دی ہے اور کمر ٹوٹ گئی ہے۔(تتمة الأعلام للزركلي، از محمد خیر رمضان یوسف: ۲/۱۸-۱۹)

الغرض اہل علم کی موت کے سبب اسلام میں پیدا ہونے والا دراڑ اور خلا مسلم ہے جو اہل علم و فقہ اور امت کے مخلصین کے لیے فکر مندی کا باعث ہے، لیکن اس کے باوجود ''وكان أمر الله قدراً مقدوراً''، ''والله غالب على أمره'' اور ''وما ذلك على الله بعزيز'' وغیرہ بشارتوں میں امت کے لیے بھرپور تسلی کا سامان ہے۔

مخفی نہیں کہ سال رواں ۲۰۲۰ء میں منتشر عالمی وبا اور اس سے متعلق مرض کووڈ کے نتیجے میں پوری دنیا میں ہونے والی اموات اگر لاکھوں میں ہیں تو عالم اسلام میں وفات پانے والے علماء و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضلاء کی تعداد بھی سیکڑوں میں ہے اور ان میں ایک خاصی تعداد علماء ربانیین وراسخین کی ہے جنھوں نے اپنی عمریں خالص توحید وسنت کی اشاعت، دفاع حق اور رد باطل کے لیے وقف کر دیں، انھی میں علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت اور صلاحیت وصالحیت کی پیکر ایک معروف شخصیت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی ہے جن کی پوری زندگی ہمہ جہت علمی کارناموں سے مزین ہے، آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، زبان وادب اور دفاع حق ورد باطل میں قابل ستائش خدمات پیش کی ہیں، یوں تو آپ کی شخصیت کا تعارف ''تفسیر احسن البیان'' اور ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' سے زیادہ ہے، لیکن آپ نے رد باطل میں ناموس صحابہ کی حفاظت کرتے ہوئے مودودیت اور رفض وتشیع کو بے نقاب کیا ہے نیز انکار حدیث کے فتنے کی بیخ کنی کے لیے فتنۂ غامدیت کی سرکوبی کی ہے۔ اسی طرح امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ارکان اسلام، نکاح، طلاق، عیدین، قربانی وغیرہ فقہی مسائل نیز دعوت وتربیت کے موضوعات پر عوام وخواص کی رہنمائی فرمائی ہے جن سے ہم علماء وطلباء اور عوام الناس مستفید ہوتے رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً و جعلها فی میزان حسناته.

حرمین شریفین میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ سے راقم کی دو یادگار ملاقاتیں

یہ میری سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سنہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء میں ایک بار پھر حج بیت اللہ کی توفیق بخشی، دوسری خوش نصیبی یہ کہ اس سال حافظ صاحب بھی حج کے لیے تشریف لائے تھے، بہر کیف یہ حج سے چند روز پہلے کی کوئی تاریخ تھی کہ میں اور میرے رفیق سفر برادر مکرم ابوالحسن صاحب مسجد حرام میں صلاۃ مغرب سے فارغ ہو کر کسی ضرورت سے جونہی باہر نکلے شرکہ مکہ ٹاور کے سامنے صحن میں حافظ صاحب ایک نوجوان کے ساتھ وھیل چیئر پر تشریف لاتے ہوئے نظر آئے، برادر محترم شیخ محمد ہارون محمدی صاحب بھی ساتھ میں تھے، ایک روز پہلے آپ کی ان سے ملاقات ہو چکی تھی، انھوں نے فوراً ہمیں بتلایا کہ یہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب تشریف لا رہے ہیں! انھیں دیکھتے ہی پورے وجود میں مسرت سرایت کر گئی، تیزی سے بڑھ کر آپ سے ملاقات کی، سلام ومصافحہ اور مزاج پرسی کے بعد میں نے آپ کی مسلسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شائع ہونے والی علمی کاوشوں کا تذکرہ کیا اور پوری دنیائے سلفیت میں ان کے انتظار وتجسس اور بالخصوص علمی حلقوں میں ان کی مقبولیت کے بارے میں بتلایا، آپ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر میں نے حافظ صاحب سے ان دنوں وطن عزیز ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں گائے اور اس کی نسل کے ذبیحے پر حکومت کی پابندی کے بعد بھینس کی قربانی کے جواز وعدم سے متعلق اٹھنے والے سوالات اور علماء اہل حدیث کے درمیان ہونے والی چہ مگوئیوں اور اس کی قربانی کے جواز سے عدم اطمینان اور اس بارے میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے شائع کردہ کتاب کا تذکرہ کیا، تو آپ مسکرائے اور کہنے لگے: جو صورت حال آپ بتارہے ہیں بالکل یہی معاملہ ہمارے ساتھ بھی پیش آیا تھا، جب ہم نے اپنی کتاب ''فضائل عشرۂ ذوالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ'' میں بھینس کی قربانی کے جواز کی بات لکھی تو ملک کے گوشہ گوشہ سے علماء کرام اور مرد وخواتین کے ٹیلیفون آنے لگے اور لوگوں نے کہا: حافظ صاحب یہ آپ نے کیا فتویٰ دے دیا؟ پھر آپ نے بتلایا کہ اگر علماء کرام خالی الذہن ہوکر ایک علمی مسئلے کی حیثیت سے اس کا جائزہ لیں تو انھیں بھینس کی قربانی کے جواز میں کوئی تامل نہ ہوگا!

حافظ صاحب سے یہ ملاقات صحن حرم میں کھڑے کھڑے بڑی مختصر رہی، پھر سلام وتحیہ کے بعد ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوگئے۔

حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ طیبہ میں حافظ صاحب رحمہ اللہ سے دوسری تفصیلی ملاقات ہوئی، یہ ملاقات برادر گرامی ڈاکٹر ارقم رئیس مدنی کے ساتھ ان کے خالہ زاد بھائی برادر گرامی فاروق صاحب سلمہ کے دولت کدہ پر ہوئی، لاہور میں حافظ صاحب اور فاروق سلمہ کے مکانات قریب قریب ہیں، فاروق صاحب سلمہ نے حافظ صاحب اور ہم سب کو پر تکلف ظہرانے پر مدعو کیا، صلاۃ ظہر کے بعد مجلس میں طعام کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہا، اس مجلس میں ہندو پاک میں سلفی دعوت کی ضرورت، امکانات اور مشکلات پر تبادلہ خیال ہوا، حافظ صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر احسن البیان کے سلسلے میں مخالفین کی جانب سے شاہ فہد کمپلیکس اور وزارت اسلامی امور سعودی عرب کو موصول ہونے والے اعتراضات کے مالہ وماعلیہ پر گفتگو ہوئی، اسی طرح حافظ صاحب کے موجودہ جاری علمی کاموں کی بابت استفسار کرنے پر انھوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتلایا کہ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' پر کام جاری ہے، تقریباً چار سو صفحات لکھے جا چکے ہیں، بقیہ کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا اور کتاب شائع کی جائے گی ان شاء اللہ (جو الحمد للہ اب مطبوع ومتداول ہے)، پھر میں نے ''بھینس کی قربانی - ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' سمیت صوبائی جمعیت کی چند دیگر مطبوعات حافظ صاحب کے حوالے کی، انھوں نے سرسری طور پر دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا، امیر محترم اور ذمہ داران جمعیت کو دعائیں دیں اور یہ سلسلہ برابر جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ میں نے حافظ صاحب سے ''بھینس کی قربانی'' کو بالاستیعاب پڑھ کر اُس پر اپنے تاثرات قلمبند کرنے کی درخواست کی، آپ نے بخوشی قبول فرمائی اور حج سے واپسی پر پاکستان سے لکھ بھیجنے کا وعدہ فرمایا، جو الحمد للہ حج کے بعد برادرم ڈاکٹر ارقم اور فاروق سلمہما کے توسط سے مجھے بذریعہ ای میل موصول ہوا، فجزاھم اللہ خیراً۔ پھر اذان ہوئی اور محلہ کی مقامی مسجد میں صلاۃ عصر ادا کی گئی، بعدہ سلام و دعا کے بعد حافظ صاحب طبیعت ناساز ہونے کے سبب اپنے مرافق کے ساتھ اپنی رہائش گاہ کے لیے روانہ ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد ہم بھی اپنے ہوٹل واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات قبول فرمائے اور اپنی رحمت سے انھیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

زیر نظر کتاب حافظ صاحب رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح، خدمات اور کارناموں پر مشتمل کبار علماء، طلباء اور آپ کے محبین کے مقالات کا قیمتی مجموعہ ہے، یہ مقالات حافظ صاحب رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح کے علاوہ آپ کی ہمہ جہت علمی، منہجی، تحقیقی اور دعوتی و اصلاحی خدمات پر مشتمل ہیں، یہ مجموعہ بحمد اللہ نہایت جامع، شامل، خوبصورت اور دلنشیں ہے۔ اس مجموعہ میں مقالہ نگاران کی جد و جہد، محنت اور عرق ریزی کے علاوہ برادر عزیز ابو المیزان نصیر رحمانی سلمہ اللہ کی خصوصی دلچسپی، توجہ اور نگرانی شامل ہے، عناوین کے انتخاب، ترتیب، مقالہ نگاروں سے مسلسل رابطہ اور ساتھ ہی کمپوزنگ اور مسودہ کی تصحیح نیز طباعت کے تمام مراحل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، فجزاہ اللہ خیراً۔ مجھے امید ہے کہ یہ مجموعہ اپنے ظاہری و معنوی خوبیوں کی بنا پر حافظ صاحب رحمہ اللہ کی زندگی پر لکھی گئی دیگر تمام کتابوں اور مجموعوں پر فائق ہوگا، ان شاء اللہ۔

اس مجموعہ کی اشاعت پر میں سب سے پہلے اللہ ذو الکرم کا شکر گزار ہوں جس کی توفیق سے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کار خیر انجام پاتا ہے، بعدہ اپنے محترم ومعزز علماء وفضلاء کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر مقالے تیار کیے اور طباعت کے لیے بھیجا۔ اسی طرح امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں جنھوں نے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت سے اس قیمتی مجموعہ کی اشاعت کا فیصلہ کیا، یہ ان کی علم دوستی اور اہل علم وفضل سے محبت اور ان کی خدمات کی قدر دانی کی ایک نمایاں مثال ہے جس کے لیے وہ ہمیشہ سے معروف ہیں،''وصدق من قال: إنه لا يعرف لأهل الفضل فضلهم إلا ذووه''۔ اسی طرح برادر عزیز نصیر رحمانی سلمہ کا اس عظیم کوشش پر شکر گزار ہوں اور ان کے لیے مزید خیر وسعادت کے لیے دعا گو ہوں۔ اخیر میں دعا ہے کہ اللہ عزوجل تمام معاونین ومخلصین کی کوششیں قبول فرمائے اور انھیں اس کا نیک صلہ عطا فرمائے۔ آمین

ممبئی-۹رنومبر ۲۰۲۰ء

ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

تقسیم ہند کے بعد جن علمانے منہج سلف کے فروغ اور دفاع کتاب وسنت کا علم سنبھالا، ان میں ایک بڑانام مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا ہے، آپ تقریبا نصف صدی تک علمی افق پر نیر تاباں کی طرح چمکتے رہے۔ مولانا کی دینی اور علمی خدمات کی جہتوں میں بڑا تنوع اور بہت وسعت ہے، نقد ونظر کا ذوق فطری تھا، معاصر مسلم مفکرین اور دانش واروں کے افکار ونظریات پر آپ کی گہری نظر تھی، برصغیر کی مذہبی، سیاسی اور سماجی تاریخ کا وسیع مطالعہ تھا، محدثین اور منہج سلف کا دفاع آپ کا پسندیدہ موضوع تھا، ایسے تمام دریچوں اور روزنوں کی خبر رکھتے تھے جن سے انکار حدیث کی بو آنے کا اندیشہ ہوتا، تاریخ سازوں کی فریب کاریوں کو بے نقاب کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا، غیرت ایمانی کا جذبہ اس قدر شدید تھا کہ جب بھی کسی نے صحابی رسول اور احادیث رسول پر انگشت نمائی کی آپ نے فوراً اس کا جواب دیا۔ خلافت وملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت سے لے کر فکر فراہی اور فکر غامدی تک آپ کی تصنیفات اس بات کی شاہد ہیں۔ مولانا کی تفسیری خدمات کے بارے میں کیا کہنا، یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد جماعت میں اس خلا کو پر کرنے میں آپ یکہ وتنہا کامیاب رہے اور اکیلے ہی اس قدر کام کر گئے، جس کے لیے علمی اکیڈمیوں کی ضرورت پڑتی ہے، اللہ نے آپ کی تفسیر ''احسن البیان'' (آپ کے حواشی اور مولانا محمد جوناگڈھی کا ترجمہ) کو مقبولیت کے ایسے ذرائع عطا کر دیے کہ عصر حاضر کی مقبول ترین تصنیف بن گئی، یہ تفسیر مطالب قرآن کی تفہیم کے لیے سب سے آسان اور بہتر تفسیر سمجھی جاتی ہے۔

مولانا صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے عنفوان شباب ہی سے اپنی تمام تر صلاحیتوں، ذہانت و فطانت کو منہج سلف کے دفاع، قرآنی اور حدیثی خدمات، اعلی اور معیاری صحافت، باطل نظریات کی تردید کے لیے وقف کر دیا۔ آپ کی تصنیفات اور مقالات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے آپ کو لکھنے کی بے پناہ صلاحیت بخشی تھی، جب بھی کسی موضوع پر لکھتے، دلائل کا انبار لگا دیتے، استدلالات منطقی اور حکیمانہ ہوتے، اسلوب اور انداز بیان انتہائی سنجیدہ، ساحرانہ اور ایک خاص قسم کی ادبی چاشنی لیے ہوتا، مذہبی لٹریچر خصوصا ردوابطال میں مصنفین کا انداز عام طور پر خشک ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کتابیں ایک خاص حلقہ تک محدود ہوکر رہ جاتی ہیں، اہل حدیث علما میں مولانا اسماعیل گجرانوالوی کے بعد مولانا پہلے عالم تھے جنھوں نے اپنی تحریروں میں ادبی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا، آپ کے خلوص، ایمانی جذبہ، دینی غیرت اور مسلم معاشرہ کو صراط مستقیم پر لانے کی عملی جدو جہد نے عظمت اور رفعت کے اس مقام پر پہنچا دیا کہ دنیا رشک کرے۔

۱۲ر جولائی ۲۰۲۰ء کو مولانا اس دنیا سے رخصت ہوئے، علم کی دنیا اور جماعت اہل حدیث کے لیے آپ کا سانحۂ ارتحال ایک عظیم خسارہ تھا جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ بہر حال آپ اپنے حصے کا کام بطریق احسن کر گئے، عمر بھر منہج سلف کو فروزاں کرنے میں لگے رہے، آپ کی پوری زندگی درس و عبر سے عبارت تھی، علمی اعتبار سے آپ متقدمین علما سے کسی طرح کم نہ تھے، پچاس سے زائد آپ کی تصنیفات، تراجم اور الاعتصام میں بکھرے ہوئے سینکڑوں مقالات اور اداریوں کے ذریعے آپ نے امت مسلمہ میں اتباع کتاب وسنت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی، معاشرتی اصلاح، قرآن وحدیث کی طرف رجوع، جمود وتقلید اور منہج سلف کے درمیان فرق، بدعات وخرافات کی تردید، توحید اور اتباع سنت کی دعوت جس انداز اور متاثر کن اسلوب میں دی وہ مثالی ہے، نوجوان علما اور طلبہ کو اس سے واقف کرانا ضروری اور وقت کا تقاضا تھا، تاکہ وہ اس عظیم شخصیت کی جلائی ہوئی مشعل سے روشنی حاصل کرسکیں۔

الحمدللہ نوجوان صحافی اور عالم مولانا ابوالمیزان حفظہ اللہ نے حافظ صاحب کی حیات اور خدمات پر علما اجلہ اور مقتدر اہل قلم سے مقالات لکھوانے اور ان کی ترتیب وتدوین کا نہ صرف منصوبہ بنایا بلکہ چند مہینوں میں اسے عملی جامہ پہنا دیا۔ مولانا ابوالمیزان رحمانی کی شخصیت اور ان کی فعالیت سے جماعت کے سرکردہ حضرات اور اہل نظر علماء خوب واقف ہیں۔ تجارت آپ کا پیشہ ہے لیکن آپ کی دل چسپیوں کا محور اردو صحافت ہے، اس میدان میں آپ سے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۲۰۰۹ء میں فری لانسر کے کچھ شمارے نظر سے گزرے، معلوم ہوا کہ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایڈیٹر ابوالمیزان صاحب ہیں، ان کی تحریریں دل کش اور معنویت سے بھرپور ہوتی تھیں، پہلی بار بالمشافہ ملاقات جامعہ سلفیہ میں منعقدہ ابنائے جامعہ سلفیہ کے اجتماع میں ہوئی۔ موصوف توقع سے زیادہ کم سخن اور ایک اچھے سامع نکلے، ان کے بارے میں شاگردوں نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ آپ بولتے کم ہیں خاموشی سے کام کرنا زیادہ پسند ہے۔ دوسری بار دلی میں ملاقات ہوئی، ایک طویل مجلس جمی، مختلف موضوعات پر باتیں ہوئیں، وہاٹس ایپ پر پیغامات کے سلسلے شروع ہوئے، آپ کا ایک بڑا کارنامہ "دی فری لانسر" کا برقی اجرا ہے۔ میری نظر میں یہ تنہا ایسا پورٹل ہے جو نوجوان طلبا میں صحافت کا ذوق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے، متعدد اہل قلم ایسے ہیں کہ فری لانسر جن کی شناخت کا سبب بنا، ماشاء اللہ اس پورٹل پر شائع ہونے والے مضامین دنیا کے گوشے گوشے میں پڑھے جاتے ہیں اور دن بدن اس کے قارئین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے، اس وقت جماعت اور جماعتی اداروں سے نکلنے والے رسائل و جرائد کی زبوں حالی سے سبھی واقف ہیں، اس صورت میں فری لانسر کی روز افزوں ترقی پر دل سے دعائیں نکلتی ہیں، یہ عظیم کارنامہ عزیزی ابوالمیزان اور ان کے معاونین کی انتھک جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

عزیزی ابوالمیزان نے مولانا حافظ صلاح الدین کی شخصیت اور ان کے کارناموں کو منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا تو اس ہیچ مداں کو بھی مشوروں میں شریک کیا اور ایک مضمون لکھنے کا مکلف کیا، یہ میری بدنصیبی تھی کہ کوویڈ ۱۹ کی وجہ سے لاک ڈاؤن کی محصوری اور مسلسل علالت کی وجہ سے میں آپ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا نہ کرسکا۔ یہ ان کی پرخلوص محبت تھی کہ اپنی مرتب کردہ کتاب کی پی ڈی ایف آپ نے فراہم کردی، کتاب کی فہرست اور مشمولات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگیا کہ یہ کتاب تذکرہ نویسی کی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوگی، ان شاء اللہ۔

کتاب کے مطالعے کے بعد جو تاثرات میرے ذہن میں آئے انھیں ذیل میں لکھنے کی جسارت کررہا ہوں:

۱- کتاب کے متعلق دعویٰ تو نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ حافظ صلاح الدین کی قدآور شخصیت اور کمالات کا مکمل احاطہ ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ مرتب نے ان کی تابندہ زندگی کا حسین مرقع پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، جس سے حافظ صاحب کی علمی، دعوتی اور تحقیقی خدمات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متنوع اور مختلف زاویوں کے دروا ہو گئے ہیں۔

۲- یہ کتاب جلد ہی ناظرین کے ہاتھوں میں ہوگی، وہ بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس کی علمی قدر و قیمت کیا ہے تاہم جن مقتدر اہل قلم اور بزرگ علما کے مضامین اور مقالوں کو کتاب میں شامل کیا گیا ہے، ان کے اسماء گرامی ہی کتاب کی اہمیت، وقعت اور استناد کے لیے کافی ہیں۔

۳- مرتب کتاب نے حتی المقدور حیات و شخصیت کے اہم پہلوؤں پر جامعیت و ارتباط کا خاص لحاظ رکھا ہے، تاثراتی مضامین ہوں یا مقالات ہر ایک اپنی جگہ پر اہم ہیں اور مولانا رحمہ اللہ سے متعلق کسی نہ کسی پہلو کو اجاگر کرتے ہیں۔

۴- آغاز میں ان علماء کبار کے تاثراتی مضامین ہیں جن سے حافظ صاحب کے دوستانہ اور دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔ مثلاً مولانا عزیر شمس، ڈاکٹر وصی اللہ عباس، ڈاکٹر عبدالرحمن پریوائی، مولانا صلاح الدین مقبول احمد، مولانا عبدالمالک مجاہد، حافظ صاحب کے صاحب زادے مولانا محمد عثمان اور مولانا شیر خان جمیل عمری نے حافظ صاحب کے سوانحی حالات کے تقریباً بیشتر گوشوں کو سمیٹ لیا ہے، مولانا مجاہد کا مضمون اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس کے ذریعے سے مولانا کی تفسیر ''احسن البیان'' کا پورا پس منظر واضح ہو جاتا ہے۔

۵- ہندوستان کے مشہور اہل قلم مولانا رفیق احمد سلفی حفظہ اللہ کے تین وقیع اور طویل مضامین کو کتاب میں شامل کیا گیا ہے، پہلے مضمون میں آپ نے حافظ صاحب کے تفسیری حواشی کا مکمل جائزہ لیا، دوسرے مضمون میں حافظ صاحب کی دیگر قرآنی خدمات خصوصاً آپ کی غیر مطبوعہ مفصل تفسیر ''تفسیر احسن البیان مع الافادات والاضافات'' کا تعارف کرایا، مولانا رفیق احمد نے تیسرے مقالے میں حافظ صاحب کی چالیس سے زائد تصانیف کا تفصیلی تعارف کرایا ہے، جس سے مولانا سلفی کی محنت، دیدہ ریزی اور حافظ صاحب سے محبت وعقیدت مندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۶- حافظ صاحب کی شہرۂ آفاق کتاب ''خلافت و ملوکیت، تاریخی و شرعی حیثیت'' سے متعلق چار مقالے شامل کتاب ہیں، ڈاکٹر عبدالرحمن کے مقالے میں کتاب کے پس منظر اور پیش منظر کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مولانا ابوالرجان فیضی نے کتاب کے مشتملات کی نشان دہی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، ڈاکٹر سعد احمد نے خلافت وملوکیت کے بارے میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے فکری اسلوب اور حافظ صلاح الدین کے سلفی منہج کا مقارنہ نیز دونوں کا محاکمہ اور تحلیل وتجزیہ پیش کیا ہے، ڈاکٹر محمد وسیم محمدی نے مشاجرات صحابہ کے حوالے سے کتاب پر بحث کی ہے، اس طرح چاروں مقالات نے مل کر اس موضوع کو جامع بنا دیا ہے۔

۷- کتاب میں مولانا اسعد اعظمی، مولانا شعبان بیدار صفاوی، مولانا رشید سمیع سلفی، مولانا ثناء اللہ صادق تیمی، مولانا عبدالرزاق محمدی، مولانا عبدالغفار سلفی، مولانا ابوالمیزان وغیرہم کے متنوع اور فکر انگیز مضامین کی شمولیت سے حافظ صاحب کے منہجی اسلوب اور علمی خدمات کے متعدد ابواب کی تفہیم آسان ہوگئی۔

مولانا ابوالمیزان صاحب اپنے برقی رسالہ ''دی فری لانسر'' کے ذریعہ نوجوان قلم کاروں میں علمی سنجیدگی پیدا کرنے، مطالعہ تحلیل وتجزیہ اور تنقیدی ذوق پروان چڑھانے اور ان کی ادبی اور علمی تربیت کرنے کی خاموش کوشش کر رہے ہیں، خوشی کی بات ہے کہ انھوں نے نوجوان قلمکاروں کے مضامین کو بھی شامل کتاب کیا، ان نوجوانوں کی کاوشیں قابل قدر ہیں اور تحریری میدان میں ان کے روشن امکانات کی نشان دہی کرتی ہیں۔

۸- حافظ صلاح الدین یوسف کی صحافتی خدمات ان کی تابناک زندگی کا اہم حصہ ہیں، آپ نے طویل عرصہ تک الاعتصام کی ادارت کی، اس کے علاوہ آپ کے مضامین برصغیر کے معیاری رسائل کی زینت بنتے رہے ہے، چار سو سے زائد طویل اور مختصر مضامین آپ کے قلم سے نکلے، جن میں سے متعدد مضامین بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ اس موضوع پر زیر نظر کتاب میں صرف مولانا ابوالمیزان کا ایک مضمون ہے، جس میں آپ نے حافظ صاحب کا صحافتی موقف اور آپ کے صحافتی اصولوں نیز صحافتی مقام کی قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس موضوع پر مزید مقالات کی ضرورت تھی۔

ہمارے تصور میں بھی نہیں تھا کہ مولانا ابوالمیزان صاحب اتنی مختصر سی مدت میں حافظ صاحب کی حیات وخدمات پر اس قدر شاندار اور دستاویزی کتاب منظر عام پر لائیں گے، اس کا بہت کچھ کریڈٹ فاضل مضمون نگاروں کو بھی جاتا ہے، جنھوں نے عزیزی سے بھرپور تعاون کیا اور متعینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت میں اپنے پرمغز مقالے ان کو ارسال فرمائے۔

مرتب کتاب کو میں ایک بار پھر اس سعی مسعود پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کتاب کی طباعت کا مرحلہ ذرا کٹھن تھا، لیکن دل میں لگن اور خلوص ہو تو اللہ رب العالمین راہیں نکال دیتا ہے، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی مولانا عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی قدر شناسی اور علم نوازی معروف ہے، آپ نے جمعیت مذکور کے شعبۂ نشر واشاعت سے کتاب چھاپنے کی ذمہ داری قبول فرمائی، اللہ تعالیٰ انھیں اجر عطا فرمائے۔ آمین

مجھے پورا یقین ہے کہ یہ کتاب علمی حلقوں میں خوب خوب پذیرائی حاصل کرے گی۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مرتب، ان کے معاونین، اس کے مضمون نگاروں اور ناشر کے علم و عمل میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔

والسلام

محمد ابوالقاسم فاروقی

شاہین باغ - اوکھلا، نئی دہلی

۳؍دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض مرتب

شخصیات کی حیات وخدمات پر جو سیمینار ہوتے ہیں ان میں پیش کردہ مقالے اگر شائع نہ کیے جائیں تو محنت ضائع ہو جاتی ہے اور مقصد ادھورا رہ جاتا ہے۔ سیمینار کے لیے جو سینار یو مطلوب ہے کووڈ ۱۹ کی وجہ سے وہ اس سال ممکن بھی نہیں تھا۔ آن لائن کام ہوتے رہے اور باقی پراوس پڑی رہی۔ اس دوران ہونے والے نقصانات کی فہرست بہت لمبی ہے البتہ سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ بڑی تیزی کے ساتھ کئی معتبر علماء کرام اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انھی میں سے ایک حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم بھی ہیں۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ۱۲ ر جولائی ۲۰۲۰ کو ہوا اور اسی دن حافظ عبدالحسیب مدنی صاحب کی تحریک پر پہلے کچھ مضامین کی خصوصی اشاعت کا ارادہ ہوا تھا جو ۲۶ ر جولائی تک اس کتاب کی ترتیب کے خیال میں تبدیل ہو گیا۔ دس اگست تک تمام مضمون نگاروں سے بات ہو چکی تھی البتہ اس فہرست میں اضافہ تو ستمبر تک ہوتا رہا۔

رسالوں کی خصوصی اشاعت اور دیگر مرتبہ کتابوں میں عام طور پر موضوعات کی تکرار بہت کھلتی ہے۔ عناوین منتخب کر دیے جائیں تو بھی ہر بات حضرت آدم سے شروع کرنے کی جو روایت چلی آرہی ہے وہ ہر کوئی نبھانے میں لگا رہتا ہے۔ ایسے کاموں میں تبرک کے طور پر سب کی شمولیت کا بھی ایک تصور ہے جو دو سو صفحات کے مواد کو دو چار گنا پھیلا کر ضخامت تو بڑھا دیتا ہے مگر قارئین کے لیے دردسر بن جاتا ہے۔ تکرار قرآن وحدیث میں بھی ہے مگر تاکید کے طور پر، موقع محل کی مناسبت پیش نظر رکھی جائے تو تاکید کے حسن میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ البتہ مطلوب تفصیل اور بے جا طوالت کے فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔

یہ سب مسائل پیش نظر تھے اور یہ بات بھی کہ وقت ہو یا انسان جو گزر چکا محض اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخی بیان میں مطلوبہ افادیت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی طرح تجزیاتی تاریخ کے پیرایے میں ذکر ہو تو اس سے افراد سازی میں مدد ملتی ہے۔ اہل علم کی زندگی میں بالمشافہ تعلیم وتربیت پانے کا جو ایک موقع ہوتا ہے وہ ان کے اس دنیا سے گزر جانے کے بعد ان کی علمی خدمات سے استفادے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دین کی تبلیغ واشاعت میں اپنی زندگی کھپا دینے والے جب کہیں علمی جائزے کا موضوع بنتے ہیں تو ان کی زندگی کا ہر شعبہ تحریک پیدا کرتا ہے۔ علماء اور طلباء کے لیے ان کی حیات مستعار کے نشیب وفراز بڑے سبق آموز ہوتے ہیں۔

مسلکی غیرت وحمیت کے حامل اور کتاب وسنت کی تعلیم واشاعت پر تاحیات کمر بستہ رہے حافظ صلاح الدین یوسف ﷫ کا پروفائل بہت شاندار ہے۔ اللہ رب العالمین کا خصوصی کرم نہ ہو تو وہ ایک بندے کو اتنی ساری شش جہتی خدمات کی توفیق نہیں دیتا۔ تفسیر احسن البیان کی مقبولیت سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کی کاوشوں کی قبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حافظ صاحب کا انتقال ہوا تو ہر چہار جانب سے مفسر، محدث، محقق، مصنف اور مترجم کے علاوہ بھی کئی القاب سے انھیں یاد کیا جانے لگا۔ عقیدت سے یاد کرنے، محبت میں تکلیف محسوس کرنے اور ارادت میں علمی باقیات سے شغف رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن القاب کے ورد سے دعووں کو اعتبار نہیں ملتا اور نہ ہی اس کا کوئی خاطر خواہ اثر سننے والے پر پڑتا ہے۔ یہ بنیادی سبب ہے اس کتاب کے خیال کا۔ ان دعووں کی دلیل جاننے یا فراہم کرنے کی تڑپ سے یہ کام شروع ہوا تھا۔

چار پانچ لوگوں نے معذرت کر لی اور اتنے ہی لوگ ہامی بھرنے کے باوجود نہیں لکھ سکے۔ جنھوں نے لکھا ان کا بہت شکریہ اور جو نہیں لکھ پائے ان کا بھی کیونکہ اس پورے پروسیس میں ان کے قلمی تعاون کا احساس ساتھ رہا۔ جزاھم اللہ خیرا

خود لکھنا جتنا آسان ہے دوسروں سے لکھوانا اتنا ہی مشکل۔ مگر ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے، فان مع العسر یسرا۔ کثیر جہتی علمی خدمات کی وجہ سے تمام اہل علم کے دلوں میں حافظ صاحب کی محبت ایسی بسی ہوئی تھی کہ اللہ رب العزت نے بہت آسان کر دیا۔ نہایت ہی مختصر مدت میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ فالحمد للہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نگاہ اور شمار میں نہ ہونے کے باوجود کچھ بہت قریبی دوستوں کو دیر سے اطلاع دی پھر بھی انھوں نے بڑی آسانی سے لکھ کر دے دیا۔ ڈاکٹر وسیم محمدی، برادرم جلال الدین محمدی اور ڈاکٹر سعد احمد کا بہت شکریہ۔

حافظ صاحب کے مذکورہ القاب میں سے ایک ایک پر کئی پہلوؤں سے لکھے گئے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ تکرار سے بچنے کے لیے پہلے تو عناوین تیار کیے گئے، ان میں مولانا رفیق احمد رئیس سلفی اور پھر حافظ عبدالحسیب مدنی صاحب نے بڑے اہم اضافے کیے تھے، فجزاھم اللہ خیرا۔ ان کی علمی رہنمائی آخری مرحلے تک ملتی رہی۔ موصولہ مضامین میں بھی دقت نظری کے ساتھ ایڈیٹنگ کی گئی۔ مضامین کے تیور عموماً تجزیاتی نوعیت کے ہیں تاکہ محض معلوماتی سوانح کی خشکی راہ نہ پائے۔ دستیاب کتابوں اور وسائل کی مدد سے تیار کی گئی یہ کتاب ایک ابتدائی کوشش ہے حافظ صاحب کی حیات وخدمات کے جائزے کی، جس میں کئی پہلو تشنہ رہ گئے ہوں گے۔ لاک ڈاؤن، ایک سرحد کی دوری اور مختلف اسباب کی بنا پر جو ممکن ہوسکا وہ حاضر ہے۔

قابل ذکر شخصیات کی خدمات کے ایسے ہی جائزے میں ہم جیسے طالبان علوم نبوت کے لیے استفادے کے مواقع زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ پھر بھی مضامین کی ترتیب وتدوین میں جو کمی رہ گئی ہو اہل علم وقلم سے اس کی نشاندہی کی درخواست ہے تاکہ اصلاح کی جاسکے۔

متعلقہ موضوع پر دستیاب تمام مواد یکجا کرنے میں کچھ بہت زیادہ خیر نہیں ہے۔ مرتب یا مؤلف اگر خود ہی اپنا ناقد بن جائے تو نقد وتبصرے کے معیار پر کتاب کھری ثابت ہوگی۔ معیاری مواد کی پیش کش کے علاوہ اگر ترتیب میں تعلق، تبرک یا تملق کو پیش نظر رکھا گیا تو نتیجہ محنت اور وسائل کے ضیاع کی صورت میں نکلے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں جن مضامین کو تاثرات دپیغامات کی جگہ پر رکھا گیا ہے وہ بھی روایتی قسم کے نہیں ہیں بلکہ مرحوم سے تعلق رکھنے والی ایسی اہم شخصیات کی آراء اور مشاہدات ہیں جن کا مقام دیگر تجزیاتی تحریروں سے بھی بڑا ہے۔ ڈاکٹر وصی اللہ عباس صاحب، مولانا محمد عزیر شمس صاحب، ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی صاحب، مولانا صلاح الدین مقبول صاحب اور محترم عبدالمالک مجاہد صاحب حفظہم اللہ کو اللہ رب العالمین دونوں جہان میں اجر عظیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نوازے کہ اپنی بے انتہا مصروفیات کے باوجود انھوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی اور اپنی گراں قدر تحریریں بھیجیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم کے صاحبزادے حافظ عثمان صاحب کا بے حد شکریہ کہ انھوں نے ہر ممکن تعاون کیا اور اپنے والد کے خانگی حالات نیز ان کے آخری ایام کی تفصیل ہمیں لکھ بھیجی۔

تمام مضمون نگاروں کے ساتھ میں شکریہ ادا کرتا ہوں برادرم ابن کلیم، مرشد عبدالقدیر، ڈاکٹر نصیر الحق، عبدالرحمن صدیقی، حافظ سمیر سلفی، رضوان رحمانی اور صفی الرحمن صاحب کا کہ ان کے تعاون اور مشورے سے کتاب کی تکمیل تک حوصلہ بنا رہا۔

مولانا حنیف صاحب (سری نگر) کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ انھوں نے حافظ صاحب کی آخری کتاب ''فکر فراہی'' جو ابھی تک ہندوستان میں دستیاب نہیں ہے بلیو ڈارٹ کے ذریعے مجھے بھیج دی جو تیسرے دن مل گئی۔ مولانا کے پاس اس کتاب کا یہی ایک ہی نسخہ تھا جو انھوں نے دبئی سے منگوایا تھا۔

طباعت کی مشکلات اور وہ بھی اس لاک ڈاؤن میں، اندازہ تھا مگر اس خیال نے کتاب پر کام کرنے سے کبھی نہیں روکا۔ حافظ صاحب کی تفسیر احسن البیان کو جس طرح مجمع الملک فہد مدینہ نے چھاپ کر دنیا بھر میں پھیلایا ہے اس کی برکت نے تمام متعلقین کی محبت دلوں میں ڈال دی ہے۔ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر مولانا عبدالسلام سلفی صاحب سے مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو نہ صرف انھوں نے قبول کیا بلکہ کتاب کی منہجی اہمیت کے پیش نظر اسے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی طرف سے اشاعت کے لیے بھی منظور کرلیا۔ اس حوصلہ افزائی اور تعاون کے لیے مولانا عبدالسلام سلفی صاحب کا خصوصی شکریہ اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے تمام اراکین ومعاونین نیز خیر خواہان کا بھی شکریہ کہ وہ اس معتبر پلیٹ فارم سے جڑے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت دعوت دین کے اس سلسلے کو ہمیشہ جاری وساری رکھے۔ آمین

صوبائی جمعیت کے شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے محسن گرامی جناب مولانا عنایت اللہ مدنی صاحب نے 'عرض ناشر' لکھا ہے۔ امیر محترم مولانا عبدالسلام سلفی صاحب کے مشورے سے فضلاء جماعت مولانا ظفر الحسن مدنی، مولانا عبدالمعید مدنی، مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختار احمد محمدی مدنی اور مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی ﷾ کے تاثراتی نیز تجزیاتی مضامین بھی کتاب میں شامل کیے گئے ہیں، اسی دوران مولانا محمد سنابلی مدنی صاحب کا بھی ایک مختصر مضمون مولانا عنایت اللہ مدنی صاحب کی وساطت سے دستیاب ہوا اور استاد گرامی مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب جو اپنی علالت کی وجہ سے متعینہ مضمون نہ لکھ سکے تھے صحت یابی کے بعد انھوں نے تقریظ لکھ دی۔ جماعت کے ان تمام موقر ومحترم علماء کرام کے ہم بے حد ممنون ہیں، اللہ رب العالمین انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

منصوبے کے مطابق کتاب کی طباعت میں اگر چہ کچھ تاخیر ہوئی مگر اس تاخیر کے سبب انتہائی اہم تحریروں کا اضافہ بھی ہو گیا۔ فالحمدللہ

اللہ رب العالمین حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم کے تمام نیک اعمال کو قبول فرمائے، ان کی لغزشوں کو معاف کرے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کی تکمیل واشاعت میں تعاون کرنے والے تمام احباب اور بزرگوں کو اللہ جزاء خیر دے اور قارئین کے لیے اسے مفید بنائے۔ آمین

ابوالمیزان

(ممبئی)

۲۰۲۰/۱۰/۱۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرامی نامے

● مولانا رفیع احمد مدنی (آسٹریلیا)

محترم ابوالمیزان صاحب...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یادآوری کا شکریہ۔ حافظ صاحب پر کتاب کی تالیف اور اشاعت کے منصوبے پر مبارکباد قبول کریں۔ جزاک اللہ خیرا

حافظ صاحب پر کچھ لکھنا باعث سعادت ہے۔ مگر فقہ نہ میرا اختصاص ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ موضوع سے انصاف کرسکوں گا۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں۔

حافظ صاحب کے ساتھ چند دن لندن میں گزارنے کا موقعہ ملا تھا۔ اتفاق سے حافظ صاحب نے اپنے سفرنامے میں اس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اس ملاقات کا منظر اور اس کے نتیجے میں حافظ صاحب سے متعلق ذہن میں جو تاثر ابھرا تھا وہ ذہن کے کسی گوشے میں ہمیشہ موجود رہا ہے۔ توفیق ہوئی تو کسی وقت اپنے تئیں کچھ لکھنے کی کوشش کروں گا۔

مضامین کی فہرست میں فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات، ایک علمی وتحقیقی جائزہ (مطبوعہ المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی) پر کوئی تبصرہ نہیں آیا۔ حافظ صاحب کی یہ کاوش اہم اور قابل توجہ ہے۔ یہ کتاب غالباً المدینہ اسلامک سنٹر کے ویب سائٹ پر مل جائے۔

ہندوستانی علماء میں دکتور عبدالرحمان بن عبدالجبار فریوائی (ریاض) اور مشہور محقق شیخ عزیر شمس (مکہ) مولانا سے بہت قریب تھے۔ دکتور فریوائی نے ان کی مشہور کتاب ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ حافظ صاحب کی خواہش تھی کہ کتاب جلد چھپ جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ ترجمہ زیر طباعت ہے۔ دکتور فریوائی کے ساتھ حافظ صاحب ایک لمبی مدت سے اتصال میں تھے۔ اسی طرح شیخ عزیر سے بھی قریبی تعلق تھا۔ کوشش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں کہ ان دونوں کے مضامین مل جائیں تو کتاب اور بھی وقیع ہو جائے گی۔

● **مولانا عبدالرزاق عبدالغفار سلفی (دبئی)**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ایسے سنہری موقع پر یاد کیا، جس کا میں بے حد شکر گزار ہوں، یقین جانئے شیخ رحمہ اللہ کا جس دن انتقال ہوا ہے اسی دن سے برابر یاد آتے رہتے ہیں، آج آپ نے پھر ان سے ملاقات کی یاد ایک بار اور تازہ کر دی۔

۱۹۸۴ کی بات ہے جب میں نے پاکستان کا سفر کیا تھا اور شیخ سے ملاقات ہوئی تھی اس وقت وہ رعنا جوان تھے، علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے اور کسی مسئلہ پر محو گفتگو تھے، میں پہنچا، سلام کیا اور باادب بیٹھ گیا، تعارف ہوا، نستعلیق انداز میں گفت وشنید ہوئی، شیخ رحمہ اللہ ایک خاموش سمندر کی طرح تھے، لیکن پیشانی پر ذہانت ہویدا۔

اب اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس دل وجگر کے مالک تھے کہ زندگی بھر صرصر کے تھپیڑوں کا جواب دیتے رہے، چند لمحوں کی ملاقات دل پر نقش دوام چھوڑ گئی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور شیخ صلاح الدین یوسف رحمہما اللہ کے درمیان بس اتنا ہی فرق تھا، ایک خاموش سمندر ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، اور دونوں نے باطل کا مقابلہ خوب کیا، ایک کو مختصر زندگی ملی ایک کو بھر پور رحمھما الله رحمة واسعة لا تنقطع.

میں ان دنوں بے حد مشغول ہوں، چاہنے کے باوجود کچھ لکھنے سے معذور ہوں، معذرت قبول فرمائیں۔ چونکہ وقت بہت کم ہے اور میں نہایت سست نویس ہوں، ماشاء اللہ جن احباب کا آپ نے ذکر کیا ہے، فاضل احباب ہیں ان شاء اللہ اچھے مضامین آپ کے پاس آئیں گے، آپ ہر اعتبار سے مستحق مبارکباد ہیں، میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ اگر توفیق ملی تو پھر کسی اور وقت باذن اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کی یاد میں

ڈاکٹر وصی اللہ عباس

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین و بعد:

علامہ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ سے متعلق بھائیوں نے علماء وطلبہ کے تاثرات کو طبع اور نشر کرنے کا انتظام کیا تو مجھ سے بھی کہا کہ میں بھی اپنے کچھ تاثرات کا اظہار کروں تو علی عجل یہ چند سطور حاضر ہیں۔

میں مولانا صلاح الدین سے بہت متاثر ہوں اس لیے کہ آپ ایک جید اہل حدیث عالم تھے۔عقیدہ وعمل،نسبت وسلوک ہر پہلو میں آپ نے منہج اہل حدیث پر زندگی گزاری، عالم باعمل کی تصویر تھے۔آپ کی زندگی سے متعلق جو معمولی معمولات میرے علم میں ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس محترم ہستی نے زمانہ طلب علمی میں اور پھر مدارس سے فراغت کے بعد لگتا ہے اپنی زندگی کے اوقات کو ضائع نہیں کیا، بلکہ بھرپور استفادہ کر کے اپنے اعمال صالحہ کی ایک فہرست چھوڑی اور بعد الموت علمی صدقہ جاریہ کا بہت بڑا خزانہ اپنے پیچھے چھوڑا۔درجنوں مؤلفات اور تحقیقی بحوث کی امانت ہمیں دے کر گئے جن سے امت ان شاء اللہ استفادہ کرتی رہے گی۔مساجد میں خطابت، درس وتدریس، الاعتصام کی ادارت اور دیگر اداروں سے انسلاک اور ان کی نگرانی کے ساتھ تالیف وتحقیق کا کام آسان نہیں، ایک صاحب عزم ہی یہ سب کام کرسکتا ہے۔آپ ایک اہل حدیث عالم تھے،اس وجہ سے آپ کی زندگی خدمت کتاب وسنت کے محور پر متحرک رہی۔

میرا ایمان ہے کہ منہج اہل حدیث قدیما وحدیثا منہج صحابہ کا ترجمان ہے۔اور علماء اہل حدیث بفضل اللہ اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں: فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق (اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہوں گے)

اس آیت میں سب سے پہلے مخاطب صحابہ کرام ہی ہیں۔ صحابہ کرام ہی کے منہج ایمان کو اللہ رب العزت نے تمام دنیا کے لیے معیار ایمان وعمل بنایا ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ صحابہ کرام نے یہ منہج ایمان وعمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے، جبریل امین نے اللہ رب العزت سے لیا، کتنی اونچی اور مبارک سند ہے اس مبارک منہج کی۔

اسی منہج کا امتداد جماعت اہل حدیث کا منہج ہے۔ ہم سب کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے اختلاف وشقاق اور تہتر فرقوں کے درمیان ہمیں منہج صحابہ کو اختیار کرنے کی توفیق بخشی:

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله۔

امت میں فتنے برپا ہوں گے، خیر وشر کا تبادل وتدافع ہوتا رہے گا، عموماً ہر آنے والا دن گذشتہ ایام سے بدتر ہوتا جائے گا۔ مگر اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے امت مسلمہ میں ایک طائفہ کے ہمیشہ بالاستمرار رہنے کا فیصلہ فرمایا ہے، جس کی خوش خبری بذریعہ وحی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ ''بالاستمرار اور بلا انقطاع ایک گروہ ایسا رہے گا جو حق کو اپنے سینوں سے لگا کر زندگی گزارے گا اور غالب رہے گا۔'' وہ گروہ (ما انا علیہ واصحابی) کا گروہ ہے یعنی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلتا رہے گا۔

اسی طائفہ نے فتنہ خوارج کو زیر کیا، شیعہ اور روافض کا مقابلہ کیا، ارجاء وتجہم اور اعتزال سے معرکہ آرا ہوئے، دین میں ایجاد کردہ عقیدہ اشعری وماتریدی کی غلطیوں پر انگلی رکھ کر ان عقائد کے متبعین کو سمجھایا کہ یہ عقیدے غلط ہیں۔ ان کے افکار کی تردید کر کے لوگوں کو بتایا کہ یہ عقائد نبی کریم اور صحابہ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔

فتنہ خلق القرآن کی راہ میں اسی طائفہ کے علماء وائمہ پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے اور اس کا ابطال کیا۔ بدعت، تصوف اور طرق انتساب سے دور رہ کر ہمیشہ اس کے خلاف اسی طائفے نے کتاب وسنت کی روشنی میں خطابات کیے، تالیفات کا ذخیرہ پیش کیا۔ ہر نئے فتنے کا بڑھ کر مقابلہ کیا تاکہ مظلوم دین خالص کو بدعات سے پاک رکھا جائے۔ یہی وہ طائفہ ہے جس کو شرعی حق ہے کہ حق کی چوٹی پر سے پورے عالم کو مخاطب کر کے کہے: واعتصموا بحبل الله جميعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولا تفرقوا (اللہ کی رسی کو سب مل کر پکڑ لو اختلاف وافتراق نہ کرو)

شیخ صلاح الدین یوسف ﷫ ثقہ، صدوق اور معتمد عالم تھے، جنھوں نے دین خالص کی تعریف وتعلیم میں زندگی گزاری۔ جہاں تک اللہ کی زمین میں اللہ کے گواہ صالح افراد کا کہنا ہے کہ آخر دم تک مولانا اسی منہج پر رہے اور آخری سانس تک اسی کی خدمت کی، یہ بڑی خوشخبری کی بات ہے۔ اللہ رب العزت کے یہاں ان شاء اللہ فوز وفلاح پائیں گے اور اللہ رب العزت انھیں اپنے خاص بندوں کے ساتھ رکھے گا جن پر خاص انعام فرماتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم سب کو بھی اس درجے کا شرف بخشے۔ آمین

مولانا ﷫ کے متعلق معلومات ملتی رہتی تھیں۔ اسی طرح دوسرے علماء کرام اور احوال جماعت کے بارے میں اطلاعات موصول ہوتی رہتی تھیں۔ آپ کی تالیفات بھی وقتاً فوقتاً مل جاتی تھیں بلکہ بعض تالیفات اپنی مہربانی سے مجھ ناچیز کو ہدیہ میں بھیجتے رہتے تھے۔

سب سے زیادہ تعلق قلبی اس وقت سے ہوا جب مجمع الملک فہد کی طرف سے موثوق ترجمہ اور مختصر تفسیر کے طبع ونشر کا فیصلہ کیا گیا۔ مجمع کے قسم التراجم کے مدیر ﷾ نے کہا کہ تم قرآن کے معانی کے ترجمہ کے ساتھ مختصر اور جامع تفسیر تیار کرد، تو میں نے کہا کہ ایک سال کا وقت دیجیے ان شاء اللہ تیار کرسکتا ہوں۔ انھوں نے کہا نہیں ہمیں آرڈر ہے کہ تین ماہ کی مدت میں اس ترجمہ اور تفسیر کے طبع اور نشر کا پروگرام مکمل ہونا چاہیے۔ جامعہ میں تدریس کے مشاغل کی بنا پر مختصر مدت میں یہ کام محال تھا، مسئلہ اللہ کے کلام کے معانی کے ترجمہ اور تفسیر کا تھا اس لیے مختصر مدت میں ہمت نہ ہوئی۔

اسی درمیان ایک اہل حدیث بزرگ نے مولانا جوناگڑھی کے ترجمہ کے ساتھ مولانا صلاح الدین صاحب کی تفسیر کے ساتھ احسن البیان نام کا چھپا ہوا نسخہ اور دو اور تراجم اور تفسیر کے ساتھ مجمع کو بھیجا، تو مجمع نے تینوں تراجم وتفاسیر کو میرے پاس بھیجا اور آرڈر دیا کہ ان تینوں میں سے جو ترجمہ اور تفسیر عام فہم سلیس ہو اس کے بارے مجھے تفصیلی معلومات دو۔ تو میں نے احسن البیان کے نسخے کو اختیار کیا۔ پھر انھوں نے بڑی تاکید سے حکم دیا کہ اس کو بڑی دقت اور باریک بینی سے نظر ثانی کر کے نشر کے آخری مرحلے تک پہنچاؤ، عقیدہ اور فقہی مسائل میں کوئی خلل نہ رہ جائے، تو میں نے غنیمت سمجھ کر عقیدے کے مسائل کی توثیق کے لیے عقیدہ کے متخصص ڈاکٹر اختر جمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لقمان کا نام ان کے سامنے پیش کیا تا کہ یہ کام زیادہ ثقاہت کو پہنچ سکے۔ انھوں نے ڈاکٹر اختر جمال کو بھی نظر ثانی کے لیے کہا۔ مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں طباعت کی بعض غلطیوں کی اصلاح ہوئی اور بعض جگہوں پر پرانی اردو کو بدل کر اس سے واضح لفظ کو رکھا گیا۔

مولانا صلاح الدین کی تفسیر بہت پیاری تفسیر ہے۔ مختصر، جامع، اس میں بھی بعض مقامات پر بعض احادیث ومقولات کو حذف کیا، تا کہ اعتراض کی کوئی بات نہ رہ جائے۔

اللہ کے کلام سے متعلق کتاب کی نظر ثانی بڑی ذمہ داری کی بات تھی، ساتھ ساتھ عز وشرف کی بھی بات تھی۔ اس لیے اللہ کے فضل اور توفیق سے بڑی جانفشانی کے ساتھ یہ کام مکمل ہوا اور اب کئی سالوں سے بحمد اللہ لاکھوں نسخے طبع ہو کر اردو خواں لوگوں میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ اللہ رب العزت مترجم اور مفسر کو اپنی رحمت اور رضا مندی سے نوازے اور مجھے بھی اپنی رحمت اور رضامندی سے محروم نہ کرے۔

دو تین سال قبل میں نے اس نسخے کی طباعت کی غلطیوں پر مشتمل ایک خط مدیر قسم التراجم کو بھیجا تھا، اللہ کرے تصحیحات ہو چکی ہوں۔ البتہ اس نسخے پر کسی نے کوئی علمی یا معنوی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں بہت سالوں قبل کسی متعصب ہندوستانی شخص نے حج کے موقعے پر (آنا ہوا تو) مجمع میں جا کر مدیر قسم التراجم حفظہ اللہ کو ملامت کے انداز میں کہا کہ آپ ائمہ کرام کے دشمن محمد جوناگڑھی اور غیر مقلد کا ترجمہ اور تفسیر چھاپتے ہیں۔ وہ مسکین جانتا تھا کہ یہ لوگ مقلد حنبلی ہیں اس پر وہ متنبہ ہو کر اس کی طباعت اور نشر بند کر دیں گے۔ مگر مدیر حفظہ اللہ نے کہا کہ کیا ترجمہ اور تفسیر میں کوئی غلطی ہے؟ اگر ہے تو بتاؤ مگر وہ بے چارہ ہمت کر کے نہ کہہ سکا کہ اس میں غیر مقلدیت کے مسائل اور عقیدے ہیں، خود تو ماتریدی اشعری تھا، اس لیے صحیح عقیدے کے خلاف بولنے کی ہمت اسے نہ ہو سکی۔

الحمد للہ یہ تفسیر مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ، صحیح احادیث سے استدلال، اصول تفسیر کی روشنی میں ناسخ ومنسوخ، راجح ومرجوح عام وخاص کے بیان پر بھی مشتمل ہے۔ جگہ جگہ دوسرے فرقوں کی عقیدہ اور عمل کے مسائل میں غلط تاویلات کی طرف مختصر اشارہ کیا ہے، آیت واحادیث میں ظاہری تعارض کو بھی حل کیا ہے۔ احکام ومعاملات کے مسائل کی توضیح پر خاص توجہ دی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا

اس کے علاوہ آپ کی تمام تالیفات کتاب وسنت کی دلیلوں سے مزین ہوتی ہیں۔ نیز وقت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کے پیش نظر خاص بحثوں میں کافی تحقیقات پیش کر کے نوجوانوں کے لیے تسلی بخش مسلک حق پیش کیا۔ مولانا مودودی (غفر اللہ لہ) کی کتاب خلافت وملوکیت کی علمی، فکری اور اصولی غلطیوں پر تحقیقی محاسبہ کیا اور 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کی صورت میں ضخیم کتاب کا ہدیہ نوجوانوں کے لیے پیش کر کے امت کی طرف سے کفارہ اور دفاع سنت وصحابہ کا حق ادا کر دیا۔

میرے سامنے آپ کی کتاب فتنہ غامدیت بھی ہے۔ یہ کتاب بھی آپ کے سلفی منہج اور اس کی دعوت کی توضیح کی ایک دستاویز ہے۔ اس پرفتن زمانے میں دین خالص پر مختلف جماعتوں اور افراد کی طرف سے ظلم کیا جا رہا ہے بلکہ دین ایسا موضوع ہے جس پر ہر کس وناکس طبع آزمائی کرتا ہے۔ علم دین سے دور برادر حضرات بھی اپنے زہر پھیلا رہے ہیں۔ پوری دنیا کے علوم میں متخصص شخص ہی کو بولنے کی اجازت ہوتی ہے مگر دین کے مسئلے میں قرآن وحدیث سے متعلق ہر جگہ جہاں خالص دین کی حکومت نہیں ہے جاہل لوگ گمراہ کن خیالات پھیلا رہے ہیں۔ مگر اہل حق بفضل ربی ہر جگہ بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ان خیالات کی تصحیح کرتے نظر آتے ہیں۔ فتنہ غامدیت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آپ کی تالیف ''اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت'' اہل حدیث اور حنفیہ کے تقریب وتقارب کی خاطر ایک مبارک کوشش ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ کے تمام اعمال حسنہ کو قبول فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو توفیق دے کہ ان کے علمی میراث کی ہمیشہ نشر واشاعت کرتے رہیں، ان کے علم کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے رکھے۔ آمین

مولانا کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح لوگوں کے سامنے واضح ہے۔ جد وجہد اور کدو کاوش کا نمونہ بن کر آپ نے یہ کام کیے۔ ہم طلبۃ العلم کو چاہیے کہ ان سے نصیحت لے کر اپنی عمر کو اللہ رب العزت کے دربار میں کامیاب بنا کر زندگی گزاریں اور اپنی یادگاریں چھوڑ کر جائیں تاکہ ہر پڑھنے والا اور یاد کرنے والا 'رحمہ اللہ' کی دعا دے۔

وکتبہ: وصی اللہ بن محمد عباس

مکۃ المکرمہ۔ یوم الجمعہ

۱۵ر صفر ۱۴۴۲ - ۲ر اکتوبر ۲۰۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی یاد میں

مولانا محمد عزیر شمس (مکہ مکرمہ)

حافظ صاحب سے میری پہلی ملاقات جون ۱۹۸۰ میں ہوئی جب وہ لاہور میں دارالدعوۃ السّلفیہ کے اندر مولانا احمد حسن دہلوی کی ''تنقیح الرواۃ شرح مشکاۃ'' کی جلد سوم کے مخطوطے پر علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم کی زیر نگرانی کام کر رہے تھے۔ ان کی ''خلافت وملوکیت...'' اس سے قبل میں نے پڑھی تھی، ان کے دوسرے مضامین بھی جو الاعتصام میں چھپتے تھے نظر سے گزرتے تھے۔ ان کا اسلوب تحریر بڑا دلچسپ اور پرلطف نیز دلائل سے آراستہ پیراستہ ہوتا تھا۔ اس زمانے میں ان کے بعض مضامین تحریک جہاد میں علمائے اہل حدیث اور احناف کی خدمات سے متعلق چھپے تھے جو بعد میں مجموعے کی شکل میں شائع ہوئے۔ انھیں پڑھ کر معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کی نظر برصغیر کی اصلاحی تحریکوں پر بڑی گہری ہے۔ جن مؤرخین اور مصنفین نے تاریخ سازی کی کوشش کی ہے ان پر مدلل تعاقب اور مضبوط گرفت کی ہے۔ میں اس زمانے میں علمائے اہل حدیث کے تذکرے کے لیے مواد جمع کر رہا تھا۔ مولانا بھوجیانی اور دوسرے اہل علم وقلم سے ملاقات کے بعد جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد فراہم ہوتا اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ حافظ صلاح الدین، علامہ احسان الٰہی ظہیر، عبدالحمید ازہر، عبدالرشید اظہر، مولانا عبدالخالق قدوسی، مولانا ارشاد الحق اثری، پروفیسر محمد ایوب قادری، حکیم محمد موسی امرتسری، مولانا محمد اسحاق بھٹی، حافظ احمد شاکر اور دیگر بہت سے اہل علم سے براہ راست ملاقات کر کے لائبریریوں اور تجارتی مکتبات کا چکر لگانا میرا روز کا معمول تھا۔ حافظ صاحب سے ہر دن ہی دارالدعوۃ السّلفیہ کی لائبریری میں ملاقات ہوتی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا۔ مخطوطے کی خستہ حالت اور بہت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ اور جملوں کے مٹ جانے کی وجہ سے عبارتوں کو درست کرنے کے لیے مؤلف کے مآخذ سے رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ الحمدللہ انھوں نے کئی سال شب وروز محنت کر کے یہ کام مولانا بھوجیانی کی نگرانی میں مکمل کیا۔ پھر تیسری اور چوتھی دونوں جلدوں کی اشاعت عمل میں آئی اور کتاب مکمل ہوگئی۔ اس سے قبل اس کی دو جلدیں بہت پہلے مطبع مجتبائی سے شائع ہوئی تھیں۔ مولانا بھوجیانی نے مالکین مطبع کے وارثوں سے غیر مطبوعہ دونوں جلدوں کے نسخے خریدے اور ان پر کام کر کے کتاب شائع کی جس سے طلبہ اور اہل علم استفادہ کر رہے ہیں۔

اس طرح سب سے پہلے میں نے حافظ صاحب کو بہ حیثیت محقق دیکھا، اور تحقیق کے کام میں جس دیدہ ریزی اور باریک بینی کی ضرورت ہوتی ہے اس کا اندازہ محققین کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد ان کا محبوب مشغلہ مسلک اہل حدیث اور محدثین کا دفاع تھا۔ ان کی اکثر کتابیں اسی باب میں ہیں۔

دوبارہ جب ۱۹۸۳ء میں میرا لاہور جانا ہوا تو پھر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ بلکہ اس بار عراق کے ایک شیخ صبحی بدری السامرائی وہاں آئے ہوئے تھے تو ان کے ساتھ میں، حافظ صلاح الدین، شیخ ارشاد الحق اثری اور حافظ ثناء اللہ زاہدی مختلف شہروں اور اداروں میں گئے۔ شیخ بڑے سریع الغضب تھے۔ کھانے میں تھوڑی سی مرچ بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جاتی تو پھر غصے میں بولنا شروع کر دیتے۔ ہم لوگ انھیں ٹھنڈا کرتے۔ بڑی مشکل سے راضی ہوتے۔ جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) میں پہنچے، طلبہ اور اساتذہ نے پروگرام رکھا تھا۔ ابھی پروگرام شروع ہی ہوا تھا کہ شیخ نے کہا اب چلتے ہیں۔ قاضی محمد اسلم سیف اور دوسرے اساتذہ نے بہت کہا کہ تھوڑی دیر کا پروگرام ہے مگر وہ نہ رکے۔ آخر ہم سب بادل ناخواستہ وہاں سے واپس آگئے۔

حافظ صاحب سے گفتگو کا موضوع عموماً علمائے اہل حدیث کی خدمات، مخالفین کی تحریروں اور ان کے ردود سے متعلق ہوتا تھا۔ ان کی اور حافظ ارشاد الحق اثری کی خصوصیت یہ تھی کہ کوئی موضوع چھڑ جائے اس سے متعلق مخالفین اور موافقین نے جو کچھ لکھا ہے اور کس کے یہاں کون سا کمزور پہلو ہے اس کی نشاندہی کرتے اور جب لکھتے تو تفصیل سے باحوالہ علمی غلطیوں کی طرف اشارہ کرتے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لکھتے وقت مناسب اشعار بھی جگہ جگہ استعمال کرتے جس سے اسلوب پر لطف ہو جاتا تھا۔

۱۹۸۸ میں جب میں ایک طویل علمی سفر پر نکلا تو برطانیہ بھی جانا ہوا۔ وہاں لندن میں مختلف علمی مراکز اور لائبریریوں کی زیارت کے بعد برمنگھم جانا ہوا تو وہاں اسلامی مرکز میں شیخ محمود میرپوری مرحوم، ہمارے دوست شیخ عبدالہادی عمری، شیخ حفیظ اللہ خان وغیرہ کے علاوہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو ان دنوں برطانیہ میں دعوتی سلسلے میں آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک دن چند نوجوانوں کے ساتھ ایک کار میں اس علاقے کے مختلف تاریخی شہر دیکھنے کے لیے نکلے اور دن بھر سیر کے بعد شام کو واپس آئے۔ اس دوران ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ خصوصاً ان کی زیر تالیف کتابوں اور مضامین کے تعلق سے۔ وہیں مؤرخ اہل حدیث ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ اپنے گھر لے گئے اور تاریخ اہل حدیث سے متعلق مختلف گوشوں پر گفتگو کرتے رہے۔ لندن میں بھی وہ برٹش لائبریری جاتے ہوئے ملے۔ گویا ان کا تاریخ اہل حدیث لکھنے کا منصوبہ اسی وقت سے ان کے ذہن میں تھا۔ جو برسوں کی محنت اور تحقیق کے بعد طباعت کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اب تک اس کی آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سے پھر مکہ مکرمہ میں ۱۹۹۴ میں ملاقات ہوئی جب وہ عمرے کے لیے ریاض سے آئے ہوئے تھے۔ اس دوران وہ جناب عبدالمالک مجاہد کی فرمائش پر دارالسلام ریاض میں قیام کر کے اپنی مشہور تفسیر ''احسن البیان'' کی تالیف میں مشغول تھے۔ تعجب ہے کہ صرف ۱۶-۱۷ ماہ میں اسے مکمل کر لیا۔ تکمیل پاکستان جا کر ہوئی۔ وطن جانے سے پہلے مکہ مکرمہ آئے تو میں حرم شریف میں ان سے ملنے گیا اور خانہ کعبہ کے سامنے باب الملک عبدالعزیز کی سیڑھیوں کے پاس ملاقات ہوئی انھوں نے بتایا کہ وہ پاکستان جا رہے ہیں۔ میں نے انھیں تفسیر لکھنے پر مبارکباد دی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس کی تکمیل کی انھیں توفیق عطا فرمائے۔ الحمدللہ وہ پاکستان میں پہلی بار ۱۹۹۵ میں شائع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ پھر مجمع الملک فہد (مدینہ) سے اس کی بڑی تعداد میں اشاعت ہوئی اور اکثر اردو قارئین تک پوری دنیا میں پہنچی۔ فالحمد لله على ذالك

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک عرصے کے بعد جب وہ دو سال قبل ۲۰۱۸ میں حج کے لیے تشریف لائے تو مکہ مکرمہ میں ان کا قیام محلہ عزیزیہ میں ہمارے گھر کے قریب ہی ایک عمارت میں تھا۔ پتہ چلا تو ملنے کے لیے گیا پھر جب جب موقع ملتا ان سے ملتا رہا۔ اس بار وہ مولانا امین احسن اصلاحی سے متعلق اپنی کتاب کا مسودہ اور پروف ساتھ لائے تھے جس کی تصحیح اور مراجعہ میں مشغول رہتے تھے۔ مجھے بھی اس کا ایک حصہ پڑھنے کے لیے دیا۔ وہ غازی عزیر صاحب سے فون پر رابطہ کرتے رہے لیکن رنگ ہونے کے باوجود ان سے بات نہ ہو سکی جس کا ان کو قلق تھا۔ ایک دن ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالرحمن پریوائی ریاض سے آئے اور مجھے ساتھ لے کر ان سے ملنے گئے۔ انھوں نے بتایا کہ ''خلافت وملوکیت'' کا عربی ترجمہ کر چکے ہیں۔ اور جلد ہی کسی ناشر کے ذریعے اس کی اشاعت کے خواہاں ہیں۔ حافظ صاحب کے ساتھ ہماری ملاقات خوب رہی وہ اس وقت ضعیف اور بیمار تھے مگر جب گفتگو ہوتی تو اس میں بھرپور شرکت کرتے۔ انھوں نے ہمیں بتایا کہ مولانا امین احسن اصلاحی کے بعد ان کے استاد مولانا فراہی پر بھی لکھنے کا ارادہ ہے۔
چنانچہ حج سے واپسی کے چند ماہ بعد مولانا اصلاحی پر اپنی مطبوعہ کتاب کے کئی نسخے بھجوائے اور شیخ ابوالاشبال، شیخ وصی اللہ اور دیگر اہل علم کو پہنچانے کے لیے کہا۔ مجھ سے کہا کہ اس پر کوئی تبصرہ لکھوں لیکن میں نہ لکھ سکا۔ کتاب پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مولانا کا قلم اب بھی اپنے شباب پر ہے۔ خود مولانا اصلاحی کے مخصوص نظریات کے علاوہ ان کی ''شرح صحیح بخاری'' میں جو بے سروپا باتیں حافظ صاحب کو نظر آئیں ان کی تردید اور تحقیق کے لیے ان کا قلم چل پڑا پھر تو رکنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ معلوم نہیں اصلاحی صاحب کے کس اندھے عقیدت مند نے بخاری کی احادیث کی یہ شرح ان سے سن کر مرتب کر دی اور ان کی فضیحت کا مزید سامان کر دیا۔

وطن جانے کے بعد ایک دوبار فون بھی کیا، کتاب کے تعلق سے اہل علم کے تاثرات جاننا چاہتے تھے۔ غازی عزیر صاحب کے بارے میں دریافت کیا مگر ان کے فون پر کبھی ان سے گفتگو نہ ہو سکی۔

پھر ان کی کتاب مولانا فراہی پر بھی چھپ کر آئی جو غالباً ان کی آخری کتاب ہے۔ مکے میں مجھے انھوں نے اپنی مطبوعہ تصانیف کی فہرست دی تھی جو ۵۰ سے زیادہ کتابوں پر مشتمل تھی۔ ان کے بہت سے مضامین ومقالات جو کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئے ان پر مستزاد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''خلافت وملوکیت'' سے ''مولانا امین احسن اصلاحی'' اور ''فکر فراہی'' تک انھوں نے دور حاضر کے کئی مشہور مفکرین کے افکار کا جائزہ لیا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ''فتنہ غامدیت'' ہے جو اپنے موضوع پر بہت اہم ہے اور غامدی کے رد میں اب تک جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں منفرد شان کی حامل ہے۔

مولانا محمد گوندلوی مرحوم کی ایک کتاب ''الاصلاح'' جو بدعت کی تردید میں ہے، اس پر حافظ صاحب نے ایک مبسوط مقدمہ لکھا جس میں اہل حدیث اور احناف کے درمیان اختلاف کی حقیقت ونوعیت بیان کی ہے۔ یہ الگ سے چند دیگر مضامین کے اضافے کے بعد ''اہل حدیث کا منہج...'' کے نام سے شائع ہوا ہے اور اپنے موضوع پر بہت مفید ہے۔

انھوں نے مسلک سلف کے دفاع اور مخالفین کے رد میں کئی کتابیں لکھیں اور بے شمار مضامین شائع کیے۔ ان کی علمی تربیت شروع سے علامہ بھوجیانی مرحوم نے کی تھی اس لیے ہلکے پھلکے طنز وتعریض کے علاوہ مخالفین کے لیے دشنام طرازی، کذب بیانی اور تنابز بالالقاب کے الفاظ ان کے یہاں نظر نہیں آتے۔ موضوع زیر بحث سے باہر نہیں جاتے، علمی انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ اقتباسات پورے سیاق وسباق کے ساتھ اور حوالے مکمل طور پر دیتے ہیں۔ اس لیے موافق ومخالف ہر ایک پڑھ کر محظوظ اور مستفید ہوتا ہے۔ برصغیر میں افسوس کہ مذہبی حلقے کچھ اس طرح قائم ہو گئے ہیں کہ ہر ایک اپنے مسلک اور منہج کے علماء، اداروں اور کتابوں سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرے حلقے کی چیزوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ان سے استفادے کا رجحان بہت کم کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ حافظ صاحب کی پہلی کتاب ''خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت'' جب علامہ بھوجیانی نے شائع کی تو اس پر پیش لفظ مولانا محمد یوسف بنوری سے لکھوایا جو اس کتاب کی زینت ہے۔ اس سے بعض اہل حدیث اور حنفی علماء دونوں کو قلق ہوا لیکن اہل سنت کے متفقہ موقف کے اظہار کے لیے یہی مناسب بلکہ ضروری تھا۔ چنانچہ مولانا مودودی اور ان کی جماعت کی طرف سے اس کتاب کے رد میں اب تک کوئی تحریر شائع نہیں ہوئی۔ حافظ صاحب کی دوسری کتابوں کے رد میں بھی اب تک مولانا فراہی، اصلاحی اور غامدی کے معتقدین کی طرف سے کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔ اس سے ان کتابوں کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ طلبہ اور اہل علم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ ان کتابوں کو اس نقطہ نظر سے پڑھیں کہ اہل سنت کا متفقہ مسلک و منہج کیا ہے اور جدید مفکرین نے کہاں اس سے انحراف کیا ہے اور کتنی دور نکل گئے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی مغفرت فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر کرے اور حدیث وسنت کے دفاع میں ان کی خدمات کو قبولیت سے نوازے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب سے میرا تعارف اور تعلقات

ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی

ابتدائی تعلیم کے بعد جب میں اپنے گاؤں سے ۱۹۶۵ء میں بنارس گیا تو علماء وطلبہ کے ذریعے سے اور مجلات وجرائد کی ورق گردانی سے بہت سارے اہل علم سے تعارف ہوا، جن میں مولانا صلاح الدین یوسف صاحب سرفہرست تھے۔ اس کا بنیادی سبب ان کا الاعتصام سے تعلق اور ۱۹۷۰ء میں خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت کی اشاعت تھا۔ ۱۹۷۴ء کے اواخر میں مدینہ منورہ آیا۔ حرمین شریفین میں برصغیر ہندوپاک، بنگلہ دیش اور نیپال وافغانستان کے طلبہ اور زائر علماء وفضلاء سے بکثرت تعارف اور ملاقات کا سلسلہ رہا۔ اس بیچ میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور ان کے صاحب زادے مولانا محمد احمد شاکر تشریف لے آئے۔ مولانا کے شاگرد اور نشر واشاعت میں ان کے معاون خصوصی حافظ عبدالرحمن گوہڑوی مدینے ہی میں رہتے تھے، ان سب کی خدمت اور ان کے علوم وتجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا۔ ان کے حوالے سے حافظ صلاح الدین یوسف کے بارے میں خوش کن معلومات ملتی رہیں۔ ریاض میں دارالسلام کے مدیر مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب نے تفسیر وترجمہ قرآن کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا تو نظر انتخاب مولانا صلاح الدین یوسف صاحب پر پڑی، وہ چار ماہ کے لیے ریاض تشریف لے آئے۔ یہاں پر ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ مولانا محمد جونا گڑھی کا ترجمہ قرآن مجید آپ کے تفسیری نوٹ سے شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ اور دارالسلام ریاض سے احسن البیان کے نام سے شائع ہوا۔ محترم حافظ صاحب قرآن کی برکت سے ساری دنیا کے اردوداں حلقوں میں متعارف ہو گئے۔ دیکھتے دیکھتے آپ کی کتابیں اردو حلقوں میں دینیات کا بڑا مرجع قرار پائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی مؤقر تالیف ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' میری اور میرے اساتذہ اور احباب کی نظر میں ایسی کتاب تھی جس کی تعریب ضروری سمجھی گئی۔ آج کی معروف دنیا میں کسی منہجی علمی کام کو انجام دینا اور اس کی اشاعت ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ خدمت میں انجام دوں۔ اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا فرمائی اور میں نے اس کی تعریب کرلی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات.

حافظ صاحب اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ موصوف کو اس کتاب کے عربی ترجمے کی بڑی فکر تھی، ان کو اس کی بھی خبر تھی کہ استاذ محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کی شدید ترین خواہش تھی کہ یہ کتاب عربی میں آئے۔ اس حوالے سے کئی بار ٹیلیفون سے بات ہوتی رہی۔

مکہ مکرمہ میں ایک ملاقات

تین سال پہلے حافظ صاحب مکہ مکرمہ میں حج کی غرض سے تشریف لے آئے تو میں ان سے ملاقات کے لیے ریاض سے مکہ مکرمہ گیا۔ جمعہ کا دن تھا، فجر کے بعد ملاقات ہوئی۔ مل کر بہت خوش ہوئے۔ میں نے انھیں بڑا چاق وچوبند پایا۔ میں نے بتایا کہ آپ کی کتاب ''خلافت و ملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' کمپیوٹر میں داخل ہوکر تصحیح کے مرحلے میں ہے۔ آپ کی خدمت میں جلد ہی اس کا پی ڈی ایف نسخہ روانہ کر دوں گا۔ نسخہ تیار ہونے پر ان کی خدمت میں روانہ بھی کر دیا۔ موصوف نے مجھے اپنی بعض بیش قیمت مطبوعات ہدیے میں دیں۔ زیر تکمیل نئی کتاب ''مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں'' کے قلمی مسودے کا ایک نسخہ مجھے دے کر عرض کیا کہ سفر وحضر میں اس کتاب کی تیاری میں مشغول ہوں، آپ کے لیے ایک نسخہ الگ سے لے آیا ہوں تاکہ آپ اس کا بھی عربی میں ترجمہ کر دیں۔ آپ کی شدید خواہش کے احترام میں موضوع کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے میں نے وعدہ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے مولانا سے کیے گئے اس وعدے کے ایفا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسودے کو کچھ ادھر ادھر سے الٹ پلٹ کر دیکھا تو پتا چلا کہ کتاب تو بہت اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ لیکن وقت کی تنگ دامانی اور اسفار کی وجہ سے یہ کام اب تک نہ شروع کر سکا۔ مولانا اس کے بارے میں جب بھی پوچھتے، میں کہتا کہ حافظ صاحب خاطر جمع رکھیں، ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیر سویر یہ کام بھی ہو جائے گا۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کی تلخیص ہو جائے تو اشاعت کا کام بھی آسان ہو جائے گا۔ مولانا امین احسن اصلاحی کے رد میں پچھلے سال جب یہ کتاب شائع ہوئی تو حافظ صاحب نے ایک نسخہ مجھے بھی بھجوایا۔ بڑی تقطیع میں ضخیم مجلد اور خوبصورت طباعت، سفر وحضر میں اسے پڑھتا رہا۔ لیکن عملاً اس کے ترجمے کا کام اب تک نہ شروع ہو سکا۔

ملاقات کے وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ منہج اہل حدیث پر میری ایک کتاب شائع ہوگئی ہے، اس کا ترجمہ بھی کر دیں، بہت مفید ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پہلے ہی اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ بڑے خوش ہوئے۔ دراصل مولانا کے اس رسالے کی اصل علامہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء کتاب ''الاصلاح'' پر موصوف کا ایک مبسوط علمی مقدمہ ہے۔ مولانا حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ نے اپنی تحقیق سے اس کتاب کی جدید اشاعت کی مناسبت سے مجھ سے بھی کچھ لکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ تحقیق شدہ نسخے کا پی ڈی ایف بھیج دیا تھا۔ اس کی مدد سے میں نے حسب توفیق اردو میں مقدمہ لکھ کر شاہد صاحب کو ارسال کر دیا۔ وہ الاصلاح کے محقق ایڈیشن میں شائع بھی ہوا۔

برصغیر ہند وپاک کے علماء اور ان کی مولفات سے متعلق سعودی یا عربی جامعات میں جب کوئی مقالہ تیار کرنے کی بات آتی ہے تو عموماً اس حوالے سے متعارف لوگ اور ادارے اکثر ناچیز سے بھی رابطہ کرتے ہیں۔ جامعۃ الامام کے کلیۃ اصول الدین کے شعبۂ عقیدہ سے ایک دن ایک طالبہ کا ٹیلیفون آیا، اس نے عرض کیا کہ میرے ایم اے کے مقالے کا موضوع حافظ محمد گوندلوی اور ان کی عقیدے میں خدمات ہے، اس سلسلے میں آپ ہماری مدد فرمائیں اور جو مراجع ممکن ہوں وہ فراہم کروائیں۔ میں نے طالبہ سے کہا کہ کچھ کتابیں تو عربی میں مل جائیں گی۔ لیکن ایم اے کے مقالے کے لیے متوفر مراجع ناکافی ہیں۔

میں نے الاصلاح کا دوبارہ مطالعہ اس نقطۂ نظر سے شروع کیا کہ اس سے طالبہ کو کتنا فائدہ پہنچے گا، پھر اس کتاب کے عربی ایڈیشن کی کیا افادیت ہے، اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں نے کتاب کو عربی میں منتقل کر دیا۔ حافظ صاحب کا مقدمہ بھی بڑا پر مغز مفید اور معلوماتی تھا۔ ساتھ میں اس کا بھی ترجمہ ہوگیا، جب حافظ صاحب نے ترجمے کی بات کہی تو میں نے ان کو اس کی خوشخبری سنائی۔ بعد میں یہ مقالہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اس میں ایک مقالہ تکملہ کے عنوان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دو اور مقالات ہیں، جو دوسرے علماء کے ہیں، جنھیں موضوع کی مناسبت سے ضمیمے کے طور پر شائع کر دیا ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے عرض کیا کہ اس کی تکمیل بھی ہو جائے گی، ان شاءاللہ العزیز۔

کورونا کی وبا سے کئی مہینے پہلے میں بچوں کے ساتھ ہندستان میں تھا، وہاں مختلف کاموں میں مشغول رہا، ریاض واپس آنے کے کچھ دن بعد اس وبا سے ساری دنیا کا نظام ہی الٹ پلٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔ ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' جس ناشر کو اشاعت کے لیے دی تھی، اس نے اسے ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا۔ بلکہ اس سے پہلے کی دی گئی بعض تحقیقات بھی نہ شائع ہو سکیں۔

سفر آخرت سے ۲۰ دن قبل حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کا ناچیز کے نام ایک رسالہ آیا۔ ۲۱ رجون ۲۰۲۰ء کو حافظ صاحب کا ٹیلیفون آیا، لیکن ان سے بات نہ ہو پائی تو انھوں نے رسالہ ریکارڈ کر کے واٹساپ پر بھیجا۔ میں نے ٹیلیفون کر کے حافظ صاحب سے تفصیلی بات چیت کی۔ اس کے (۲۰) دن بعد ۱۱ر ۷ر ۲۰۲۰ء = ۲۰ر ۱۱ر ۱۴۴۱ھ کو وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ غفر اللہ له وادخله جنة الفردوس۔ اس رسالے کا متن درج ذیل ہے:

''محترم مولانا عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ مولانا لقمان سلفی صاحب (۱) کے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا۔ وہ ہماری جماعت کے بہت اچھے صاحب علم وتحقیق بزرگ تھے۔ ان کا تعلق آپ کے ہندستان سے تھا، ہمارا جماعتی تعلق جس طرح آپ کے ساتھ ہے، ان کے ساتھ بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جماعت اہل حدیث ہندستان کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ باقی آپ نے فرمایا تھا کہ میری کتاب ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' جس کا آپ نے عربی میں ترجمہ کیا ہے، وہ پریس میں چلی گئی ہے، تو اس کے بعد پھر آپ نے کوئی اطلاع نہیں دی کہ وہ چھپی ہے یا نہیں چھپی، تو برائے مہربانی آپ اس کے بارے میں اطلاع دیں کہ کیا اس کی صورت حال ہے؟ اسی طرح غازی عزیر صاحب (۲) کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بھی اگر آپ کو کچھ علم ہو تو ان کے بارے میں بھی بتلائیں۔ بہت عرصہ ہو گیا ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے، وہ رابطہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔ پتا نہیں ان کا فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے، یا کسی آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں، اللہ بہتر جانتا ہے کیا مسئلہ ہے۔ بہت عرصے سے میرا ان سے بہت گہرا تعلق تھا اور بڑا رابطہ تھا، خط وکتابت کے ذریعے سے موبائل سے پہلے۔ موبائل کے آنے کے بعد بھی موبائل کے ذریعے سے رابطہ رہا ہے، لیکن اب دو تین سال سے ان سے رابطہ منقطع ہے۔ میری کتاب مولانا امین احسن اصلاحی والی وہ ان تک پہنچانی تھی۔ عزیز شمس صاحب (۳) کو دی تھی کہ ان کو وہ نسخہ پہنچا دیں۔ پتا نہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ تو ان کے بارے میں بھی، غازی عزیر صاحب کے بارے میں آپ کو علم ہو کہ کیا صورت حال ہے، وہ الجبیل سے وہاں چلے گئے تھے، مدینے کے قریب کوئی بستی ہے، وہاں منتقل ہو گئے تھے۔ جب وہ الجبیل میں تھے تو ان سے میرا رابطہ تھا، خط وکتابت کے ذریعے سے بھی۔ اس کے بعد بھی موبائل کے ذریعے سے بھی رابطہ رہا ہے، تو اب ان سے رابطہ منقطع ہے۔ تو ان کے بارے میں آپ کو کچھ علم ہو تو ضرور بتلائیں کہ ان سے رابطے کی کیا صورت ہے؟ آپ برائے مہربانی اس نمبر پر مجھے جواب عنایت فرمائیں، یا میرے موبائل نمبر پر وہ رابطہ کر لیں۔ اسی طرح سے ڈاکٹر سعید احسن عابدی (۴) کے بارے میں بھی اگر کچھ علم ہو، وہ فرما رہے تھے کہ یہاں حالات بہت خراب ہو رہے ہیں تو اب میں ہندستان واپس جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ پتا نہیں وہ ابھی تک جدہ ہی میں ہیں یا چلے گئے ہیں ہندوستان واپس۔ وہ بخاری کی شروحات پر کام کر رہے تھے، پتا نہیں کام ان کا کہاں تک پہنچا ہے۔ ان کو بھی میں نے اپنی یہ کتاب بھیجی تھی۔ مولانا امین احسن اصلاحی والی، اور اس کے بعد میری کتاب حمید الدین فراہی پر بھی آئی ہے "فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات" کے نام سے۔ وہ کتاب آپ تک پہنچی ہے یا نہیں پہنچی؟ اس کی بابت آپ مجھے اطلاع دیں، تاکہ اگر وہ نہیں پہنچی ہے تو آپ تک پہنچانے کی کوشش کی جائے اور اس کے بعد بھی میری دو تین کتابیں اور آئی ہیں، اور ایک میری پرانی کتاب ہے، پتا نہیں آپ کی نظر سے گزری ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں: ''اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت''۔ یہ کتاب بھی بہت اہم ہے۔ اور آپ کے خصوصی مطالعے کے لائق ہے۔ اگر یہ کتاب بھی آپ تک نہیں پہنچی ہے تو بتلائیں میں دوسری کتابوں کے ساتھ اس کا بھی نسخہ آپ کو بھیج دوں گا۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور آپ ان تمام باتوں کا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی رحلت سے جماعت کی صف میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خلا کو اپنی رحمت سے پر فرمائے۔ برصغیر میں پھیلے ہوئے ہمارے فضلاء۔ کثر اللہ سوادھم۔ کو اللہ تعالیٰ نے بھرپور متنوع صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے سنجیدگی سے خود ان کو علمی اور دعوتی ذمہ داریوں کے اٹھانے میں آگے آنا چاہیے۔ دینی اور تعلیمی اداروں کو بھی خصوصی طور پر توجہ دینی چاہیے کہ باصلاحیت افراد سے مثبت ومفید خدمات لینے کے انھیں وسائل فراہم کریں۔ اگر باصلاحیت علماء کی کفالت ہو جائے اور ذمہ داریاں متعین ہو جائیں تو ان کے اعمال میں برکت تو اللہ تعالیٰ کو ڈالنی ہے۔ ہمارا کام تو محض کوشش ہے۔ السعی منا والاتمام من اللہ.

حواشی:

١- ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ کے علماء، دعاۃ اور طلبہ سے بہت وسیع تعلقات تھے۔ ١٠ رجب ١٤٤١ھ = ٥ ر مارچ ٢٠٢٠ء کو وفات ہوئی۔ ان کی وفات ملک وملت کا بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ مرحوم نے اپنی مبسوط سوانح ''کاروان حیات'' کے نام سے لکھ کر جون ٢٠١٥ء میں شائع کر دی تھی۔

٢- غازی عزیر بن مولانا محمد امین اثری بن محدث عبدالرحمن مبارکپوری، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ فکر فراہی کے رد وابطال پر آپ کا کام بڑا وقیع ہے۔ کافی دنوں سے میرا بھی ان سے رابطہ منقطع تھا، لیکن الحمد للہ اب رابطہ ہو گیا ہے۔ موصوف اس وقت ینبوع میں ہیں۔ ''انکار حدیث کا نیا روپ: اصلاحی اسلوب تدبر حدیث'' نامی کتاب پہلے جامعہ سلفیہ بنارس سے چار جلدوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں شائع ہوئی۔ مکتبہ قدوسیہ، لاہور نے اسی کا فوٹو شائع کر دیا ہے۔ ام المومنین عائشہ کی عمر پر انگریزی میں شائع ہے۔

۳۔ عزیر شمس ہمارے فاضل دوست اور ہم سب کے بزرگ استاذ مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ (شیخ الحدیث ومفتی جامعہ سلفیہ بنارس) کے صاحب زادے، فاضل جامعہ سلفیہ بنارس وجامعہ اسلامیہ مدینہ وجامعہ ام القری ہیں۔ بڑے عالم وفاضل اور مشہور محقق ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اقامت کی برکت سے ان کا رابطہ زائرین حرم سے زیادہ رہتا ہے۔

۴۔ محترم ڈاکٹر سید سعید احسن عابدی صاحب ضلع بستی موجودہ سدھارتھ نگر یوپی کے ایک مشہور اہل حدیث گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ کے فیض یافتہ قدیم ازہری فاضل ہیں۔ موصوف نے 'حميدالدين الفراهي: حياته ومنهجه في تفسير القرآن وأثره في الهند' کے نام سے مقالہ لکھ کر جامعۃ الازہر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی تھی۔ نصف صدی سے زیادہ سے جدہ اردو سروس کے مشہور اینکر تھے۔ امسال ہندستان واپس گئے۔ اللہ تعالی نے ان پر بڑا کرم فرمایا اور ان کی دینی غیرت وحمیت آخری عمر میں پھڑکی تو انکار حدیث، فکر فراہی اور تقلید وتصوف کے رد وابطال میں بڑی معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں۔ پیرانہ سالی میں بھی ہمہ تن مصروف تالیف ہیں۔ اس وقت وہ صحیح بخاری ایک جامع ہدایت نامہ کے عنوان سے ایک بڑے منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ پہلی جلد شائع ہوگئی ہے۔ میرا موصوف سے تعلق ۴۶ سال سے ہے۔ استاذ محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ جب بھی سعودی عرب آتے تو میں بھی ان کے ساتھ موصوف سے ملنے جدہ میں ان کے گھر جاتا تھا۔ ان کی اور ہماری انھی مسائل پر ہمیشہ مناظرہ بازی اور نوک جھونک رہتی تھی، جو پہلے ان کے نزدیک غیر اہم تھے، لیکن اللہ تعالی نے شرح صدر کیا اور سلفی منہج سے لگاؤ بڑھا تو اب غیر سلفی افکار ومناہج کے لیے وہ ننگی تلوار ہیں۔ محترم عبدالجلیل ابوساریہ پاکستانی ناشر کتب ہیں، جو پہلے رافضی تھے، توبہ کے بعد رفض وتشیع کے رد وابطال میں ہمہ تن مصروف ہیں، کئی سال پہلے انھوں نے بتایا کہ میرا ڈاکٹر عابدی صاحب سے رابطہ ہے، وہ آپ کا ذکر کر رہے تھے کہ سلفی اور غیر سلفی منہج سے متعلق فریوائی صاحب مجھ سے بڑی مناظرہ بازی کرتے تھے۔ پچھلے سال مکہ مکرمہ سے میں نے ٹیلیفون کیا کہ میں آپ سے ملنے آرہا ہوں جسے آپ بھول گئے ہیں تو عرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔ بڑی محبت سے ملے۔ ''حدیث کا شرعی مقام'' ہدیہ دی۔ بڑی تقطیع کے ۱۱۵۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۴۳۵ھ میں دو جلدوں میں ابوساریہ نے بڑی آب وتاب سے شائع کیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر انسائیکلو پیڈیا ہے۔ کہنے لگے کہ مسلک سلف سے انحراف کرنے والوں کے تعاقب میں جو لوگ لکھ رہے ہیں، وہ ان کے معاشرے سے اجنبی ہیں، لیکن میں نے ان وادیوں کی سیر کی ہے۔ میری مثال گھر کے بھیدی کی ہے، جو لنکا ڈھانے کا کام کر رہا ہے۔ اس لیے آپ میری اور دوسروں کی تحریروں میں فرق پائیں گے۔ موصوف اس وقت ہندستان واپسی کی تیاری میں تھے۔ ساری کتابیں پیک کر چکے تھے۔ ابھی یہ طے نہیں کر پائے تھے کہ اپنے گاؤں لوٹیں گے یا بمبئی میں قیام کریں گے۔ میں نے پیش کش کی کہ آپ ہمارے یہاں دلی میں دارالدعوہ میں تشریف لائیں، یا گھر سے ۲۵۰ رکلومیٹر کی دوری پر جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیۃ، لال گوپال گنج، الہ آباد۔ دونوں جگہ آپ کے خدام آپ کا ہر طرح سے تعاون کریں گے اور آپ کے علمی منصوبوں کی تکمیل میں آپ کے ممد ومعاون ہوں گے۔ بعد میں پتا چلا کہ اپنے ہی علاقے کے ایک مشہور ادارے ندوۃ السنۃ، اٹوا بازار میں اس وقت فروکش ہیں۔ اللہ تعالی ان کا سایہ ہم پر تادیر رکھے اور ان کے علمی منصوبوں کی تکمیل فرمائے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی

جان کر من جملہ ارباب میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

''حق آشنا قلم، حقیقت آمیز شگفتہ تحریر، آفاقی فکر و مقصدیت اور منہج و مسلک سے والہانہ وابستگی'' کے مجموعے سے ذہن میں جو خاکہ ابھرتا ہے اس کی فہرست میں ''حافظ صلاح الدین یوسف'' کا نام جلی حروف میں نظر آتا ہے۔

● جے پور میں پیدائش، تقسیم ملک کے سانحہ کے بعد والد کی کراچی ہجرت، پھر لاہور میں تعلیم و تعلم کے جملہ مراحل سے گذر کر محقق جماعت اور نمونۂ سلف مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (۱۹۰۸-۱۹۸۷ء) کی سرپرستی میں مجلہ ''الاعتصام'' سے وابستگی اور تحریری جوہر کو نکھارنے کی مشق و مزاولت، مشیر وفاقی شرعی عدالت کے ذریعہ جماعت کی نمائندگی اور ملک کے چیدہ وچنیدہ علماء میں شمار۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

● حافظ صاحب نے مختلف موضوعات پر خامہ فرسائی کی، مسلک و منہج میں پختگی کے ساتھ وسعت مطالعہ اور ذہانت نے ان کی تحریری صلاحیتوں کو جلا بخشا۔ اپنی معلومات اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر اعتماد حاصل ہوا۔ دور طالب علمی ہی میں مدیر ''تجلی'' کے اندازِ تحریر سے متاثر ہونے کے باوجود، اپنے ایک مضمون کے ذریعہ ان کے اہل حدیث کے متعلق معاندانہ رویے کی سخت مذمت کی۔ گزشتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہائیوں میں منہج و مسلک کے خلاف جس گوشے سے بھی کوئی نامناسب آواز اٹھی، حافظ صاحب نے فوراً اس کا محاسبہ کیا اور اس کا عالمانہ و محققانہ جواب دینے کوشش کی، ان کی کتابیں اور مقالات و رسائل اس کے شاہد عدل ہیں۔ منہج و مسلک سے وابستگی اور معلومات کی پختگی میں ان کا یہ حال رہا ہے کہ وہ کبھی نہ کسی جماعت کے نظریۂ ضرورت سے متاثر ہوئے اور نہ ہی کہیں قلم کا زور ٹوٹا۔

● برصغیر کے طبقہ علماء میں ان کی مستقل شہرت کا نقطۂ آغاز ان کی مایہ ناز محققانہ تصنیف ''خلافت و ملوکیت تاریخی و شرعی حیثیت'' (بہ ردّ ''خلافت و ملوکیت'' مؤلفہ مولانا مودودی) ہے۔ مجلہ ''الاعتصام'' میں موضوع سے متعلق مقالات کی ترتیب و اشاعت بیس اکیس سال کی عمر میں ہوئی، بعد میں یہ مجموعہ مقالات جب حذف و اضافہ کے بعد کتابی صورت میں شائع ہوا، تو مختلف مکاتب فکر کے رسائل و جرائد اور علماء و فضلاء نے جس انداز میں اس کتاب کی ''تقریظ'' میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اس کی کامیابی کی روشن دلیل ہے۔

کیا خوب برقؔ تو نے دکھایا ہے زورِ طبع
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

● یہ شہرت کا آغاز تھا، اس کی انتہا عام اردو داں طبقے میں مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ (۱۸۹۰-۱۹۴۱ء) کے ''ترجمہ معانی قرآن'' پر تعلیقات و حواشی بنام ''احسن البیان'' پر ہوتی ہے، جسے مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف (شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس) مدینہ منورہ، نے شائع کر کے دنیا کے پانچوں براعظموں سے آئے ہوئے اردو خواں حجاج کرام کو مفت تقسیم کیا۔ بقول شاعر ؎

مجھ سا مشتاقِ جمال ایک نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغِ رخ زیبا لے کر

اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ بعض اردو خواں حضرات جن کو صرف مصنف کا نام یاد ہوتا ہے، اس کے سابقہ و لاحقہ سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہوتا، وہ اس راقم ہی کو (حافظ صاحب کی ہم نامی کے سبب) اس کا مصنف تصور کر لیتے ہیں، سوشل میڈیا کے اس ناگفتہ بہ نازک دور میں کبھی کبھار اس کا اظہار خیال بھی فرمایا کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

● حافظ صاحب نے تقریباً تین دہائی قبل استاد گرامی مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ (۱۹۴۰-۲۰۱۳ء) کے ذریعہ اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت'' کو عربی میں منتقل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس وقت فخر جماعت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ (۱۸۹۵-۱۹۶۸) کی کتاب ''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' (بہ ردّ ''مسلک اعتدال'' مؤلفہ مولانا مودودی) کا عربی ترجمہ بنام ''موقف الجماعة الاسلامية من الحديث النبوى'' بقلم راقم شائع ہو چکا تھا۔ انھوں نے حافظ صاحب کو جو جواب دیا وہ یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں، لیکن اس کے بعد یا پہلے (صحیح یاد نہیں) اس کتاب کا فوٹو استاذ گرامی ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ (مدینہ منورہ) نے راقم کو کویت ارسال کیا، اس تاکید کے ساتھ کہ سنا ہے یہ کتاب اپنے موضوع پر کافی مفید ہے، اس لیے عربی میں منتقل ہونی چاہیے۔

میں نے (اپنی مشغولیت کے سبب) اس حکم کی تعمیل کے لیے اپنے دو عربی داں احباب کی خدمت حاصل کی، دونوں نے چند صفحات کے ترجمے کا نمونہ بھیجا، لیکن اسے معیار کے مطابق نہ سمجھا گیا۔ اس لیے معاملہ غیر معینہ مدت کے لیے مؤخر ہو گیا مگر اس کا ترجمہ اپنے پروگرام میں شامل تھا۔ میں اسے حرماں نصیبی تصور کرتا ہوں کہ انسان کو خود کام کرنے کی فرصت بھی نہ ہو اور اسے دوسرے کا کام پسند بھی نہ آئے (اپنا یہ وتیرہ بدل جانے کے بعد بھی) اس کی کسک آج تک محسوس کر رہا ہوں، لیکن خوشی کی بات ابھی یہ سننے میں آئی ہے کہ ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی حفظہ اللہ کی سرپرستی میں اس کا عربی ترجمہ تیار ہے۔

حافظ صاحب نے اپنی کتاب ''عظمت حدیث'' کا ایک نسخہ اپنے دستخط کے ساتھ ہدیہ کیا۔ اس کی بھی عربی میں منتقلی اپنے پروگرام میں شامل ہے۔ ان شاء اللہ

● یہاں ایک غیر متعلق امر کا بھی معذرت کے ساتھ تذکرہ کر دوں، وہ یہ کہ حضرت حافظ صاحب اور استاذ گرامی مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۹۴۳-۲۰۰۶ء) دونوں عالمی نشریاتی ادارہ ''دارالسلام'' (ریاض) سے منسلک رہے ہیں، لیکن یاد آرہا ہے کہ مولانا کی وفات کے بعد حافظ صاحب نے ''الاعتصام'' میں جو مضمون لکھا تو اس میں بطور خاص اس امر پر زور دیا کہ ایک انسان ایک جماعت کا ذمہ دار اعلیٰ ہو پھر اس کے لیے کیا مجبوری ہے کہ کسی ادارے کا ملازم بن کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔شاید حافظ صاحب نے یہ بات مسلکی غیرت میں لکھی ہو، لیکن:

ع کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی

● موجودہ دور کے مشہور خاکہ نگار مورخ جماعت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ (۱۹۲۵-۲۰۱۵ء) نے اپنی کتاب ''دبستان حدیث'' (ص ۵۷۸-۵۸۸) میں حافظ صاحب کا بہترین خاکہ پیش کیا ہے، اس کی روشنی میں حافظ صاحب پر کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اللهم اغفرله وارحمه!

بھلا سکیں گے نہ اہل زمانہ صدیوں تک
مری وفا کے، مری فکر وفن کے افسانے

حضرتِ حافظ صاحب کی ابتدا سے جیسی تربیت ہوئی اور انھیں جس انداز کے مربی ومشیر اور اساتذہ ملے، انھوں نے ان کی سرپرستی میں جس طرح اپنی گوناگوں صلاحیتوں کو پروان چڑھایا، اب نہ اس رنگ ڈھنگ کے طلبہ ہیں اور نہ مربیان واساتذہ۔ آج برصغیر بطور خاص ہمارے ملک میں ہمارا مسلکی ومنہجی محاذ انھی سب اسباب سے ٹوٹا ہوا ہے۔ لیکن ؎

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

جناب ابوالمیزان صاحب -وفقہ اللہ- حضرت حافظ صاحب کی حیات وخدمات پر اس پیشکش کے لیے دعا اور شکریے دونوں کے مستحق ہیں۔ اللہ ان کے حوصلہ وہمت کو بلندی عطا فرمائے، قلم کو روانی اور انھیں سلامتی!

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

صلاح الدین مقبول احمد
(دار الثقافہ للبحوث والدراسات)
شاہین باغ-نئی دہلی
۱۰/۲/۱۴۴۲ھ
۲۸/۹/۲۰۲۰ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

مولانا عبدالمعید مدنی (علی گڑھ)

سڈنی ایرپورٹ پر پریئر روم میں صلاۃ ادا کرنے گیا۔ فریضے کی ادائیگی کے بعد دیکھنے لگا کون سی دینی کتابیں موجود ہیں۔ مسرت ہوئی کہ تفسیر ''احسن البیان'' بھی موجود ہے۔ میرا احساس ہے کہ ادھر پچیس سالوں میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تفسیر ''احسن البیان'' اور ''ریاض الصالحین'' کا ترجمہ وشرح اہل حدیث حلقے میں خوب چھپا اور پڑھا گیا۔ اس وقفے میں برصغیر میں ایسی خوش نصیبی کسی اور اہل حدیث عالم کو حاصل نہیں ہوئی۔

کسی مصنف کی سب سے بڑی خوش نصیبی مانی جاتی ہے کہ اس کی علمی کاوشوں کو پذیرائی حاصل ہو۔ پذیرائی اگر علمی وعملی اہمیت کے سبب حاصل ہو وہی اصل ہے اور اساس علم وعمل اگر اخلاص ہے تو پھر بارگاہ الٰہی میں درجہ قبولیت حاصل۔ حسن ظن یہی ہے ان شاء اللہ حافظ رحمہ اللہ کو بارگاہ الٰہی میں بھی پذیرائی حاصل ہوگی۔ بظاہر حالات تو حافظ رحمہ اللہ کے یہی ہیں کہ اللہ والے تھے، حزبیت وتزلف سے دور تھے۔ ہوس شہرت وزر کی دنائت کے قیدی نہ تھے۔ اس وقت عموماً علمی میدان میں انھی سلبیات کی تباہ کاریاں ہیں۔

حافظ رحمہ اللہ کی تیسری کتاب ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' ہے۔ اس کتاب کو ہر حلقے میں جگہ ملی۔ دیوبند کی 'فتوی فتنیس' سے بھی محفوظ رہی۔ اس کتاب سے بہت سے تحریکیت کے مریضوں کو افاقہ ہوا۔ اس سے لوگوں نے تحریکی رافضیت کی حقیقت کو سمجھا۔

حافظ رحمہ اللہ کی مطبوع غیر مطبوع درجنوں کتابیں ہیں ان کا علمی، دعوتی، منہجی اور تاریخی وادبی مقام ہے۔ ان کی تحریریں حشو وزوائد سے خالی اور صاف ستھری ہوتی ہیں۔ وہ جس موضوع پر لکھتے ہیں دلائل کے ساتھ ایک نتیجے پر پہنچتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا تینوں کتابوں نے اہل حدیث حلقے کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ درس قرآن اور درس حدیث میں اہل حدیث مساجد میں انھیں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ زبان و بیان، معانی ومفاہیم ہر اعتبار سے یہ مستند ہیں اور عوام وخواص مرد وزن سب کے لیے مفید ہیں۔

حافظ رحمہ اللہ نے ہفت روزہ الاعتصام میں ۲۴ رسال کام کیا۔ اداریہ کے علاوہ ان گنت عنوانات پر بے شمار مضامین سپرد قلم کیے خاص کر فقہی موضوعات پر۔ اتنی لمبی مدت میں انھوں نے ہزاروں صفحات لکھے ہوں گے۔

شاید ۱۹۸۸ء میں انھوں نے جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی دعوت پر برطانیہ کا دورہ کیا تھا۔ ان کے قلم سے جو سفر نامہ مرتب ہوا تھا شاہکار تھا۔ قلم کی جولانی اور شگفتگی عروج پر تھی۔ مشاہدات کی فراوانی بھی اور ادبی لطافت بھی۔

دراصل مولانا بھوجیانی کی علمی ودینی چھاپ حافظ صاحب کی شخصیت پر بہت گہری تھی۔ عمر کے تاثر پذیر مرحلے میں تربیت حنفی نے ان کے علمی اور دینی رنگ کو نکھار دیا، یہی تربیت ان کی زندگی کا سرمایہ بن گیا اور اسی اساس پر ان کی علمی، دعوتی اور عملی تعمیر وترقی ہوئی۔ ہونہار لوگوں کے اندر قبول خیر کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اور مخلص مربی کی شخصیت کی مقناطیسی ان کو ترکیز فکر وعمل پر لگا دیتی ہے۔ تعلم وتعلیم کی دنیا میں ہمیشہ سیکھنے سکھانے کی گنجائش رہتی ہے اور مخلصین کے لیے یہ ایک مقدس کام بن جاتا ہے، اس کام کی محدودیت نہیں ہوتی نہ سیراب کرنے میں نہ سیراب ہونے میں۔

حافظ صاحب کی تعمیر شخصیت بڑے اچھے انداز میں ہوئی اور انھوں نے پھر جو ڈھب اختیار کیا زندگی بھر اسی پر چلے، آرزوؤں اور خواہشوں کے دباؤ نے انھیں یمین وشمال بھٹکنے سے بچالیا۔ حنیف سے حنیفی ملی اور ساری زندگی یکسو ہوکر کام کرتے رہے۔

انسان کو علم حاصل ہو جائے اور اس کو وقار وسنجیدگی اور تواضع مل جائے تو زندگی سراپا خیر بن جاتی ہے، اس سے فکر وخیال اور اعمال کے پودے ہمیشہ سرسبز وتازہ رہتے ہیں۔ تواضع اور وقار عالم کی پہچان ہوتی ہے، اخلاص وعمل علم کا ثمرہ ہوتا ہے، حق کی اشاعت اور حق کی پاسبانی اس کا مشن بن جاتی ہے، اس کی ذات خلق کے لیے مفید بن جاتی ہے، حافظ رحمہ اللہ کی زندگی ایک روشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب ہے اور عالم برحق ہونے کی داستان ہے۔

علم دین حاصل کرنے کے بعد اگر انسان کے اندر تواضع، وقار، اخلاص، عمل پیرائی نہ آئی تو حق کا پاسبان نہیں بن سکتا۔ کھوکھلا دانشور بن گیا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے علم کی بدہضمی ہے۔ اور دیکھا یہی جاتا ہے کہ اکثریت اس وقت علمی بدہضمی کا شکار ہے، چند ٹکوں میں دین و ایمان بیچنے والے بھی چند تحریریں لکھ کر مفکر و دانشور بنے گھومتے ہیں۔ تحقیق کا بھی عجب تصور بن گیا ہے، لایعنی کاموں اور موضوعات پر سر کھپانے والے اور استکبار کا الاؤ جلانے والے بھی محقق کہلاتے ہیں۔ مفسدین فی الارض، فرقہ پرست بھی داعی اور حق پرستی کا زعم پالے ہیں، پندار علم اور علم کا بیوپار عام ہے۔ ایسے میں ایک مخلص عالم، متواضع، سمجھ دار اور حق کا پاسبان عالم، بیاباں کی شب تاریک میں قندیل شب فروز ہے۔

حافظ صاحب نے علم دین کے حصول کے تقاضوں کو پورا کیا اور عالم ہونے کا حق بھی ادا کیا، قوم و ملت نے ان کو جو پذیرائی دی، اس کی اہمیت اور حیثیت بھی ہو سکتی ہے اور مقطع میں آ گئی تھی سخن گسترانہ بات کی قسم بھی ہو سکتی ہے۔ ان کا اصل جوہر یہ ہے کہ انھوں نے علم دین کے ذریعہ تعلق باللہ کو زندگی بھر مضبوط رکھا اور خلق باری کے لیے ناصح و امین بنے رہے۔ انھوں نے حق کی ترجمانی بھی کی، حق کی پاسبانی بھی کی اور حق کی ترویج و اشاعت بھی کرتے رہے۔

حافظ صاحب نے قلم اور زبان دونوں کو خدمت دین کے لیے استعمال کیا اور عوامی سطح سے علمی سطح تک استعمال کیا۔ مساجد میں بالاستمرار قرآنی و حدیثی دروس کا اہتمام، خطبات جمعہ کا اہتمام، کانفرنسوں میں علمی مقالات کے ساتھ شرکت، علمی حلقوں میں مقالہ خوانی، علمی مجلات میں علمی مساہمت۔ اور خاص الخاص طور پر ان کی تالیفات اپنے کم و کیف کے اعتبار سے دینی کتابیات میں بہترین اضافہ ہیں۔ ان کی کتابوں سے ان کے دور میں خلق باری نے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی کتابوں کو جو مقبولیت دی برصغیر میں ان کے ہم عصروں میں کسی کی تالیفات کو ایسی مقبولیت نہیں ملی، یہ عطائے الٰہی ہے جس کو چاہے عطا کرے۔

این سعادت بزور بازو نیست | تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان کی تصنیفات کم و کیف ہر اعتبار سے امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ جب سے انھوں نے قلم پکڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت سے لے کر آخری سانس تک انھوں نے قلم سے رشتہ نبھایا، ظاہر ہے کیت کا شکوہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جب سے منبر ومحراب کو زینت بخشا کبھی اس میں تعطل نظر نہیں آیا، آخر تک موعظت وخطابت سے سامعین کو مستفید فرمایا۔

فاضل علام کی تصنیفات اور تحریروں پر نگاہ ڈالیں تو ان میں بڑی تنوع نظر آتی ہے، ساتھ ہی ان کی خاص منہجی، دعوتی اور لسانی خصوصیات ہیں، ان کی سیاسی سماجی تحریریں ہیں، یہ تحریریں ''الاعتصام'' کے اداریوں پر مشتمل ہیں۔ الاعتصام میں مختلف تشریعی و تحقیقی مضامین ہیں اور یہ بہت کافی ہیں۔ مختلف حالات میں شر اور اصحاب شر پر نقد، سماج کے مختلف طبقات کے بگاڑ اور فنی وفکری انحرافات پر نقد واصلاح، تجزیے تبصرے پر موجود بے سرمایہ قلم وقرطاس ہے، ان کو اگر شائع کیا جائے گا تو مجلدات پر مشتمل ہوں گی اور ان کی علمی وفنی حیثیت ہوگی۔

ان کی تحریروں کی ایک قسم رد باطل پر ہے۔ تاریخ میں کھلے، منہج میں کھلے، اصول وقواعد میں کھلے اور عقیدہ وعمل میں انحراف، فقہی انحراف پر ان کی کامیاب مؤثر اور بصیرت افروز تحریریں ہیں۔

ان کی تصنیفات کی تیسری نوع تشریح دین سے متعلق ہے۔ اس سلسلے میں ان کی اہم ترین کتابیں ہیں، ان کا تعلق تفسیر، شرح حدیث، فقہ نیز اسلام کی مختلف تعلیمات کے متعلق ہیں۔ اس نوع میں سرفہرست ان کی تفسیر احسن البیان ہے، یہ تفسیر اردو زبان میں علی الاطلاق اپنی تعداد طباعت، کثرت قراء اور منہج وافادیت کی رو سے تمام تفسیروں پر فائق ہوگئی ہے۔ حلقہ دیوبند کی طرف سے عالمگیر اور ہیبت انگیز مخالفت کے باوجود اس کی مقبولیت میں کمی نہ آئی اور اللہ کے بندوں نے اس سے خوب استفادہ کیا۔ اس کی افادیت کا ایک واقعہ ہے، الٰہ آباد جیل میں ایک مسلمان قیدی کو یہ تفسیر مل گئی، اسے پڑھ کر وہ قبر پرستی ترک کر کے مومن مؤحد اور صالح بن گیا اور پھر اس کا جوش دعوت وتبلیغ اتنا بڑھا کہ کئی ہزار لوگوں کو شرک اور قبر پرستی سے توبہ کروایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مومن بندے کی محنت کو اس طرح قبولیت سے نوازا کہ منبر ومحراب کی زینت، دروس قرآن کی آواز اور تفسیر سے شغف رکھنے والوں کے لیے پیاری اور لذیذ شے بن گئی۔ اس عام فہم اور مختصر تفسیر کو خاص طور پر عام لوگوں کے لیے تیار کیا گیا تھا، لیکن مفسر مرحوم نے اس تفسیر کو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سے لکھنا شروع کیا تھا، ان کے صاحب زادے کی اطلاع کے مطابق احسن البیان کا تفصیلی ورژن سورہ اسرائیل تک پہنچ چکا تھا، مفسر کی شدید خواہش تھی کہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں، اے بسا آرزو کہ خاک شدہ، تکمیل سے قبل ہی اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

تشریح دین کی ان کی دوسری اہم کتاب ''ریاض الصالحین'' کا ترجمہ اور تشریح ہے، دو جلدوں میں ان کی یہ کتاب بھی مقبولیت حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ روز مرہ پڑھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب سرفہرست رکھے جانے کے لائق، رشد وہدایت اور تزکیہ وتربیت موضوع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قریباً اٹھارہ سو احادیث پر مشتمل یہ شاہ کار مجموعہ اور تزکیہ وتربیت کا ایمانی و عملی خاکہ ہے۔ یہ کتاب ہر مکتب فکر کے لیے یکساں مفید ہے اور سب کے لیے قابل قبول۔ کتاب وسنت کی دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کے لیے اگر احسن البیان اور مذکورہ شرح ریاض الصالحین کو عام اردو خواں نصاب بنالیں تو ان شاء اللہ ان کے لیے یہ دونوں کافی ہیں۔

حافظ صاحب مرحوم کی پچاس سے زائد تصانیف میں اکثر کتابیں کتاب وسنت کی تعلیمات، وضاحت، تشریح اور تبین پر مشتمل ہیں، ان کا تعارف بجائے خود ایک مستقل موضوع ہے۔

ان کی تحریروں کی اپنی خوبی اور خصوصیات ہیں، حافظ رحمہ اللہ کو قلم پر دسترس حاصل ہے، زبان وبیان پر قدرت رکھتے ہیں، ادبی پیرائے میں جب لکھتے ہیں تو صف اول کے انشا پردازوں میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔ دینی، ادبی، سیاسی، سماجی اور تاریخی موضوعات پر ان کی تحریروں میں شگفتگی، وضاحت، ابلاغ پوری طرح موجود ہوتا ہے، ان کی عبارتیں اغلاق اور ابہام سے پاک ہوتی ہیں، موضوع کو نکھارنے میں کامیاب رہتے ہیں، تحریروں کے پیچھے ان کا اصلی ہدف ہوتا ہے حق اور سچائی کو لوگوں کے ذہنوں کے اندر اتارنا اور حق کی اشاعت اور حق کی پاسبانی۔ ہدف جب طے ہو، ذہنی زرخیزگی مقصد نہ ہو، نہ فضول اور بے مقصد موضوعات سامنے ہوں تو انسان کی پوری توجہ اس پر ہوتی ہے کہ اپنے ہدف کو پالے۔ ایک سچے اور حساس مومن کی زندگی کا مقصد یہی ہوتا ہے، اس کی توجہ ہدف پر مرتکز ہوتی ہے اور یہ چیز سب کو حاصل نہیں ہوتی ہے، حافظ صاحب رحمہ اللہ نے جب قلم وقرطاس سے یاری کی تو پہلے دن سے ان کا ہدف واضح تھا، اشاعت حق کے ہدف کو ان کی تحریروں نے چھولیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سادے الفاظ میں ایک عالم کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ سچائی کو جاننا اور اس پر عمل کرنا اور کسی بھی حالت میں ان سے پہلوتہی نہ کرنا، یہی عالم کا کمال ہے اور اسی سے اس کی شخصیت نکھرتی ہے۔ اس وقت مصیبت یہ ہے کہ علم وتحقیق کے بڑے سے بڑے دعویٰ داران دونوں اصل حقائق سے عاری نظر آتے ہیں اس لیے کہیں اباحیت کا یلغار ہے، کہیں تغافل کا، کہیں خبث باطن حملہ آور ہے، کہیں خیانت اور عیاری نے دھاوا بول رکھا ہے اور کہیں ٹھگی نے، نہ فکر قوم ہے نہ سیرت مستقیم، چند ٹکوں میں بکنے والے بازاری لوگ، مگر دعوی قابلیت کا عریض وطویل اور سودا سمایا ہوا قابلیت کا۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں ترابط، سکون، اعتدال، سکوت، مسلسل عمل، سارے فتنوں اور فتنہ سامانوں سے دور ونفور، سارے ہنگاموں اور ہنگامہ پروروں سے کنارہ کش، زندگی میں نہ اینچ پیچ نہ چنیں چناں، اس یکسوئی نے انھیں اس قابل بنایا کہ انھوں نے بڑا علمی سرمایہ چھوڑا، دین کے نام پر وقت کے مادہ پرستانہ رویوں سے بھی انھوں نے سروکار نہیں رکھا۔ صاف ستھری زندگی، بالکل سگھڑ زندگی، ہم عصر اودھڑ زندگی سے ان کا دور کا واسطہ نہیں۔ اودھڑ لفظ بہت پر معنی ہے، اس لیے بے ترتیب، بے اصول، آلودہ اور گند بھری زندگی کی تبیین کے لیے یہ لفظ بہت بامعنی ہے۔ او-گھڑ- غیر مربت، غیر منظم۔ اس وقت معاصر زندگیاں خاص کر دین سے وابستگی کی دعوی دار زندگیاں ایسی ہی ہیں۔

حافظ رحمہ اللہ کی پرکشش زندگی کا ایک پہلوان کی تہجد گذاری ہے، ایسے وقت جب خاص الخاص لوگوں کے لیے پنج وقتہ واجبات کی ادائیگی بہت بھاری پڑ رہی ہے، ایک عالم کا اپنی تمام تر علمی مشغولیت کے ساتھ تہجد کا اہتمام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انابت الی اللہ اس کی شخصیت کا خاص عنصر بن گئی ہے اور اس کی شخصیت آلائشوں سے پاک ہو چکی ہے، قبولیت کے لمحات میں وہ اپنے آنسوؤں سے اپنی ذات کی صفائی کر چکا ہے، اپنے گرد اللہ کی نگہداشت کا حصار قائم کر چکا ہے۔

پاکستان میں بہت سے علماء اہل حدیث کے ہاں اس وقت بھی حضور قلب اور لمحات قبولیت میں داخل ہونے کا اہتمام ہے، مناجات الٰہی سے لطف اندوز ہونے کا ذوق تعبد زندہ ہے، افسوس ہمارے ہاں تو لوگوں کو چکلس سے فرصت ہی نہیں، والعیاذ باللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی جگہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پر کرسکتا ہے۔گمان اور سوءظن کو عقیدہ بنانے والی نسل میں جوہر قابل کی نمود مشکل ہے، اللہ تعالیٰ حافظ رحمہ اللہ کو ان کی دینی جہود کا چندد رچند صلہ دے، ان کا صدقہ جاریہ تادیر قائم رکھے اور انھیں قبر میں نور عطا کرے، قبر کو کشادہ فرمائے، ان پر اپنی رحمتوں کا نزول کرے، جنت کی نعمتوں سے انھیں نواز اور آخرت میں ان کو خلائق کے سامنے سرخرو فرما اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما۔آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم ربانی حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
(امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

عالم اسلام کے معروف مفسر، مفتی، مصنف، شارح قرآن وسنت، متعدد علمی وتحقیقی اداروں کے سرپرست اعلیٰ اور سابق مدیر ہفت روزہ الاعتصام لاہور حافظ صلاح الدین یوسف کی وفات حسرت آیات بلاشبہ علم وتحقیق کی دنیا کا ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ کیوں کہ آپ عالم اسلام کے نامور عالم دین، دنیائے علم وتحقیق کی مایہ ناز ہستی، عظیم مفسر قرآن، محدث زماں، بلند پایہ فقیہ و متکلم اسلام، ملت اسلامیہ کے سرمایہ افتخار اور بہت ساری مفید دینی، علمی، تربیتی اور اصلاحی کتابوں کے مصنف ومترجم تھے۔ آپ کے اس دار فانی سے کوچ کر جانے کی خبر سے آج پوری دنیا خصوصا برصغیر غم واندوہ میں ڈوبا ہوا ہے۔ لله ما اعطى ولله ما اخذ و ما نقول إلا ما يرضى ربنا. إنا لله و إنا إليه راجعون.

یقینا آپ کی وفات سے جو علمی، اصلاحی، تربیتی اور منہجی وتحقیقی خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ترین نظر آرہا ہے کیونکہ آپ کی شخصیت گوناگوں صلاحیتوں کی حامل تھی۔ آپ مسلک و منہج میں زرخالص اور لولوئے آبدار تھے جو بحار علم اور انہار فکر وفن اور محیط فقہ وادب میں غوطہ زنی اور شناوری اور ہم نشینی کے عوض پروان چڑھے تھے۔ آپ کی فکر میں سنجیدگی ومتانت، خیالات میں انتہائی پاکیزگی اور علم میں گہرائی تھی اور ''إنما يخشى الله من عباده العلماء'' کے بموجب خشیت الٰہی اور رسوخ فی العلم میں معروف اور مشہور علمائے وقت، اولیاء اللہ، علماء راسخین کی صحبت کیمیا اثر سے کندن وحقیقی جوہر بن کر کے نکلے تھے جیسے محدث بھوجیانوی رحمہ اللہ جیسے اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم وفکر نے اور زیادہ نکھار دیا تھا۔ آپ کی زبان وبیان اور اسلوب نگارش نہایت سنجیدہ، جاذب، علمی وتحقیقی اور بے نظیر ہے جس کی چاشنی اور اثر انگیزی از دل خیزد بر دل ریزد کا بھی صحیح مصداق ہے۔ یوں تو ان کی ساری تصنیفات بے مثال اور لاجواب ہیں لیکن تفسیر احسن البیان بیت القصید کی حیثیت رکھتی ہے، وہیں آپ کی جوانی کی تحریر خلافت وملوکیت اپنے موضوع پر شاہکار ہے۔ تفسیر احسن البیان کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ہندی سمیت کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے جس سے بڑی تعداد میں بندگان الٰہی مستفید ہو رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ عالم ربانی حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی شخصیت یگانہ روزگار اور علم کا سمندر تھی۔ اس کی گواہی ان کی بے مثال اور مقبول عام وخاص دینی وعلمی اور تحقیقی ومفید تالیفات و تصنیفات دیتی ہیں جس کے لیے انھوں نے اپنی حیات مستعار کو نچھاور کر رکھا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے پیچھے خاصی تعداد میں منہجی، علمی کتب چھوڑیں جو ان کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بنی رہیں گی۔

مولانائے مکرم سے متعدد ملاقاتیں مختلف مناسبتوں سے سعودی عرب میں رہیں۔ اتفاقی ملاقاتوں کے علاوہ چند ملاقاتوں میں جماعت کے نوجوانوں اور نئی نسل میں منہجی وفکری توانائی اور ھم وغم موضوع بحث رہا اور ان کی تعلیم وتربیت پر مفید باتیں برصغیر کی جمعیت وجماعت کے حوالہ سے بھی آتی رہیں۔ خصوصاً جماعت کا علمی وقار ودبدبہ اور وزن جو ہر دور میں رہا ہے اور اپنی قلت تعداد کے باوجود جماعت کی علمی ودینی خدمات کی جو کثرت عبر القرون برصغیر میں قرون ماضیہ قریبہ تک رہی ہے اور اس میں جو کمی آتی جا رہی ہے اس کے تدارک وتلافی کے ساتھ اس کو اسی وزن اور وقار وازدیاد کے ساتھ کیسے واپس لایا جائے اور فضلائے وقت کو مادیت زدہ ماحول سے نکال کر اسلاف کرام کے نقش قدم پر کیسے گامزن کیا جائے؟ یہ اور اس طرح کے دیگر موضوعات زیر بحث آتے رہے۔ عرب جامعات اور وہاں کے دیگر میدانوں میں ہمارے جو فضلاء رہے اور گئے ان میں بے حد کمزور استثنائی تعداد کے علاوہ لائق ذکر فضلاء نہیں ملتے جو برصغیر کے ماحول اور حالات کے تناظر میں کچھ کر رہے ہوں اور اس گہرائی وگیرائی کے ساتھ اور منہجی ومسلکی فریم ورک کی روشنی میں کچھ ایسا کر دیا ہو جو یہاں کے علم کلام اور فقہ وفتاوئ اور اجتہاد واستنباط کے لائق حال ہو۔ جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسروں نے علم وتحقیق اور تصنیف وتالیف کے میدانوں میں وہ فتوحات حاصل کی ہیں کہ ان کو دیکھ کر جہاں رشک آتا ہے وہاں رفتہ رفتہ اپنی مجلسوں کے اجڑنے اور تابندہ روایات کے مدھم ہونے کا افسوس وصدمہ بھی ہوتا ہے۔ ایسے میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی ذات گرامی بہت غنیمت تھی جو جماعت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہی تھی۔ اگر آج بھی ہمارے لائق وفائق اور ذہین فضلاء اپنے وقت کے جید وکہنہ مشق علماء جو تیزی سے اٹھتے جا رہے ہیں، کی صحبت وملازمت کو لازم پکڑتے تو یہ علمی ورثہ ووقار کا سلسلہ قوت کے ساتھ ابھر کر سامنے آتا۔ جس طرح کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ محدث عصر علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کی صحبت وشاگردی اختیار کر کے جماعت کے باوقار عالم بنے۔ اللهم وفقنا.

آپ کی چند چیدہ تصانیف میں تفسیر احسن البیان، مکمل ترجمہ قرآن مجید، دلیل الطالبین: اردو ترجمہ وفوائد، ریاض الصالحین للامام نووی، خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت، جنازہ کے احکام ومسائل ومسئلہ ایصال ثواب، فتنۂ غامدیت، نفاذ شریعت کیوں اور کیسے؟، توحید اور شرک کی حقیقت، نماز محمدی اہم اور قابل ذکر ہیں۔ اور اس طرح قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی خدمت اور دین اسلام، شعائر دین، سنت نبوی علی صاحبها افضل الصلاة والتسليم اور صحابہ واہل بیت کی حرمت کے دفاع کا یہ عظیم علمی وتحقیقی سفر سات دہائیوں پر مشتمل رہا۔

ویسے تو آپ یکے بعد دیگر معاشرے اور حالات کی ضرورت وتقاضے کے مطابق علمی وتحقیقی کتابیں منظر عام پر لانے میں ہمیشہ مشغول رہے جس سے شریعت کے صحیح منہج کے حاملین خوب خوب استفادہ کرتے تھے۔ ان دنوں وہ اپنی مشہور زمانہ مختصر تفسیر احسن البیان کو تفصیل کے ساتھ لکھنے اور اسے ایک مطول تفسیر کی شکل دینے میں مصروف تھے اور اسے جلد سے جلد مکمل کر لینا چاہتے تھے تاہم رب کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس مفصل تفسیر کی تکمیل سے قبل ہی رب کا بلاوا آ گیا اور وہ دین حنیف اور منہج قرآن وسنت کا خادم اپنے رب کے حضور پہنچ گیا۔ اور آپ کی جدائی کے غم نے اسلاف کی سانحات وفات کو جہاں زندہ کر دیا، وہیں پچھلے دنوں علماء کی کثیر تعداد کی جدائی اور اس کے پاداش میں لاحق غموں کو دوبالا کر دیا، اس جے پوری عالم اور پاکستانی فاضل اجل کی موت نے علامہ یوسف جے پوری رحمہ اللہ جیسے علماء کرام کی وفات کے غم کو مدتوں بعد پوری جماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وملت کے لیے تازہ کردیا اور "ان الشجا یبعث الشجا" کی صورت پیدا کردی۔ درحقیقت آپ کی موت سے جو خلا واقع ہوا ہے اور جو نقصان ہوا ہے اور غم واندوہ کے جو بادل چھا گئے ہیں، وہ صرف جماعت اہل حدیث پاکستان کے لیے ہی سانحہ، صدمہ وخسارۂ عظیم نہیں ہے بلکہ برصغیر اور پورا عالم اور ساری قوم ہی مغموم ہے کیوں کہ:

وماکان قیس ھلکه ھلك واحد

ولکنه بنیان قوم تھدما

یکے بعد دیگرے علمائے ربانی کے اُٹھتے چلے جانے کے غمہائے بیکراں کے ساتھ ساتھ یہ صدمہ اور افسوس بھی کچوکے مار رہا ہے اور ستا رہا ہے کہ علم وتحقیق، تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور افتاء وارشاد کی جو شمع اسلاف نے روشن کی تھی اور آئندہ نسل کے لیے تراث ومیراث چھوڑنے کا جو جذبۂ دروں ان کے اندر کارفرما تھا اور جسے وہ نسلاً بعد نسل منتقل کرتے آئے تھے وہ جذبۂ وجوش دروں ماند پڑتا جارہا ہے جو کہ امت مسلمہ خصوصاً جماعت اہل حدیث کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ آج علماء وداعیان جماعت وامت کو اس جانب خصوصی توجہ صرف کرنے کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ علامہ صلاح الدین یوسف کی وفات سے عالم اسلام میں عموماً اور برصغیر ہند وپاک میں خصوصاً علمی وتحقیقی خلا پیدا ہوگیا ہے۔ رب العالمین اپنے قرآن اور اپنے آخری رسول ﷺ کے فرمان کے خادم کی مغفرت فرما، آپ کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت بخش، اعلیٰ علیین میں انبیاء وشہدا اور صلحاء کے ساتھ ان کو فردوس اعلیٰ عطا فرما، تو قادر مطلق ہے اور تیرے خزانہ میں علم ودولت اور کسی چیز کی کمی نہیں، تو ان کا عالم اسلام کو نعم البدل عطا فرما۔ تیرے دین کا خادم تیرا یہ بندہ تیرے حضور حاضر ہے اور بتقاضائے بشریت کوتاہیوں سے مبرا نہیں تیرے علاوہ منزہ کون ہے؟ تو اپنے عفو وکرم اور مغفرت کے بحر بے بیکراں اور وسعت بے پایاں سے کرم وفضل کا معاملہ فرما۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی یاد میں کچھ باتیں

عبدالمالک مجاہد

ہفت روزہ الاعتصام سے تعلق بچپن سے تھا۔ ۱۹۸۰ء میں سعودی عرب آئے تو یہاں الاعتصام کو پڑھنے کے مزید مواقع ملے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اس کے ایڈیٹر تھے۔ ہم ان کے اداریے اور مضامین بڑے شوق سے پڑھتے۔ یہ فطری بات ہے کہ جس مؤلف، مصنف، ایڈیٹر یا کالم نگار کو آپ پڑھتے ہیں اس کی شخصیت آپ کے دل و دماغ پر اثر کرتی ہے، کچھ یہی حال میرا بھی تھا۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ میں اس دور میں حافظ صاحب کو ہیرو کا درجہ دیتا تھا مگر ان کی شخصیت مجھ پر چھائی ہوئی تھی۔ سعودی عرب آنے سے پہلے میری ان سے ملاقاتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ممکن ہے انھیں کسی جگہ یا تقریب میں ایک آدھ بار دیکھا ہو مگر مجھے یاد نہیں۔ دارالسلام بن چکا تھا۔ ایک دن خیال آیا کہ کیوں نہ انھیں عمرہ کروا دیا جائے۔ میرے علم میں تھا کہ اس وقت تک انھوں نے عمرہ نہیں کیا اور پھر عمرے کا بندوبست کر دیا۔ الحمدللہ وہ عمرے پر تشریف لائے اور مکہ سے انھوں نے فون کیا۔ بات چیت ہوئی۔ یقینا الاعتصام کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ میں نے کچھ اور انداز میں سوچنا شروع کر دیا۔ دارالسلام میں قرآن پاک کی انگلش تفسیر پر کام ہو چکا تھا۔ ہم اُردو زبان میں سلفی حواشی کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ میری اہلیہ ریاض میں فاطمۃ الزہراء کے نام سے بچیوں کا مدرسہ چلا رہی تھیں۔ کافی مرتبہ وہ اس بات کا ذکر اور خواہش کا اظہار کرتیں کہ ہمیں ایک مختصر مگر جامع تفسیر کی ضرورت ہے جو آسان اور عام فہم ہوتا کہ ہم بچیوں کو پڑھا سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس زمانے میں وزارتِ دفاع کی گیارہ سالہ نوکری سے مستعفی ہو کر دارالسلام کو پورا وقت دے رہا تھا۔ اس دوران وہاں میرا مذہبی امور کے سیکشن سے گہرا تعلق رہا تھا۔ وہاں سبھی لوگ مجھے جانتے اور عزت کرتے تھے۔ میں ہر جمعہ کو وزارتِ دفاع کی مسجد میں خطبۂ جمعہ کا اُردو میں ترجمہ کرتا تھا۔ خطیب اور دیگر افسران میرے منہج سے خوب واقف تھے۔ ان دنوں مدینہ شریف میں مجمع الملک فہد کام کر رہا تھا۔ وہاں کے ذمہ داران کو بھی ایک اُردو ترجمے اور تفسیر کی ضرورت تھی جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق ہو۔

احباب جب بھی اکٹھے ہوتے تو اس بات کا ذکر ہوتا کہ مجمع الملک فہد کو ایک ایسے تفسیری حواشی کی ضرورت ہے جس میں منہج اہل سنت والجماعت کو واضح کیا گیا ہو۔

ہر شخص کے کام کرنے کا اپنا اپنا انداز ہے۔ کوئی بھی منصوبہ بنانا اور اس پر عمل کروانا اس کے لیے وسائل مہیا کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمت اور جرأت مندانہ فیصلے بھی کرنا ہوتے ہیں۔ ہماری عملی زندگی میں کتنی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی چیز کی تمنا کرتے ہیں، اسے عملی شکل بھی دینا چاہتے ہیں مگر اس کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ انفراسٹرکچر نہیں ہوتا۔ وسائل نہیں ہوتے۔ ٹیم نہیں ملتی۔ جس شخص سے آپ کام کروانا چاہتے ہیں وہ مصروف ہوتا ہے۔ وہ آپ کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ آپ کا اور اس کا مزاج نہیں ملتا۔ عین وقت پر آپ کے ساتھ مالی تعاون کرنے والے انکار کر دیتے ہیں۔ حکومتی اقدامات کی وجہ سے آپ پروگرام کو آگے نہیں بڑھا سکتے۔ شرکاء کا آپس میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ اگر آپ گنتے اور لکھتے جائیں تو آپ اتفاق کریں گے کہ کسی بھی منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے اللہ کی توفیق کے بعد خوب سمجھ بوجھ سے کام نہ لیا جائے تو وہ منصوبہ شروع دن ہی سے تعطل کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کے تفسیری حواشی کے لیے سب سے پہلا فیصلہ یہ ہوا کہ تفسیر ابن کثیر کا اُردو ترجمہ جو مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کا کیا ہوا ہے، اس کا اختصار کیا جائے۔

لو جی، میں نے تفسیر ابن کثیر کی ایک جلد پکڑی، پنسل ہاتھ میں لی اور اس میں سے تفسیر کو مختصر کرنا شروع کیا۔ کچھ دن کام کیا ہوگا، اندازہ ہوا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں۔ اختصار کے لیے بہت بڑا عالم چاہیے۔ چلیے اب میں نے یہ کام دارالسلام کے ایک رفیق کار حافظ محمد طاہر کے سپرد کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند دن انھوں نے کوشش کی۔ اسی دوران قائد اہل حدیث پروفیسر ساجد میر صاحب ریاض تشریف لے آئے۔ ان سے طویل مشورہ ہوا۔ میرے ہم زلف اور ضیائے حدیث کے بانی مولانا محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ ریاض تشریف لائے تھے۔ ان کو بھی قلم دیا گیا۔

کتنی کتنی دیر میٹنگیں ہوتی رہتیں۔ مجھے خوب اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کام کے لیے ضروری ہے کہ نئے سرے سے حواشی لکھوائے جائیں۔ میں محترم حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے اندازِ تحریر سے بڑا متاثر تھا۔ کچھ ساتھیوں سے یقینا مشورہ ہوا ہوگا مگر عموماً ایسے فیصلے الحمدللہ میں خود کرتا ہوں۔ یا آخری فیصلہ میں خود صادر کرتا ہوں۔ میں مشورے کرتا ہوں اور ضرور کرتا ہوں۔ بعض اوقات بہت جونیئر سٹاف سے بھی ان کی رائے لیتا ہوں۔ بعض اوقات میری چائے بنانے والا بھی عمدہ مشورہ دیتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ علمی کاموں میں عام آدمی سے مشورہ کرتا ہوں۔ اس کے لیے علماء ہوتے ہیں۔

میں نے حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ سے رابطہ کیا۔ ان کو اپنی خواہش بتائی۔ اس مقصد کے لیے یقینا متعدد بار رابطہ ہوا اور فون پر بات ہوئی۔ پروگرام بنایا، ان کو ریاض میں آکر کام کرنے کی دعوت دی۔ تمام تر اخراجات اور سہولتوں کی ذمہ داری قبول کی۔ طے پایا کہ میرے چچازاد بھائی محمد یعقوب کیلانی بھی ان کے ہمراہ ہوں گے تاکہ وہ تفسیر کو ساتھ ہی ساتھ کتابت کرتے چلے جائیں۔ دو عدد وزٹ ویزے ارسال کر دیے گئے۔ اب ویزے لگوانے کا مسئلہ تھا۔ سفارت خانے والوں کے مطالبات ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔ یہ ورقہ لاؤ۔ یہ چاہیے، وہ چاہیے، وغیرہ۔ جب تک ویزا لگ نہ جائے امید لگی اور ٹوٹتی رہتی ہے۔ بھلا ہو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران کا کہ ان کی وساطت سے ویزے لگ گئے۔ شعبان ۱۴۱۴ھ بمطابق فروری ۱۹۹۴ء کی ایک شام کو وہ وقت بھی آیا جب میں محترم حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اور برادرم محمد یعقوب کیلانی کا ریاض کے ایئرپورٹ پر استقبال کر رہا تھا۔

دارالسلام کا دفتر اس زمانے میں شارع الضباب کے آخر پر ایک مثلا میں تھا۔ نیچے دفاتر اور اوپر رہائش تھی، چنانچہ مہمانوں کی آمد سے پہلے ان کے شایانِ شان رہائش کا بندوبست کر دیا گیا۔ حافظ صاحب نے جہاں بیٹھ کر کام کرنا تھا، وہ جگہ اگرچہ بڑی نہ تھی مگر تمام ضروری سہولتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مزین تھی۔ نئے ایر کنڈیشن، نئے بستر، فرنیچر، ایک ہمہ وقت ملازم جوان کی چائے اور کھانے کا بندوبست کرے۔ یہ سارے کام الحمدللہ ہو چکے تھے۔ پھر ایک اہم کام مراجع کی کتب کی دستیابی کا بھی تھا۔ دارالسلام کی اپنی لائبریری موجود تھی۔ مگر پھر بھی ضروری تفاسیر کو خرید کر حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ انھوں نے اللہ کا نام لیا۔ لمبی دعائیں مانگیں۔ ہم بھی ان کے ساتھ دعاؤں میں شریک تھے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی ازراہِ محبت اور شفقت دارالسلام میں تشریف لائے، میری آنکھوں کے سامنے آج بھی وہ منظر ہے، انھوں نے جہاں حافظ صاحب کو اپنی دعاؤں سے نوازا، وہاں اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

تفسیر لکھنے کا کام کوئی اٹھارہ ماہ تک چلتا رہا۔ انھوں نے کچھ مدت ریاض میں رہ کر کام کیا۔ باقی کام پاکستان میں مکمل ہوا۔ میرے سگے تایا زاد بھائی برادرم محمد یعقوب کیلانی ساتھ ساتھ اس کی کتابت کرتے جاتے تھے، ترجمہ قرآن کے بارے میں اتفاق رائے سے طے ہوا کہ مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کا ترجمہ استعمال کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ اس ترجمے کے حقوق کے لیے میں نے مولانا عبدالرحمن سلفی امیر غرباء جماعت اہل حدیث سے تحریری اجازت لی تھی، اس تفسیر کی نظر ثانی اور مراجعت کے لیے میں نے مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی خدمت میں گزارش کی کہ وہ بالاستیعاب اس کی مراجعت فرمائیں، چنانچہ انھوں نے اسے خوب غور سے پڑھا۔ جو ملاحظات بتائے انھیں دور کر دیا گیا۔

دارالسلام میں اس منصوبے کے بارے میں محترم حافظ صاحب نے جو کچھ لکھا، وہ میں تفسیر احسن البیان کے پہلے ایڈیشن سے من وعن نقل کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

”رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء میں اللہ تعالیٰ نے زندگی میں پہلی مرتبہ عمرے کی سعادت سے ہم کنار اور خانہ کعبہ ومسجد نبوی کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ یہ سفر مبارک ریاض (سعودی عرب) کے احباب جماعت کے تعاون سے ہوا۔ جزاہم اللہ أحسن الجزاء۔ حسن اتفاق سے اسی سال، یعنی ڈیڑھ مہینے کے بعد ذوالقعدہ کے آخر میں رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) کی طرف سے ایامِ حج میں ضیافت کی دعوت مل گئی اور اس دعوت نامے کی بنیاد پر حج کا ویزا مل گیا اور یوں راقم فریضہ حج کی سعادت سے بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بہرہ مند ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

عمرہ اور حج کے ان دونوں مبارک موقعوں پر، مقدس مقامات اور خصوصی اوقات میں راقم نے دیگر دعاؤں کے ساتھ ایک خصوصی دعا نہایت الحاح وخلوص سے یہ کی کہ یا اللہ! معاشی کفالت کا ایسا آبرومندانہ انتظام فرما دے کہ میں صحافت کے خارزار سے نکل کر گوشۂ عافیت وتنہائی میں بیٹھے قرآن کریم اور حدیث رسول (علی صاحبها الصلوة والتسليم) کی ٹھوس علمی خدمت انجام دے سکوں۔ ساتھ ہی بارگاہِ الٰہی میں یہ بھی عرض کیا کہ اس علمی خدمت کے لیے جس استعداد وصلاحیت کی ضرورت ہے، اس سے راقم کا دامن خالی ہے، اپنے فضل خاص سے قرآن وحدیث کے فہم کے لیے راقم کا سینہ بھی کھول دے، ان کی مشکلات وغوامض کو آسان اور قلم میں روانی وشگفتگی پیدا فرما دے تا کہ میری علمی تہی مایگی اس اہم کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

اللہ تعالیٰ نے، معلوم ہوتا ہے، اس بندۂ عاجز کی دعا قبول فرمالی اور ایسے اسباب مہیا فرما دیے کہ اس کے چند مہینے بعد ہی محب مکرم جناب عبدالمالک مجاہد صاحب مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ دارالسلام نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں قرآن پاک کے ترجمے پر مختصر حواشی تحریر کروں اور اس بات کا اظہار کیا کہ ریاض تشریف لائیں تا کہ ادارہ کے رفقائے کرام کے مشورے اور براہِ راست نگرانی میں یہ کام سرانجام پا سکے۔ مکتبہ دارالسلام نے ویزے کا بندوبست کر دیا، ٹکٹ آ گیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تعاون سے ویزا لگوانے کے بعد راقم شعبان ۱۴۱۴ھ بمطابق فروری ۱۹۹۴ء میں ریاض چلا گیا۔ میرے ہمراہ کیلانی خاندان کے مشہور خطاط محمد یعقوب صاحب بھی تھے تا کہ وہ ساتھ ساتھ کتابت کرتے جائیں۔

اس سفر کا مقصد صرف اور صرف قرآنی خدمت ہی تھا۔ غیر ضروری تفصیلات سے قطع نظر راقم نے ریاض میں قرآن کریم کا حاشیہ تحریر کرنے کا آغاز کر دیا جس کی تکمیل یہاں پاکستان میں آ کر ہوئی۔ مولانا مجاہد صاحب کی خواہش تو یہ تھی کہ اس کی تکمیل ریاض ہی میں ہوتا کہ یہ کام جلد ہو جائے، کیونکہ وہ کم از کم وقت میں اس کی تکمیل چاہتے تھے۔ تاہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راقم کے لیے وہاں زیادہ عرصہ رہنا نہایت مشکل تھا، اس لیے انھوں نے پھر مہربانی فرمائی اور راقم کو پاکستان آنے کی اجازت دے دی، چنانچہ راقم موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری مرتبہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے فوراً بعد پاکستان آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس حج کو مبرور اور اس سعی کو مشکور فرمائے۔ راقم نے حسب وعدہ پاکستان واپس آنے کے بعد اس کی تکمیل ہی کو اولیت و اہمیت دی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی دست گیری فرمائی اور یوں حاشیہ نویسی یا تفسیر نگاری کا یہ غایت درجہ مشکل اور نہایت جاں گداز مرحلہ سولہ سترہ مہینے میں طے پا گیا۔ فالحمد للہ علی ذلك الف الف مرة.

اس وقت ایک اہم خلا تو نئے انداز سے سلفی تفسیر کا ہے، جسے پر کرنے کی شدید ضرورت ہے اور یہ مکتبہ دارالسلام کے پروگرام میں شامل بھی ہے تاہم جب تک یہ تفصیلی تفسیر میسر نہیں آتی، یہ مختصر تفسیر بھی قرآن کریم کے معانی ومطالب کے سمجھنے کے لیے ان شاءاللہ کافی مفید ثابت ہوگی۔

بنابریں اس مختصر تفسیر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ''خدا'' کا لفظ سوائے ناگزیر تراکیب کے، کہیں استعمال نہ ہو۔ اس میں جو ترجمہ دیا گیا ہے، وہ دراصل مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کا ہے جو ان کی مترجم تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ہے۔ اس میں البتہ متعدد جگہ اصلاحات کی گئی ہیں۔ مکتبہ دارالسلام ریاض کے رفیق کار حافظ محمد طاہر نے جو جامعہ سلفیہ بنارس کے فارغ التحصیل ہیں، اس ترجمے پر نظر ثانی کی۔ ان میں ایک اصلاح یہ بھی ہے کہ خدا کا لفظ جہاں جہاں بھی ترجمہ قرآن میں استعمال ہوا تھا، اس کو اللہ کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔ اس طرح ترجمہ اور تفسیر دونوں میں لفظ ''خدا'' کے استعمال سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس اہتمام والتزام کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ کے لیے اللہ ہی کا لفظ استعمال کریں، جو قرآن کریم کا لفظ ہے جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ''خدا'' کا لفظ ہماری زبان میں عام ہوگیا ہے جس میں الٰہ واحد کی جگہ دو خداؤں کا مفہوم جھلکتا ہے، اس سے لوگ احتراز اور گریز کریں اور سوائے ناگزیر تراکیب اور ضروری مصرعوں کے اسے استعمال نہ کریں، جیسا کہ اس ترجمہ وتفسیر میں اس کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر میں مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ کے تحت، اپنے مشفق دوست اور محب مکرم جناب عبدالمالک مجاہد صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ جن کے حسن توجہ اور تعاون خاص سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ مجاہد صاحب موصوف نے قیام ریاض کے دوران بھی ہر طرح کی سہولتیں، نہایت فراخ دلی سے بہم پہنچائیں اور پاکستان آنے کے بعد بھی ان کی عنایت خاص کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ سب ان کا مسلک سلف سے بے پناہ محبت، سلفی علماء سے عقیدت وارادت اور مسلک و حاملین مسلک کی خدمت کرنے کے پرخلوص جذبے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبے اور خدمت کو نہ صرف قبول فرمائے، بلکہ اس میں مزید اضافہ فرمائے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا یہ پُرخلوص تعاون اور محبت اگر راقم کو حاصل نہ ہوتی تو یہ کام اتنی جلدی اور اتنی آسانی کے ساتھ تکمیل کو نہ پہنچتا۔ فبارك الله فيه و أحسن جزائه.

حضرت مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ (مصنف 'الرحیق المختوم') بھی مستحق شکریہ ہیں جنھوں نے مجاہد صاحب کی خواہش اور درخواست پر، پوری تفسیر پر نہایت محنت اور توجہ سے نظر ثانی فرمائی، اس میں حسب ضرورت اصلاح و ترمیم کی اور اس پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا۔ حضرت مولانا موصوف، مبارک پوری خاندان کے علم و عمل کی درخشندہ روایات کے حامل و امین اور عالم اسلام کی نہایت ممتاز شخصیت ہیں۔ ان کی نظر ثانی، اصلاح اور اظہارِ اعتماد نے اس تفسیر کے حسن کو دو چند اور اس کے پایۂ اعتبار کو بلند تر کر دیا ہے۔ فجزاه الله أحسن الجزاء و بارك في عمره.

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب پروفیسر ریاض یونیورسٹی کا بھی راقم شکرگزار ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ابتدائی چند صفحات ملاحظہ فرما کر راقم کی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی اور بعض نہایت اہم مفید مشوروں سے نوازا۔ جزاه الله أحسن الجزاء

سب سے آخر میں جماعت کے اہل علم وفضل سے استدعا ہے کہ وہ اس میں زبان و بیان سے لے کر توضیح و تعبیر تک میں جو بھی خامی اور کوتاہی محسوس و ملاحظہ فرمائیں، ان سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اصلاح کر کے اس کو مزید بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عمل کو قبول فرما کر اسے نافع انام بنائے اور مزید توفیق مرضیات سے نوازے۔"
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

صلاح الدین یوسف

جامع اہل حدیث، مدنی روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور

ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ بمطابق اگست ۱۹۹۵ء

میری عادت اور سیاست ہے کہ میں لوگوں کے اعتراضات کے بہت کم جواب دیتا ہوں کہ اس طرح وقت ضائع ہوتا ہے اور ملتا کچھ نہیں۔ میرے اندر بشری تقاضوں کے مطابق یقیناً خامیاں ہیں مگر میں علماء کی بے حد عزت کرتا ہوں۔ حافظ صاحب جب تک ریاض میں رہے، ان کی میرے گھر میں متعدد دعوتیں ہوئیں۔ اس زمانے میں ٹیلی فون کالز خاصی مہنگی ہوتی تھیں مگر میں حافظ صاحب کو ان کے گھر کا نمبر ملا کر دیتا اور خود نیچے اتر آتا تاکہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے جتنی دیر تک بات کرنا چاہیں، کرتے رہیں۔

تفسیر احسن البیان ابھی دارالسلام میں چھپی نہ تھی کہ میں نے اس کی فوٹو کاپی مجمع الملک فہد کو پیش کر دی۔ وہاں پر ڈاکٹر ف عبدالرحیم اور ڈاکٹر علی ناصر فقیہ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ میری اس دوران میں کئی مسئولین سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں، مکہ مکرمہ سے ڈاکٹر وصی اللہ عباس کا تزکیہ بہت ہی عمدہ تھا۔ مجمع الملک فہد سے تفسیر احسن البیان کا چھپنا غیر معمولی کام تھا۔ اس میں سعودی عرب میں مقیم تمام علمائے کرام نے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ میں اس کا کریڈٹ قطعاً اپنے نام نہیں لوں گا، البتہ یہ میرے اوپر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے چابی مجھے پکڑائی اور اس کی مکمل پلاننگ میرے ہاتھ سے ہوئی۔

میں مختصراً ڈاکٹر ف عبدالرحیم اور ڈاکٹر علی ناصر فقیہ کا تذکرہ ضرور کروں گا۔ یہ دونوں عظیم شخصیات مجمع الملک فہد میں قسم التراجمات میں کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر ف عبدالرحیم کا تعلق انڈیا سے ہے۔ عربی زبان کے ماہر، مدتوں مدینہ یونیورسٹی میں عربی زبان پڑھاتے رہے۔ انھوں نے تعليم اللغة العربية لغير الناطقين بها نامی کتاب تین حصوں میں لکھی جو غالباً اب بھی مدینہ یونیورسٹی میں پڑھائی جاتی ہے۔ اسے دارالسلام نے بھی ان کی اجازت اور اشراف میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی شان وشوکت سے شائع کیا۔ ڈاکٹر علی ناصر فقیہ سعودی ہیں اور بڑی دبنگ شخصیت کے مالک ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے عقیدے اور منہج کے بڑے پکے ہیں۔ آج کل وہ مسجد نبوی شریف میں درس دیتے ہیں۔ میرا ان سے تعارف ڈاکٹر محسن خان نے کروایا تھا۔ میں جب مدینہ شریف جاتا تو مجمع الملک فہد میں ان دونوں شخصیات سے ملنے کی ضرور کوشش کرتا۔ ڈاکٹر ف عبدالرحیم صاحب کا بھی بڑا پن کہ ہمیشہ ملاقات کا وقت دے دیتے۔ الحمدللہ! وہ ریاض میں میرے گھر بھی تشریف لائے بلکہ رات ہمارے گھر میں گزاری۔ اس زمانے میں عام آدمی کو مجمع میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ اس کے لیے اجازت نامہ جاری ہوتا۔ احسن البیان کو مجمع الملک فہد سے شائع کروانے میں ان دونوں کا بڑا مثبت اور خاموش کردار تھا۔ مراجعت کے لیے مجمع کی طرف سے ڈاکٹر وصی اللہ عباس جو سعودی نیشنل ہیں اور حرم مکی میں درس دیتے ہیں، ان کا انتخاب ہوا۔ ان کے ساتھ دارالحدیث مکہ مکرمہ کے استاد ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ اس کی مراجعت کریں، چنانچہ انھوں نے بھی اسے لفظاً لفظاً پڑھا اور رپورٹ لکھی۔ میں اپنے ان سعودی دوستوں اور وزارتِ دفاع کے افسران کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا، انھوں نے اس سلسلے میں خاموش مگر مؤثر کردار ادا کیا۔ میں نے سعودی وزارتِ دفاع میں گیارہ سال نوکری کی ہے۔ اس دوران میں آخری دو سال مذہبی امور کے دفتر میں کام کرتا رہا۔ مکاتب جالیات میں کام کرنے والے تمام انڈین اور پاکستانی مترجمین، دعاۃ اور جالیات کے مدیران کا بھی اس سلسلے میں اپنا کردار ہے۔ اور بات اگر شکریے کی آئی ہے تو میں اس وقت کے وزیر الشؤون الدینیہ ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی اور مجمع الملک فہد کے مدیر ڈاکٹر محمد سالم العوفی کا بھی تذکرہ اور شکریہ ادا کروں گا جن کی ذاتی دلچسپی، اجازت بلکہ حکم سے یہ کام ہوا۔

ایسے کام راتوں رات نہیں ہو جاتے۔ اس کے لیے صبر وتحمل اور پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجمع الملک فہد کی طرف سے مجھے گرین سگنل مل گیا کہ یہ ترجمہ اب مجمع سے چھپے گا۔ میں نے اپنے رب سے ایک دعا کی کہ الٰہی اس کا لے آؤٹ، اس کی کمپوزنگ اور ڈیزائننگ میری نگرانی میں ہو۔ اللہ نے اس گناہ گار کی دعا قبول کر لی۔ مجمع میں ایک لبنانی مؤلف شامان تھا۔ اس کے ساتھ میری کتنی مرتبہ بحث ہوئی کہ اس کا لے آؤٹ کیسا ہونا چاہیے۔ الحمدللہ! یہ کام اللہ کے فضل و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرم سے میرے اشراف میں ہوا۔ مجمع کی طرف سے ایک لبنانی ملازم ہفتہ میں چار پانچ دن دارالسلام آیا کرتا تھا۔ میرے بڑے بھائی جناب محمد ایوب سپرا ادارے کے ایک انڈین مؤظف دو ماہ تک مجمع میں مقیم رہے اور وہاں کام کرتے رہے۔ غالباً ان تفاصیل کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ میں بھی پہلی مرتبہ انھیں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ تاریخ کا حصہ بن جائے۔ الحمدللہ! مجمع الملک فہد سے کئی ملین نسخے اس ترجمے کے شائع ہوئے اور پوری دنیا میں حجاج کرام کی وساطت سے تقسیم ہوئے۔

محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ جب قرآن کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو دارالسلام لاہور میں ریسرچ سیکشن کے انچارج مقرر ہوئے۔ یہ دور دارالسلام کی تاریخ کا سنہری دور تھا۔ ہر طرف کام میں توسیع ہوئی۔ ریاض میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ ریسرچ سیکشن کے انچارج تھے۔ اس زمانے میں پوری دنیا میں کم و بیش تین سو ملازمین یا معاونین دارالسلام کے لیے کام کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ فل ٹائم اور کچھ پارٹ ٹائم تھے۔ دنیا کے ہر کونے میں برانچیں کھولی گئیں۔ ۲۶ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا۔ اور اب تک ۱۸۰۰ کے قریب مختلف زبانوں میں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ محترم حافظ صلاح الدین صاحب کم و بیش ۲۱ سال تک، یعنی ۲۰۱۵ء تک دارالسلام سے منسلک رہے۔ اس دوران انھوں نے ریاض الصالحین سمیت قرآن و حدیث کے مختلف منصوبوں پر کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ آمین ثم آمین!

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے نام خطیب الاسلام علامہ جھنڈانگری رحمہ اللہ کے خطوط

عبدالرحیم امینی
(پرنسپل جامعہ دارالہدیٰ، یوسف پور)

خطوط نگاری ایک مستقل فن ہے، اسلاف نے بھی خطوط کے ذریعہ ہمت افزائیاں، ذکر احوال، کتب نادرہ اور مطبوعات جدیدہ کے حوالے سے رجال العلم سے استفسار کیا ہے اور اپنے خزینہ دماغ کے لعل وجواہر کی ترسیل فرماتے رہے ہیں۔ امام الہند ابوالکلام آزاد، شبلی نعمانی، غالب، علامہ اقبال، عبدالماجد دریابادی وغیرہم کے خطوط ومراسیل باضابطہ کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، استاذ العلماء محمد منیر خان وغیرہم کے مکتوبات بھی نظر سے گذرے ہیں۔

خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری رحمہ اللہ نے تو اکابر واصاغر علماء کو اتنے خطوط لکھوائے ہیں کہ اگر سب کو اکٹھا کر دیا جائے تو ایک دلچسپ شخصیت ساز کتاب تیار ہو جائے گی۔ جامعہ سراج العلوم کے ذی شعور اسٹاف میں ضرور کسی کو یہ بڑا کام سرانجام دینا چاہیے۔ خطیب الاسلام رحمہ اللہ کے خطوط کا حسن یہ ہے کہ اس میں سادگی، تشجیع، خوردنوازی، تواضع وانکساری کی خوبی صاف جھلکتی ہے، اور یہ وہ اوصاف کریمانہ ہیں جو انسان کو مرجع محبت وعقیدت بنا دیتے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں خطیب الاسلام کے چار خطوط ذکر کیے جا رہے ہیں جو برصغیر کی انتہائی قدآور شخصیت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو لکھے گئے ہیں اور جنھیں حافظ صاحب رحمہ اللہ نے یکجا فرما کر ایک دل آویز مضمون کی شکل میں ماہنامہ مجلہ ''السراج'' جھنڈانگر نیپال کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطیب الاسلام نمبر میں اشاعت کے لیے ارسال فرمایا۔ خاکسار نے اسی خاص نمبر کو سامنے رکھ کر اس مضمون کو ترتیب دیا ہے۔

حافظ صاحب خطیب الاسلام سے کب متاثر ہوئے، علمی رشتے میں کیسے گیرائی و گہرائی پیدا ہوئی، بعد منزل کی خلیج روح کے سفر میں کیسے طے ہوئی خود آپ رحمہ اللہ ہی کی زبانی سماعت فرمائیں:

''راقم ابھی درس نظامی کی ابتدائی کتابیں ہی پڑھتا تھا کہ اللہ تعالی نے مطالعے کا شوق پیدا فرما دیا، چنانچہ ابھی کتاب کے سمجھنے کی پوری استعداد وصلاحیت بھی نہ تھی لیکن مطالعے کا شوق جنون کی حد تھا، سمجھ میں آئے نہ آئے کتاب خوانی ضرور کرنی ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ اردو کے بڑے بڑے لکھنے والوں کے نام ذہن میں نقش ہو گئے اور دل میں ان جیسا قلم کار اور مصنف بننے کی آرزو پیدا ہو گئی، انھی نامی گرامی لکھنے والوں میں ایک نام مولانا عبدالروف رحمانی جھنڈانگری مرحوم نیپال کا تھا، جن کا انتقال چند ماہ قبل تقریبا چھیانوے سال کی عمر میں ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان دنوں عین ایام طالب علمی میں ان کے مضامین ومقالات ہفت روزہ 'الاعتصام' لاہور، ہفت روزہ 'تنظیم اہلحدیث' لاہور، ہفت روزہ 'اہلحدیث' دہلی، 'ترجمان' دہلی، ماہنامہ 'رحیق' لاہور اور ماہنامہ 'تجلی' دیوبند جیسے وقیع رسائل وجرائد میں بکثرت چھپتے تھے، راقم ذوق مطالعہ کی بنا پر ان مضامین ومقالات سے استفادہ کرتا اور ان کے علم وفضل سے متاثر ہوتا، یوں طالب علمی کے ابتدائی دور سے ہی مولانا مرحوم سے عقیدت ومحبت کا ایک تعلق قائم ہو گیا جو روز افزوں رہا۔'' (ماہنامہ 'السراج' صفحہ ۲۸۹)

خطیب الاسلام رحمہ اللہ کا پہلا خط دراصل حافظ صاحب کی معرکۃ الآراء تصنیف ''خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت'' پر جائز تاثر، صحیح پذیرائی کا نتیجہ ہے، آپ بھی پڑھیں اور لطف اندوز ہوں:

''مکرمی جناب مولانا وعلامہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب/ حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مع الخیر رہ کر طالب الخیر ہوں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیگر ضروری اینکہ آپ کی بہترین علمی شاہکار تصنیف ''خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت'' کو مولانا عبدالوہاب صاحب خلجی سے ہمارے طلبہ کی انجمن نے خرید لیا، جس پر یہ مثل صادق ہے۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

اس کتاب کو میں نے اول سے آخر تک عید الاضحیٰ کی تعطیل کے زمانے میں پورا پڑھ لیا، مولانا مودودی صاحب کی مغالطہ انگیزیوں کا پردہ چاک ہو گیا، معلومات سے بھرپور دلائل کے ذریعہ ان کے سب مغالطات کا تاروپود بکھیر دیا، تو آپ کی تنقید اور صحیح تحقیق سے ان کی کتاب اس لائق نہیں ہے کہ علمی دنیا کے بازار میں رکھی جائے، آپ نے ایسی جاندار وشاندار روح افزا، ایمان پرور کتاب لکھی ہے اور ایسی صاف اور سلیس زبان استعمال کی گئی ہے کہ آپ کی فصاحت وبلاغت اور صاف ستھرے عبارت پر دل نثار ہونے کے لیے تیار ہے، جس نوک قلم سے آپ نے لکھا ہے اس کو چومنے کا جی چاہتا ہے، فللہ درہ، ایک شاعر کا شعر عرض کر رہا ہوں۔

خطت می بینم وگرد سواد خامہ می گردم
فدائے جنبش آں دست وطرز خامہ می گردم

آپ کی تحقیق انیق سے یہ کتاب روشن ودلائل وبراہین سے مزین ہو گئی، علمی دنیا میں یہ میزان عدل پر رکھی جائے گی تو صرف یہی کتاب اپنے علمی مواد وبراہین حقہ کی وجہ سے اس صدی کی سب کتابوں پر غلبہ پائے گی اور سب میں بھاری اور عظیم تر ثابت ہو گی۔

آج کل علمی دنیا میں ایسے بے بہا، کتابوں پر تبصرہ لکھنے والے بھی ناپید ہوتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیب سے ایسے محققین کو پیدا فرمائے جو آپ کی اس یادگار تاریخی کتاب کو پڑھیں اور دل کھول کر اس پر حوصلہ مندانہ تبصرہ لکھیں، میرے نزدیک یہ کتاب مستطاب اس قابل ہے کہ اس عالمی نمائش میں نوبل پرائز عطا کی جائے۔

میں نے اس کتاب کے ایک ایک صفحہ کو غور سے پڑھا، مولانا مودودی کی تلبیسات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغلطات پر حیرت زدہ ہوکر رہ گیا، اور آپ کی ہر سطر کو انمول موتی کی طرح گرانقدر عقدہ کشا سمجھتا رہا، آپ نے آخری صفحہ ۶۰۸ پر میری ایک کتاب کا اقتباس دیا ہے جو پہلے ماہنامہ 'تجلی' دیوبند میں شائع ہوتا رہا، آپ کی حوصلہ افزا عبارت سے دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کے دل ودماغ کو اور زبان وقلم کو ہمیشہ ایسی بے بہا علمی وتحقیقی خدمتوں کے لیے وقف رکھے اور بے پایاں ونہایت اجر عظیم آپ کو عطا کرے۔ قال تعالیٰ: وكان سعيكم مشكورا

(۲) ہمارے سفیر مولوی محمد ہارون صاحب پاکستان چندہ کرنے کے لیے گئے تھے اور ۴۵۰۰ مولوی عبدالرزاق یزدانی صاحب کو دے آئے تھے اس کو منگانے کے لیے دوبارہ عبدالرزاق یزدانی صاحب کو رجسٹری لفافہ بھیجا، تین مہینے گزر گئے اب تک کوئی جواب نہیں ملا، مہربانی کرکے آپ ان سے دریافت کریں، ان کو بلوا کر ان کو یہ تحریر دکھادیں اور جلد سے جلد مدرسہ کا یہ معاملہ حل کرادیں، فعلی اللہ اجرکم۔ "

اور مناسب مشورہ سے مجھے آگاہ فرماتے رہیں، میری عمر اس وقت ۷۸ سال کی ہے، میں ضعیف وناتواں ہو چکا ہوں، آپ کی عمر ماشاء اللہ ۴۰ / ۴۵ سال تک ہوگی۔ آپ کے اشہب قلم کی روانی اور اس کی شوکت ورعنائی اس عمر پر غماز ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز دعا گو خادم

عبدالرؤف رحمانی

۲۷ ر جولائی ۱۹۹۲ء

(ماہنامہ 'السراج' خطیب الاسلام نمبر صفحہ ۲۹۵-۲۹۷)

مذکورہ بالا خط میں مولانا مودودی کی مغالطہ انگیزیوں اور تاریخی تلبیسات کا ذکر ہے، پیرانہ سالی کے باوصف کتاب کے ایک ایک صفحہ کو غور سے پڑھنے کا ذکر نسل جدید کو چونکا دینے والی بات ہے، ہمت افزائی کا البیلا اسلوب اس خط کا مغز ہے، ادارہ کے حوالے سے آپ کی حساسیت کا آئینہ دار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا خط تفسیر ''احسن البیان'' کی تحسین کے حوالے سے لکھا گیا ہے، جس میں حافظ صاحب رحمہ اللہ کے بعض تشاویش واستفسار کا جواب دیا گیا ہے۔ خطیب الاسلام کے خط کا متن ملاحظہ فرمائیں:

''مکرمی ومعظمی جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب/ حفظہ اللہ ورعاہ

مزاج گرامی!...............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مجھے میرے خط کا جواب ۲۵ رفروری کو تحریر فرما کر حوالہ ڈاک کیا، جو مجھے ۹ / مارچ ۱۹۹۹ء کو موصول ہوا، جواباً عرض ہے کہ میں نے حافظ عبدالرحمن مدنی کے خط میں آپ کو اس لیے خط لکھا تھا کہ آپ کا مضمون ان کے رسالہ 'محدث' میں چھپا تھا، میں نے اس خط کو ملفوف کر کے مولانا مدنی کے لفافے میں ڈال دیا تھا، اس خط میں میں نے پورے انشراح قلب کے ساتھ آپ کے تحشیہ وتعلیق کے فوائد ومطالب پر روشنی ڈالی تھی، اور میں نے لکھا تھا کہ یہ تعلیق وتحشیہ آیات قرآنی کی صحیح ترجمانی ہے، اور قل ودل کے مصداق ہے، افسوس ہے کہ ادارہ میں پہنچ کر کہیں ادھر ادھر ہو گیا، شاید کہ کسی وقت مل جائے۔ وماذلك علی اللہ بعزیز

آپ نے 'الاعتصام' میں میرے لیے دعائے صحت کی درخواست لکھ کر دے دی ہے، اللہ کے نیک بندے صحت کے لیے دعائے خیر کرتے رہیں گے، اور اگر کسی کے پاس کوئی نسخہ ہوگا تو اس سے مطلع کریں گے، یہ آپ کا مجھ پر بڑا کرم ہوا، لیکن 'الاعتصام' کا یہ شمارہ مجھے اب تک ۱۰ / ۳ تک نہیں ملا، اس لیے اس شمارہ کو دوبارہ بھیج دیا جائے۔

مجمع الملک فہد کی جانب سے جو تفسیر چھپی ہے اسی کے سلسلہ میں میں نے مولانا عبدالرحمن مدنی کے خط میں آپ کا ملفوف رکھا تھا، ایک عزیز ریاض سے آئے تھے وہی مجھے وہ نسخہ مجمع الملک فہد والا دے گئے تھے، اس کے ایک ایک جملہ کو پورا پڑھا اور اس کے فوائد ومطالب پر میں نے دو صفحے میں تحریر کیا، اب ریاض سے وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ نے میری درخواست پر پانچ سو نسخے دینے کا خط لکھا ہے، لیکن اب تک وہ تفسیر موصول نہیں ہوئی۔

آپ جب 'الاعتصام' سے وابستہ تھے تو آپ نے مجھے 'تنقیح الرواۃ' مولوی بدرالزماں نیپالی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یا کسی دوسرے معتبر عالم کے ذریعہ تحفتاً دینے کا وعدہ فرمایا تھا، اگر کوئی معتبر آدمی مل جائے، یا رمضان میں میرے یہاں سے جو سفیر پہنچیں تو آپ کا کرم ہوگا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز دعا گو خادم

عبدالرؤف رحمانی

(ماہنامہ 'السراج' خطیب الاسلام نمبر صفحہ ۲۹۷-۲۹۹)

مذکورہ بالا خط میں اور بھی بہت ساری باتیں تھیں، جنھیں کسی مصلحت کے تحت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے حذف فرما دیا ہے ؎

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

تیسرا خط خطیب الاسلام رحمہ اللہ کی قلمی فیاضیوں کا شاہکار ہے، ساتھ ہی ساتھ آپ کی قدر دانیوں کا مظہر بھی، ملاحظہ فرمائیں، عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

''مکرمی و محترمی جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب/حفظہ اللہ وتولاہ

مزاج گرامی!......................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ دراز گزر چکا میرے خط کا جواب موصول نہیں ہوا، آپ کے قیمتی اوقات میں سے اگر دس منٹ کا وقت میرے خط کے جواب میں مصروف ہو جائے تو زیادہ حرج کی بات نہیں ہے، میری تسلی اور دل داری ہو جائے گی اور میرا دل خوش اور مطمئن ہو جائے گا، سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ای الأعمال افضل؟ قال: ادخالك السرور في قلب مؤمن، قال الشاعر:

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

آج میں آپ کے پاس آپ کی تفسیری حاشیہ سے خاص کردہ فوائد لکھوا کر بھیج رہا ہوں، میں نے آپ کا تفسیری حاشیہ مکمل پڑھا، مولانا محمد صاحب جونا گڑھی کا صاف شفاف ترجمہ ہے، آپ کا اکثر تفسیری حاشیہ 'تفسیر ابن کثیر' اور 'ایسر التفاسیر' سے ماخوذ ہے، جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کا حاشیہ پڑھتا تھا تو جہاں عذاب وسزا کی بات آتی تھی، تو آپ وہاں عذاب سے محفوظ رکھنے اور جہاں ثواب وانعام کی بات آتی تھی تو آپ وہاں ان کے حصول کی دعا مانگا کرتے ہیں، یہ تفسیری حاشیہ بہت سے فوائد اور مطالب کا حامل ہے، اس سے میری معلومات میں اضافہ ہوا۔

اس کی ایک نقل میرے پاس ہے، دوسری کاپی صاف کرا کے آپ کے پاس بھیج رہا ہوں کہ اتنے میں مولوی عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ آ گئے، انھوں نے کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ مولانا صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کے تفسیری حاشیہ کے افادات ہیں جن سے میں مستفید ہوا، مدنی صاحب نے کہا کہ اس پر آپ بھی کوئی نوٹ لگائیں جس طرح شیخ ابن باز نے حافظ ابن حجر کی فتح الباری پر نوٹ لگایا ہے، تو میں نے کہا کہ یہ میرا مقام نہیں ہے، ان کی تفسیر وتشریح اتنی واضح ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ بہت واضح اور بلیغ ہے، اور اس شعر کے مصداق ہے۔

سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والوں پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

آپ نے اس نفیس ولطیف تفسیر کو لکھ کر ہم سبھوں کے لیے ایک قیمتی ذخیرہ 'الباقیات الصالحات' کے طور پر چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے آپ کو اپنے 'عباد اللہ الصالحین' میں شامل کرے اور اخیار وابرار کے ساتھ آپ کو نعمائے جنت سے سرفراز کرے، آمین یا رب العالمین

(۲) آپ نے 'خلافت وملوکیت' کا معقول ترین جواب لکھ کر ایک علمی معجزے کے طور پر ہمیں یہ قیمتی تحفہ دیا ہے، جس پر ہر زبان سے احسنت وبارک اللہ لک کی صدا نکلتی ہے، اگر خراسان کا 'امیر طاہر' ہوتا تو جس طرح علامہ 'ابو عبید قاسم بن سلام' کو ان کی اچھی کتاب پر ان کے لیے گرانقدر وظیفہ مقرر کردیا تھا آپ کا بھی وظیفہ دس بارہ ہزار ماہانہ ہوتا، یا جس طرح شاہ جہاں نے مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی کو تولا کر ان کا ہم وزن سونا انھیں عطیہ کے طور پر دے دیا تھا۔ 'مآثر الکرام' میں علامہ عبدالحی بلگرامی نے اس واقعہ کو لکھا ہے، آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی زر وجواہر میں تولے جانے کے قابل ہیں، افسوس یہ ہے کہ یہاں بیت المال نہیں ہے اور نہ کوئی بادشاہ ہے، لیکن آپ کی قدر ومنزلت کسی قاسم بن سلام اور عبدالحکیم سیالکوٹی سے کم نہیں ہے۔

(۳) فقہی سیمینار جو امام ابوحنیفہ کا ہوا تھا اس میں آپ کو مقالہ پڑھنے کا موقعہ ملا تھا، کتنا شاندار اور بہترین مقالہ آپ نے لکھا تھا، کس طرح اس کی خوبی بیان کروں؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حوالہ دے کر کس طرح مقالہ کو سنوارا تھا کہ فقہی سیمینار والوں کے لیے بھی قابل قبول تھا، ہم جیسے لوگ آپ کے اس اعزاز پر بے حد خوش بھی تھے اور اس مقالہ کے پیش کرنے پر آپ کے لیے دل سے دعائیں بھی نکلیں، ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند، 'وكان سعيكم مشكورا'۔ مدرسہ کے نازک حالات سمجھنے کے لیے میرا مطبوعہ خط روانہ ہے، توجہ عالی کا امیدوار ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز دعاگو خادم

عبدالرؤف رحمانی

(ماہنامہ 'السراج' خطیب الاسلام نمبر صفحہ ۳۰۰-۳۰۱)

چوتھے خط میں ملاقات کی آرزو اپنے وجع المفاصل کا ذکر اور مختلف دواؤں کے استعمال کے باوجود عدم افاقہ کا ذکر بڑے درد وکراہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور دعاء صحت کی درخواست کے ساتھ مجرب دوا کی طلب بڑی سادگی کے ساتھ کی گئی ہے۔

''مکرمی جناب مولانا صلاح الدین یوسف صاحب/ حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..........................مزاج گرامی!

میں ایک عرصہ سے آپ سے ملنے کا شوق رکھتا ہوں اور خط وکتابت کے ذریعہ آپ کے جواب کا مشتاق رہتا ہوں، جب سے رسالہ 'محدث' لاہور سے آنے لگا ہے تو اس میں آپ کا ایک مضمون دیکھ کر آپ کے نام ایک مفصل خط حافظ عبدالرحمن مدنی کی معرفت بھیجا، لیکن عرصہ ڈیڑھ ماہ گزر گیا اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آج ہفت روزہ 'الاعتصام' لاہور مجریہ ۱۵ جولائی ۱۹۹۹ء کے شمارہ میں آپ کا پتہ مولانا حافظ ثناءاللہ مدنی صاحب نے ایک آدمی کو دیا ہے، اسی پتہ پر آپ کو یہ خط دینا چاہتا تھا، وہ پتہ میں نے اپنی ڈائری میں نوٹ کرلیا ہے، آج ہی ایک خط حافظ ثناءاللہ صاحب مدنی کو بھی لکھا ہے، اس میں آپ کے نام کا بھی خط جارہا ہے، اس کو ملاحظہ فرما کر مجھے جواب سے نوازیں گے۔ شاید آپ کو علم ہو میں اس وقت عرصہ دراز سے گھٹیا کے عارضہ میں مبتلا ہوں، مختلف طریقوں سے علاج کراچکا جس میں اکوا پنچر بھی کرایا، ہومیو پیتھک کا علاج ہوا لیکن کسی سے فائدہ نہیں ہوا، کانپور میں ایک ڈاکٹر نے دونوں پاؤں میں اینٹیں باندھنے کا مشورہ دیا وہ بھی اپنایا، اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اکثر میں دعا کرتا رہتا ہوں پھر بھی آپ سے دعا کی درخواست ہے، اگر تجربہ میں کسی دوا کا علم ہو تو اس سے مطلع فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ دینی ودنیاوی نشاطات سے مسرور ومطمئن رکھے، آپ ان بڑے لوگوں میں داخل ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

آپ جیسے افاضل روزگار دنیا کے سرمایہ علمی میں ایک بے بہا متاع ہیں، اور علمی خزینے کے آپ شہنشاہ ہیں، آپ کی تصنیفات وگرانقدر مضامین دیکھ کر ہی طبیعت مسرور ہو جاتی ہے اور دل سے آپ کے علم وکمال اور فضل وجلال کے لیے دعا نکلتی ہے، اور میری زبان یہ کہتی ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز دعا گو خادم

عبدالرؤف رحمانی

خطیب الاسلام رحمہ اللہ نے ۲۵ / فروری ۱۹۹۹ کو ایک اور خط حافظ صاحب رحمہ اللہ کو لکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا، جس میں کچھ تحفے تحائف بھیجنے کا وعدہ تھا، خط کا متن حافظ صاحب نے بھی ذکر نہیں کیا ہے، رہی بات تحائف کی تو بھیجنے سے پہلے ہی آپ رحمہ اللہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مولانا مرحوم معاصر افاضل کو تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے، خاکسار مولانا سعید الاعظمی مدیر 'البعث' کے گھر پر ناشتے پہ موجود تھا، انواع واقسام کی اشیاء خوردنی میں شہد کا ایک لبالب کٹورا بھی موجود تھا، مولانا اعظمی نے پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مولانا جھنڈانگری کا تحفہ بیش بہا ہے۔

مذکورہ بالا خطوط کے پڑھنے سے دونوں شخصیتوں کی عظمتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ساتھ ہی ساتھ خطوط نگاری اور مراسیل نویسی کی اہمیت وافادیت کو سمجھا جاسکتا ہے، افسوس صد افسوس کہ علماء موجودین نے اس صنف گراں مایہ کو اپنی تن آسانیوں کی بھینٹ چڑھا دیا ہے، مستقبل کے مؤرخ کو عصر حاضر کے اساطین علم وفن جو کل تاریخ کا حصہ بننے والے ہیں کے تذکرے لکھنے میں اور عہد حاضر کی معاشرتی علمی اور تمدنی احوال وکوائف تک پہنچنے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ضرورت ہے کہ اس صنف ادب کو از سر نو زندہ کیا جائے تا کہ نسل جدید کو اپنے پیش روؤں کو سمجھنے کے مواقع میسر ہو سکیں۔

عبدالرحیم امینی
۲۰۲۰/۱۰/۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے دو عظیم کارنامے

مختار احمد محمدی مدنی
(داعی ومبلغ مکتب جالیات الجبیل، سعودی عرب)

امام شافعی رحمہ اللہ کا شعر ہے:

قد مات قوم و ما ماتت مکارمهم
و عاش قوم و هم في الناس أموات

مفسر قرآن، منہج سلف کے بے باک ترجمان، نامور مصنف ومؤلف اور ادیب، حامی سنت وماحی بدعت، نازش سلفیت واہل حدیثیت، ناموس صحابہ کے امین ونقیب، سرخیل جماعت اہل حدیث علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کی موت ملت اسلامیہ کے بالعموم اور جماعت اہل حدیث کے لیے بالخصوص بہت بڑا خسارہ ہے، اللہ جماعت اہل حدیث کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان کے حسنات کو قبول فرمائے اور انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

موصوف رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے ایک بیش بہا علمی ودینی اور تحقیقی سرمایہ چھوڑا ہے، کئی اہم، گراں قدر اور ممتاز کتابیں تصنیف کی ہیں جو اہل علم وقلم اور صاحب دانش وبینش سے داد وتحسین بھی حاصل کر چکی ہیں۔ بلا شبہ ان تصانیف اور علمی خدمات کے ذریعے آپ تاریخ میں زندہ رہیں گے اور اردو دنیا ہمیشہ مستفید ہوتی رہے گی۔ ان میں دو تصانیف نے آپ کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا اور تاریخ میں ہمیشہ کے لیے زندہ وجاوید بنا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی کتاب: تفسیر احسن البیان ہے جس میں آپ نے بڑے سہل انداز اور عام فہم زبان میں منہج سلف پر اختصار و تفصیل کے درمیان قرآن کریم کی بے حد موزوں و مناسب تفسیر کی ہے، جو عوام وخواص سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ کتابوں کا عالمی اشاعتی ادارہ دارالسلام سے طبع ہوئی اوراب کئی سالوں سے خادم حرمین شریفین ملک فہد رحمہ اللہ کے قائم کردہ مجمع الملک فہد لطباعة المصحف الشریف بالمدینة المنورة جو قرآن کریم اوراس کے معانی وترجمے کا سب سے بڑا معتمد و مستند طباعتی مرکز ہے وہاں سے طبع ہوکر پوری دنیا میں جہاں بھی اردو بولنے والے موجود ہیں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ خود مملکت سعودی عرب میں سینکڑوں مراکز جالیات ہیں جہاں سے شب وروز سلف صالحین کے منہج وفہم پر حکمت وموعظت حسنہ کے ساتھ دین اسلام اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت کی جارہی ہے، ان مراکز جالیات سے بھی یہ تفسیر مفت تقسیم ہوتی ہے جو گم گشتگان راہ حق کے لیے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

اللہ کے فضل وکرم کے بعد مملکت سعودی عرب کی کوششوں اور وہاں قائم مکاتب جالیات کی دعوتی وتربیتی جہود ومساعی کا نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا سے شرک وکفر کا دائرہ سمٹ رہا ہے، اسلام کا بول بالا ہورہا ہے، توحید عام ہورہی ہے، بدعات وخرافات پر قدغن لگ رہی ہے اور منہج سلف کا احیا ہورہا ہے۔ یہ سعودی عرب کے مکاتب جالیات کا اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کی نظیر ملنی محال ہے، یہاں دنیا کے کونے کونے سے کسب معاش کے لیے آئے ہوئے لوگ لاکھوں کی تعداد میں اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اور رہی بات شرک وبدعت اور تصوف سے توبہ کر کے سلفیت اور منہج سلف کے پلیٹ فارم پر آنے والوں کی تو یومیہ سینکڑوں کی تعداد میں شرک وبدعت کا طوق گلے سے نکال کر اللہ کی توحید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو گلے لگارہے ہیں، والحمد للہ اولاً وآخراً۔ ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے جنھوں نے اس عظیم تفسیر کے ذریعے شرک وبدعت چھوڑ کر توحید وسنت اور منہج سلف کو اپنایا، یہ آں موصوف کا بہت بڑا کارنامہ، امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان اور تاقیامت آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہے، اللہ قبول فرمائے۔ دارالسلام نے اس کی اہمیت وافادیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندی زبان میں بھی ترجمہ کرا کے اسے شائع کیا ہے۔

دوسری کتاب: خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت ہے: اس کتاب سے آپ کو تحقیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوا اور ناموس صحابہ کے امین ونقیب سے سرفراز ہوئے۔
ابوالاعلی مودودی صاحب نے قرآن وسنت، اجماع امت، منہج سلف صالحین اور صحابہ کرام کے تقدس وعدالت اور ان کی عظمت کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف تاریخی بے سروپا روایتوں کی آڑ میں اپنی رسوائے زمانہ کتاب 'خلافت وملوکیت' میں ناموس صحابہ کرام کی اہانت کی، ان کی عزت وناموس پر حملہ کیا، ان پر زبان طعن دراز کیا، ان پر جرح وتنقید اور اعتراضات کیے، ان پر خیانت، بدنیتی، تعصب، اقرباء پروری وغیرہ کا الزام عائد کیا۔ اور یہاں تک الزام عائد کرنے کی ناپاک جسارت کی کہ انھوں نے اللہ کے دستور کو بدل ڈالا، بیت المال کو گھر کی لونڈی بناڈالا، مسلمانوں سے امر بالمعروف والنھی عن المنکر کی آزادی سلب کر ڈالی، عدل وانصاف کی مٹی پلید کر ڈالی اور دیدہ ودانستہ نصوص قطعیہ سے سرتابی کی۔ نعوذ باللہ من الخذلان

ایک طرف مودودی صاحب نے عثمان غنی، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم جیسے بڑے بڑے صحابہ کرام پر تاریخی روایتوں کے حوالوں سے ان پر اعتراضات کی بارش کی، تو دوسری طرف دوہرا معیار اپناتے ہوئے دنیائے رافضیت، دشمنان صحابہ ودشمنان آل بیت کو خوش کرنے کے لیے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہا کہ صحابہ کی عظمت وعدالت کی بنا پر تاریخی روایتیں ناقابل اعتبار ہیں۔ کاش یہی اصول تمام صحابہ کے لیے اپناتے، تف ہے ایسی تحقیق پر جس میں مخلوق کی رضا کے لیے خالق کی رضا کو ٹھکرا دیا جائے، دشمنان صحابہ کو خوش کرنے کے لیے جو اسلام کے اصل ہیرو اور سپاہی ہیں انھی کو داغدار، متہم اور ملزم قرار دے دیا جائے۔ اس طرح انھوں نے نہ صرف صحابہ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کٹہرے میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اس اصول کو بھی ٹھکرا دیا کہ ایک صحابی کی توہین تمام صحابہ کی توہین ہے جس طرح ایک نبی کی توہین تمام نبیوں کی توہین ہوتی ہے۔

جب سرکردہ اور نامور صحابہ کرام پر اس طرح کے بے جا اور جگر پاش الزامات عائد کیے تو ہر وہ سچا مسلمان جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سچی محبت موجزن تھی تڑپ کر رہ گیا اور تلملا اٹھا جو ایک لازمی وفطری امر تھا۔ ان الزامات کا جواب دینے کے لیے کئی علماء اٹھے اور خوب جواب دیا لیکن جس تحقیق وتدقیق، ٹھوس علمی دلائل، سلف صالحین کے منہج واصول اور اساطین علم وفن کے اقوال وفرمودات کی روشنی میں، متانت وسنجیدگی اور ادب واحترام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس اعلیٰ و معیاری زبان میں آں موصوف نے جواب دیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب کتاب زیورِ طبع سے مزین ہوئی تو علمی حلقوں میں اس کتاب کی خوب پذیرائی ہوئی اور ہر سچے شیدائی کتاب وسنت کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچی، اطمینان کا سانس لیا اور موصوف کے لیے دل سے دعائیں کیں۔ یہ کتاب جہاں منہج سلف کی ترجمان اور مقام صحابہ کی امین ہے وہیں ادب و زبان کا اعلیٰ شاہکار اور نمونہ بھی ہے۔

مودودی صاحب نے اپنی کتاب اور مقالات کے ذریعے صحابہ کرام کے تعلق سے جو زہر پھیلایا یہ کتاب اس کا کامیاب تریاق و علاج ہے۔ ان کی پیش کردہ تمام جھوٹی روایات، ان کے وضع کردہ تمام شکوک وشبہات کی قلعی کھول دی، سب کا ازالہ کر دیا۔ ہر ایک کا مسکت اور ہر مغالطے وتنقید اور اعتراض کا تسلی بخش اور ایسا دندان شکن جواب دیا کہ آج تک کوئی اس کتاب کا جواب نہیں دے سکا اور اس طرح صحابہ کرام کی شان ومنزلت اور ان کے مقام ومرتبے پر جو گرد وغبار چڑھا دیا تھا اسے صاف کیا۔ اور صحابہ کے دامن کو داغدار کرنے کی جو مذموم سعی کی تھی اس کو مجلی ومصفی کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ شان صحابہ میں کوئی نقب زنی نہیں کر سکتا، وہ اس کائنات میں انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل ومقدس لوگ ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جس نے اللہ کے کلام قرآن کریم کا نزول ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کی نشانیاں اللہ نے سابقہ آسمانی کتابوں میں بیان کی، جس طرح اس نے اپنے نبی ﷺ کی نشانیاں بیان کی۔ اللہ نے عرش سے ان کی تعدیل وتوثیق فرمائی، ان کا تزکیہ کیا، اگر ان کے طرز عمل میں کہیں کمی نظر آئی تو اس کی اصلاح فرمائی، انھیں جنت کی نوید سنائی، ان کے لیے اجر عظیم کا وعدہ کیا۔ یہی نہیں ان کے ایمان کو معیار حق وہدایت قرار دیا، ان کے راستے کو معیاری راستہ قرار دیا اور ان کے سچے مومن ہونے کی سند عطا فرمائی۔ ان کے راستے کی مخالفت پر جہنم کی وعید سنائی، ان کے اخلاص وللّٰہیت اور ان سے راضی ہونے کی شہادت دی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ سچائی یہ ہے کہ صحابہ کرام پر لعن طعن، اللہ، اس کے نبی اور دین اسلام پر لعن طعن ہے اور دین اسلام کو نہ صرف مشکوک بنانا بلکہ اسے منہدم کرنا ہے۔ کیونکہ دین اسلام صحابہ کرام ہی کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے، وہی دین اسلام کے اولین راوی ہیں، وہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت اور دین اسلام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صداقت کی واضح دلیل بھی ہیں۔

بلاشبہ ان دونوں کتابوں اور کارناموں کے ذریعے آپ تاریخ میں امر ہو گئے ہیں۔ اللہ ان کے حسنات کو قبول فرمائے، انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پوری امت مسلمہ کی طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے اور بشری لغزشوں اور کوتاہیوں کی مغفرت فرمائے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی چار اہم خدمات

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

راجستھان اور پنجاب کی سرزمین آزادی وطن سے پہلے علماء حق اور قافلہ سلفیت کے سپہ سالاروں سے لالہ زار تھی، شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دیگر اساطین کو کون نہیں جانتا، مگر آزادی اور اس کی سورش میں جماعت اور منہج کا بیشتر سرمایہ لٹ گیا، مسجدیں ویران ہوگئیں اور مدرسے خالی ہوگئے۔ اکثر علماء واساطین ہجرت کرکے سرحد پار چلے گئے۔ اسی مہاجر قافلے میں ایک ننھا منا جانباز محمد یوسف بھی تھا جو ہجرتوں کی گود میں سفر کرکے ایک نئی دنیا میں قدم رنجہ ہوگیا مگر قسمت کی یاوری کہیے کہ اس مہاجر قافلے میں علماء واہل دانش کی اکثریت تھی جن کی تربیت اور صحبت میں رفتہ رفتہ یہ معصوم جوان ہوا اور پھر کیا تھا سالار قافلہ اور اس کے ہراول دستے سے جڑے علماء اگرچہ آزادی کے بعد بہت جلد رخصت ہوچلے مگر اپنے پیچھے یوسف جیسے سپوتوں اور جانبازوں کو چھوڑ گئے جنھوں نے تعلیم ودعوت کے محاذ کو احسن طریقے سے سنبھالے رکھا اور منہج وجماعت کی آبیاری اور شرک وبدعت کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کا ہر قدم اسلاف کے نقش قدم پر مسلک حقہ کی آبرو بچانے، اسے فروغ دینے اور پورے عالم میں توحید وسنت کی نشر واشاعت کے لیے وقف تھا۔

ہمارے ممدوح صاحب تفسیر احسن البیان ومصنف کتب کثیرہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو اسی قافلہ سالاروں میں سے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی جیسی عبقری شخصیت کی منہجی رفاقت اور ان سے علمی وقلمی استفادہ کا بھرپور موقع ملا۔ آگے چل کر مشہور زمانہ ماہ نامہ الاعتصام لاہور سے ۲۴ سالوں تک منسلک رہنے اور علم وفن کے گیسوؤں کو سنوارنے اور اپنے قلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جولانیوں سے اصحاب دانش وبینش کے مابین بیش بہاداد وتحسین پانے کی سعادتیں ملیں اور پھر خدمت قرآن، خدمت حدیث اور خدمت اسلام کی اس منزل تک پہنچے جہاں نور علم کے ساتھ نور بصیرت اور فقہ وفراست کے ساتھ زبان وقلم میں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔

بالآخر اپنی ہمہ جہت صلاحیتوں کی وجہ سے آسمان علم وفن میں ایسے چمکے کہ آخری لمحے تک چمکتے رہے اور برصغیر ہی نہیں بلکہ پورے عالم کے اردوداں آپ کی علمی شاہ کاروں اور تحقیقی شاہ پاروں کے منتظر رہنے لگے۔ جو بھی لکھا سب بہت شوق سے پڑھا گیا، اہل علم کے یہاں اسے بلند مقام ملا۔ اور پاک وہند میں یکے بعد دیگرے شائع ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا۔ ایک طرف آپ مفسر قرآن تھے تو دوسری طرف شارح حدیث اور تیسری طرف منہج ومسلک کی محافظت ومدافعت میں صف اول کے بے باک سپاہی اور کتاب وسنت کے مسائل کو مع دلائل آشکارا کرنے والے ایک بہترین مصنف قلم کار اور محقق۔ الغرض آپ کی زندگی میں جہودو خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ اس پر بہت کچھ لکھا جانا چاہیے مگر غور سے ان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو چار اہم ترین خدمات ہمارے سامنے اجاگر ہوکر آتی ہیں جنھیں درج ذیل سطور میں قلمبند کیا جارہا ہے تاکہ ہم سب کے لیے مشعل راہ بنے۔

(۱) تفسیری خدمت:

آپ کی تفسیری خدمت کی مثال آپ کی مایہ ناز کتاب تفسیر احسن البیان ہے، یہ تفسیر دراصل عام فہم اردوزبان میں قرآن کے معانی ومطالب کو سمجھنے کے لیے ایک مختصر اور جامع تفسیر وتوضیح ہے جو دنیائے علم وعرفان میں 'احسن البیان' کے نام سے معروف ومشہور ہے اور وقت کی ضرورت کے مطابق دین خالص، سلفی منہج اور دعوت کی بہترین ترجمان ہے، اس کے لاکھوں نسخے مجمع ملک فہد مدینہ طیبہ سے طبع ہوکر عام وخاص تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ تفسیر بڑی بابرکت ٹھہری اور کم وقت میں بہت معیاری اور مستند لکھی گئی، بروقت چھپی اور پوری دنیا میں اردوداں طبقے تک پہنچی، ہر گھر کی زینت بنی، الحمدللہ آج لاکھوں تشنگان قرآن وسنت اس سے فیض یاب ہورہے ہیں۔

(۲) خلافت وملوکیت کے تعلق سے مودودی فکر کی تردید وتغلیط:

مولانا مودودی علیہ الرحمۃ نے جہاں تعلیم یافتہ افراد کے لیے کئی مفید رسائل اور لٹریچر تیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیے وہیں ان کا قلم خلافت راشدہ پر جب چلا تو تاریخی وشرعی دونوں اعتبار سے منہج سلف کو چھوڑ کر ایسے سیاسی بکھیڑوں کی زد میں پڑ گیا کہ صحابہ کی عصمتیں بھی محفوظ نہ رہیں اور نعوذ باللہ وہ بھی ملوکیت کے نام پر مودودی صاحب کے اعتراضات اور تنقیدوں کے شکار ہوگئے۔ ضرورت تھی کہ حقائق کی نقاب کشائی کی جائے اور خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے صحابہ اور خیر القرون کی عصمتوں کی حفاظت کی جائے۔ اس تعلق سے جو سیاسی نظریات اور غیر مستند بلکہ تشیع زدہ تاریخ رقم کی گئی ہے اس کی بھی قلعی کھولی جائے اور محدثین وصلحائے امت کے صاف ستھرے منہج کی ترجمانی کی جائے۔ یہ کام بھی رب العالمین نے حافظ صاحب سے لے لیا اور ایک ضخیم مستند ومحقق کتاب بنام 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' منظر عام پر آگئی، جسے اہل علم ودانش نے بہت سراہا۔

ضرورت تھی اس طرح کی تحریروں کو عرب دنیا کے سامنے بھی پیش کیا جائے الحمد للہ عربی اور اردو کے مایہ ناز قلم کار ومولف استاذ گرامی ڈاکٹر عبد الرحمن پریوائی حفظہ اللہ نے اسے عربی قالب دے کر جماعت کے اس قرض کو بھی ہم لوگوں کی طرف سے چکا دیا، ابھی حال ہی میں یہ کتاب عربی زبان میں طبع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

(۳) مسلم معاشرہ میں رائج باطل رسوم ورواج اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی اور تردید:

حافظ صاحب کا قلم بہت سیال تھا اور نگاہ بڑی ثاقب تھی، گرد وپیش کے منکرات وخرافات کو پرکھ لیتے اور پھر اسے ایسا اٹھاتے کہ اس کا حق ادا کر دیتے اور ما لہ وما علیہ کو سمیٹتے ہوئے مستند دلائل کی بھر مار کر دیتے۔ اس بابت آپ کی دو تین کتابیں بہت مفید اور علمی رہی ہیں جس میں میلاد ومحرم کے متعلق مروجہ بدعات اور دیگر خرافات کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ جیسے رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا، جشن عید میلاد النبی، واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات اور اہل حدیث واہل تقلید وغیرہ۔ الحمد للہ یہ کتابیں بھی خوب پڑھی گئیں اور اہل علم کے یہاں داد وتحسین کی مستحق ٹھہریں۔

(۴) شرعی مسائل کی آسان اور عام فہم تشریح وتفہیم:

مسائل کا ادراک الگ چیز ہے لیکن اسے عوام الناس تک پہنچانا اور آسان زبان میں اس کی توضیح وتشریح کرنا ایک مشکل امر ہے، اللہ نے یہ کام بھی حافظ صاحب کے لیے آسان بنا دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ فقہ اسلامی کے کئی اہم ترین ابواب پر آپ نے درجنوں کتابیں لکھی ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ آپ کی تصنیفات کا دو تہائی حصہ اسی پر مشتمل ہے تو بے جا نہ ہوگا، اس میں نماز، روزہ، توحید کے مسائل سے لے کر مختلف اقسام کے حقوق و فرائض اور دیگر اسلامی آداب و احکام پر مشتمل کتابیں ہیں۔ جو اپنی نوعیت، تحقیق اور علمیت کے اعتبار سے بالکل جدا اور منفرد ہیں اور اہل علم کے یہاں مستند اور معتبر مانی جاتی ہیں اور بڑے شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ حافظ صاحب کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اللهم اغفرله وارحمه واسكنه الفردوس الأعلى

ع ح م کاندیولی

۲۰۲۰/۱۲/۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشاجرات صحابہ، مولانا مودودی اور حافظ صلاح الدین یوسف: دو شخصیات دو رخ

ڈاکٹر وسیم المحمدی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ایک شاہکار قول ہے: مجھے حق میں دُم بن کر رہنا باطل میں سَر بن کر رہنے سے زیادہ پسند ہے۔ یعنی ایک انسان حق پر ہی رہے بھلے وہ سب سے پیچھے ہو، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ سب سے آگے بڑھ جانے کی خواہش میں باطل پرست بن جائے اور سیادت وقیادت ہی اس کے پیش نظر ہو، چاہے باطل ہی کی صحبت کیوں نہ اختیار کرنی پڑے۔

غور کریں تو یہ ایک بہت اہم دینی بات کے علاوہ ایک دقیق نفسیاتی مسئلہ بھی ہے، عموماً جو شہرت کا طلب گار، جاہ ومنصب کا بھوکا ہوتا ہے وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا صحیح مقام کیا ہے، کیونکہ اس کی نظر جگہ نہیں شہرت وسیادت ہوتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ملے، بس اہم یہ ہے کہ وہ سردار بن کر رہے، چاہے اس کے سر کو باطل کے آستانہ پر ہی کیوں نہ رکھنا پڑے۔ مگر جو شخص حق کا متبع اور حقیقت کا متلاشی ہوتا ہے اسے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ سوسائٹی میں سَر بن کر رہے گا یا دُم، اسے صرف اس بات سے غرض ہوتی ہے کہ حق اس کے ساتھ ہو اور حق کا دامن اس سے نہ چھوٹے، بھلے ہی وہ قوم کی پچھلی صف میں ہی کیوں نہ کھڑا ہو۔ مگر اس دوسری قسم کے لوگ عموماً کم ہی ملتے ہیں، زیادہ تر پہلی قسم کے لوگ ہی نظر آئیں گے جنھیں شہرت کی تلاش اور قیادت وسیادت کی بھوک ہوتی ہے، بھلے ہی دامن داغ داغ اور عزت تار تار ہو جائے، جسم پر کچھ نہ بچے اور ایمان کا جنازہ نکل جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عموماً ہوتا یوں ہے کہ یہ چیز طمع اور حرص سے بڑھ کر پہلے ہوس بنتی ہے پھر نفسیاتی بیماری میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس کے بعد ایسے انسان کو یہ پروا نہیں رہتی کہ جس شہرت اور قیادت وسیادت کی اسے تلاش ہے اس کی وہ کیا قیمت ادا کر رہا ہے، ایسا آدمی تو بسا اوقات اپنے نفس تک کا سودا کر لیتا ہے، یہی نہیں بلکہ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہرت وقیادت کا ایسا مریض اپنے دین و ایمان کے ساتھ ساتھ پوری قوم وملت کا سودا کر بیٹھتا ہے۔

قیادت وسیادت اور شہرت کے فلسفے کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل یہ نہیں ہے کہ آپ قیادت کر رہے ہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ آپ کس کی قیادت کر رہے ہیں؟ اصل یہ نہیں ہے کہ آپ راہ نمائی کر رہے ہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ آپ کس کی اور کس طرف راہ نمائی کر رہے ہیں؟ اصل یہ نہیں ہے کہ آپ کو خوب شہرت مل رہی ہے، بلکہ اصل یہ ہے کہ آپ کو کس چیز میں شہرت مل رہی ہے؟ قیادت وسیادت اور شہرت کا اصل معیار اس پر قائم ہے کہ آپ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر کے ائمہ ہدیٰ میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں، یا ضلالت وگمراہی کی راہ دکھا کر ائمہ ضلال میں شامل ہو رہے ہیں۔

پس شہرت اصل نہیں ہے، اصل اللہ کے نیک بندوں میں قبولیت ہے اور جس طرح خیر کی قیادت وراہ نمائی میں اجر وثواب اور طہارت وبرکت ہے، اسی قدر شر وضلال کی سیادت وراہ نمائی میں اثم وگناہ اور نجاست وشقاوت ہے۔

وہ نفوس قدسیہ جنھیں ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ملی اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا، انھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ یہ وہ خوش نصیب اور دنیا وآخرت میں کامیاب لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے لیے اختیار فرمایا تھا۔ وہ صحبت جس کا شرف نبوت کے بعد سب سے بڑا انسانی شرف ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء ورسل کے بعد مخلوقات میں سب سے افضل واشرف ہیں۔ پوری تاریخ انسانی میں روئے زمین پر بیک وقت اتنے نیک صالح باوقار وذی علم اور عبقری نفوس کبھی جمع نہیں ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ خوشی خوشی قربان کر دیا اور اس کی راہ میں ہر ابتلا وآزمائش کو اس طرح راضی برضا قبول کر لیا کہ ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کے حق دار قرار پائے۔ یہ ایسے سرفروش تھے کہ انھیں یہ بھی نہیں برداشت تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپے اور بدلے میں ان کی جان بچ جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے تو آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی زمین کا منہ نہیں دیکھ پاتا تھا، آپ تھوکتے تھے تو آپ کا تھوک زمین پر گرنے کے بجائے ان کے ہاتھوں پر گرتا اور ان کے اجسام ووجوہ کو بابرکت بنانے کا کام کرتا تھا۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی۔ جب ایک انسان ان کی سیرت پڑھتا ہے تو حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے کہ روئے زمین پر ایسے بھی کوہ گراں موجود تھے اور سرفروشوں کی ایسی بھی جماعت تھی جو ایثار وقربانی کی بے نظیر علامت تھی، جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے پورے وجود کی بھی کوئی قیمت نہیں لگائی۔

بھلا اللہ رب العزت سے بہتر انھیں کون جانتا ہے؟ اسی نے تو ان پاکیزہ نفوس کو اپنے خلیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اختیار فرمایا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر توریت، انجیل اور قرآن کریم سب میں کیا۔

قرآن کریم نے بہت کھل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے، ان کے درجات ومراتب کا ذکر کیا ہے، ان کے فضائل ومناقب کو بڑے ہی شرح وبسط سے ذکر کیا ہے اور ایسی دقت سے ان کے اعمال جلیلہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان کی معنوی زندگی کا ایک ایک گوشہ روشن ہوکر سامنے آجائے۔

قرآن کریم نے ایک طرف انھیں ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' جیسے عظیم ومبارک ترین لقب سے مشرف کیا ہے، تو دوسری طرف تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واضح الفاظ میں جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وكلا وعد الله الحسنى اور الذين سبقت لهم منا الحسنى أولئك عنها مبعدون سے یہی نتیجہ نکالا ہے اور ان کا یہ استدلال ظاہر وباہر ہے، بلکہ یہی ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کا عین تقاضا بھی ہے۔

یہی حال احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے، احادیث شریفہ صحابہ کرام کے ذکر خیر سے بھری ہوئی ہیں جو ان کے فضائل ومناقب سے لے کر ان کی سیرت تک پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں طریقے سے اپنے ساتھیوں کا بھرپور ذکر کیا ہے اور بخاری مسلم سمیت احادیث کی کتابیں ان کے ذکر خیر سے معطر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے اپنے ان محبوب ساتھیوں کا صرف ذکر خیر کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ ان کو برا بھلا کہنے اور ان کا ذکر شر کرنے سے سخت الفاظ میں روکا بھی ہے، چنانچہ کبھی یہ کہہ کر سمجھایا ہے کہ میرے ساتھیوں کو برا بھلا نہ کہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو بھی ان کے مٹھی بھر جو تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور کبھی انھیں برا بھلا کہنے والوں کو واضح الفاظ میں اللہ، اس کے فرشتوں اور پوری کائنات کے لوگوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔

بہت ہی صراحت کے ساتھ آپ ﷺ نے اللہ کا واسطہ دے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اپنے بعد ان کو تکلیف دینے، انھیں طعن وتشنیع کرنے، انھیں تختہ مشق بنانے اور ان سے جنگ وجدال کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے اور اسے پکڑ لے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حسنات اس قدر ہیں کہ ان کا ذکر شر نہیں کیا جا سکتا، وہ اگرچہ معصوم نہیں تھے، مگر معصوم کی صحبت نے انھیں اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ ان پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی، ان کے ایثار اور قربانیوں نے انھیں وہ مقام بخشا ہے کہ ان کی کمیوں کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے نیک اعمال سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جب ان کا ذکر آتا ہے تو ان کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ یہ اس لیے بھی کیونکہ وہ سرور کونین ﷺ کے ساتھی اور ان کے تربیت یافتہ تھے اور ان کی برائی سے ۔نعوذ باللہ۔ سرور کونین کی برائی لازم آ جائے گی اور ان کی تعلیم وتربیت پر سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اسلامی عقیدہ کا لازمی حصہ ہے، ان سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض وعداوت کفر ونفاق کی علامت ہے۔ اگر کوئی صحابہ کرام کی برائی کرتا ہے تو اس کا عین ایمان ہی محل نظر ہے، اس کا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہے، چہ جائیکہ وہ مومن ہو۔

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کا منہج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں بہت ہی واضح اور فیصلہ کن رہا ہے، وہ سارے صحابہ کرام سے نہ صرف محبت کرتے ہیں، بلکہ ان کی محبت کو ایمان کی علامت، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذکرِ خیر کو ایمان کی زیادتی کا سبب اور ان سے نفرت و کراہت کو ایمان کے فاسد ہونے کا قوی سبب اور کفر و زندقہ کی علامت سمجھتے ہیں۔ وہ صحابہ کرام کو معصوم نہیں سمجھتے، مگر ان کے مقام و مرتبہ کا ادراک کرتے ہوئے ان کی غلطیوں کا ذکر بطور تنقید نہیں کرتے، ان پر طعن و تشنیع نہیں کرتے، انھیں برا بھلا نہیں کہتے اور ان کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ یہی نہیں وہ انھیں انبیاء کے بعد تمام مخلوقات میں سب سے افضل گردانتے ہیں۔ اور کوئی تابعی کتنا بھی جلیل القدر کیوں نہ ہو اسے فضل و شرف میں کسی عام صحابی کے بھی قریب تک نہیں سمجھتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو، ان میں سے کسی کا تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنا تم میں سے کسی کے پوری عمر عمل کرنے سے بہتر ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت میں دل کے اعتبار سے سے نیک، ایمان کے اعتبار سے سب سے پختہ اور گہرے، تکلف سے دور تھے، وہ ایسی جماعت تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے لیے اختیار فرمایا تھا، اس لیے ان کے فضل و شرف کو پہچانو، وہ بلاشبہ ہدایت یافتہ صراط مستقیم پر گامزن تھے۔

نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو ٹٹولا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو سب سے بہتر پایا، چنانچہ انھیں اپنی رسالت کے لیے چن لیا اور اپنے دین کی نشر و اشاعت کے لیے مبعوث فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دیگر بندوں کے دلوں کو ٹٹولا تو صحابہ کرام کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، تو انھیں اپنے نبی کی وزارت کے لیے منتخب کر لیا۔ تو جسے صحابہ کرام بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور جسے وہ قبیح سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: جسے صحابی سے غصہ آئے وہ کافر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیغیظ بھم الکفار (تاکہ ان کے ذریعہ کافروں کو غصہ دلائے)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام علم و ورع اور ادب میں ہم سے بلند ہیں، ہمارے نزدیک ان کے آراء ہمارے اپنے تئیں اپنے ذاتی آراء سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے کسی صحابی کو گالی دی، میں اسے اسلام پر قائم نہیں سمجھتا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: وکلا وعد اللہ الحسنی اور الذین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبقت لهم منا الحسنى أولئك عنها مبعدون سے تمام صحابہ کرام کے جنتی ہونے پر استدلال کیا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تنقیص کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، اس لیے کہ قرآن حق ہے، سنت حق ہے اور اسے ہم تک صحابہ کرام نے پہنچایا ہے، یہ صحابہ کرام وحی کے گواہ ہیں، چنانچہ یہ زندیق چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو مجروح کر دیں۔ لہٰذا جس نے انھیں مطعون کیا وہ خود طعن کا زیادہ حق دار ہے، جس نے ان کی جرح کی وہ خود جرح کا زیادہ حق دار ہے۔ اور ایسا کرنے والے زندیق ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قدر فضلیت وجلالت قدری کے باوجود بدقسمتی سے قرون اولیٰ ہی سے ان کے تئیں لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے، ایک طرف وہ لوگ تھے جو ان کے حقوق کو پہچانتے اور ان کے فضل وشرف کا اعتراف کرتے تھے، ان کا دفاع کرتے اور ان کے ذکر خیر سے اپنی مجالس کو معطر کرتے تھے۔ دوسری طرف وہ شقی اور بدبخت تھے جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے، ان کی برائیاں کرتے، بلکہ انھیں کافر ومرتد تک گردانتے اور ان سے جنگ وجدال جائز سمجھتے تھے۔

پہلا گروہ خوش نصیبوں کا وہ گروہ تھا جو کتاب وسنت کی تعلیمات پر گامزن سلف صالحین کا گروہ تھا، جس نے نہ صرف صحابہ کرام کے حقوق کو پہچانا، ان کی ہر طرح سے تکریم کی، بلکہ ان کا ہر محاذ پر دفاع کیا اور اس دفاع کو اپنی بخشش ونجات کا ایک سبب جانا۔

جبکہ دوسرا گروہ خوارج وروافض اور زندیقوں وشعوبیوں کا وہ بدنصیب اور منحوس گروہ تھا جو صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا تھا اور ان سے جنگ وجدال کو جائز بلکہ بسا اوقات واجب سمجھتا تھا، جس کا دل صحابہ کرام کے تئیں بغض وعداوت سے بھرا ہوا تھا، جو ہمیشہ صحابہ کرام کی برائی کرتا اور ان کے تئیں لوگوں میں نفرت پھیلاتا تھا تاکہ ان پر طعن وتشنیع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک دامن کو داغدار کیا جا سکے، جن کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا ہے ان کو مشکوک بنا کر دین کے اساس کو ہی ڈھا دیا جائے، دلوں میں موجود اسلام کے خلاف بغض وعداوت اور نفرت وکدورت کو اس طرح نکالا جائے اور کبھی امر بالمعروف والنہی عن المنکر، کبھی حب آل البیت اور مظلومیت آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راگ الاپ کر، تو کبھی تخلف اور پستی حضارت وتمدن کی آڑ لے کر ان نفوس قدسیہ کو مسلسل نشانہ بنایا جائے۔

یہ سلسلہ قرون اولی میں جب ایک بار شروع ہوا تو پھر دراز ہوتا چلا گیا اور ہر دور میں یہ دونوں گروہ اپنے اپنے اعمال اور کرتوتوں سے اپنا مضبوط وجود ثابت کرتے رہے۔ اور آج تک موجود ہیں۔

اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ جب یہ نفوس قدسیہ اور اللہ کے برگزیدہ و چنندہ ترین بندے عظیم الشان کارنامے انجام دے کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو اللہ تعالی نے چاہا کہ ان کے اجر وثواب کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہو۔ چنانچہ وہ لوگ جو صحابہ کرام ﷡ سے بغض وعداوت رکھتے ہیں شقاوت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور وہ لوگ جو ان سے محبت کرتے ہیں سعادت کے اعلی مقام پر فائز ہیں۔

لہٰذا اگرچہ صحابہ کرام ﷡ کو چاہنے والے، ان کا دفاع کرنے والے اور ان کی عزت وناموس کی خاطر اپنا سر کٹانے والے ہمیشہ موجود رہے اور دین کے دفاع کا حق وہ بخوبی ادا کرتے رہے۔ تاہم دوسری طرف انھیں برا بھلا کہنے والے، ان پر طعن وتشنیع کرنے والے، انھیں کافر ومرتد گردانے والے اور ان کے تئیں نفرت پھیلانے والے بھی ہمیشہ موجود رہے۔ ان کا سلسلہ بھی قرون اولی سے آج تک دراز ہے اور کوئی زمانہ ان کے وجود سے خالی نہ رہا ہے۔

بعد کے ادوار میں اس شقاوت سے بھرے کام کا بیڑہ رافضیوں نے اٹھایا اور خارجیوں نیز خارجیت زدہ مریضوں، ملحد دہریوں، شرعی تعلیمات ودینی اصول وضوابط سے عاری متعالموں اور عقل سے پیدل مفکروں کو انھوں نے اس کا شکار بنایا اور اس طرح صحابہ کرام کے خلاف ہمیشہ ایک محاذ کھلا رہا۔

عصر حاضر میں رافضیت کے ساتھ ساتھ جس شقی اور منحوس جماعت نے اس بدی میں بھرپور حصہ لیا اور کھل کر رافضیوں کے نقش قدم پر چلے وہ عالم عرب میں حسن البنا اور سید قطب کے چیلے اور برصغیر میں مولانا مودودی ﷫ کے کاریہ کرتا تھے۔ چنانچہ وہ خطرناک مشن جو رافضیوں نے آل بیت کی محبت اور آل نبی ﷺ کی مظلومیت کی آڑ میں چلایا تھا اور صحابہ کرام ﷡ کے تئیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طعن وتشنیع اور تکفیر وتبدیع کی وہ فکر جو رافضیت کی پہچان سمجھی جاتی تھی اسے اس خارجی نظریہ کے حامل اخوانی جماعت نے اچھی طرح اپنالیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر کے اخوانی جو اپنے خارجی فکر سے پہچانے جاتے تھے، اب بغض صحابہ سے بھی پہچانے جانے لگے ہیں۔

اگر چہ صحابہ کرام کے تئیں یہ رویہ قدیم ہے اور ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے، مگر برصغیر کے سنیوں میں اس خطرناک نظریہ کی ترویج واشاعت میں مولانا مودودی رحمہ اللہ کا بڑا کردار رہا ہے۔ اور مولانا مودودی رحمہ اللہ نے برصغیر میں اس شقی گروہ کی قیادت کی ہے جس کی نسبت تو اہل سنت کی طرف ہے مگر عمل رافضیوں کا پرتو ہے، جس نے بعض صحابہ کرام کے تئیں طعن وتشنیع اور تکفیر وتبدیع کو اپنا شعار بنالیا ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ نے جماعت اسلامی کی بنیاد بھی رکھی اور خلافت وملوکیت جیسی بھیانک اور زہریلی کتاب بھی لکھی۔ خلافت وملوکیت کے ذریعے مولانا مودودی رحمہ اللہ نے جس زہریلے درخت کی کاشت کی اس نے جلد ہی برصغیر کے سنیوں کے ایک معتد بہ طبقے کی فکر کو زہر آلود کر دیا، کچھ ہی دنوں میں یہ زہریلی کتاب جماعت اسلامی کے یہاں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں میں شمار ہونے لگی۔ اور وہ کام جو زمانے تک رافضی اور ملحد شعوبی طبقہ نہیں کر سکا تھا اس کتاب نے بڑی آسانی سے کر دیا۔ اور وہ شنیع عمل جو برصغیر کے رافضی اپنے عہد عروج میں نہیں کر پائے اسے اس کتاب نے ان کے دور زوال میں میسر کر دیا۔

خلافت وملوکیت ایرانی ودیگر عجمی روافض کی پسندیدہ کتاب قرار پائی اور رافضی خرچوں پر اس کی خوب طباعت واشاعت ہوئی۔ آج بھی ایران کے ساتھ ساتھ برصغیر کے روافض اس کتاب کی نشر واشاعت میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں، کیونکہ یہ کتاب ان کے ایک اہم مشن کی تکمیل میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔

اس کتاب نے کس قدر نقصان پہنچایا ہے اور برصغیر کے سنیوں کے ایک بڑے طبقہ کے قلوب واذہان کو کس قدر زہر آلود کیا ہے ایک عام مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرام کے تئیں سنیوں کے ایک پڑھے لکھے طبقے کے دلوں میں صحابہ کرام کا وزن کس قدر ہلکا اور بعض صحابہ کے تئیں کس قدر نفرت وعداوت پھیلانے کا کام اس زہریلی کتاب نے کیا ہے ایک عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

تاہم سوشل میڈیا سے جڑے افراد اس سنگینی کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ کس طرح اب بعض موقر سنی اداروں کے سنی فارغین مودودی تربیت سے فیض یاب ہو کر بعض صحابہ کرام کے تئیں ناقابل تصور باتیں پوری جرأت کے ساتھ کہہ اور لکھ رہے ہیں۔ باقاعدہ صحابہ کرام کے خلاف محاذ کھولا جارہا ہے، نعوذ باللہ منافق اور غیر منافق صحابہ کی تقسیم کی جارہی ہے۔ بعض صحابہ کرام کو کھلم کھلا ۔والعیاذ باللہ۔ جہنمی تک کہا جارہا ہے۔ یہ سب کہیں نہ کہیں اسی مودودی تربیت کا حصہ ہے جو خلافیت وملوکیت کے سائے میں انجام پائی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سنیوں کا ایک معتدبہ طبقہ اپنی فکر میں بالکل رافضی بن چکا ہے۔

یہ اخوانیوں اور جماعت اسلامی کے بجرنگیوں کا وہ طبقہ ہے جو مولانا مودودی کی فکری تربیت کا نتیجہ اور خلافت وملوکیت کے سیاہ صفحات کا خوشہ چیں ہے، یہ رافضیوں کی فکر سے متاثر نہیں بلکہ برصغیر میں ایرانی رافضیوں کا اردو نسخہ ہے۔ ان کے اچھے اچھے قلمکار اور صاحب فکر نہ صرف ایران کی محبت کا دم بھرتے ہیں، بلکہ بڑے سلیقے سے رافضی فکر کو پھیلانے کا کام کرتے ہیں، کتنے ہی اخوانی اور جماعت اسلامی کے قلم کار آج برصغیر میں رافضیوں کا میڈیا سیل بنے ہوئے ہیں، ان کے یہاں ایران کے تئیں محض لچک نہیں ہے، بلکہ وہ ایرانی روافض کے بھونپو اور نشر و اشاعت کے چلتے پھرتے ادارے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جماعت اسلامی ایران کا پاک وہند ایڈیشن بن چکا ہے اور جماعت اسلامی کے ارباب قلم ایرانی ورافضی افکار کو بڑے سلیقے سے اہل سنت کے لیے قابل برداشت بلکہ قابل ہضم بنارہے ہیں۔ یہ نہایت افسوس ناک، بہت تکلیف دہ اور انتہائی سنگین جرم ہے جسے تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی اور بروز قیامت تو معاملہ اور بھی گمبھیر ہوگا۔

بلا شبہ یہ روافض کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ مولانا مودودی کی تربیت یافتہ اور خلافت وملوکیت کی درسگاہ سے فارغ جماعت اسلامی کو حرم سے زیادہ قم کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا ہے اور بلاد حرمین شریفین کے خادمین، قائدین ومتولین اور نمائندوں سے زیادہ ایرانی وفود جماعت کی زیارت سے شرف یاب ہوتے ہیں۔ یہ خلافت وملوکیت کے ہوش ربا جام ہی کا اثر ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعتی اہل خرد آستانہ خمینی پر نقد جاں ہار بیٹھے ہیں اور عقل سمیت اپنی زبان و قلم سب کچھ حسنِ شیراز پر قربان کر دیا ہے۔

جمہوریت وملوکیت کا نظریہ جماعت اسلامی کا ایسا عقیدہ ہے جس پر جماعتیوں اور اخوانیوں نے ولاء و براء کی بنیاد ہی رکھ دی ہے اور اسے ایسا مقدس اور حساس قربان گاہ بنا دیا ہے جہاں قرآن کی حقیقت، سنت کی اہمیت، عظمت صحابہ، تقدس اہل بیت، سب کی حیثیت بہت معمولی رہ گئی ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے قائدانہ صلاحیت سے نوازا تھا، انھوں نے برصغیر میں مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کی عملی وفکری قیادت کی، بعض نہایت شاندار کتابیں تالیف کر کے امت کی چند اہم مسائل میں راہ نمائی کی، اپنی تقریروں اور تحریروں سے امت مسلمہ کو قابل ذکر فائدہ بھی پہنچایا، مگر افسوس کہ خلافت وملوکیت نے ان کی اصل پہچان بنائی اور اس منحوس کتاب نے انھیں قیادت کے اس زمرے میں لا کھڑا کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالفین کا زمرہ تھا اور ان کے تربیت یافتہ بجرنگی گستاخی صحابہ میں دھیرے دھیرے روافض کے ہم پلہ ہو گئے۔

میں یہاں یہ بحث نہیں چھیڑنا چاہتا کہ ایرانی انقلاب کے تئیں مولانا کا کیا موقف تھا؟ خمینی سے ان کے کیا تعلقات اور اس کے تئیں ان کے کیا خیالات ونظریات تھے؟ مگر اس میں شک نہیں کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ کی یہ عملی اور فکری قیادت بڑی خطرناک ثابت ہوئی اور آج برصغیر میں سنیوں کا ایک بڑا طبقہ نہ صرف ایران کے رافضی انقلاب کو اسلامی انقلاب گردانتا ہے، بلکہ عنادِ صحابہ میں وہ روافض کے شانہ بشانہ کھڑا ہے۔ یہ اس قیادت کے برکات ہیں۔

بلاشبہ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے دیگر بڑے کام بھی کیے، اسلام اور مسلمانوں کی نمایاں خدمات بھی انجام دیں، مگر ان کی فکری وعملی قیادت نے خلافت وملوکیت کا جس قدر طواف کیا اور اس نے جس قدر ان کی قائدانہ شناخت بنائی کسی اور چیز نے نہیں بنائی، اس طرح ان اشقیاء کی قیادت کا طوق ان کے گلے میں ہمیشہ کے لیے پڑ گیا۔ یہ نامراد کتاب آگے مزید کیا کیا گل کھلائے گی اور برصغیر میں اس کے خوشہ چیں رفض وخروج کے کس مقام پر جا کر رکیں گے؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

دوسری طرف حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے خلافت وملوکیت کے اس زقوم کا جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

'خلافت وملوکیت، تاریخی اور شرعی حیثیت' لکھ کر اس کے زہریلے اثرات کو بہت حد تک کم کرنے کی کامیاب کوشش کی، آپ نے نہ صرف صحابہ کرام کا کامیاب دفاع کیا بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کو حق کی راہ دکھا کر ان قائدین سے جا ملے جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اس صف میں جا کھڑے ہوئے جو منہج سلف کی پاسداری کرتا ہے۔

بلاشبہ یہ اللہ کی توفیق تھی کہ اس نے شیخ صلاح الدین یوسف کو اس عظیم شرف سے نوازا اور اس گروہ میں شامل کیا جو نہ صرف ناموس صحابہ کا محافظ ہے، بلکہ ان کی محبت کو ایمان کا اہم ترین جزء سمجھتا ہے۔ بلاشبہ آپ نے طالبان علم نبوت اور اہل فہم ونظر کی سدید رہنمائی کرتے ہوئے انھیں دفاع صحابہ کا راستہ دکھایا اور اس شاہراہ پر گامزن کیا جو سلف کی شاہراہ اور قرون اولی کے مسلمانوں کا روشن طریق تھا۔

برصغیر کی یہ دونوں شخصیات شہرت میں اپنا اپنا معروف مقام رکھتی ہیں، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ شہرت مولانا مودودی ؒ کے حق میں زیادہ آئی، جبکہ قبولیت وتوفیق الٰہی سے شیخ صلاح الدین یوسف ؒ زیادہ سرفراز ہوئے۔

اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت کرے، دونوں کی خطاؤں کو معاف کرے، ان کے نیک اعمال قبول کر کے انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کی تفسیر احسن البیان اور مجمع الملک فہد مدینہ نبویہ

مولانا محمد رحمانی سنابلی مدنی
(صدر ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی)

مجمع الملک فہد کا مختصر تعارف

مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف (مدینہ نبویہ) دنیا کے ان بڑے مجمعات میں سے ہے جسے بالخصوص قرآن مجید کے مختلف نسخوں اور مختلف تراجم کے کروڑوں مصاحف چھاپنے اور ساری دنیا میں مفت تقسیم کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ملک فہد رحمہ اللہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، محض طباعت ہی نہیں فن خطاطی کے نادر اور جدید نمونے اور مختلف شرعی علوم کی اہم تصانیف بھی یہاں سے چھپ کر ساری دنیا کو مبہوت کرتی رہی ہیں۔ قرآن مجید کی طباعت کے ساتھ قرآن مجید کو قرأت سبعہ اور قرأت عشرہ کے فنون پر ویڈیو اور آڈیو کی شکل میں بھی اس مجمع نے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ مصاحف کو چھاپنے اور اس کے تراجم نیز تفاسیر وغیرہ پر مکمل علمی نظر رکھنے کے لیے علمائے کرام اور ائمہ حرمین کی پوری ٹیم یہاں کام کرتی رہی ہے۔ اسی طرح عالم اسلام کے معروف فن کار قراء کی ٹیم بھی صوتی مجموعہ پر باقاعدہ ریکارڈنگ کر کے پوری باریکی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھاتی رہی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میرے والد گرامی علامہ عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کے راز دار اور خاص دوست اور ان کی وفات کے بعد سے میرے خاص محسن ومربی، عالم اسلام کے معروف مجود وقاری اور معروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم دین نیز حرم نبوی ﷺ کے سب سے بزرگ اور متقی و پرہیز گار امام وخطیب فضیلۃ الشیخ علی بن عبدالرحمان الحذیفی ﷾ کا صوتی مجموعہ بھی مجمع نے تیار کیا تھا، اس کے لیے جب ریکارڈنگ ہو رہی تھی تو مجمع الملک فہد کے قراء کی ٹیم بسا اوقات ان کو بعض کلمات کئی کئی بار دہرانے کی صلاح دیتی تھی تاکہ ان کی ادائیگی صد فیصد تجوید کے قواعد کے لحاظ سے ڈھل جائے اور شیخ حذیفی ﷾ کا تواضع تھا کہ وہ اس کا اعادہ کرتے رہتے تھے۔ اتنا پختہ اور باریک کام اللہ رب العالمین کے فضل و کرم سے دنیا کے کسی بھی ادارہ نے نہیں کیا۔ مجمع الملک فہد سے متعلق تعارف کا یہ موقع نہیں ہے ورنہ محض تعارف کے لیے مسلسل مضامین کی ضرورت ہے۔

البتہ ایک مختصر خاکہ اس مبارک مجمع سے متعلق قارئین کے گوش گزار کر دیا جائے تاکہ ڈھائی لاکھ مربع میٹر اراضی پر مشتمل ''وزارۃ الشئون الاسلامیۃ والدعوۃ والارشاد'' سعودی عرب کے اشراف میں چلنے والے اس عظیم ہیکل کی اہمیت کو ہم کسی حد تک سمجھ سکیں۔ یہ مجمع دراصل قرآن کریم کے پاکیزہ نام سے متصف ہے لیکن اس میں قرآن مجید کے تراجم اور علوم تفسیر کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کی سنت اور سیرت طیبہ نیز مختلف اسلامی علوم کی تحقیق واشاعت کی خدمت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے، ایک سال میں یہ مختلف اصدارات اور شائع ہونے والے مختلف علوم کی کتابوں کے تقریباً دو کروڑ نسخے چھاپ کر ساری دنیا میں تقسیم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سال ۲۰۱۹ء تک کے سروے کے مطابق اس مجمع کی تاسیس ۱۹۸۵ء مطابق ۱۴۰۵ھ سے سال گزشتہ تک تین سو ملین (تیس کروڑ) نسخے شائع کر کے تقسیم کر چکا ہے۔ جس میں صرف قرآن مجید کے مختلف ۷۴ زبانوں کے تراجم شامل ہیں۔

تفسیر احسن البیان کی مقبولیت

دنیا میں ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہوتی ہے جو اپنے لگائے ہوئے درخت سے عوام الناس کے بھرپور استفادہ کا مشاہدہ دنیا ہی میں کر لیں۔ دنیا داری میں تو دنیاوی فائدہ کمانے کے لیے ہی کام انجام دیے جاتے ہیں لیکن شریعت اسلامیہ کے متخصصین اور علماء جب اپنے نشاطات اور کاوشوں کو اخلاص کے ساتھ انجام دیتے ہیں تو نہ انھیں ان کے نتائج کو شمار کرنا چاہیے اور نہ ہی دنیا میں نام کمانے اور شہرت حاصل کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہونا چاہیے، اگر ان میں اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالص رضا کے حصول کا جذبہ ہے تو بسا اوقات وہ اپنی کاوشوں کو اپنی زندگی ہی میں پھلتا پھولتا دیکھ لیتے ہیں اور اپنی اس مقبولیت پر فخر کرنے کے بجائے ان کا وتیرہ اللہ سے مزید قربت اختیار کرنے کا ہوتا چلا جاتا ہے۔ میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی ذات سے متعلق یہی امید رکھتا ہوں کہ ''مجمع الملک فہد'' سے ان کے حواشی پر مشتمل قرآن کریم کی مختصر تفسیر کا نسخہ پہلے طباعت کے لیے منظور ہوا پھر مسلسل ساری مخالفتوں اور اس کی اشاعت کو روکنے کی ساری کاوشوں کے باوجود اس کی اشاعت جاری رہی، ساری دنیا سے حرمین کی زیارت کے لیے آنے والے بھی اور ساری دنیا میں موجود مسلمان اپنے اپنے مقامات پر رہتے ہوئے بھی اس سے بھرپور استفادہ کرتے رہے اور یہ سارے نتائج حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں دیکھے، یہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے لیے بہت بڑی بشارت بھی ہے اور ان کے اخلاص کی دلیل بھی۔

تفسیر احسن البیان کے خلاف سازش

''تفسیر احسن البیان'' کے مؤلف حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی وفات کے ایک ہی دن کے بعد ۱۳ر جولائی ۲۰۲۰ء کو میرے واٹس ایپ پر والد گرامی علامہ عبدالحمید صاحب رحمانی رحمہ اللہ کے ایک فاضل شاگرد رشید عزیز گرامی ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب حفظہ اللہ درعاہ (مدرس دار الحدیث مکہ مکرمہ) کا ایک میسج آیا۔ (علامہ محمد صاحب جوناگڑھی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم پر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کے حواشی کو تفسیر احسن البیان کے نام سے مجمع الملک نے جو شائع کیا تھا اس پر نظر ثانی کرنے والوں میں سے ایک ڈاکٹر اختر جمال حفظہ اللہ بھی ہیں) انھوں نے جو میسج مجھے ارسال کیا تھا اس میں دار العلوم دیوبند کی افتاء کمیٹی کے ہفوات اور غلط بیانی کی ایک چھوٹی سی مثال موجود تھی۔ مجمع الملک فہد کی علمی کمیٹی اور ایک مضبوط کام کرنے والی ٹیم کی نظر ثانی کے بعد قرآن وسنت اور فہم سلف پر مبنی تفسیر احسن البیان کو اس فتوے میں ناقابل اعتماد اور اس کے فاضل مؤلفین کو ''غیر مقلد'' اور غیر معتبر قرار دیا گیا تھا۔ تفسیر احسن البیان سے پہلے مجمع اردو زبان میں جو تفسیر شائع کرتا تھا اس میں دار العلوم دیوبند کے کرم فرما افراد شامل تھے اور کسی طرح سے اسے وہاں سے غلط بیانی کر کے شائع کرالیا گیا تھا جبکہ اس میں بہت سی عقدی ومنہجی غلطیاں موجود تھیں اور اسی وجہ سے اس کی اشاعت کو ایک مدت کے بعد روک دیا گیا تھا، شاید اسی کا ردعمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ تفسیر احسن البیان جو اس سے کہیں زیادہ جامع اور معتبر تھی اسے برداشت کر پانا ممکن نہیں ہو رہا تھا۔ اندھی تقلید شخصی کے یہ جراثیم آخر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے پنپ سکتے تھے؟ اور ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور آپ کی ذات گرامی کا لحاظ کم از کم اس جگہ تو رکھنا ہی چاہیے تھا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مسجد اور قبر ہے اور جہاں سے تقلید کی جڑوں کو کاٹنے اور اتباع واطاعت کی روح کو ترویج دینے کا کام خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے انجام دیا تھا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسی مدینۃ الرسول کو دیوبند میں بیٹھ کر اپنے نظریات اور منہج پر متعارف کرانے کی سعی کی جارہی تھی اور ناکامی کی صورت میں تلملاہٹ نے ایسی شکل اختیار کرلی کہ فتوے بازی کی نوبت آپہنچی۔

حافظ صلاح الدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد دارالعلوم دیوبند کا یہ فتوی ایک بار پھر سے سوشل میڈیا پر وائرل ہونے لگا، ہمارے بعض احباب نے اس پر بہت سے تبصرے بھی کیے۔ اس فتوے سے بھی تقلید شخصی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تنگ نظری اور غلط سوچ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جب کہ خود ان فتوی گروں کی چہار دیواری کا جائزہ لیا جائے تو بدعات وخرافات یہاں تک کہ شرکیات کی حد تک پہنچ جانے والے بہت سے افکار نکل کر سامنے آئیں گے، وہاں موجود کئی ایسے حقائق ہیں جن کا میں نے خود بھی جائزہ لیا ہے، صلاۃ جنازہ کے لیے خاص مقام جہاں صلاۃ جنازہ کی ادائیگی کو شرف سمجھا جاتا ہے، وہاں موجود ''تبرکات'' اور پانی کا نلکہ، ایک خاص درخت جہاں طلبہ کو کچھ بھی یاد ہو جاتا ہے اور قبرستان سے متعلق جو بداعتقادیاں ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

ماضی قریب میں طلاق ثلاثہ، مساجد میں خواتین کے داخلہ، حلالہ اور دوسرے بہت سے مسائل میں انھی کے مسلک سے تعلق رکھنے والے بہت سے اصحابِ جبہ ودستار نے جس انداز سے ان لوگوں سے دوری اختیار کی ہے اور ہندوستان کی پوری مسلم قوم نے جس انداز سے ان کی وجہ سے ذلت کا سامنا کیا ہے اس کی تفاصیل کا بھی یہ موقع نہیں ہے، ان مسائل پر یہاں اشارات ہی کافی ہیں۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو عقل وشعور عطا فرمائے اور فہم دین سے نوازے۔ آمین

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کردینا بھی ضروری ہے کہ ''تفسیر احسن البیان'' کی اشاعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو بعض ہم مسلک افراد نے بھی اپنی تفسیر کی اشاعت اور ترویج کے لیے روکنے کی کوشش کی، دوسروں کی تحریروں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنی جانب منسوب کر لینے کی عادت سے مجبور اور اپنے علاوہ اکثریت کو علمی اور منہجی معیار سے نیچے اتار کر بدنام کرنے کی سعی کرنے والے یہ افراد کہیں نہ کہیں شعوری یا غیر شعوری طور پر مسلک ومنہج کو نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کر بیٹھتے ہیں اور بقلم خود اپنے آپ کو لمبے چوڑے القاب سے ملقب کر کے اسلاف امت کے منہج، طریقہ اور تواضع کی ساری حدیں توڑ ڈالتے ہیں، اللہ رب العالمین ہم کو ایسی سوچ سے محفوظ رکھے۔

ایک مخلصانہ اپیل

یہاں میں مسلمانوں سے یہ اپیل ضرور کروں گا کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تفسیر احسن البیان سے متعلق کوئی کچھ بھی کہے اور اپنی ناقابل اعتماد کتابوں کے مطالعہ اور بدعات وخرافات سے بھری اپنی ''دواوین بدعات'' کے مطالعہ کی کتنی بھی اپیل کرے نیز قرآن مجید کے دروس تک سے اپنی مسجدوں میں کوئی اپنی خرافاتی کتابوں کو ترجیح دے کر کتنا بھی روکے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو کتنا بھی گمراہ کرے لیکن ان کے جھانسے میں نہ آئیں۔ تفسیر احسن البیان کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں، قرآن فہمی اور اس پر عمل ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہمیں دنیا کے تمام مراحل میں پُر وقار اور باعزت بناتا ہے اور آخرت کی کامیابی کے دروازے کھولتا ہے اور اگر یہ فہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث اور صحابہ کرام کے فہم پر مبنی ہو تو اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اسلام کے دوسرے خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إن الله يرفع بهذا الكتاب اقوامًا ويضع به آخرين (صحیح مسلم) ''اللہ رب العالمین اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ ایک قوم کو ترقی عطا فرماتا ہے اور دوسری قوم کو ذلیل وخوار کرتا ہے''۔ یہ عظیم حدیث قرآن مجید کی ایک ایسی حقیقت بیان کرنے کے لیے کافی ہے کہ اسے اپنانے، قرآن وسنت اور سلف امت کے ضوابط کی روشنی میں سمجھنے اور اختیار کرنے والوں کے لیے یہ کتاب عزت ووقار کا ذریعہ اور سبب ہے اور اسے اپنانے مگر غلط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسالیب اور منہج کے ذریعہ اسلاف امت کی مخالفت کرنے والوں کے لیے یہی عظیم کتاب رسوائی کا سامان بھی ہے جس کی بے شمار مثالیں ہمیں خود مسلمانوں کے درمیان ہی دیکھنے کو مل جاتی ہیں۔ اللہ رب العالمین ہمیں اس کتاب سے فائدہ اُٹھانے اور اس کی خلاف ورزی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تفسیر احسن البیان کی یہ خوبی ہے کہ اس میں بہت جامع اور مختصر انداز میں ضروری حواشی کو قرآن وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں قلم بند کردیا گیا ہے اور عوامی مزاج کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے تاکہ اس کا فہم آسان ہوسکے۔ عوام الناس اگر مفصل تفاسیر اور بالخصوص عربی زبان یا عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کی گئیں مفصل تفاسیر کو مطالعہ میں رکھتے ہیں تو بہت سی باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں اس لحاظ سے تفسیر احسن البیان ایک مختصر، جامع اور قابل اعتماد تفسیر ہے لہٰذا اسے مطالعہ میں رکھا جانا چاہیے نیز حافظ صلاح الدین صاحب رحمہ اللہ کی دیگر علمی کاوشوں اور تصانیف سے بھی استفادہ کیا جانا چاہیے۔

اللہ رب العالمین مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، حافظ صلاح الدین یوسف رحمہما اللہ، سعودی حکومت اور دیگر ناشرین کے لیے اس کی طباعت اور اس کی نشر و اشاعت کو صدقۂ جاریہ بنائے، اس پر نظر ثانی کرنے والی ٹیم کو اس کا دنیا اور آخرت میں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم کا تعلق مع اللہ

راشد حسن مبارکپوری
(استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو)

علم دین کی بنیاد خشیت الٰہی کے ستون پر قائم ہے، یہ نعمت سب سے زیادہ اہل علم اور خصوصاً علماء ربانیین کو ملتی ہے، خشیت اور تعلق مع اللہ علماء کا خاصہ اور شناخت ہے، اسی سے علماء ربانیین اور علماء سوء کے درمیان امتیاز ہوتا ہے۔ اس کا اعلان خود رب کائنات نے کیا ہے: ''إنما یخشی اللہ من عباد العلماء'' اور یہی وجہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں انھیں خصوصی تقرب حاصل ہوتا ہے، خشیت اور تعلق مع اللہ سب سے عظیم دولت ہے، اس دولت کے اصل مصداق کس طرح کے علماء ہیں، کن صفات کے حامل اہل علم کو اللہ کی بارگاہ میں بڑا مرتبہ حاصل ہوتا ہے!!

اس نعمت عظمیٰ کے مستحق اللہ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جو علم و بصیرت سے مالا مال ہیں، کتاب وسنت کے صحیح وحقیقی علم سے آراستہ، کتاب الٰہی کے غواص، سنت رسول اللہ ﷺ کے گہرے واقف کار اور اس پر عمل پیرا، منہج صحابہ واسلاف پر گامزن اور شریعت مطہرہ کے اسرار ورموز اور حلال وحرام کے حدود کے رمز شناس ہوتے ہیں اور انھی بنیادوں پر انھیں خشیت الٰہی اور تعلق مع اللہ کی دولت ملتی ہے۔ ایسے مقرب افراد کے دل خوف الٰہی سے معمور، اوامر ونواہی میں جذبۂ انقیاد سے سرشار، دنیا اور ملذات دنیا سے بے نیاز ہو کر اپنے رب کے ہو جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''...وھذا یدل علی ان کل من خشی اللہ فھو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم، وهو حق، ولايدل على أن كل عالم يخشاه" (مجموع فتاویٰ) اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر اللہ سے ڈرنے والا شخص حقیقی عالم ہے، یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر عالم اللہ سے ڈرے ایسا ضروری نہیں۔

خشیت رب کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت رب علم دین سے ملتی ہے۔ پس اللہ سے ڈرنے والے اصل علماء ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حضرت حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم انھی علماء ربانیین میں سے تھے، جن کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کی دولت نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں آپ کے ساتھ رہیں۔ علمی زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ کا عظیم الشان کارنامہ قرآن مجید کی تفسیر ہے، یہ تفسیر اس قدر عظیم الشان اور مخلصانہ لکھی گئی تھی کہ دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی، سعودی حکومت نے اسے لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کیا۔ برصغیر میں شاید ہی کوئی تفسیر ہو جسے لوگوں نے اس قدر ہاتھوں ہاتھ لیا ہو اور اس قدر قبول عام حاصل ہوا ہو، یہ سب اللہ تعالیٰ کی آپ پر خاص عنایت تھی جو آپ کو حاصل ہوئی، تفسیر لکھنا نہ ہر شخص کا منصب ہے نہ ہی ہر شخص کو اس کی توفیق ملتی ہے، یہ سچ ہے اس مبارک کام کی توفیق مبارک لوگوں کو ہی ملتی ہے، مزید برآں قبولیت عامہ بھی سب کو حاصل نہیں ہوتی، اس عظیم کام میں اخلاص اور جفاکشی دونوں موجود ہیں۔ حافظ صاحب ''تفسیر احسن البیان'' کے مقدمہ میں خود تحریر فرماتے ہیں:

''عمرہ اور حج کے ان دونوں مبارک موقعوں پر مقدس مقامات اور خصوصی اوقات میں راقم نے دیگر دعاؤں کے ساتھ ایک خصوصی دعا نہایت الحاح وخلوص سے یہ کی کہ یا اللہ! معاشی کفالت کا ایسا آبرومندانہ انتظام فرمادے کہ میں صحافت کے خارزار سے نکل کر گوشۂ عافیت وتنہائی میں بیٹھے قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کی ٹھوس علمی خدمت انجام دے سکوں، ساتھ ہی بارگاہ الٰہی میں یہ بھی عرض کیا اس علمی خدمت کے لیے جس استعداد وصلاحیت کی ضرورت ہے، اس سے راقم کا دامن خالی ہے، اپنے فضل خاص سے قرآن وحدیث کے فہم کے لیے راقم کا سینہ بھی کھول دے، ان کی مشکلات وغوامض کو آسان اور قلم میں روانی وشگفتگی پیدا فرمادے، تاکہ میری علمی تہی مایگی اس اہم کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے۔معلوم ہوتا ہے۔اس بندۂ عاجز کی دعا قبول فرمالی اور ایسے اسباب مہیا فرما دیے کہ اس کے چند مہینے بعد ہی محب مکرم جناب عبدالمالک مجاہد صاحب۔مینیجنگ ڈائرکٹر دارالسلام ریاض۔ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں قرآن پاک کے ترجمہ پر مختصر حواشی تحریر کروں...'' (ص:۱۰)

اس عظیم تفسیر کو جس ادارہ نے شائع کیا اس کے ڈائرکٹر جناب عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ نے حافظ صاحب مرحوم کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب علم و فضل اور قربت الٰہی کے کس مقام بلند پر فائز تھے، وہ لکھتے ہیں:

''ہماری نظریں متلاشی تھیں ایک ایسی شخصیت کی جو قرآن فہمی کی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال ہو، جسے اللہ تعالیٰ نے ایسی خصوصیات سے سرفراز فرمایا ہو جو سلف صالحین کا امتیاز رہی ہیں، جو قوت اظہار و بیان سے بہرہ ور ہو اور توحید و سنت کے عقیدہ کی پختگی سے سرشار ہو، جس کا علم احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مستنیر ہو، یہ خصوصیات اور دور حاضر، اللہ اللہ! اس قحط الرجال میں ہم رجال کار کی تلاش میں نکلے تو ہماری ملاقات حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سے ہوگئی... اللہ تعالیٰ نے اس سے ملتی جلتی بہت سی صلاحیتوں سے آپ کو نواز رکھا ہے جن صفات کے حامل ہمارے اسلاف تھے...'' (ص:۷)

حافظ صاحب مرحوم اپنی علمی مصروفیات میں عملی پہلو کو کس قدر مضبوط اور ٹھوس رکھتے تھے اس کا اندازہ خود آپ کے ایک بیان سے ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

''اللہ کی مدد کے حصول کے لیے راقم نے خصوصی دعا کے ساتھ یہ التزام بھی کیا کہ روزانہ صلاۃ الاشراق کے علاوہ دوگانہ پڑھ کر ''رب يسر ولا تعسر وتمم بالخير، وبك نستعين يا فتاح'' کے ورد کے ساتھ کام کا آغاز کرتا رہا، یہی التزام تفسیری حواشی لکھنے کے دوران بھی راقم نے کیا تھا، احباب اور بزرگوں سے بھی دعاؤں کی خصوصی درخواستیں کیں، انھوں نے بھی اس کام کی تکمیل کے لیے خصوصی دعائیں کیں، حتی کہ کئی دوستوں نے حرم مکہ میں بھی دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں اور بزرگوں کو اجر جزیل سے نوازے جنھوں نے اس کام کے لیے دعائیں کیں اور ان کو بھی اس کام کے اجر وثواب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریک فرمایا،"ان ذلك على الله يسير "[معانی القرآن الکریم لفظی اردو ترجمہ ص:۱۹]

حافظ صاحب مرحوم کی زندگی کتاب وسنت کے دفاع اور شرعی نصوص کی خدمت میں گذری، شریعت کی توضیحات وتشریحات اور اس پر اچھالے گئے کیچڑ کو صاف کرنا یہ "ابن تیمیائی" مشن ہے، حافظ صاحب نے اسے ہی اپنی زندگی کا مقصد اولیں ٹھہرایا اور اسی پر گامزن رہے، کسی کی دشمنی کی پرواہ کی نہ کسی سے ڈرے، نڈر اور بے باک فوجی کی طرح اس میدان میں کودے اور زندگی بھر مخالفین سنت کا مقابلہ کرتے رہے، اس کام کے لیے صرف علمی پختگی، بصیرت اور گہرائی کی ہی ضرورت نہ تھی بلکہ اخلاص وللّٰہیت، زہد وورع، تقوی شعاری اور تعلق باللہ کی بھی اتنی ہی ضرورت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دونوں نعمتوں سے پوری فیاضی کے ساتھ نوازا تھا، اس کا اعتراف دوست اور دشمن سب کرتے تھے۔ جاوید غامدی صاحب نے خود اپنے ایک انٹرویو میں حافظ صاحب مرحوم کے اس پہلو کی کھل کر تعریف کی ہے اور بتایا کہ حافظ صاحب خاص طور سے نماز جس اطمینان قلب، خشوع وخضوع اور وقار کے ساتھ پڑھتے تھے اس سے علماء سلف کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ اہل علم کا یہی طرۂ امتیاز ہوتا ہے، حافظ صاحب مرحوم کا پنج وقتہ نمازوں کا یہ حال نہ تھا بلکہ آپ تہجد گذار اور قائم باللیل تھے، شب بیداری اور سحر خیزی کے عادی تھے، طول طویل اور سکینت ووقار کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، اور ذکر واذکار وادعیہ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے، خاص طور سے جب کوئی علمی کام کرتے آپ کے یہ معمولات مزید بڑھ جاتے۔ آپ نے "نماز کے مسائل" پر امام ابن تیمیہ کے خیالات کی روشنی میں ایک شاندار کتاب اردو میں تحریر فرمائی، جو نہایت نادر اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہے، اہل علم وطلباء عزیز کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

علم حدیث کی بابت آپ نے ایک عظیم الشان کام کیا وہ ہے امام نووی کی مشہور زمانہ کتاب "ریاض الصالحین" کا اردو ترجمہ وتشریح وفوائد علمیہ، حدیث پر کام کی توفیق کی خاطر آپ نے نہایت عاجزی والحاح سے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی، اندازہ ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی اور اس کا کھلا مظہر یہی کتاب ہے، حافظ صاحب کے ترجمہ وتشریح کو خاص شہرت حاصل ہوئی، برصغیر ہندو پاک کے اہل علم اس کتاب سے دروس کے لیے استفادہ کرتے ہیں، نہایت وسیع پیمانہ پر اندازہ ہے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوکر لوگوں کے اضافہ علم کا ذریعہ بنی، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبولیت کے پیچھے دراصل آپ کا اخلاص، دعا اور للّٰہیت ہے، اسے بالکل اسی طرح قبول عام حاصل ہوا جس طرح تفسیر کو ہوا۔

آپ کی زندگی صاف ستھری اور نمونۂ اسلاف تھی، رہن سہن، لباس و پوشاک روزمرہ کے معمولات ہر چیز سے سادگی اور عفت و پاکیزگی جھلکتی تھی اور یہی علماء ربانیین کا شعار رہا ہے۔ آپ کی زندگی میں طلبہ علم کے لیے بڑے دروس پنہاں ہیں، ایک طرف علمی جفاکوشی، لگن اور مقصد کے حصول کے لیے زندگی بھر تڑپ کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف علمی زندگی کو آباد رکھنے، اللہ سے تعلق استوار رکھنے، عبادت و ریاضت، شب بیداری اور قیام اللیل، کثرت سے دعا و استغفار اور ذکر الٰہی جیسی نعمت عظیمہ آپ کی زندگی میں بھرپور انداز سے نظر آتی ہے۔ علم دین کی راہ میں ثانی الذکر امور کی اہمیت اصل ہے، باقی چیزیں فرعی وغیر اہم، یہ ایسا پہلو ہے جو ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں بہت صاف اور روشن ہوتا تھا اور انھی بنیادوں پر ان کی علمی فتوحات کے اثرات ہوتے تھے اور خود انھیں زندگی میں بھی اور بعد میں بھی وقار اور اعتبار حاصل ہوتا تھا اور آج ہماری اصل ناکامی اور بے وقعتی کا راز یہی ہے، یہ فطرت کا اصول ہے کہ جو ان درویشانہ راہوں پر چلے گا دنیوی و اخروی سرخ روئی اسی کو حاصل ہوگی۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف: ایک ہمہ جہت شخصیت

جلال الدین محمدی

باکمال افراد سرحدوں کی قید سے پرے اپنے نظریات وافکار کی بنا پر آفاقیت کے حامل بن جاتے ہیں اور پھر جس طرح خوشبو اور روشنی سمت و جہات سے ماوراسب کی ہوجاتی ہیں اسی طرح بابصیرت اور ذہن ساز شخصیتیں تحقیق وتبلیغ کے میدان میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دے جاتی ہیں جن کے علمی فیضان کا پرتو چہار جانب نظر آتا ہے۔ برصغیر ہند و پاک میں وارثین نبوت کے مخلص کارواں کی فہرست میں کچھ ایسے عبقری اہل علم وقلم بھی شامل ہیں جو معاصرانہ چشمکوں اورگروہ بندیوں کی لعنت سے دور رہ کر خادم دین و جماعت کی حیثیت سے عہد ساز بن گئے۔ جنھوں نے اپنی تحریر وتقریر سے نہ جانے کتنے ذہنوں کی آبیاری کی، غور وفکر کے نئے دریچے کھولے۔ مختلف محاذ پر قوم وملت کی ترجمانی کا فریضہ ادا کیا اور معاشرے میں اصلاح وعمل کے ایسے بیج بودیے جو ان کے لیے صدقہ جاریہ بن گئے اور سماج کے لیے تبدیلی کا نقیب۔ ایسی ہی ایک انقلاب آفریں شخصیت حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی بھی ہے۔

کسی بھی شخصیت کی عظمت کا عمومی پیمانہ اس کے سماجی اثرات کی روشنی میں طے کیا جاتا ہے۔ اس میزانیے کے لحاظ سے آپ کی تصنیفات وتالیفات کے انتہائی دوررس اثرات سماج کے مختلف طبقوں پر پڑے ہیں۔ آپ کی شخصیت کی ہمہ جہتی نے سماج کے ایک بڑے طبقے کو الگ الگ انداز میں متاثر کیا ہے۔ آپ کی تحریروں میں طالب، عالم، امام وخطیب اور اہل علم وقلم، سماجی وسیاسی دانشوران ہر طبقے کی دینی رہنمائی وذہن سازی کا وافر مواد موجود ہے۔ تفسیر احسن البیان، شرح ریاض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصالحین ،عورت کی سربراہی کا مسئلہ، خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت، اسلامی آداب معاشرت،حقوق مرداں حقوق نسواں تحریک جہاد جماعت اہل حدیث اور علمائے احناف ،فتنہ غامدیت ،تاریخ وعقائد منکرین حدیث جیسی شاہ کار تصنیفات وتالیفات اس بات کی گواہ ہیں کہ آپ کا ذہن دین کی محدود تشریح کی بجائے دور حاضر کے جملہ مسائل کو لے کر نہ صرف بیدار تھا بلکہ آپ نے ان مسائل میں امت کے لیے فکر وعمل کا کامیاب وژن سلیقے کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اسلامیات کا ذخیرہ عموماً اپنے خشک انداز کی وجہ سے نگاہ التفات میں جچنے کے بجائے بھٹکنے یا قاری کو راہ فرار کی دعوت دیتا ہے۔لیکن آپ کی تحریروں کی خوبی یہ ہے کہ اسلامیات کا قاری دینی روشنی وادبی چاشنی کے امتزاج کے سحر کا اس طرح اسیر بن جاتا ہے کہ تفہیم واختتام کا مرحلہ بہت جلد عبور ہو جاتا ہے۔بلا شبہ آپ کے شگفتہ طرز اسلوب کی وجہ سے اسلامیات کا بہت بڑا ذخیرہ قارئین تک پہنچا جس سے معاشرے میں شرک وبدعات اور مختلف النوع قسم کے بگاڑ کی پہچان آسان ہوئی۔(فجز اہ اللہ احسن الجزاء)

حافظ صاحب کی تحریروں میں بالخصوص اہل علم وعلما کے لیے بہت سی ایسی مثالیں ہیں جو داعیانہ طرز زندگی کے لیے از حد ضروری ہیں۔جن کے ذریعے اللہ تعالی ایک داعی کو کامیابی عطا کر کے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بھر دیتا ہے۔آپ کی تصنیفی وتالیفی کاوشیں پیغام دیتی ہیں کہ فکر ونظر کی تابناکی فہم کتاب وسنت سے مشروط ہے۔غیر شرعی افکار کا رد محض دین کی بلندی اور اللہ کی رضامندی کی خاطر ہو۔نام ونمود کی خواہش ،شہرت کی طلب،علمی گھمنڈ دین ودنیا میں رسوائی کا سبب اور دعوت کے لیے سم قاتل ہے۔

اسلوبِ دعوت

عملی زندگی کے آغاز سے ہی دفاع دین کا جذبہ ہر اس تحریر کے تعاقب میں آگے بڑھنے کی مہمیز دینے لگا تھا جہاں سے اسلام کا نام لے کر قصر اسلام میں نقب زنی کی دانشورانہ تعبیرات برصغیر میں عام کی جانے لگیں۔اس میں کچھ باشرع تو کچھ مغربیت زدگی کے شکار چہرے شامل تھے،لیکن حافظ صاحب نے جب ایک بار اپنا رخ اسلام کی خالص تشریح وتعبیر کی اشاعت کے لیے طے کر لیا تو پھر انھوں نے باد مخالف کی تندی کو نسیم سحر میں تبدیل کرنے کے لیے ہر وہ سعی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے قرآن جدال احسن کی تعبیر سے موسوم کرتا ہے۔ یہ بہت بڑا وصف ہے کیونکہ بین مسلکی اختلافات ومناقشات میں راہ اعتدال سے انحراف تو عام بات ہے۔ خود ایک ہی مکتبہ فکر میں نقطہ نظر کے اختلاف پر تہذیب وشائستگی کے نئے نئے شگوفوں سے گلشن فکر وادب کی جس طرح سے آبیاری کی جاتی ہے اور علمیت کے بجائے ذاتیات کو ہدف تنقید بنا کر جیسے سر بازار پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں اس سے محض تنفر اور بے عملی ہی فروغ پاتی ہے۔ جبکہ فکری مبارزات میں فریق مخالف کے علمی وشخصی احترام سے نہ صرف مسئلے کی تفہیم میں آسانی ہوتی ہے بلکہ اسلوب تحریر وتقریر ہی بسا اوقات نفس مسئلہ میں حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کی شکل اختیار کر کے مخاطب کو منزل تک پہنچنے کی رہنمائی کر دیتا ہے۔

آپ کی تحریریں شاہد ہیں کہ آپ کبھی جدت فکر ونظر اور تحفظ شریعت کے خوشنما عنوان سے ترتیب دی جانے والی رطب ویابس معروضات کے خلاف سنت کے دفاع کا ہراول دستہ بن جاتے ہیں اور کبھی مساوات مرد وزن کے پرفریب نعروں کے رد میں قیادت اور رہنمائی کے شرعی حق کے پیامبر بن جاتے ہیں، آپ کے یہاں سماجی وجماعتی بگاڑ اور بے عملی پر گرفت بھی ہے اور انتہائی مشفقانہ ناصحانہ کردار بھی۔ آپ کے دل کو اللہ نے دردمندی کا منبع بنایا تھا، یہ دردمندی صرف اہل جماعت کے لیے مختص نہ تھی بلکہ آپ کی تحریریں برملا یہ گواہی دیتی ہیں کہ آپ فریق مخالف کے علمی مقام ومرتبہ کا نہ صرف احترام کرتے تھے بلکہ مناظراتی اور تقابلی تحریروں میں پورے خلوص کے ساتھ حق کو عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ پیش کرتے تھے تاکہ یہ ذاتی مخاصمت یا علمی تفوق کے بجائے قبول حق کی صدا بن جائے۔ حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح کی تقریر و تحریر میں زبان وقلم کا اعتدال، حلم وبردباری، سنجیدگی ومتانت کے دعاوی تو موجود ہوتے ہیں لیکن سطور سے بین السطور تک نفرت، علمی برتری اور فریق مخالف کی تذلیل کا مزاج ہی نظر آتا ہے۔

جب سیاسی زخم خوردہ قلم سے ایمانی میزان کے حامل ربانی گروہ کی کردار کشی پر مشتمل خلافت و ملوکیت نے محبان صحابہ کے دل ودماغ میں ہیجان برپا کر دیا ایسے میں حافظ صاحب کی ایمانی غیرت نے اس مقدس جماعت کے دفاع میں جس طرح اپنے برانگیختہ جذبات کو قابو میں رکھ کر، اپنے ملک وماحول کے حالات کو پرکھ کر، انتشار اور تفریق کو برا مان کر خلافت وملوکیت کا جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حد ادب میں رہ کر دیا، وہ برصغیر کی دعوت کا ایک نیا اسلوب ہے۔ تحقیق اور تاریخی غلطیوں کی درستگی کے نام پر اصحاب رسول پر عائد کردہ شیعی الزامات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے صاحب قلم کی شخصیت کو ہدف بنانے کی بجائے اس تاریخی غلط فہمی کو دلائل کی بنیاد پر دور کرنے کی مخلصانہ علمی کاوش کی جس سے عظمت صحابہ کی تنقیص اور سماجی خلفشار کا خاتمہ ہو۔ اور اس مباحثے سے نہ صرف ایمان وسماج میں پیدا شدہ اضطراب دور ہو بلکہ صاحب قلم اور ان کے ہمنوا خود ہی اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے عظمت صحابہ کے قائل و فاعل ہو جائیں۔ جیسا کہ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''علاوہ بریں راقم نے پوری کوشش کی ہے کہ تنقید سنجیدگی اور علمی حدود سے تجاوز نہ کرے۔ اس میں وہ سنسنی خیزی اور ذاتیات پر حملہ اور مولانا مودودی صاحب کے مقام بلند پر کوئی حملہ نہیں ہے۔''

مزید آگے لکھتے ہیں:

''اس کتاب کے کسی لفظ سے اگر مولانا مودودی صاحب یا ان کے عقیدت مندوں کے بھی جذبات عقیدت مجروح ہوں تو راقم ان سے معافی خواہ ہے تنقید بہر حال تنقید ہے وہ مدحت نگاری نہیں مقصد میرا بہر حال مولانا کی تنقیص و اہانت نہیں واقعہ صرف اتنا ہے کہ بلندی کو پستی کی طرف روشنی کو اندھیرے کی طرف اور ہدایت کو کج فکری کی طرف ترقی معکوس کرتے دیکھ کر دلی دکھ اور صدمہ ہوتا ہے یہ کتاب اسی دکھ اور صدمے کا ایک اظہار ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو علم و عمل میں اخلاص سے نوازے۔'' (خلافت و ملوکیت کی شرعی حیثیت صفحہ ۱۷)

فکری و نظریاتی رد و نقد کے ضمن میں عموماً صاحب کتاب کے نظریات کو کتر بیونت کر کے پیش کرنے کا الزام لگا کر حلقہ یاراں کی ہمدردیاں سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہیں لیکن آپ منکرین حدیث کے علمی تعاقب میں اس کی مکمل طور پر نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم نے الحمد للہ مکمل اقتباس دے کر اس کے مختلف ٹکڑوں کی وضاحت کی ہے اس میں کمی بیشی نہیں کی ہے تاکہ ان کے حلقہ ارادت یا وہ خود یہ نہ کہہ سکیں کہ سیاق و سباق کو حذف کر کے ان کے مفہوم و الفاظ کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ہم نے ایسا کیا ہے نہ ہم ایسا کرنا جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں یہ علمی بددیانتی ہے جو اہل علم کے شایان شان نہیں، بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ غامدی صاحب یا ان کے استاد امام کے 'منصوص کلمات' کی شرح وتوضیح میں بھی کوئی تجاوز ایسا ہوا ہو کہ بات 'توجیہ القول بمالا یرضی بہ القائل' کے درجے تک پہنچ گئی ہو تو ہمیں ان شاء اللہ اس پر بھی معذرت کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوگا۔'' (فتنہ غامدیت صفحہ نمبر ۶۱)

اور آپ کی جملہ تصنیفات وتالیفات اس دعویٰ کی تصدیق بھی کرتی ہیں۔

ایسا بھی نہیں کہ دفائی تحریروں میں حافظ صاحب نے صرف مولانا مودودی صاحب ہی کے بلند مقام ومرتبے کا لحاظ کیا ہے بلکہ جب ہم آپ کی تحریروں کو پڑھتے ہیں چاہے وہ قبر پرستی کے رد میں ہوں یا بدعات ورسومات کا شرعی پوسٹ مارٹم ہو ہر جگہ حافظ صاحب کا مخاطبین کے لیے وہی ادب واحترام کا انداز ہے جس سے وہ اپنی جماعتوں میں متعارف ہیں۔ علمی مباحثے کا یہ دعوتی انداز قرآن وسنت کی علمیت اور ان کی قلبی جذبیت کا بین ثبوت ہے۔

برصغیر میں سرسید احمد صاحب نے فتنہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی۔ فکر فراہی نے اس کی ترویج کی۔ اصلاحی اور غامدی نظریات نے خدمت دین کے لبادے میں اسے پیش کیا اور بجائے تردید کے بعض علمی حلقوں سے جب اس کی تحسین ہونے لگی تو حافظ صاحب ان کے تعاقب میں آگے آئے لیکن یہاں بھی تنقید برائے تنقید کے بجائے تنقید برائے اصلاح کا جذبہ کارفرما ہے۔ علم کی تکریم ہے شخصیت سے نہیں، افکار سے بے زاری اور نفرت ہے۔ نقد برائے شوق کے بجائے متاع دین کے تحفظ کی فکر ہے۔ تحقیق میں اپنی رائے پر قول فیصل کے اصرار کے بجائے علماء سے خامیوں پر درستگی کی گذارش ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

''الحمد للہ یہ سارا علمی مواد کتابی شکل میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ اہل علم ملاحظہ فرمائیں اگر اس میں اہل سنت کے مسلک سے انحراف ہے تو ضرور اس کی نشاندہی کریں کیونکہ مقصود مولانا اصلاحی پر تنقید نہیں بلکہ ان کے افکار پر تنقید ہے اور ان کے افکار پر تنقید اس لیے ہے کہ وہ سراسر باطل ہیں اور ان میں مسلمات اسلامیہ کا انکار ہے، احادیث صحیحہ کا انکار ہے تمام مفسرین امت کی تجہیل اور راویان حدیث اور ائمہ حدیث کے خلاف بغض وعناد ہے۔'' (مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریات کی روشنی میں صفحہ نمبر ۴۸)

اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ تکریم علم کی وجہ سے آپ کی طرف سے فتنہ سازوں کے لیے مکمل رعایتیں ہی ہیں گرفت کا کوئی پہلو نہیں، کیونکہ آپ نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ:

"دینی مسلمات تمام شخصیات سے بالاتر ہیں، ان کے مقابلے میں بڑے سے بڑا آدمی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر کوئی زعم کبریائی میں یا علم کے غرے میں دینی مسلمات کا انکار یا ان کا استخفاف کرتا ہے تو وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں اور علماء کا فرض ہے کہ وہ اس کی حقیقت سے لوگوں کو باخبر کریں۔" (حوالہ سابق صفحہ ۵۳)

علمی تواضع وانکساری

عموماً گودلی ہوئی تحریروں کی ملکیت کے دعویدار بھی اپنی علمیت کے اظہار کے لیے القاب و آداب کے استعمال کے نہ صرف خواہش مند رہتے ہیں بلکہ اصرار بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ حافظ صاحب کی علمی تواضع اور انکساری ہی ہے کہ آپ نے بھاری بھرکم علمی القاب کے سابقے لاحقے کے بجائے محض قرآن عظیم کے حفظ کی نسبت کو ہی اپنی سعادت کے لیے کافی سمجھا۔ اختصار و جامعیت اور منہجیت کی وجہ سے قبولیت کا جو مقام اللہ کی طرف سے تفسیر احسن البیان کو ملا اس کے بعد بھی وہی داعیانہ کردار اور اور خاکساری دعوت دین سے جڑے افراد کی ذہن سازی کے لیے بہت بڑی مثال ہے کہ نام کی توسیع اور شہرت کے بجائے اپنی ذمے داریوں کو خلوص کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کی جائے تو فرشتوں کے ذریعے زمین پر اللہ اس بندے کی مقبولیت کو عام کر دیتا ہے اور پھر بے لوث خدمات کی بنا پر لوگ ان سے اس طرح محبت وعقیدت رکھنے لگتے ہیں کہ شخصیت اپنے تعارف کے لیے القاب وآداب کی محتاج نہیں رہ جاتی ہے۔

تحریریں کہیں نہ کہیں اپنے قارئین کے سامنے لکھنے والے کی شخصیت کو بین السطور بیان کر دیتی ہیں اور پڑھنے والے نفس تحریر سے اندازہ بھی لگا لیتے ہیں کہ خودنمائی اور حقیقت بیانی کے درمیان کیا فرق ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک ہی فن کی کتاب اور موضوع پر کام کرنے والے کچھ ایسے بھی قلم کار ہیں جنھوں نے اپنی کتاب کی تشہیر کے لیے اپنے متقدمین کے تراجم اور کتابوں کی خامیوں کو واضح کرنے کے لیے کئی کئی صفحات سیاہ کر دیے۔ (اللہ نہ کرے کہ سیاہی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عمل ان کے نامہ اعمال میں شامل ہوجائے) اپنی کتاب کی ہزار خوبیاں وہ تحریر کر دیتے ہیں لیکن متقدم کے کتاب کی کوئی ایک خوبی بھی انھیں نظر نہیں آتی ہے لیکن جب ہم حافظ صاحب کی شرح ریاض الصالحین کے عرض مترجم کو پڑھتے ہیں تو یہاں بھی حافظ صاحب نے مثال قائم کی۔ نہ صرف یہ کہ متقدمین کی خدمات اور اس سے استفادے کا اقرار ہے بلکہ ان کے حق میں دعائے خیر بھی ہے اور یہی تو قرآن بھی سلف کے تعلق سے سکھلاتا ہے اور حافظ صاحب کے ساتھ ایسا کیوں نہ ہو جب اللہ نے انھیں تفسیر قرآن کی سعادت بخشی تو اس فیضان کے اثرات تو نظر آئیں گے ہی جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

> ''ترجمے کو بھی سابقہ تراجم کے مقابلے میں زیادہ معیاری اور بہتر بنانے کی حتی المقدور سعی کی گئی ہے۔ اس لیے بعض سابقہ تراجم بھی ہمارے پیش نظر رہے ہیں اور ان سے ہم نے استفادہ بھی کیا کیونکہ الفضل للمتقدم کے تحت ان کی کاوشیں قابل تعریف ہیں اور وہ سبقت واولیت کے شرف سے بہرہ ور ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔'' (ریاض الصالحین صفحہ ۱۲)

تصنیف وتالیف کے میدان میں ایسا مرحلہ بھی آجاتا ہے جب لوگ اپنے تحقیقی وتالیفی کاموں میں کسی اور کے اشتراک کو ظاہر کرنا اپنی کم علمی کا مترادف سمجھ کر اسے ہضم کر جاتے ہیں اور پھر بعد میں علمی سرقہ سے لے کر پوری کتاب ہی اپنے نام کر لینے کے الزامات کا دور چلتا رہتا ہے۔ لیکن حافظ صاحب یہاں بھی روایت شکن رہے جیسا کہ وہ ترجمہ قرآن کے عرض مترجم میں رقم طراز ہیں:

> ''اللہ کی مدد کے حصول کے لیے راقم نے خصوصی دعا کے ساتھ یہ التزام بھی کیا کہ روزانہ صلاۃ الاشراق کے علاوہ دوگانہ پڑھ کر رب یسر ولا تعسر و تمم بالخیر و بک نستعین یا فتاح کے ورد کے ساتھ کام کا آغاز کرتا رہا۔ یہی التزام تفسیری حواشی لکھنے کے دوران بھی راقم نے کیا تھا، احباب اور بزرگوں سے بھی دعاؤں کی درخواست کیں اور انھوں نے اس کام کی تکمیل کے لیے خصوصی دعائیں کیں حتی کہ کئی دوستوں نے حرم مکی میں بھی دعائیں کیں۔ اللہ تعالی ان تمام دوستوں اور بزرگوں کو اجز جزیل سے نوازے جنھوں نے اس کام کی تکمیل کے لیے دعائیں کیں اور ان کو بھی اس کام کے اجر وثواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شریک فرمائے۔ان ذلك علی الله یسیر" (معانی القرآن الکریم صفحہ ۱۹)

قومی کردار سازی کے نقیب

ایسا نہیں ہے کہ حافظ صاحب کا قلم صرف دفاع میں ہی رواں رہا بلکہ دور حاضر میں پیش آمدہ نت نئے سماجی مسائل کا شرعی حل بھی پورے انشراح صدر کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ کیونکہ قوم وملت کا بگاڑ اور مغربی، فکری اور تہذیبی یلغار اور اس کے اثرات کو آپ کی نگاہیں نہ صرف دیکھ رہی تھیں بلکہ وہ شدت کے ساتھ اس بگاڑ کو محسوس کر کے قوم کے سامنے اس کا مناسب حل فکرمندی کے ساتھ پیش کرنے میں لگ گئے اور اس کے نتیجے میں حقوق کی سیریز پر مشتمل ایک شاہ کار کتاب منصۂ شہود پر آگئی جس کا آغاز ہی اس پیراگراف سے ہے:

"دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے دلوں کا چین چھن چکا ہے۔ ہماری زندگیوں میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہے اطمینان ہم سے کوسوں دور ہے، خود غرضی اور نفسا نفسی نے ہر کسی کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے، معاشرتی اقدار اور روایات زوال کا شکار ہو چکی ہیں، ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہے، اخوت اور مساوات ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایک دن یہ دنیا جہنم کا نمونہ بن جائے گی۔ معاشرتی ناہمواریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ افراد کو افراد سے شکایت کیوں ہوتی ہے؟ ہر طرف بے اطمینانی کی لہر کیوں دوڑنے لگتی ہے؟ جب ہم کسی کو اس کا حق نہیں دیتے تو پھر یہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔" (حقوق وفرائض پر امن اور خوبصورت معاشرے کی بنیاد صفحہ ۱۷)

خانگی اور معاشرتی بگاڑ قوم کا بہت بڑا المیہ بن چکا ہے۔ تربیت اولاد جتنی بڑی ذمے داری ہے اس وقت مصروفیت یا عدم جواب دہی کے احساس نے اس پہلو سے اتنا ہی غافل کر دیا ہے اور جب تربیت کا یہ پہلو ادھورا رہ جاتا ہے تو پھر حقوق اللہ، حقوق الوالدین اور حقوق الزوجین یا دیگر تمام مسائل اپنی شدت کے ساتھ شیطانی شر کے جلو میں آموجود ہوتے ہیں۔ تربیت کے سلسلے میں آپ کی تحریروں میں وہ تمام نکات بڑی خوبصورتی سے آگئے ہیں جو ایک صالح نسل و سماج کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ حقوق اولاد کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت سینتیس ذیلی سرخیاں بنا کر اولاد کی تربیت کے وہ تمام تر پہلو جو فروغ اسلام اور صالح سماج کی تشکیل کی بنیاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کی وضاحت کی ہے۔ ذہنی، جسمانی، نفسیاتی اور فکری تربیت کو ایسے دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے جو واقعی اپنے اندر کشش رکھتے ہیں۔ چونکہ دعوت توحید کی اشاعت میں قومی کردار اور طرز زندگی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ کسی بھی فرد کا کردار بظاہر اس کے دین اور عقیدے کا ترجمان ہوتا ہے اس لیے حافظ صاحب نے تربیت اولاد کے پہلو پر کافی زور دیا ہے۔

جماعتی تاریخ کا نگہبان

جماعتی اعتبار سے حافظ صاحب کے سامنے کئی محاذ تھے۔ دین کے نام پر شرک و بدعات کے مؤیدین کا رد، تقلید جامد کے حاملین کو اتباع سنت کی تلقین، فہم حدیث کے نام پر مختلف النوع گروہ کی نظریاتی گمراہیوں کا تعاقب، ان سب کے لیے آپ کا قلم ہمیشہ تیار رہا اور پوری اخلاص مندی کے ساتھ آپ نے ان میں سے ہر مکتبہ فکر کو دور اول کے اسلام کی طرف مراجعت کی دعوت دی۔ اگرچہ ہم نے کہیں بھی حافظ صاحب کو مؤرخ جماعت کے لیبل کا حامل نہیں دیکھا لیکن مولانا نے احباب دیوبند کی طرف سے جماعت اہل حدیث کی تاریخی خدمات کو صاف کرنے کی مذموم سعی پر بروقت قلمی گرفت کر کے برصغیر میں جماعت کے روشن کردار اور انگریزی استعمار کے خلاف ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کو پیش کر کے ایک بہت بڑی ذمہ داری ادا کر دی۔ مولانا نے اس معاملے میں جانبداری برتنے کے بجائے حقیقت پسندی سے کام لیا اور جماعت کے چند ایک اکابرین کی جانب سے انجام دی گئی انفرادی کوششوں کی صفائی دینے کے بجائے پوری جماعتی سرگرمیوں کی روشنی میں حقیقت پسندانہ فیصلہ کرنے کی گذارش کی ہے۔ بقول حافظ صاحب:

> ”دارالعلوم دیوبند اور اس کے فیض یافتگان کی علمی و دینی خدمات برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے اور ان دوائر میں اپنے مخصوص فقہی نقطہ نظر کے مطابق انھوں نے جو کام کیے ہیں ان سے اختلاف کے باوجود ان سے مجال انکار نہیں، لیکن تعلیمی و تدریسی تبلیغی و تصنیفی خدمات کا دائرہ قومی و سیاسی خدمات سے مختلف ہے۔ ضروری نہیں کہ تعلیم و تدریس اور تبلیغ و تصنیف سے شغف اور وابستگی رکھنے والا سیاست کا بھی مرد میدان ہو۔ اسی طرح اول الذکر شعبوں کی خدمات کی اہمیت بھی اس بات پر منحصر نہیں کہ ثانی الذکر خدمات کا ضمیمہ بھی ضرور اس کے ساتھ لگا ہوگا۔ یہ بات افسوس ناک ہے کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وابستگان دیوبند نے اپنے اکابر کی سوانح وخدمات بیان کرنے میں اسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ انھوں نے سمجھ لیا وہ ان کو جب تک سیاست کے میدان کا بھی سہراب ورستم ثابت نہ کردیں ان کی علمی عظمت اور تاریخی اہمیت ثابت نہیں ہوسکتی چنانچہ سوچ کی اس کجی نے ان کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بزرگوں کی سیاسی خدمات کا بھی ایک ہیولی تیار کریں چاہے وہ خلاف واقعہ ہی ہو۔اس کے لیے انھوں نے تاریخ نگاری کے بجائے تاریخ سازی کا راستہ اختیار کیا۔'' (تحریک جہاد جماعت اہل حدیث اور علمائے احناف صفحہ ۵)

تاریخ کا یہ سفر برصغیر میں جماعتی سرگرمیوں سے غیر جماعتی گرد وغبار صاف کرتے ہوئے ہمیں حرکت وعمل کی دعوت دے رہا ہے کہ قومی اور ملی ترقی حرکت وعمل میں پوشیدہ ہے۔کل کے کارناموں پر پڑے نقاب کو تو ہٹا دیا گیا ہے لیکن جمود بھی تو توڑا جائے اور آگے بڑھنے کے لیے لائحہ عمل ترتیب دیا جائے کیونکہ فکری جمود اعمال کی بربادی اور قومی خوابیدگی کا سبب بن جاتا ہے۔ جہاں ذاتیات کی حسن کارکردگی تو مطلوب ومحمود بن جاتی ہے لیکن اجتماعیت کے تقاضے فراموش کردیے جاتے ہیں اور پھر اس کا نتیجہ سب کے حق میں یکساں طور پر خراب۔

سیاسی نظریات وافکار

میرے علم کے مطابق مولانا اگرچہ سیاسی سرگرمیوں کا حصہ نہیں تھے لیکن ملکی زبوں حالی اور سیاسی حالات سے بخوبی واقف تھے۔ان کے نزدیک یہ ملک دوقومی نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا تاکہ اسلام کی چند ظاہری عبادات ہی نہیں بلکہ مکمل اسلامی طرز حیات کو یہاں پر نافذ کیا جاسکے۔حافظ صاحب اس بات کے شاکی ہیں کہ قائد اعظم نے ملک اور قوم سے نفاذ شریعت کا جو وعدہ کیا تھا مسلکی اختلافات کا حوالہ دے کر حکمران راہ فرار اختیار کرتے رہے ہیں۔اہل اقتدار کے ٹال مٹول اور علمائے دین کے درمیان مسلکی اختلافات کی وسیع خلیج ہونے کے باوجود آپ اپنے ملک میں اسلام کی حکمرانی کے نہ صرف خواہش مند ہیں بلکہ نفاذ اسلام کے سلسلے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''عصر حاضر میں فقہی جمود کی نہیں بلکہ فقہی توسع کی ضرورت ہے علاوہ ازیں فقہا کی فقہی کاوشوں کی حیثیت فتووں کی ہے جو تغیر حالات کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور بدل سکتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کی حیثیت نا قابل تغییر نصوص کی نہیں ہے۔ یہ حیثیت صرف اور صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کو حاصل ہے۔ کیونکہ اسلام اللہ کا نازل کردہ دین ہے جس کو مستقبل کے بھی تمام حالات کا علم ہے اس نے جب اسلام کو قیامت تک کے لیے واحد دین اور نجات وسعادت کا باعث قرار دیا ہے تو یقیناً اس میں بغیر کسی تبدیلی کے ہر دور کے حالات و ضروریات کے تقاضوں کی تکمیل کا سامان موجود ہے صرف اس کے انطباق کے لیے اجتہاد اور اخلاص کی ضرورت ہے۔ جب بھی اور جہاں بھی یہ دونوں چیزیں مہیا ہو جائیں گی نفاذ اسلام کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔'' (نفاذ شریعت کیوں اور کیسے صفحہ ۳۲)

گویا کہ بین السطور یہ واضح پیغام موجود ہے کہ سیاسی طور پر اسلام کی پسپائی کا سب سے بڑا سبب تقلید جامد ہی ہے جو نہ صرف اسلام کے رخ زیبا کو ڈھانپ رہی ہے بلکہ اسلامی طرز حکمرانی کے بجائے مغربیت زدگی کے فروغ کی جڑ ہے۔ آپ کے نزدیک مغربی جمہوریت اپنے اثرات واصل کے لحاظ سے اسلام کی بچی ہوئی قدروں کو گنوا بیٹھنے کا نام ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''مغرب کے بازی گروں نے ہمارے سیاست بازوں کے ذہنوں میں ایسا فسوں پھونکا ہے کہ انھیں وہی مغربی جمہوریت اچھی لگتی ہے جس نے ہمارے ملک کو دو نیم کیا ہے جو فساد کی جڑ ہے جس میں بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا اور جس کی قبا میں دیو استبداد پائے کوب ہے اس گننے والے نظام میں پچاس سال سے وہی چند خاندان بطور حکمران مسلط چلے آرہے ہیں جن کے پاس سوچنے والا دماغ نہیں، عوام کی مشکلات پر تڑپنے والا دل نہیں، عوام کے دکھ درد دیکھنے والی آنکھیں نہیں اور ان کی آہ و بکا، اور فریاد سننے والے کان نہیں۔ قرآن کی زبان میں کہا جا سکتا ہے: لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها الهم اذان لا يسمعون بها أولئك كالانعام بل هم اضل (الاعراف ۷۔۱۷۹)''۔ (نفاذ شریعت کیوں اور کیسے: صفحہ ۱۰۔۹)

اور پھر دوٹوک الفاظ میں اپنے سیاسی نقطہ نظر کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم جن گمبھیر مسائل میں گھرے ہوئے ہیں ان سے ہمیں نجات ملے، ہماری مشکلات ختم ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے اور عہد شکنی اور اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے انحراف کی سزا سے ہم بچ جائیں تو اس کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے اسلام کے نفاذ کا، اس کو اپنانے اور اپنی زندگیوں کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کا۔" (نفاذ شریعت کیوں اور کیسے صفحہ ۱۱)

نسائی سیاست کا شرعی جائزہ

صنفی مساوات کے نام پر سیاست میں خواتین کی عملی شمولیت شرعاً ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کافرانہ طرز حکمرانی سے مسلم دنیا کی مرعوبیت کا یہ عالم ہے کہ وہ اس معاملے میں قرآن و حدیث کے مسلمہ اصولوں کی پامالی کو اپنی روشن خیالی اور دور جدید کی اہم کامیابی شمار کر رہی ہے جبکہ اسلام زندگی کے ہر معاملے میں مرد وزن کے دائرہ کار کو پوری صراحت کے ساتھ بیان کر چکا ہے۔ لیکن جب طاقت اور دنیا کی رونقیں دلائل و براہین کا روپ دھار لیتی ہیں تو پھر اجالے اور تاریکی کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب نے مغربیت زدہ سماج کے سامنے سیاسی مساوات کے پرفریب نعروں کی قلعی کھولتے ہوئے اسے انسانیت بالخصوص امت کے حق میں شرعی طور پر مضر ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"عام انتخابات کے نتیجے میں ایک عورت کا وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہو جانے کے اسباب بالکل واضح ہیں تاہم اس کے باوجود یہ صورت حال اسلامی نقطہ نظر سے سخت تشویش ناک ہے۔ ہمارے نزدیک یہ سانحہ الیہ ایک فتنہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ ہے جس سے نجات کے لیے ہمیں بارگاہ الٰہی میں خصوصی دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور اس صورت حال کو تبدیل کرنے کے لیے امکانی حد تک مساعی میں سرگرم عمل بھی رہنے کی ضرورت ہے۔" (عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات و مغلطات کا ایک جائزہ: صفحہ ٦)

لیکن حافظ صاحب اس معاملے کو حل کرنے کے لیے نہ سڑک پر اترنے کے قائل ہیں اور نہ ہی کسی قسم کے فتنہ وفساد اور سماجی انتشار کی چاہت ہے۔ اور نہ ہی اس معاملے میں لیڈری کی دبی دبی خواہش ہے بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"انھی مساعی میں سے ایک علمی محاذ بھی ہے جس پر اہل علم وقلم کو بالخصوص اپنی توجہ مبذول رکھنی چاہیے۔" (عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات و مغلطات کا ایک جائزہ صفحہ ٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ علماء اور دانشوران کی جانب سے عورت کی سربراہی کو ناجائز کہنے کے باوجود اسے دیگر برائیوں کی طرح سماجی قبولیت کا درجہ دینے کی مصلحت یا مجبوری حافظ صاحب کے نزدیک شریعت سے انحراف ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''بنابریں علمائے دین کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے مسلمہ اصول وقرن فی بیوتکن (الاحزاب) عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور نبی ﷺ کے فرمان کہ وہ قوم ہرگز فلاح یاب نہ ہوگی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دیے کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کی سربراہی کے عدم جواز میں کسی لچک اور مداہنت کا ارتکاب کر کے: یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا: کا مظاہرہ نہ کریں۔ انھیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں ہونی چاہیے کہ ہماری آواز حکومت کے ایوانوں، سیاست کے نقار خانوں اور عوام کے نقار خانوں میں نہیں سنی جائے گی۔ صرف عنداللہ مسئولیت کا احساس اور وہاں سرخرو ہونے کا جذبہ ہی غالب رہنا چاہیے۔'' (عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات و مغلطات کا ایک جائزہ صفحہ ۱۶)

مولانا نے اس سلسلے میں احادیث پر کیے جانے والے اعتراضات اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ کا کردار نیز ملکہ بلقیس اور قرآن میں عورت کی سربراہی کی ممانعت کی نص صریح کی عدم موجودگی جیسے نکات کو دلیل بنا کر اپنی بات رکھنے والوں کا بہترین علمی تجزیہ کر کے انھیں مسکت جواب دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ قدامت پسندی یا ترقی معکوس کی علامت ہے کیونکہ آپ تو خود ہی نفاذ اسلام کے سلسلے میں فقہی توسع کے قائل ہیں۔

شریعت کی جانب سے آداب جہاں بانی کے اصول متعین کر دیے جانے کے بعد اسے اغیار کی خواہشوں اور سازشوں کی خاطر قربان کر دینا ایمان وعقیدے سے بے وفائی کی دلیل ہے۔ کتاب وسنت امت مسلمہ کے لیے سرمایہ حیات ونجات ہیں، انسانیت کے لیے سیاسی، تعلیمی، تہذیبی، معاشرتی اصول وضوابط یہاں متعین ہیں۔ کامیابی ان پر عمل سے مشروط ہے اس لیے اغیار کی پیروی میں ان سے راہ فرار وقتی راحت اور لذت تو فراہم کر سکتی ہے لیکن مستقل اور مستحکم سلطنت ومعیشت کی بنیاد ناممکن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق نسواں کے ترجمان

خواتین بھی سماج اور انسانی زندگی کا اتنا ہی اہم جزء ہیں جتنا کہ مرد لیکن ان کے دائرہ کار میں یکسانیت کے بجائے فطری تفاوت رکھا گیا ہے۔ عالمی جنگوں کی ہلاکت خیزی کے بعد اقتصادی ترقی اور مادیت کی ہوس نے خواتین کو گھر کے بجائے بازار میں لانے کی حکمت عملی اختیار کرنے پر مغرب کو مجبور کر دیا۔ مساوات مرد وزن اور حریت فرد کا نعرہ اس شدت سے بلند کیا گیا جس نے ان کی حکمت عملی کو بظاہر خواتین کے حقوق کی بازیابی کا معیار بنا دیا اور پھر مرد وزن کی یکسانیت کی یہ فکر بازار دفتر سے ہوتی سیاست کو بھی اپنی چپیٹ میں لے آئی۔ بڑے بڑے اہل قلم، خواتین کے لیے خودساختہ اصولوں کی دہائی دے کر ان کی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے، جدت، روشن خیالی اور بنیادی حقوق کے نام پر ایسے ایسے گل کھلائے جا رہے ہیں جو صریح اسلامی تعلیم واقدار کے منافی ہیں۔ حافظ صاحب خواتین اسلام کو ان بازیگروں کی لفظی شعبدہ بازیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنے قلم سے حقوق نسواں کی حقیقت سے روشناس کراتے ہیں۔

عورت کی عظمت، اس کے حقوق کی مکمل بازیافت اسلامی احکامات کی تنفیذ سے ہی ممکن ہے۔ تحفظ حقوق نسواں کی تحریک اور ان کے پرکشش اور گمراہ کن نعرے خواتین کے لیے محض مشقت وذلت کا سبب ہیں، مغربی معاشرہ فطرت کے اصولوں سے بغاوت کر کے خاندانی انتشار کی مثال بن چکا ہے۔ اپنی ان باتوں کو ثابت کرنے کے لیے آپ نے 'حقوق مرداں حقوق نسواں' نامی کتاب تصنیف کی جس میں عورت کے ساتھ حسن معاشرت، معاملات میں ان سے مشاورت کی اہمیت، عدل وانصاف، خاندانی عزت وتوقیر کا احترام، خانگی امور میں ان سے تعاون، بیوی کے لیے محبت اور وقت کی ضرورت جیسے اہم موضوعات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ خاندان کا نباہ مرد وعورت کی مشترکہ ذمے داری ہے جس میں عورت کو امور خانہ داری تو مرد کو معاشی محاذ سنبھالنے کی فطری تلقین ہے۔ روشن خیال مجتہدین ملت کی خودساختہ دینی دانشوری اور ان کی علمی بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے انھیں تعلیمات دین کو سمجھنے کی دعوت بھی ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

”جدید اسلام کے ان مجتہدین کی خدمت میں ہم یہ کتاب پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ عورت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں اسلام کے نقطہ نظر کو بھی سمجھیں کہ اسلام نے ان کو کیا مقام دیا ہے اور کس طرح اس کا مکمل تحفظ کیا ہے، اس سے ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ علما اس بل کی مخالفت کے ذریعے سے عورتوں پر ظلم وستم کی صورتوں کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں یا اس کی مخالفت کر کے عورت کا تحفظ اور اس کو مزید ظلم سے بچانا چاہتے ہیں؟ اصل میں دونوں کا اخباری کالم نگاروں اور علما کا اسلام بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے اور عورت کے تحفظ کا طریقہ کار بھی علمائے اسلام کے نزدیک عورت سمیت تمام طبقات کا تحفظ صرف اور صرف اسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کے ذریعے ہی سے ممکن ہے۔ اس کتاب کے ذریعے سے عورت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ایک خاکہ اہل ملک کے سامنے پیش کیا گیا ہے جس کو پڑھ کر ہر باشعور آدمی سمجھ لے گا کہ علما کی مخالفت معقول ہے یا غیر معقول جائز ہے یا ناجائز بلکہ ضروری ہے یا غیر ضروری؟'' (حقوق مرداں حقوق نسواں: صفحہ ۲۳)

منکرین حدیث وغامدیت نواز اہل علم جو حالات میں تبدیلی کے نام پر خواتین کے لیے غیر فطری وغیر شرعی آزادیوں کے خواہش مند ہیں اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں کہ:

''حالات کی تبدیلی سے اجتہادی احکام تبدیل ہو سکتے ہیں نہ کہ منصوص احکام اور خیار بلوغ، اور عاقل بالغ لڑکی کے ولی کی اجازت کے بغیر از خود شادی کر لینے یا حجاب وغیرہ کے مسائل نصوص پر مبنی ہیں اس لیے منصوص مسائل میں تبدیلی کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔'' (حوالہ مذکورہ: صفحہ نمبر ۵۹)

تقلید جامد کی وجہ سے خواتین کی حق تلفیوں کے خلاف ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل نامی کتاب تحریر کرتے ہیں۔ شادی بیاہ میں انجام دی جانے والی رسومات اور لڑکی کے اہل خانہ پر سماجی جبر، جہیز اور بارات کی لعنت سے امت کو آگاہ کرتے ہیں۔ شادی کے لیے لڑکی کو مجبور کرنے کے بجائے اس کے حق پسند کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عصمت وعفت کی حفاظت کے لیے انھیں شرعی پردے کی تاکید کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ خواتین امت کو ان نقوش کی پیروی کی دعوت دیتے ہیں جو تربیت رسول کے نتیجے میں صحابیات کا خاصہ ہے۔ کیونکہ ایک عورت کی کارکردگی کا اصل محور اس کا شوہر، گھر اور بچے ہیں۔ اگر ماں میں صحابیات سی تربیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تھوڑی سی بھی رمق آ جائے تو آج بھی یہ مٹی بڑی زرخیز ہے۔

اپنی پوری زندگی کتاب وسنت کی بالادستی کے خواہاں اور اس کے لیے ہر ممکن کوشاں حافظ صاحب اب اپنے ابدی سفر کی پہلی منزل پر پہنچ چکے ہیں، ان کی ان پر خلوص کاوشوں کی بنا پر اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ نے ان کی قبر کو تا حد نگاہ کشادگی عطا فرمائی ہوگی۔ اے اللہ ان کی بشری خطاؤں سے درگذر فرما کر خدمت دین کے صلے میں آپ ﷺ کی شفاعت کبری اور جنت الفردوس عطا فرما اور ان کے وارثین کو خدمت دین کی توفیق دے۔ (آمین)

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئینہ حیات حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

شیر خان جمیل احمد عمری

گرامی قدر برادر عزیز ابوالمیز ان نصیر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند دن قبل آپ نے یہ نوید سنائی تھی کہ جماعت کے نامور عالم دین شیخ حافظ صلاح الدین یوسف سے جے پوری رحمہ اللہ پر آپ ایک جامع کتاب "حافظ صلاح الدین یوسف، حیات وخدمات" مرتب کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ جس کے لیے آپ ڈھیر ساری مبارکبادی کے حقدار ہیں۔ آپ نے مجھ پر حسن ظن رکھتے ہوئے مجھ سے بھی شیخ کی "حیات وشخصیت" کے عنوان پر کچھ لکھنے کی درخواست کی تھی۔ میری مختلف مشغولیات اس درخواست کو قبول کرنے میں مانع تھیں، لیکن دو وجوہات کی بنا پر میں آپ سے انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ ایک تو حافظ صاحب کی بے مثال شخصیت، دوسرا آپ کی خلوص بھری درخواست!

میں نے اللہ کا نام لے کر مواد اکٹھا کرنا شروع کیا اور کام جیسے جیسے آگے بڑھا، مجھے احساس ہوا کہ میں اپنے جمع شدہ مواد کا عنوان "حیات وشخصیت" کی بجائے "آئینۂ حیات" حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کیوں نہ رکھ دوں اور اسی خاکہ کو مدنظر رکھ کر مزید شخصی تعارفی معلومات جمع کروں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں نے عنوان "آئینۂ حیات" ہی رکھ لیا۔ امید ہے آپ اس تصرف کے لیے مجھے معاف رکھیں گے۔

اخیر میں یہ وضاحت بھی کرنا فائدہ مند ہوگا کہ میں نے اپنی جمع شدہ معلومات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دینے کے بعد اس کی توثیق وتصدیق کے لیے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کے خلف الرشید حافظ عثمان یوسف مدنی (جنھوں نے مواد کی فراہمی میں بھی میری مدد کی تھی اور میرے کئی سوالوں کے جوابات بھی دیے تھے) کو بھیجا۔ اللہ انھیں جزائے خیر دے، انھوں نے وقت نکال کر پورے مواد کو لفظ بلفظ چیک کرنے کے بعد فون پر دو ایک جگہ تاریخ وسال کو تبدیل کرایا اور بقیہ ساری معلومات پر نہ صرف مہر تصدیق ثبت کی بلکہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مواد مختصر ہے لیکن مرحوم حافظ صاحب کی زندگی کے تقریباً سارے گوشوں پر محیط ہے۔ اس طرح سے میری مرتب کردہ ان معلومات کو ثقہ کا درجہ حاصل ہے۔ فللہ الحمد!

آپ کو مضمون بھیجنے کی مقررہ تاریخ سے دو تین دن کی تاخیر پر میں شرمندہ ہوں اور معذرت خواہ بھی۔ دراصل مضمون کی توثیق کے انتظار میں کچھ تاخیر ہوگئی۔

والعذر عند كرام الناس مقبول!

والسلام

شیر خان جمیل احمد عمری (برطانیہ)

۲ ستمبر ۲۰۲۰ء

نام: حافظ صلاح الدین یوسف

(آپ کے والد محترم نے اپنے استاد محترم محمد یوسف جے پوری مصنف "حقیقۃ الفقہ" کے نام پر آپ کا نام یوسف رکھا تھا۔ لیکن حافظ صاحب نے بعد میں اپنی طرف سے صلاح الدین کا اضافہ کرکے اپنا نام صلاح الدین یوسف کرلیا تھا۔ پھر اسی نام سے آپ مشہور ہوئے)

والد کا نام: حافظ عبدالشکور بن عبدالرزاق بن محمد اعظم

تاریخ پیدائش: اگست ۱۹۴۵

جائے پیدائش: جے پور، راجستھان، انڈیا

ہجرت

۱۹۴۷ میں تقسیم ہند کے بعد چونکہ جے پور ایک پرامن علاقہ تھا (اس علاقہ میں تقسیم ہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے اور نہ ہی بعد میں کبھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے) اس وجہ سے حافظ صاحب کے والد محترم نے جے پور انڈیا ہی میں قیام کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن حافظ صاحب کے بڑے بھائی محمد ایوب صاحب اپنے دوستوں سمیت پاکستان چلے گئے تھے۔ ۱۹۴۹ میں وہ وہاں سخت بیمار پڑ گئے۔ اس کی اطلاع پا کر حافظ صاحب کے والد بزرگوار نے اہل خانہ کو جس میں حافظ صاحب بھی شامل تھے عیادت اور دیکھ بھال کے لیے براستہ کھوکھرا پار پاکستان بھیجا۔ کچھ عرصہ بعد آپ خود بھی پاکستان آ گئے۔ پھر پاکستان ہی میں قیام کا فیصلہ کرلیا۔ حافظ صاحب پہلے کچھ عرصہ والدین کے ساتھ حیدرآباد سندھ میں مقیم رہے۔ پھر کراچی منتقل ہوکر وہاں بودوباش اختیار کرلی۔ حافظ صاحب کے چھ چچا تایا تھے۔ جن میں سے صرف ایک چچا جناب عبدالغنی مرحوم نے پاکستان ہجرت کی تھی بقیہ پانچ لوگوں نے اپنے اہل وعیال سمیت جے پور ہی میں رہنا پسند فرمایا۔ یہ حضرات آج بھی مع اہل وعیال جے پور میں مقیم ہیں۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کی۔ "دستور المتقی" اردو کا کچھ حصہ ان سے سبقاً سبقاً پڑھا۔ کراچی منتقلی کے بعد بوہرہ پیر کی مسجد رحمانیہ میں قاری عبیداللہ بلتستانی سے عربی قاعدہ پڑھا۔ پھر جامع العلوم سعودیہ، آسن مل اوجھا روڈ میں داخلہ لے کر قاری محمد بشیر صاحب سے ناظرہ قرآن مکمل کیا۔

حفظ قرآن مجید

قاری عبیداللہ بلتستانی صاحب کے ترغیب دلانے پر قاری اشفاق صاحب سے مسجد رحمانیہ ہی میں ایک سال کے اندر اندر قرآن مجید مکمل حفظ کرلیا۔

درس نظامی

جامع العلوم سعودیہ کراچی (بعد میں یہ مدرسہ سفید مسجد سولجر بازار منتقل ہوکر "دارالحدیث رحمانیہ" کے نئے نام سے موسوم ہوکر مشہور ہوا۔ چونکہ سفید مسجد کے بانی ومنتظم شیخ عبدالوہاب صاحب تھے جو دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن صاحب کے خلف الرشید تھے اسی لیے اس مدرسہ کا نام بھی آپ نے دارالحدیث رحمانیہ رکھ دیا تھا) حافظ صاحب نے یہاں دو سال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس وقت مدرسہ کے صدر مدرس مولانا حاکم علی تھے جو علم منقول (قرآن وحدیث) اور علم معقول (منطق، فلسفہ وغیرہ) میں ید طولی رکھتے تھے۔ حافظ صاحب نے ان کی علمی مہارت سے بھرپور استفادہ کیا۔

دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور المعروف غزنویہ شیش محل روڈ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ تھے۔ کراچی سے لاہور آکر حافظ صاحب نے اس مدرسہ سے درس نظامی کا کورس مکمل کیا اور ۱۹۶۴ میں یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔

پھر آپ نے جامعہ مدنیہ لاہور میں داخلہ لے کر فلسفہ، منطق، بلاغت کے علاوہ حنفی فقہ کی کتب ھدایہ وغیرہ پڑھ کر اپنی معلومات میں مزید اضافہ کیا۔

آپ کے بعض مشہور اساتذہ

(۱) حافظ عبدالشکور [والد] (۲) قاری عبیداللہ بلتستانی (۳) قاری محمد بشیر تبتی (۴) قاری اشفاق (۵) مولانا حاکم علی (۶) مولانا عبدالرشید ندوی لداخی [بلتستانی] (۷) مولانا داؤد غزنوی (۸) مولانا حافظ محمد اسحاق (۹) مولانا عبدالرشید گولڑوی (۱۰) مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی (۱۱) مفتی عبدالحمید (۱۲) مولانا ظہور الحق

نوٹ: جس شخصیت کی سرپرستی، صحبت، علم، مکتبہ، تنظیم، مشوروں اور ان کے ادارہ المکتبۃ السلفیۃ سے بھرپور استفادہ کیا وہ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ تھے۔ حافظ صاحب نے مولانا سے سبقاً سبقاً کوئی کتاب تو نہیں پڑھی تھی لیکن پندرہ سولہ سال کی علمی سرپرستی اور صحبت نے آپ کو کافی بنایا، سنوارا اور تراشا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حافظ صاحب کی شخصیت پر حضرت الشیخ بھوجیانی رحمہ اللہ کے کافی اثرات تھے۔

آخری تعلیمی سال (۱۹۶۵) کے تین اہم مقالے

(۱) میں بھی حاضر تھا وہاں ضبط سخن کر نہ سکا

(جنرل ایوب کے زمانہ میں یہ جشن میلاد کے رد پر مقالہ تھا جو ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور میں ۶/اگست ۱۹۶۵ میں شائع ہوا)

(۲) پاکستانی صحافت: جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یہ مضمون آپ نے قومی صحافت کی بے راہ روی کے خلاف لکھا تھا جو ۱۹۶۵ میں ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوا)

(۳) خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

(تجلی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کی حمایت و مدافعت میں سلسلہ وار شائع ہونے والے مضامین کے ضمن میں یہ مقالہ لکھا تھا۔ جو ۱۹۹۵ ہی میں ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور میں دو قسطوں میں شائع ہوا)

برصغیر کی جن شخصیات کو آپ نے زیادہ پڑھا

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد (۲) قاضی سلیمان منصور پوری (۳) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۴) مولانا شبلی نعمانی (۵) سید سلیمان ندوی (۶) مولانا نعیم صدیقی (۷) مولانا اسماعیل سلفی (۸) مولانا مودودی (۹) جناب منظور حسین عرف ماہر القادری (۱۰) جناب شورش کاشمیری۔ رحمہم اللہ اجمعین

حافظ صاحب کی پہلی تصنیف: ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت''

۱۹۶۵ میں مولانا مودودی کے ماہوار رسالے "ترجمان القرآن" لاہور میں ایک مضمون قسط وار شائع ہوا جو بعد میں "خلافت وملوکیت" کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آیا۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ۱۹۶۵ ہی میں ۲۰ قسطوں میں اس کا رد لکھا جو ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہو گیا تھا۔ مولانا مودودی کے مضامین جب کتابی شکل اختیار کر کے منظر عام پر آ گئے تو حافظ صاحب کے ذہن میں یہ فکرہ آیا کہ ان کے مضامین بھی کتابی شکل میں شائع ہوں۔ آپ نے جب اپنی لکھی ہوئی قسطوں کا جائزہ لیا تو کافی تشنگی محسوس ہوئی چنانچہ ایک نیا خاکہ بنایا اور اپنے شیخ مولانا محمد حنیف بھوجیانی کے مشورہ اور ان کے مکتبہ سے استفادہ کرتے ہوئے از سر نو مولانا مودودی کی کتاب کا رد لکھا۔ اور اپنے شیخ مولانا محمد حنیف کی نظر ثانی کے بعد اس کو کتابی شکل میں بنام "خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت" شائع کروایا۔ اس وقت حافظ صاحب کی عمر محض ۲۲ سال تھی۔ یہ ۱۹۶۶ کا واقعہ ہے۔

تدریسی خدمات

حافظ صاحب اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسجد و مدرسہ دارالعلوم محمدیہ مدنی روڈ، دھرم پورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصطفیٰ آباد) لاہور سے منسلک ہو گئے۔ جہاں امامت و خطابت کے ساتھ ترجمہ قرآن و تفسیر کی کلاس کے علاوہ درس نظامی کی بعض کتب بھی پڑھاتے رہے۔ درس نظامی کی تدریس کا یہ سلسلہ مختصر دقفہ تک جاری رہ کر دیگر مصروفیات کی وجہ سے بند ہو گیا۔

دھرم پورہ، مدنی روڈ لاہور کی جامع مسجد میں بعد نماز فجر درس قرآن اور بعد نماز عشاء درس حدیث دیتے رہے۔ اسی مسجد میں ۱۹۸۸ سے تادم واپسیں خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ نیز اسی طرح دیگر مساجد اور مدارس میں بھی آپ کے دعوتی خطابات ہوتے رہے۔

جرائد و مجلات کی ادارت

۱- ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور۔ حافظ صاحب نے ۲۳ سال (۱۹۷۰-۱۹۹۳) ادارت کے فرائض انجام دیے۔ (اس ۲۳ سالہ مدت میں آپ نے الاعتصام میں جو اداریے اور علمی مذاکرہ کے تحت جو مضامین لکھے ان کی تعداد تقریباً چار سو ہے)

۲- ماہنامہ محدث لاہور کی ایک سال (۱۹۹۸) ادارت فرمائی۔

۳- ان کے علاوہ دیگر ماہ ناموں میں بھی مختصر میعاد کے لیے آپ ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے؛ مثلاً ماہنامہ البدر، ماہنامہ تفہیم الاسلام، ماہنامہ ضیائے حدیث وغیرہ۔ نیز آپ کے قیمتی مضامین ملک و بیرون ملک کے دیگر جرائد، رسائل اور اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہے۔

دارالسلام سے وابستگی اور اس کے شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ کی ادارت

مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کی دعوت پر ۱۹۹۳ میں حافظ صاحب نے دارالسلام الریاض میں تالیف و تصنیف و ترجمہ کا کام شروع کیا۔ ریاض میں چار ماہ رہ کر آپ لاہور واپس آ گئے جہاں اسی سال دارالسلام کی ایک شاخ کا افتتاح ہوا تھا۔ حافظ صاحب نے ۱۹۹۳ سے ۲۰۱۵ تک پورے ۲۲ سال اس کے شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ میں بحیثیت مدیر خدمات انجام دیتے ہوئے اپنے علمی جوہر دکھلائے۔

تفسیر احسن البیان

سعودی حکومت نے پہلے مجمع الملک فہد سے مولانا شبیر عثمانی صاحب کی تفسیر شائع کرائی تھی۔ لیکن اس میں عقدی، فکری وغیرہ بہت سی اغلاط کی وجہ سے اس کو بند کر دیا۔ حافظ صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بقول، مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کی خواہش تھی کہ کیوں نہ ہم اس کا کوئی متبادل تیار کر کے مجمع سے شائع کروانے کی کوشش کریں! چنانچہ مجاہد صاحب نے پہلے کسی اور صاحب علم کو یہ ذمہ داری سونپی تھی۔ لیکن بات کچھ بن نہ سکی لہٰذا حافظ صاحب کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی۔

مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب نے حافظ صاحب سے دو باتوں کا تقاضا کیا تھا کہ ایک تفسیر (حاشیہ) بالکل مختصر و جامع ہو اور دوسرا یہ کام جلد سے جلد مکمل کیا جائے۔ نصرت خداوندی شامل حال رہی حافظ صاحب نے یہ عظیم کام لاہور میں مکمل کر لیا۔ جس کا مسودہ مجمع الملک فہد کی لجنہ کو سونپا گیا۔ جہاں منظوری کے بعد شائع ہو کر دنیا بھر میں تقسیم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر تفسیر کو قبول عام عطا کیا۔

وفاقی شرعی عدالت پاکستان میں آپ کے چند اہم بیانات

(۱) کرایہ مکان و دکان کی حیثیت (۲) مشترکہ کمپنی کے مال میں زکاۃ کا وجوب (۳) شفعہ کے حقدار کون کون ہیں (۴) توہین رسالت کی اسلامی سزا اور موجودہ سزا میں اصلاح کی ضرورت (۵) مسئلہ شہادت نسواں عقل و نقل کی روشنی میں (۶) مسئلہ شہادت نسواں [جناب جاوید احمد غامدی کے عدالتی بیان کے جواب میں جس میں چند نکات کی وضاحت تھی جس میں انھوں نے جمہور علماء کے برعکس موقف اختیار کیا تھا] (۷) انتخابی قوانین کی اصلاح کے ضمن میں (۸) انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت (۹) حد رجم کی شرعی حیثیت اور مغالطات کا ازالہ (۱۰) کرنسی کی قیمت کم ہونے پر پیدا شدہ مسائل کے سلسلہ میں جواب

آپ کے چند اہم مقالہ جات

حافظ صاحب کے مقالات کا احاطہ کرنا وقت طلب کام ہے۔ آپ نے تقریبا چار سو مقالات لکھے ہیں۔ جن میں سے بطور مثال چند یہ ہیں:

۱۔ بسلسلہ سود۔ سپریم کورٹ شریعت اپیلیٹ بنچ کے دس سوالات کے مفصل جوابات

۲۔ پاکستانی عدالتوں میں انسداد سود کی کوششوں کا جائزہ

۳۔ اجتہاد اور تعبیر شریعت کے اختیار کا مسئلہ

۴۔ پریس آرڈیننس کی متعلقہ دفعہ میں اصلاح و ترمیم کی ضرورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵-اخلاقی بحران سے نجات۔ اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

۶-زندگی میں وراثت کی تقسیم للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کرنے کا جواز اور اس کے اصول۔ ایک قابل تنقیح وتحقیق مسئلہ۔

۷-نصوص قرآن وحدیث میں تبدیلی اسلام سے انحراف ہے۔

۸-عورت کی نصف دیت اور اس کی حکمت ومصلحت

۹-انکار حدیث کا مطلب اور منکر حدیث کا مصداق کون؟

۱۰-مسئلہ خلع اور احناف، طلاق تفویض، حلالہ مروجہ ملعونہ کے جواز کے دلائل کا جائزہ

چند اہم مقامی وبین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت

۱-صوبائی سیرت کانفرنس، لاہور۔ ۱۹۸۲ء

۲-ہمدرد سیرت کانفرنس، کراچی۔ ۱۹۸۳ء

۳-آل پاکستان علماء کنونشن۔ بسلسلہ شریعت بل۔ لاہور۔ ۱۹۸۶ء

۴-تحفظ حرمین شریفین کانفرنس، لندن برطانیہ۔ جولائی ۱۹۸۸ء

۵-عالمی دعوت کانفرنس، برمنگھم۔ زیر اہتمام مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ۔ اگست ۱۹۸۸ء

۶-دعوت کانفرنس اسلام آباد۔ زیر اہتمام دعوہ اکیڈمی۔ ستمبر ۱۹۹۳ء

۷-بین الاقوامی امام ابوحنیفہ کانفرنس۔ اسلام آباد۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء

۸-انٹرنیشنل کانفرنس بعنوان "دہشت گردی، اسلامی ممالک کو درپیش چیلنج"۔ کراچی۔ زیر اہتمام روزنامہ جنگ گروپ پاکستان۔ دسمبر ۲۰۰۱ء

تصنیفات وتالیفات

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصنیفات وتالیفات تقریباً ۱۲۰ ہیں۔

آپ کی بعض مطبوعہ اہم کتب:

۱-أحسن الحواشي۔ مختصر حواشی مع لفظی ترجمہ (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۲-احکام الجنائز۔ جنازے کے احکام ومسائل اور مسئلہ ایصال ثواب کا علمی وتحقیقی جائزہ (ناشر:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی)

۳- اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ (ناشر: دارالدعوہ السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور)

۴- اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت (ناشر: ام القری پبلی کیشنز ودار ابی طیب، گجرانوالہ)

۵- اہل حدیث اور اہل تقلید (ناشر: دارالدعوۃ السلفیۃ، لاہور)

۶- اہل سنت اور محرم الحرام (ناشر: حارث پبلی کیشنز کراچی)

۷- ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، مشاہیر امت اور پاک وہند کے متعدد علمائے احناف کی نظر میں، ایک دعوت غور وفکر (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۸- تحریک جہاد اہل حدیث اور علمائے احناف۔ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک جہاد کی بابت تاریخ سازی کا جائزہ اور مخالفین کے افتراءات والزامات کی حقیقت۔ (ناشر: ضیاء اللہ کھوکھر، ندوۃ المحدثین، اسلام آباد، گوجرانوالہ)

۹- حصن المسلم (ترجمہ) (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور۔ المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی)

۱۰- رضاعت کے مسائل (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۱۱- ریاض الصالحین ترجمہ وتشریح (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۱۲- عظمت حدیث اور اس کے تقاضے (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۱۳- عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات ومغالطات کا ایک جائزہ (ناشر: دارالدعوۃ السلفیہ لاہور)

۱۴- فتنہ غامدیت ایک تحقیقی جائزہ (ناشر: دارابی طیب گوجرانوالہ)

۱۵- مسئلہ رویت ہلال (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۱۶- مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۱۷- عمر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تحقیقی نظر (ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث گڑھی شاہو، لاہور)

۱۸- یوم آخرت پر ایمان اور مسئلہ عذاب قبر (ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث گڑھی شاہو، لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹- واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات، ایک تحقیقی جائزہ (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

۲۰- نفاذ شریعت کیوں اور کیسے؟ (ناشر: مکتبہ دارالسلام لاہور)

آپ کی غیر مطبوعہ زیر تسوید بعض اہم کتب

(۱) خودکشی اور بھوک ہڑتال اسلام کی نظر میں (۲) سرزمین ہند میں چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری اور میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی اور ان کے تلامذہ کا تجدیدی کام (۳) شیعہ سنی تصادم، جارح اور ذمہ دار کون؟ (۴) شیعیت نوازی اور بے اعتدالی کی ایک عجیب و غریب مثال (۵) عقائد وایمانیات (۶) مجموعہ قوانین اسلامی (بھارت) کی غیر اسلامی دفعات کا ایک مختصر جائزہ (۷) فیشن پرستی اور اظہار زینت (۸) منہج سلف کی پیروی میں اہل حدیث کا امتیاز (دینی، علمی، قرآنی اور حدیثی خدمات) (۹) حدیث "اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی تمھیں ختم کر کے ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کر کے اللہ سے بخشش مانگتی" کا صحیح مطلب (۱۰) منحۃ الباری ترجمہ الادب المفرد للبخاری (۱۳۰۰ احادیث پر مشتمل الادب المفرد کا اردو ترجمہ مع تعلیق وتخریج)

فتاوی: حافظ صاحب نے اپنی زندگی میں ملک و بیرون ملک آئے ہوئے سیکڑوں استفتاء کے جوابات لکھے۔

ایوارڈ: حافظ صاحب کو مختلف اداروں نے ایوارڈ، اعزازات اور تمغوں سے نوازا۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) وزارت مذہبی امور، زکوۃ وعشر، حکومت پاکستان ایوارڈ

(۲) جنگ گروپ کراچی پاکستان ایوارڈ

(۳) جامعہ لاہور اسلامیہ کی المجلس العلمی ایوارڈ

(۴) پیغام ٹی وی پاکستان ایوراڈ

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشفق ابا جان

حافظ محمد عثمان یوسف مدنی

حلیہ

والد گرامی مربوع بدن، درمیانہ قد، اجلی رنگت، کتابی نورانی چہرہ جس پر سنجیدگی کا غلبہ، خاموش طبع، روشن اور بڑی آنکھیں، گھنی سفید لمبی داڑھی، لولکیوں تک دراز پورے شرعی بال، سر پر سفید جالی دار ٹوپی، ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس، دھیمے اور مستحکم انداز میں بات کرنے والے رعب دار باوقار شخصیت کے مالک تھے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے والد صاحب کا حلیہ یوں بیان کیا ہے:

''میانہ قد، گداز جسم، گندمی رنگ، گول چہرہ، گھنی سفید داڑھی، آنکھوں میں ذہانت کی چمک۔ باطن کا معاملہ اللہ جانے یا وہ جانیں بہ ظاہر خوش مزاج، شلوار قمیص میں ملبوس، یہ ہیں ہمارے دوست حافظ صلاح الدین یوسف، پاکستان کے معروف عالم اور مصنف ومحقق۔'' (دبستان حدیث، ص: ۵۷۸)

شادی

والد گرامی کی شادی ۱۰ر اپریل ۱۹۷۶ء کو ۳۰ر سال کی عمر میں گوجرانوالہ کے ایک نواحی گاؤں حمید پور میں مولانا احمد دین کی صاحبزادی ثریا جبین سے ہوئی۔ نانا جان ابوضیاء مولانا احمد دین ایک جید عالم، پنجابی زبان کے خطیب اور شاعر بھی تھے، حمید پور گاؤں میں اہل حدیث کی دو مساجد تھیں، ایک میں نانا جان خطیب تھے اور دوسری مسجد میں مولانا حبیب الرحمان یزدانی شہید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہا اللہ خطیب تھے۔ مولانا نایز دانی شہید رحمہ اللہ نے خطابت کا آغاز اسی مسجد سے کیا تھا، بعد میں وہ کامونکی آ گئے تھے۔ نانا جان کی ایک کتاب مسدس ندائے حق کے نام سے مطبوع ہے، جسے ۱۹۸۴ء میں ضیاء اللہ کھوکھر نے ادارہ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ کے اہتمام سے شائع کیا۔ اور ایک دوسری کتاب جو انھوں نے تحریر کی وہ پنجابی زبان میں اشعار کی صورت میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو تا حال پنجابی زبان میں ہونے کی وجہ سے زیر تسوید ہے۔

اولاد

تین بیٹے اور چار بیٹیاں یعنی ہم کل سات بہن بھائی ہیں۔ چار بہنیں (عفیفہ سعدیہ، نجیبہ طاہرہ، حفصہ یوسف، شمیلہ یوسف) اور تین بھائی (محمد عثمان یوسف، محمد حمران یوسف، محمد صفوان یوسف)۔ سب بہنیں الحمد للہ دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ اور شادی شدہ ہیں۔ ایک بہن ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور ایک گورنمنٹ ٹیچر ہے۔ ہم دو بھائی شادی شدہ ہیں اور ایک ابھی زیر تعلیم ہے۔ اور بھائی بھی الحمد للہ تعلیم یافتہ ہیں۔

اخلاق واوصاف

والد گرامی کو اللہ رب العزت نے دیگر گوناگوں خوبیوں کے ساتھ ساتھ اخلاق حمیدہ اور اوصاف مجیدہ کی نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا تھا، جس کی بنا پر ملنے والا ہر شخص ان کا گرویدہ ہو جاتا اور ان کی صحبت و مجلس سے اپنے ایمان و عمل میں ایک تازگی اور حرارت محسوس کرتا تھا۔

والد گرامی نے اپنے علم سے جس قدر دین کی خدمت کی، کتابوں کی صورت میں دنیا بھر میں لوگوں کو فیض پہنچایا، اسی طرح اپنے اخلاق واوصاف سے بھی خلق کثیر کی ہدایت واصلاح کا باعث بنے۔ جو بھی لکھتے یا بیان کرتے ان کی عملی زندگی اس کے مطابق ہی ہوتی تھی۔ علم و عمل میں تضاد بالکل نہ تھا۔

زہد واتقا، تواضع وانکسار اور عمدہ اخلاق کی بنا پر ہر خاص و عام ان سے محبت کرتا تھا۔ ظاہری وضع قطع اتنی سادہ تھی کہ کوئی بھی انجان ان کے علو مرتبت کو جان نہیں سکتا تھا۔ زندگی کے ہر موڑ پر اخلاق و مروت کا پیکر بنے رہے۔ مخالفین بھی اخلاقی معاملات پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ والد صاحب اپنے عمل و اخلاق میں سلف صالحین کی یادگار اور انھی صفات سے متصف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جو ہمیں ائمہ سلف کے تذکروں میں نظر آتی ہیں۔

ان کی مکمل زندگی ہی سادگی کا نمونہ تھی۔ لباس اور دیگر استعمال کی چیزوں میں کسی قسم کی فضول خرچی پسند نہیں کرتے تھے۔ قناعت کا پہلو ہمیشہ غالب رکھا، جو بھی میسر ہوا اس پر قناعت کر کے زندگی گزار دی، حالانکہ ابتدائی ایام بہت حد تک ناگفتہ بہ تھے۔ سادگی، قناعت، مستقل مزاجی اور وقت کی پابندی کے ساتھ اپنی زندگی کے سارے معمولات عمدہ طریقے سے ادا کرتے رہے۔

والد گرامی کی سادگی بے مثال تھی۔ ایک بار گجرات کے علاقے میں والد گرامی کا درس تھا۔ میں نے بھی ساتھ ہی جانا تھا۔ روانگی کے وقت جب گاڑی والا آ گیا۔ اور میں بھی ویسکوٹ وغیرہ پہن کر مکمل تیار ہو کر جب والد صاحب کے کمرے میں بلانے کی غرض سے داخل ہوا تو والد صاحب ناشتہ کر رہے تھے اور وہ ایک روز قبل پہنے ہوئے لباس ہی میں ملبوس تھے۔ میں نے کہا: ابو جی آپ کپڑے تو بدل لیتے، یہ صاف نہیں لگ رہے۔ کہنے لگے: کوئی بات نہیں ایسے ہی میں چلا جاؤں گا۔ وہاں جا کر ان سے کہہ دوں گا کہ درس میرا سن لو اور کپڑے عثمان کے دیکھ لو۔ ان کی یہ بات سن کر ہم بہت محظوظ ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

نماز کے بہت پابند تھے، باجماعت نماز کی پابندی خود بھی کرتے اور گھر میں سب کو اس کی تلقین کرتے، اذان کی آواز سنتے ہی کہتے کہ چلو سب نماز کی تیاری کرو۔ زندگی کے آخری ایام میں ضعف و کمزوری کے باوجود اس اہم فریضہ کو ادا کرتے رہے اور ہم سب کو بھی تلقین کرتے رہتے، وفات کے دن بھی باقاعدہ پانچوں نمازوں کو بڑے اہتمام سے ادا کیا۔ گھر میں اگر کوئی بھی نماز میں سستی کرتا تو اسے ڈانٹتے اور سمجھاتے کہ نماز میں سستی مت کیا کرو۔ ہر نماز سے پہلے وضو کے ساتھ مسواک کرنا بھی ان کا معمول تھا۔

منکرات، غیر شرعی کاموں سے شدید نفرت کرتے تھے اور مرتکبین کو ان گناہوں پر خبردار کرتے اور روکتے رہتے۔ کسی بھی جگہ پر منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہوتا تو اس محفل و مجلس کا بائیکاٹ کر کے چلے جاتے تھے۔

گھر اور باہر ہر ایک کی ضرورت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کوئی بھی بیمار ہوتا تو مسلسل فون کر کے ان کا حال پوچھتے رہتے تھے۔ جب بھی ان کا موبائل فون بجتا تو فوراً اٹینڈ کرتے۔ اگرچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانا ہی کیوں نہ کھا رہے ہوں۔ کھانا ٹھنڈا ہو جاتا لیکن وہ تسلی سے بات کرتے۔ ہم کھانے کے دوران کال ریسیو کرنے سے منع کرتے تو ہم سے ناراض ہوتے اور کہتے کہ ایسا کرنا بداخلاقی ہے۔ اگر کال مس ہو جاتی تو ہر ایک کو واپس کال بیک کرتے تھے۔ بہت سے حضرات فون ریسیو نہ کرتے تو بہت خفا ہوتے۔ اور ان کے اس عمل کو بداخلاقی سے تعبیر کرتے تھے۔

ہر اہم بات اور واقعہ ڈائری میں درج کر لیتے تھے، وفات کے بعد ان کے بہت سے معاملات ہمیں ڈائریوں میں پڑھنے کو ملے، ان کی ڈائریوں میں ایک عہد کی تاریخ رقم ہے۔ حساب کتاب اور لین دین کے معاملات میں بہت کھرے اور سچے تھے۔ ہر قسم کے معاملات ڈائریوں میں لکھتے تھے۔

سخاوت اور فیاضی کی دولت سے مالا مال تھے۔ ہمارا دروازہ ہر وقت ہر سائل کے لیے کھلا رہتا تھا۔ والد صاحب ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے مستعد رہتے تھے۔ ہمارے گھر سائلین کے آنے کا سلسلہ کئی سالوں سے مسلسل سال بھر چلتا رہتا ہے، ملک بھر سے لوگ اپنی ضرورتوں کی غرض سے آتے اور والد صاحب دل کھول کر ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ کسی بھی سائل کو مایوس نہ کرتے تھے۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا، والد صاحب کو تعلیم و تعلم، درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہیں پایا۔ ہر حال، ہر موسم میں ان کے کام کرنے کی روٹین نہیں بدلتی تھی۔ حالات اور بیماری کو اپنے اوپر کبھی حاوی نہیں ہونے دیتے تھے۔

قلم و قرطاس سے محبت کا ایسا عالم تھا کہ کبھی بیماری طویل ہونے کی وجہ سے کام رک جاتا تو کہتے کہ میرے ہاتھوں میں عجب سی بے چینی ہو رہی ہے، فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتے، قلم ہاتھ میں لیتے اور لکھنا شروع کر دیتے تو ساری بے چینی ختم ہو جاتی۔ علمی کاموں سے ایسی دل لگی تھی کہ بلا وجہ باہر جانے سے گریز ہی کرتے تھے کہ وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اگر کوئی ملاقاتی بھی آتا تو ضرورت کی بات کر کے اسے یہ کہہ کر خود ہی اجازت لے لیتے کہ مجھے علمی کام کرنا ہے۔ اور پھر اپنے کام میں لگ جاتے۔

مطالعے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ ہر ایک کو مطالعے ہی کی ترغیب دیتے تھے۔ جماعتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالوں کا بطور خاص مطالعہ کرتے اور ہم سب کو بھی مطالعے کی تاکید کرتے۔ وفات سے کچھ دن قبل ہی مجھ سے کہنے لگے کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ مطالعہ ذوق وشوق سے کرنا، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔

گھر میں ہر ایک سے محبت اور دھیمے انداز سے بات کرتے، بچوں سے بہت شفقت و پیار سے پیش آتے، ان کی زندگی کا ہر پہلو شاندار اور مثالی تھا۔ ہر معاملے میں معتدل اور متوازن رہتے اور ہمیں بھی اعتدال کو مدنظر رکھنے کی تلقین کرتے رہتے۔ دین کے معاملے میں ذرہ برابر بھی نرمی نہیں کرتے تھے۔ غیر شرعی کام دیکھ کر غصے میں آجاتے تھے۔ حق بیان کرنے میں کبھی کوئی تامل نہیں کیا۔ خطبہ جمعہ ہو یا کوئی تحریر ہر ایک میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ جب بھی کوئی غلط بات نظر سے گزرتی تو قلم کو حرکت میں لاتے اور اس کی تردید میں دلیرانہ لکھتے اور بولتے تھے۔

روز مرہ کے امور

والد گرامی صبح فجر سے ایک گھنٹہ قبل بیدار ہو جایا کرتے تھے، نماز تہجد ادا کرتے اور خوب دعائیں کیا کرتے، دنیا بھر سے لوگ ان سے خصوصی دعاؤں کے لیے درخواست کرتے تھے، جو بھی ان سے دعا کے لیے کہتا اس کا نام ڈائری میں لکھ لیتے کہ کہیں بھول نہ جاؤں۔ ۲۰۱۷ء میں حج کے لیے روانہ ہونے لگے تو سامان کے ساتھ ناموں کی ایک طویل فہرست دیکھ کر میں نے پوچھا: ابو جی یہ ناموں کی فہرست کیسی؟ کہنے لگے: یہ نام ان لوگوں کے ہیں جنھوں نے دعاؤں کے لیے کہا ہے۔ ایسا التزام دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل کہنے لگے کہ میں نے اپنا علمی کام کم کر کے تم لوگوں کے لیے دعائیں زیادہ کر دی ہیں۔ اپنے ہوں یا بیگانے سبھی کے لیے خوب دعائیں کرتے تھے۔

فجر کی نماز قریبی مسجد میں با جماعت ادا کرتے اور نماز کے بعد درس حدیث دیا کرتے تھے۔ زندگی بھر یہی معمول رہا۔ نماز اشراق کے بعد باقاعدہ دوستوں کے ساتھ ریس کورس پارک میں سیر کے لیے جایا کرتے تھے، کبھی خرابی موسم یا کسی عذر کی بنا پر سیر پر نہ جا سکتے تو گھر میں ورزش کر لیا کرتے تھے۔ جب تک ہمت وطاقت نے ساتھ دیا سیر ان کا معمول رہا۔

ناشتہ کے بعد کچھ دیر کے لیے سو جایا کرتے تھے کیونکہ رات علمی کام میں مشغول رہنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے تاخیر سے سوتے تھے، عام معمول کے مطابق رات ۱۲ بجے کے بعد ہی سوتے تھے۔ صبح دس بجے اٹھ کر اپنا علمی کام شروع کر دیتے۔ ظہر کا وقت ہو جاتا تو نماز ادا کرتے۔ پھر دوپہر کا کھانا کھاتے۔ ہر کھانے کے بعد ٹہلنا ان کا معمول تھا۔ کھانے میں ہمیشہ چٹ پٹی عمدہ خوراک استعمال کرتے تھے، کھانوں کے حوالے سے بہت باذوق تھے۔ ہر اتوار صبح کا ناشتہ دوستوں کے ہمراہ باہر ہی کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھار دوستوں کے ہمراہ رات کے کھانے کے لیے بھی باہر جایا کرتے تھے۔ اکثر مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ بلکہ مجھے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے جہاں بھی جانا ہو تم میرے ساتھ جایا کرو، اس لیے اکثر اسفار میں والد صاحب کے ہمراہ میں ہی ہوتا تھا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا زندگی بھر ان کا معمول رہا۔ جہاں بھی ہوتے، کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جایا کرتے تھے۔ عصر کے بعد سے مسلسل رات گئے تک علمی کاموں میں مشغول رہتے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا تبھی سونے کے لیے لیٹتے، وگرنہ مسلسل کام کرتے رہتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رات اونگھ آ رہی ہوتی تھی لیکن سوتے نہ تھے۔ والدہ محترمہ کہتیں کہ آپ کو نیند آ رہی ہے تو سو جائیں۔ پھر بھی اپنا ہدف مکمل کر کے ہی سوتے تھے۔

علالت کے دن

وفات سے کچھ ماہ قبل کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ خوراک، جواب صرف دلیے، دیسی مرغ کے شوربے اور دودھ تک محدود ہو گئی تھی، اس سے بھی قوت بحال نہیں ہو رہی تھی۔ گردوں کی خرابی کی وجہ سے طاقت کی دوائیوں سے بھی پرہیز ہی کرتے تھے۔ اس کمزوری کے باوجود بھی قلم کو رکا نہیں، مسلسل راتوں کو جاگ جاگ کر تفسیر کا کام کرتے رہے، بس ایک جنون تھا کہ قرآن کی تفسیر مکمل کر لوں۔ لیکن اللہ کا حکم غالب آ کر رہتا ہے۔ ۹ رجولائی ۲۰۲۰ء جمعرات کے دن والد گرامی کو بخار ہوا جس کی وجہ سے مفصل تفسیر احسن البیان مع الافادات والاضافات کا کام رک گیا۔ وفات سے تین دن قبل ہی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۰

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾

کی تفسیر مکمل کی۔ پھر بیماری اور کمزوری کی بنا پر مزید کام نہ کر سکے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیند کا بہت غلبہ رہنے لگا۔ جب بھی آنکھ کھلتی تو صرف نماز ہی کا پوچھتے کہ وقت ہو گیا ہے؟ کیا تم سب نے نماز پڑھ لی ہے؟ فوراً اٹھ کر خود ہی وضو کرتے، البتہ پاؤں ہم دھلواتے تھے۔ پھر وہ نماز ادا کرتے۔ کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ ایک نماز کو کئی کئی بار پڑھ رہے تھے۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز تین بار ادا کی۔ والدہ محترمہ نے کہا کہ آپ نے ابھی تو نماز پڑھی ہے، اب کون سی نماز پڑھنی؟ کہنے لگے: فجر کی نماز۔ میں نے بھی کہا: ابو جی آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ چلیں اب آپ نے نیا وضو کیا ہے تو دو نفل پڑھ لیں، چنانچہ انھوں نے نوافل ادا کیے۔ پھر قرآن کو ہاتھ میں لیا اور ٹیک لگا کر تلاوت شروع کر دی، اسی اثنا میں نیند آ گئی تو والدہ محترمہ نے قرآن لے کر ایک طرف رکھ دیا۔ فوراً آنکھ کھل گئی اور دوبارہ قرآن کی تلاوت شروع کر دی۔ والدہ نے کہا آپ کو نیند آ رہی ہے تو سو جائیں۔ کہنے لگے سورۃ الکہف مکمل پڑھ کر سو جاؤں گا۔ بالآخر سورۃ الکہف مکمل کر کے ہی سوئے۔

میں جمعہ پڑھا کر واپس آیا تو وہ کھانا کھا چکے تھے۔ میں نے ان کو جامن اور آم کاٹ کر پیش کیے تو انھوں نے جامن شوق سے کھایا۔ پھر لیٹ گئے۔ ہر جمعہ ان کا معمول تھا عصر سے مغرب تک اذکار اور طویل دعائیں کرتے تھے۔ اس دن بھی عصر کے بعد سے مغرب تک اپنے کمرے ہی میں مدھم روشنی میں تکیے سے ٹیک لگائے اللہ سے لو لگائے رکھی۔ ہفتہ کا دن بھی اسی انداز سے گزارا کہ وقت پر نماز، تلاوت قرآن، ذکر اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ کمزوری بڑھ گئی تھی، ڈاکٹر کو بلایا تو انھوں نے شام کے وقت ڈرپ لگا دی۔ ابھی ڈرپ آدھی ہی ہوئی تھی کہ والد صاحب نے کہا اسے اتار دو، اس کی اب ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ڈرپ اتار دی۔ عشاء کا وقت ہو چکا تھا۔ انھوں نے وضو کیا پھر مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے ادا کی۔ اور پھر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اس دوران ہم سے باتیں بھی کیں۔ میں نے ان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا اور پھر دوائی دے کر لٹا دیا۔

وفات

جب والد صاحب لیٹ گئے تو میں اپنے کمرے میں چلا گیا۔ رات کے ساڑھے گیارہ ہو چکے تھے کہ والدہ محترمہ کا فون آیا ابو کو آ کر دم کر دو۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ میں فوراً آ گیا۔ ان کی طبیعت میں کافی بے چینی محسوس کی۔ ڈاکٹر کو بھی فون کیا۔ انھوں نے بلڈ پریشر چیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کو کہا تو وہ تھوڑا سا زیادہ تھا۔ بلڈ پریشر کی دوائی دی، زم زم کا آدھا گلاس پانی پلایا۔ میں نے انھیں اپنے ہاتھوں کے سہارے ہی بٹھایا ہوا تھا اور مسلسل بلند آواز سے دم بھی کر رہا تھا۔ والدہ بھی میرے ساتھ ہی تھیں۔ پھر میں نے ان کو لٹا دیا تو ان کو پرسکون حالت میں دیکھا۔ والدہ سے میں نے کہا لگتا ہے ابو سو گئے ہیں۔ آنکھیں ان کی بند ہو چکی تھیں۔ والدہ نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا شروع کر دیا۔

میں تو سمجھ رہا تھا کہ ان کو نیند آ گئی ہے، لیکن وہ اپنے رب کے پاس جا چکے تھے۔ ڈاکٹر نے بھی چیک کیا۔ لیکن کوئی بات نہ کہی۔ بس یہ کہا کہ انھیں فوراً ہسپتال لے جائیں۔ چنانچہ ہم فوراً ہی انھیں عمر ہسپتال، جیل روڈ لے گئے۔ وہاں پہنچ کر جب ڈاکٹروں نے دیکھا تو کہا کہ فوت ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے۔ یوں جے پور کی سرزمین پر طلوع ہونے والا علم وآگہی کا یہ آفتاب تین روزہ علالت کے بعد اس کارگاہ حیات میں ۷۵ برس جی کر بروز اتوار ۱۲ رجولائی ۲۰۲۰ء بمطابق ۲۰ رذی قعدہ ۱۴۴۱ھ رات بارہ بج کر بیس منٹ پروائی اجل کو لبیک کہتے ہوئے غروب ہو گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

نمازِ جنازہ وتدفین

والد گرامی کی نمازِ جنازہ مرکز اہل حدیث لارنس روڈ، لاہور میں ظہر کی نماز کے بعد ادا کی گئی، نماز جنازہ فضیلۃ الشیخ مولانا حافظ مسعود عالم نے پڑھائی، جنازے میں ایک ایسا جم غفیر امڈ آیا کہ اس عظیم الشان مرکز میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی، حتی کہ بالائی منزل اور تہ خانے تک بھر گئے اور لوگوں کو باہر کھڑا ہونا پڑا۔

والد گرامی کا دوسرا جنازہ فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری نے اسی مرکز میں پڑھایا اور جامعہ منظور الاسلامیہ کے سامنے صدر قبرستان میں ہزاروں لوگوں کی آہوں اور سسکیوں میں اس گوہر بے بہا کو چھپا دیا گیا۔ تدفین کے بعد راقم نے دعا کرائی۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ بحیثیت مترجم

مولانا اسعد اعظمی (بنارس)

حافظ صلاح الدین یوسف (۱۹۴۵-۲۰۲۰ء) عالم اسلام کی مایہ ناز ہستیوں میں سے ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو نصف صدی تک برصغیر کے علمی افق پر پورے آب وتاب کے ساتھ چھائی رہی۔ اس نصف صدی میں آپ نے لگ بھگ نصف صد کی تعداد میں تصانیف، تحقیقات اور تراجم کے کام انجام دیے، مقالات ومضامین الگ ہیں، دروس وخطبات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تقبل الله مساعيه وجعلها في ميزان حسناته

حافظ صاحب نے اپنے سیال قلم سے دین کی اور علم کی جو خدمت انجام دی اللہ کی توفیق سے عوام وخواص میں اسے شرف قبول حاصل ہوا۔ ایسی قابل رشک مقبولیت خال خال لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ آپ کی تصانیف نے تمام طرح کی جغرافیائی اور اقلیمی سرحدوں کو توڑتے ہوئے مختلف براعظموں میں اپنی جگہ بنالی، شاید ہی دنیا کی چھوٹی بڑی کوئی اردو لائبریری ہو جو آپ کی تصنیفات سے خالی ہو۔ بالخصوص کتاب وسنت کی روشن شاہراہ کے شیدائیوں کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو حافظ صلاح الدین یوسف کے نام اور کام سے آشنا نہ ہو۔

آپ کی علمی خدمات میں سے تین کتابوں کو خاص طور سے وہ پذیرائی ملی کہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ان میں پہلی آپ کی تفسیر احسن البیان، دوسری دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین اور تیسری ترجمہ حصن المسلم۔

حالاں کہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے متعدد اردو ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں، اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح ریاض الصالحین کے بھی کئی اردو تراجم دستیاب ہیں۔ حصن المسلم کے حجم کی اور اس سے چھوٹی بڑی دعا کی کتابیں بھی خوب ہیں، مگر اللہ کی مشیت دیکھیے کہ جو مقبولیت حافظ صاحب کی ان تینوں کتابوں کو ملی اور جس بڑے پیمانے پر ان کی نشر واشاعت کے ذرائع پیدا ہوئے وہ بلا شبہ اپنی مثال آپ ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

زیر نظر مضمون میں مجھے حافظ صاحب کی ترجمہ نگاری پر کچھ روشنی ڈالنی ہے۔ چونکہ آپ کی علمی خدمات کا ایک بڑا حصہ عربی سے اردو ترجمے پر مشتمل ہے اس لیے اس پہلو کو موضوع بنا کر ان کے کارناموں کا مطالعہ کرنا ہمارے لیے اور آنے والی نسلوں کے لیے باذنہ تعالیٰ مفید ہوگا۔

حافظ صاحب کی جملہ تصانیف کی تعداد چار درجن سے زائد ہے۔ دستیاب معلومات کے مطابق اس تعداد میں ترجمہ سے متعلق درج ذیل نگارشات ہیں:

۱۔ ترجمۃ القرآن: لفظی بکسوں میں
۲۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ
۳۔ دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین
۴۔ منحۃ الباری ترجمۃ الادب المفرد للبخاری
۵۔ ترجمہ حصن المسلم

متعدد ارباب قلم نے حافظ صاحب کی علمی یا تفسیری خدمات کے ضمن میں تفسیر احسن الکلام یا اس تفسیر میں مندرج قرآنی آیات کے ترجمے کو بھی شامل کیا ہے۔ چناں چہ ''اہل حدیث فضلاء کی قرآنی خدمات'' کے مؤلف مولانا رفیق احمد رئیس سلفی ﷾ نے حافظ صاحب کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے تفسیر احسن الکلام کو بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''....عرض مترجم میں وضاحت کی گئی ہے کہ متن قرآن کا ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا محمد عبدالجبار نے کیا ہے، جب کہ انگریزی حواشی کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد امین نے کیا ہے۔'' (ص:۱۹۹)

میرے سامنے تفسیر احسن الکلام کا جو نسخہ ہے اس میں عرض مترجم مندرج نہیں ہے، صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر ہے جس میں ترجمہ کے بارے میں درج ذیل وضاحتیں ہیں:

"....احسن الکلام کی پہلی طباعت میں قرآنی متن کے ترجمے کی غرض سے مولانا محمد جوناگڈھی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کو بہ ادنیٰ تصرف اختیار کیا گیا تھا......احسن الکلام کے تازہ ایڈیشن میں دار السلام کے علماء اور محققین نے متن قرآن مجید کا ازسرِنو ایک جدید ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے.....

اردو ترجمے کی یہ نازک اور گراں بار ذمہ داری ادارے کے ریسرچ اسکالر مولانا محمد عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ نے انجام دی ہے۔ ان کے ساتھ معاون مترجم کے طور پر محسن فارانی صاحب نے بھی قرآن مجید سے محبت کا حق ادا کیا ہے۔ جب کہ اس پورے کام کی علمی اور فنی نگہداشت کا فریضہ فضیلۃ الشیخ محترم حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے انجام دیا ہے۔"
(ص:۶-۷)

اس عرض ناشر پر رمضان ۱۴۲۵ھ = اکتوبر ۲۰۰۴ء کی تاریخ مرقوم ہے۔ تفسیر کے داخلی سرورق پر "ترجمہ قرآن: شعبہ تصنیف وتالیف دار السلام" لکھا ہوا ہے۔

عرض ناشر میں مذکور صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ احسن الکلام میں متن قرآن کا ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف کا نہیں بلکہ دار السلام کے دو دوسرے باحثین کا ہے، البتہ حافظ صاحب کے اشراف اور نگہداشت میں یہ کام انجام پایا ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح حافظ صاحب کے بعض سوانح نگاروں نے آپ کے علمی کاموں میں تفسیر سعدی کے اردو ترجمہ کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ بھی امر واقع کے خلاف ہے۔ تفسیر سعدی میں جو قرآن کے متن کا ترجمہ ہے وہ حافظ صاحب کا تیار کردہ لفظی ترجمہ ہے جو مستقلاً شائع ہوتا رہتا ہے۔ اور تفسیر کا ترجمہ پروفیسر طیب شاہین لودھی کا ہے، البتہ اس ترجمہ پر حافظ صاحب نے نظر ثانی فرمایا ہے۔

تفسیر سعدی مترجم کے عرض ناشر میں محترم عبدالمالک مجاہد صاحب لکھتے ہیں:

"ترجمے کا کام ایک مشاق، ماہر اور معروف شخصیت جناب پروفیسر طیب شاہین لودھی حفظہ اللہ (آف ملتان) نے کیا ہے اور نظر ثانی، تنقیح وتہذیب اور حسب ضرورت تعلیق وحواشی کا کام جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، مدیر شعبۂ تحقیق وتصنیف وترجمہ دار السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاہور نے کیا ہے اور تقریباً ڈیڑھ پارے کا ترجمہ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ، فاضل مدینہ یونیورسٹی، استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے قلم سے ہے.....

قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ جو ترجمہ لگایا گیا ہے وہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کا تیار کردہ لفظی ترجمہ ہے۔ تفسیر کے ضمن میں جو آیات، یا آیتوں کے ٹکڑے ہیں وہاں کسی مخصوص ترجمے کی پابندی نہیں کی گئی ......'' (تفسیر سعدی اردو، ج اول، ص:۵-۶)

حافظ صاحب کی ترجمہ نگاری سے متعلق زیر نظر مضمون میں آپ کی نصف درجن مترجم کتابوں میں سے ہر ایک کا جائزہ لینا اور اس کے محاسن ولطائف کا استخراج کرنا ممکن نہیں، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ آپ کے مترجم کاموں میں کتاب اللہ کا مکمل ترجمہ اور ریاض الصالحین کا مکمل ترجمہ جیسے بڑی ضخامت والے کارنامے شامل ہیں۔

حافظ صاحب کی حیات و خدمات سے متعلق موضوعات کی فہرست میں متعدد موضوعات ایسے ہیں جن میں کسی نہ کسی جانب سے آپ کی ترجمہ نگاری کو بھی موضوع گفتگو بنانے کی ضرورت ہوگی۔ زیر نظر مضمون میں صرف آپ کے ترجمہ قرآن سے متعلق کچھ باتیں عرض کی جائیں گی۔

ترجمہ نگاری

علمی کاموں میں ترجمہ نگاری بڑا ہی اہم اور حساس کام ہے۔ اسے کماحقہ انجام دینا آسان نہیں۔ جو لوگ اس کے تقاضوں اور باریکیوں پر نظر نہیں رکھتے اسے استخفاف کی نظر سے دیکھتے ہیں، حالاں کہ کئی اعتبار سے یہ کام تصنیف اور انشا پردازی سے زیادہ اہم اور مشکل ہے، بالخصوص نصوص کا ترجمہ تو مزید نزاکت اور حساسیت لیے ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں کسی طرح کی لغزش براہ راست دین کے بنیادی تصور کو مجروح کر سکتی ہے۔

ایک مفکر کا کہنا ہے کہ ترجمہ صنف نازک کی طرح ہے جو اگر خوب صورت ہو تو وفادار نہیں ہو سکتی اور اگر وفادار ہو تو اس کا خوب صورت ہونا عموماً ممکن نہیں ہوتا۔

الغرض ترجمہ نگاری چیلنجوں سے بھرا ایک دقیق عمل ہے، اور چیلنج قبول کرنا ہر کہ ومہ کے بس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی بات نہیں ہوتی۔ حافظ صاحب نے کتاب وسنت کی نصوص اور ان کی تشریح وتفسیر کے ترجمے کے کام کا انتخاب کر کے گویا دوہرے چیلنج کو قبول کیا اور بتوفیق الٰہی کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

نصوص یا دینی موضوعات سے متعلق مواد کے ترجمہ میں معمولی سی لغزش انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے اس کو سمجھنے کے لیے ایک مثال درج کی جاتی ہے جو خود صاحب ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ ہی کی پیش کردہ ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

''بریلوی حضرات کے ہاں رواج ہے کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد میت کے اردگرد کھڑے ہو کر سب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ اس کو وہ بہت ضروری سمجھتے ہیں، دلیل کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''إذا صليتم على الميت فأخلصوا له الدعاء'' (سنن ابی داود: ۳۱۹۹) اس کا صحیح ترجمہ تو یہ ہے کہ جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھنے لگو تو اخلاص کے ساتھ اس کے لیے (مغفرت کی) دعا کرو۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ. المائدة:٦}

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو وضو کرو......''

لیکن بریلوی حضرات ''إذا صليتم'' کا ترجمہ کرتے ہیں: ''جب تم نماز پڑھ چکو تو...'' اور اس طرح ترجمے میں بددیانتی کا ارتکاب کر کے جنازے کے بعد دعا مانگنے کے اپنے غیر مسنون عمل کا جواز ثابت کرتے ہیں، حالاں کہ اگر یہ ترجمہ صحیح ہے تو پھر ان کو وضو بھی نماز کے لیے کھڑے ہونے کے بعد ہی کرنا چاہیے......'' (عظمت حدیث از حافظ صلاح الدین یوسف، ص: ۶۲)

اہل بدعت اور تمام منحرف فرقوں کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مخصوص عقائد واعمال کی تائید کے لیے قرآن وحدیث کی نصوص کو توڑ مروڑ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ نصوص کے ترجمے میں خرد برد کر کے انھوں نے اپنے من گھڑت عقائد کو درست ٹھہرانے کی ناروا کوشش کی ہے، اس کے بہت سارے نمونے موجود ہیں۔ مثلاً مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے ترجمہ قرآن معروف بہ ''کنزالایمان'' میں آیت کریمہ {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَّاحِدٌ ۔۔ سورہ کہف:۱۱۰} کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

''تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں......'' (کنز الایمان)

یہاں ''ظاہر صورت بشری'' متن قرآن کا ترجمہ نہیں، مترجم کا اپنا اضافہ ہے۔ افسوس کہ اسے بین القوسین بھی نہیں کیا گیا ہے کہ قاری کو تنبہ ہو۔

نصوص کا ترجمہ کس قدر دقت نظر کا متقاضی ہوتا ہے اور کتنے چیلنجوں سے گھرا ہوتا ہے بالخصوص اس وقت جب کہ ترجمے میں الفاظ کی پورے طور پر رعایت ہو اور محض ترجمانی مقصود نہ ہو، اسے سمجھنے کے لیے حافظ صاحب کے احساسات اور تجربات خود ان ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''راقم کو اگرچہ روز اول ہی سے یہ احساس تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں، بلکہ نہایت مشکل کام ہے، تاہم جب اس کا آغاز کیا گیا تو اس کی مشکلات اور کٹھنائیاں مزید واضح ہو کر سامنے آگئیں، اور عملی تجربے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ بامحاورہ ترجمہ لفظی ترجمے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ لفظی ترجمہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ بامحاورہ ترجمے میں الفاظ کو آگے پیچھے کرنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے اور ترجمے میں الفاظ کے اضافے کی بھی، جب کہ لفظی ترجمے میں یہ دونوں سہولتیں نہیں ہوتیں، اس میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ عربی لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ آئے.....'' (معانی القرآن الکریم: لفظ بہ لفظ رواں اردو ترجمہ، ص:۲۰)

آگے ایک مقام پر حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''.....ہم نے اپنی حد تک صحیح سے صحیح تر بات کے اختیار کرنے میں اور مناسب سے مناسب تر الفاظ واسلوب کے اپنانے میں پوری سعی وکاوش کی ہے۔ ہر مشکل مقام کو جو قدم قدم پر عناں گیر ہوتے رہے ہم نے جدید وقدیم تفاسیر وتراجم کی روشنی میں دیکھا، ایک ایک لفظ پر گھنٹوں صرف کیے اور تفاسیر وتراجم کے علاوہ لغات اور شروحات حدیث کی کتابیں بھی کھنگالیں اور اکثر پھر باہم مشورے سے اللہ تعالیٰ جو کچھ سجھاتا اسے تحریر کرتے رہے۔'' (ایضاً، ص:۱۹-۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم کا ماننا ہے کہ:

''بسا اوقات تو ایک زبان کا لفظ ٹھیٹ اسی معنی میں دوسری زبان میں ہوتا ہی نہیں۔ اس صورت میں اس کے قریب تر معنی والا لفظ لینا ہوتا ہے یا پھر لفظ کے معنی شرح کرنے پڑتے ہیں۔

محاوروں اور کہاوتوں کے ساتھ بھی یہی مشکلات ہوتی ہیں۔ یہ تو بس انسانی تحریر کے بارے میں ہے، چہ جائے کہ کلام اللہ! لہٰذا قرآن کا ٹھیٹ ترجمہ تو کوئی انسان کر ہی نہیں سکتا۔'' (قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص: ۷۰)

حافظ صاحب کو قرآن کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے بیک وقت تین چیلنجوں کا سامنا تھا۔ ایک تو فی نفسہ ترجمہ کا عمل انتہائی نازک اور حساس ہوتا ہے، خواہ کسی بھی عبارت یا تحریر کا ہو، دوسرے نص قرآنی کا ترجمہ جو مزید حذر و احتیاط کا متقاضی ہے، تیسرے لفظی ترجمہ کی پابندی جس میں متن میں معمولی حذف و اضافہ یا تقدیم و تاخیر کی گنجائش نہیں ہوتی جیسی گنجائش تفسیری ترجمہ یا با محاورہ ترجمہ میں ہوتی ہے۔ لیکن حافظ صاحب نے ان تمام آزمائشوں اور چیلنجوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور اس راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو اللہ کی مدد اور اپنی محنت شاقہ سے دور کرتے رہے، یہاں تک کہ اس مبارک عمل کو انجام تک پہنچایا۔

قرآن کریم کا با محاورہ ترجمہ کرنے کے بجائے لفظی ترجمہ کرنے کو کیوں ترجیح حاصل ہوئی اسے واضح کرتے ہوئے حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

''.....قرآن فہمی کے لیے لفظی ترجمہ ہی عوام کے لیے مناسب رہتا ہے، با محاورہ ترجمے سے جو کلام الٰہی کی ترجمانی ہوتا ہے زیادہ سلیس و رواں ہونے کی وجہ سے قرآن کا مفہوم تو بہ آسانی سمجھ میں آجاتا ہے، لیکن اس رواں دواں ترجمے کو بار بار پڑھنے کے باوجود پڑھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کے فلاں لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور فلاں کا کیا۔ یوں عمر بھر قرآن خوانی اور ترجمہ خوانی کے باوجود وہ براہ راست (ترجمے کے بغیر) قرآن خوانی کے لطف اور اس کے فہم سے اور اس کے اعجاز اور سحر بیانی سے محروم رہتا ہے.....

علاوہ ازیں رواں دواں اور شگفتہ ترجمہ چوں کہ عام فہم ہوتا ہے اس لیے قاری سرسری سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انداز میں ترجمہ پڑھ جاتا ہے، اسے زیادہ غور وفکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ جب کہ لفظی ترجمے میں زیادہ سلاست وشگفتگی ہوتی ہے نہ ہو ہی سکتی ہے، کیوں کہ لفظوں کی پابندی شگفتگی کی راہ میں رکاوٹ ہوتی ہے، اس لیے قاری کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ترجمے پر غور کرے اور اسے توجہ سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ لفظی ترجمے میں یہ تعقید اور عدم سلاست (یعنی اس کا عام فہم نہ ہونا) ہی قرآن فہمی کی کلید ہے۔" (معانی القرآن....، ص:۱۷-۱۸)

اردو میں قرآن کے لفظی ترجمے کی روایت نئی نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ قرآن کے بعد ان کے صاحب زادگان شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے قرآن کے اردو ترجمے کیے، شاہ رفیع الدین کا ترجمہ مکمل طور سے لفظی ہے، جب کہ شاہ عبد القادر کا ترجمہ با محاورہ ہونے کے باوجود لفظی ترجمے سے بے حد قریب ہے۔

شاہ رفیع الدین کا اردو ترجمہ اس حد تک لفظی ہے کہ مضاف ومضاف الیہ کی عربی ترتیب بھی اردو میں عموماً باقی رکھی گئی ہے، گویا ہر لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ درج کیا گیا ہے، خواہ وہ اسم ہو یا فعل ہو یا حرف، آگے مثالیں پیش کی جائیں گی۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں یہ صراحت ہے کہ "شاہ ولی اللہ دہلوی کے فارسی اور ان کے دو نامور صاحب زادوں کے دو اردو تراجم کو اس ترجمہ قرآن کی اساس بنایا گیا ہے۔" (ص:۴)

حافظ صلاح الدین یوسف نے خاندان ولی اللہی کی اس علمی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ بدلتے زمانے کے تقاضوں اور اردو زبان کے موجودہ اسلوب اور معیار سے ترجمہ کو ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور اس عظیم علمی ہدف کے حصول کے لیے تمام صلاحیتوں اور امکانات کو بروئے کار لائے ہیں۔ لہٰذا آپ کا "یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں واضح، اسلوب میں دل نشیں، عربی متن کے قریب اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے نہایت مفید اور نافع ہے۔" (اہل حدیث فضلاء کی قرآنی خدمات، ص:۱۹۹)

ماضی قریب میں قرآن کا لفظی ترجمہ کرنے والوں میں ایک نام حافظ نذر احمد کا بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ''آسان ترجمہ قرآن'' کے نام سے قرآن کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔ البتہ آپ کے یہاں ایک جدت یہ ہے کہ وہ کسی آیت اور اس کے ترجمے کو چار سطور میں درج فرماتے ہیں۔ پہلی سطر میں آیت کے الفاظ درج کرتے ہیں۔ دوسری سطر میں اس کے ہر ہر لفظ کو بکسوں میں الگ الگ لکھتے ہیں۔ تیسری سطر میں ہر بکس کے نیچے اس میں موجود لفظ کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ چوتھی اور آخری سطر میں سلیس ترجمہ لکھتے ہیں جو لفظی ترجمہ کے قریب ہوتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے لفظی ترجمہ کی کیا نوعیت ہے اس کے بارے میں خود حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''.....اس وقت (یعنی ابتدا میں) ٹھیٹھ لفظی ترجمہ کیا گیا تھا یعنی سوائے ان مقامات کے جہاں تحت اللفظ ترجمہ ممکن نہیں تھا، ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے ہی کیا گیا تھا حتیٰ کہ اس کی خاطر اردو کے معروف اسلوب کو بھی نظر انداز کر دیا گیا تھا.... (لیکن اشاعت کے وقت) یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے ڈبیوں والے انداز سے، یعنی بکسوں (خانوں) کے اندر قرآنی متن اور انھی خانوں (بکسوں) میں ان الفاظ کا اردو ترجمہ دے کر شائع کیا جائے۔ چنانچہ بکسوں کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر ترجمے میں بھی بعض لفظی تبدیلیاں کر لی گئیں تاکہ ترجمے میں مزید سلاست و شگفتگی پیدا ہو جائے۔

جیسے مثال کے طور پر {ذَهَبَ اللّٰهُ} کے ترجمے (لے گیا اللہ) کو ''اللہ لے گیا'' سے، {عَلٰى بَعْضٍ} کے ترجمے (اوپر بعض کے) کو ''بعض پر'' سے، {مَعَ نُوْحٍ} کے ترجمے (ساتھ نوح کے) کو ''نوح کے ساتھ'' سے .... بدل دیا گیا۔ وعلیٰ ہذا القیاس ان جیسی دوسری ترکیبیں یا الفاظ ہیں۔'' (معانی القرآن....، ص: ۲۰-۲۱)

سطور ذیل میں شاہ رفیع الدین، حافظ نذر احمد اور حافظ صلاح الدین یوسف تینوں لفظی ترجمہ کا اہتمام کرنے والے مترجمین کے ترجموں کے نمونے درج کیے جا رہے ہیں تاکہ ہر ایک کے ترجمے کا انداز و اسلوب بھی سامنے آ جائے اور ان تینوں ترجموں میں باہم دیگرے جو فرق ہے اسے بھی ملاحظہ کیا جا سکے۔ اسی واسطے ایک ہی آیت کریمہ کو منتخب کر کے تینوں ترجموں سے عبارت نقل کی جا رہی ہے تاکہ موازنہ میں آسانی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت کریمہ:

{وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -سورہ بقرہ:۱۰۹}

(۱) ترجمہ شاہ رفیع الدین:

''دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب میں سے کاش کہ پھیر دیویں تم کو پیچھے ایمان تمھارے کے کافر حسد سے پاس جی اپنے کے سے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لادے اللہ تعالیٰ حکم اپنا تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔''

(۲) ترجمہ حافظ نذر احمد:

وَدَّ	كَثِيرٌ	مِّنْ	أَهْلِ الْكِتَابِ	لَوْ يَرُدُّونَكُم
چاہا	بہت	سے	اہل کتاب	کاش تمھیں لوٹا دیں

مِّن	بَعْدِ	إِيمَانِكُمْ	كُفَّارًا	حَسَدًا	مِّنْ عِندِ	أَنفُسِهِم	أَنفُسِهِم
سے	بعد	تمہارے ایمان	کفر میں	حسد	وجہ سے	اپنے دل	اپنے دلوں

بہت سے اہل کتاب نے چاہا کہ وہ کاش تمھیں لوٹا دیں تمھارے ایمان کے بعد کفر میں، اپنے دل کے حسد کی وجہ سے

مِّن بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الْحَقُّ	فَاعْفُوا	واصْفَحُوا	حَتَّىٰ	يَأْتِيَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد	جب کہ	واضح ہوگیا	ان پر	حق	پس تم معاف کردو	اور درگزر کرو	یہاں تک	لائے

اللّٰهُ	بِأَمْرِهِ	إِنَّ	اللّٰهَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
اللہ	اپنا حکم	بے شک	اللہ	پر	ہر	چیز	قادر
اس کے بعد جب کہ ان پر حق واضح ہوگیا، پس تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے							

(۳) ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف:

وَدَّ	كَثِيرٌ	مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ	لَوْ	يَرُدُّونَكُم	مِّن بَعْدِ	إِيمَانِكُمْ	كُفَّاراً	حَسَدًا
چاہتے ہیں	بہت سے	اہل کتاب میں سے	کاش کہ	وہ پھیر دیں (بنادیں) تمھیں	بعد	تمھارے ایمان کے	کافر	حسد کرتے ہوئے

مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم	مِّن بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الْحَقُّ	فَاعْفُوا	وَ	اصْفَحُوا
اپنے دلوں سے	بعد	اس کے کہ	واضح ہوگیا	ان کے لیے	حق	چنانچہ تم معاف کرو	اور	درگزر کرو

حَتَّىٰ	يَأْتِيَ	اللّٰهُ	بِأَمْرِهِ	إِنَّ	اللّٰهَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حتی کہ	لے آئے	اللہ	اپنا حکم	بلا شبہ	اللہ	اوپر	ہر	چیز کے	خوب قادر ہے

یہاں ترجمے کے تینوں نمونے درج کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان کے مابین موازنہ کرکے کسی کو افضل کسی کو غیر افضل، یا کسی پر پسندیدگی اور کسی پر ناپسندیدگی کا حکم لگایا جائے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ تینوں کے اپنے اپنے اسلوب، اپنی اپنی زبان اور الفاظ کے انتخاب اور ترتیب کے عمل میں فرق کو ملاحظہ کیا جائے اور ساتھ ہی بدلتے وقت کے ساتھ کسی نئی کوشش کی ضرورت کو محسوس کیا جائے۔

واضح رہے کہ شاہ رفیع الدین کے ترجمے پر دو سو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اس کی زبان اور اسلوب وغیرہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے دو سو سال کے عرصے میں زبان کے عروج وارتقا کے معاملے کو بھی مد نظر رکھنا ہوگا۔ نیز یہ کہ یہ ابتدائی کوششوں کا ایک نمونہ ہے۔ قدم قدم پر حذر واحتیاط پیش نظر تھا۔ مترجم الیہ زبان کے تقاضوں کے باوجود ترجمہ میں قرآنی الفاظ کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا۔

حافظ نذر احمد کے ترجمے میں مبالغے کی حد تک جو لفظی پابندی دکھائی دے رہی ہے وہ تعلیمی نقطۂ نظر سے ہے۔ مترجم کا مقصد محض قرآن کا ایک عام ترجمہ پیش کرنا نہیں بلکہ ایسا ترجمہ تھا جس کے ذریعہ قرآنی عربی بھی سیکھی جائے۔ آپ نے سورہ بقرہ کا ایک الگ ترجمہ بھی شائع کیا ہے جس کا مقصد ''مکاتب کے ناظرہ خواں بچوں کو اور ہائی اسکولوں کی نویں دسویں جماعتوں کے طلبہ وطالبات کو سورۃ البقرہ مع ترجمہ پڑھائی جائے۔''

اس میں ترجمہ شروع کرنے سے پہلے آپ نے تقریباً پچاس صفحات میں عربی زبان کے بنیادی قواعد درج کیے ہیں۔ سورہ میں جو نئے اور اہم الفاظ ہیں ان کے معانی کا چارٹ لگایا ہے۔ پھر جب ترجمہ شروع کیا تو ہر صفحہ کے نیچے حاشیہ میں اس صفحہ میں موجود آیات کے افعال مع صیغہ وگردان درج کیا ہے۔

حافظ صاحب نے لفظی ترجمہ کا اہتمام کرنے کے باوجود عند الضرورۃ ترجمے میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے کیوں کہ سیاق وسباق اس اضافہ کا متقاضی تھا، اور اس اضافے کے بغیر قاری کو صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفہوم تک پہنچنے میں دشواری پیش آتی، یا بسا اوقات کچھ کا کچھ سمجھ سکتا تھا۔ نیز یہ کہ مترجم الیہ زبان کے اصول وقواعد اور اسالیب کی بھی کسی نہ کسی حد تک رعایت کرنی ہوتی ہے۔ بصورت دیگر ترجمہ کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ اس طرح کے اضافہ شدہ الفاظ وحروف کو بین الہلالین رکھا گیا ہے تاکہ قاری کسی التباس میں مبتلا نہ ہو۔

الفاظ کا انتخاب

لفظی ترجمے کی مشکلات میں سے ایک بڑی مشکل ترجمہ میں الفاظ کے انتخاب میں پیش آتی ہے۔ کبھی کبھی ترجمہ کا محض ایک لفظ متن کے ایک لفظ کا متبادل بنتا نظر نہیں آتا جب تک وضاحت کے لیے ایک آدھ لفظ اور نہ ملایا جائے۔ بامحاورہ ترجمہ میں اس کی پوری گنجائش ہوتی ہے، لیکن لفظی ترجمہ عموماً اس کا متحمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا مترجم کو ایسے لفظ کی تلاش ہوتی ہے جو اپنے اندر ان معانی کو سمیٹے ہوئے ہو۔ حافظ صاحب اس چیلنج سے نمٹنے میں بالعموم کامیاب رہے ہیں۔ اس کے لیے بسا اوقات طویل وقت اور محنت شاقہ کی ضرورت پڑتی، پھر اللہ کی توفیق سے اصل مقصود تک پہنچنے میں کامیابی حاصل ہوتی۔ اس تعلق سے حافظ صاحب کا یہ قول گذر چکا ہے کہ:

> ''ہر مشکل مقام کو جو قدم قدم پر عناں گیر ہوتے رہے ہم نے جدید وقدیم تفاسیر وتراجم کی روشنی میں دیکھا، ایک ایک لفظ پر گھنٹوں صرف کیے اور تفاسیر وتراجم کے علاوہ لغات اور شروحات حدیث کی کتابیں بھی کھنگالیں اور اکثر پھر باہم مشورے سے اللہ تعالیٰ جو کچھ سجھاتا اسے تحریر کرتے رہے۔'' (مقدمہ، ص:۲۰)

ذیل میں ایک آیت اور متعدد مترجمین کے یہاں سے اس کا ترجمہ نقل کیا جارہا ہے۔ اس آیت میں تین الفاظ نئے قسم کے ہیں: ۱-صفوان، ۲-وابل، ۳-صلد۔

ان مترجمین کے یہاں ان الفاظ کے ترجموں پر غور کریں، پھر حافظ صاحب کے ترجمہ کو دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ آپ الفاظ کے انتخاب میں کتنے باتوفیق رہے:

{فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا -سورہ بقرہ: ۲۶۴}

پس مثال اس کی مانند سل کی ہے اوپر اس کے ہو مٹی پس پہنچے اس کو مینہ پس چھوڑ دے اس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاف۔(شاہ رفیع الدین)

تواس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اور اس کو صفا چٹ کر دے۔(وحید الزماں حیدر آبادی)

اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔(جونا گڈھی)

پس اس کی مثال اس صاف پتھر جیسی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر تیز بارش برسے تو اسے چھوڑ دے صاف۔(حافظ نذر احمد)

اس کی مثال اس چٹان کی ہے جس پر مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہو جو اسے صرف ایک سخت پتھر چھوڑ دے۔(لقمان سلفی)

تواس کی مثال مانند مثال ایک چکنے پتھر کے ہے اس (پتھر) پر مٹی ہے سو پہنچی اسے زور کی بارش تو چھوڑا اس (بارش) نے اس (پتھر) کو صاف کر کے۔(صلاح الدین یوسف)

عربی تفسیروں میں ان الفاظ کی تشریح کن کن لفظوں سے کی گئی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

مفسرین	الفاظ	تشریح
زمخشری	صفوان	حجر أملس
ابن کثیر		مو الصفا ومو الصخر الأملس
سیوطی		حجر أملس
نواب صدیق حسن		الحجر الكبير الأملس الصلب
سعدی		الحجر الأملس الشديد
زمخشری	وابل	عظيم القطر
ابن کثیر		المطر الشديد
سیوطی		مطر شديد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق حسن		المطر الشديد العظيم القطر
سعدی		مطر غزير
زمخشری	صلدا	أجرد نقيا من التراب
ابن کثیر		أملس يابسا
سیوطی		صلبا أملس لا شيء عليه
نواب صدیق حسن		أجرد نقيا من التراب ---وأملس
سعدی		ليس عليه شيء من التراب

واضح رہے کہ یہ سب تفسیری تشریحات ہیں جن میں وضاحتی الفاظ کے استعمال کی مکمل گنجائش ہوتی ہے برخلاف لفظی ترجمے کے، اور یہیں پر ایک مترجم کا گویا امتحان ہوتا ہے۔

اللہ تعالی حافظ صاحب کی حسنات کو قبول فرمائے، ان کے علمی کاموں کو مزید قبولیت عطا کرے اور انھیں جنت الفردوس میں اعلی مقام سے نوازے۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۱۲-۰۹-۲۰۲۰

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی مقبول عام اردو تفسیر احسن البیان کا جائزہ

رفیق احمد رئیس سلفی

''قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر'' جس کی اشاعت ''شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، سعودی عرب'' سے ہو رہی ہے، اس کا نام ''تفسیر احسن البیان'' ہے۔ اس میں متن قرآن کا اردو ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی (۱۸۹۰-۱۹۴۱) کا ہے جب کہ تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف نے لکھی ہے۔ ترجمہ وتفسیر پر نظر ثانی کا کام مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، ڈاکٹر وصی اللہ عباس اور ڈاکٹر اختر جمال لقمان نے انجام دیا ہے۔

کئی سال پیشتر مولانا محمد جوناگڑھی نے تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ اس تفسیر میں متن قرآن کا اردو ترجمہ ان کا اپنا تھا، اسی ترجمے میں معمولی ترمیم واضافہ کے بعد ''تفسیر احسن البیان'' میں شامل کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا پہلا ایڈیشن مکتبہ دارالسلام ریاض سے ۱۹۹۵ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک اس تفسیر کے بیسیوں ایڈیشن مختلف مقامات سے شائع ہو چکے ہیں اور کئی ایک مکتبات سے اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ مکتبہ دارالسلام کے مدیر مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے ایک طویل وقفے کے بعد جماعت اہل حدیث کو اتنا خوبصورت علمی تحفہ دیا اور اردو دنیا کو ایک عام فہم، سلیس اور وقت کے تقاضوں کے مطابق قرآن کی تفسیر دی۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے، ہر دور میں فہم سلف کی روشنی میں اس کی تفہیم کا بابرکت اور بامقصد سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر احسن البیان ایک مقبول عام تفسیر ہے اور سعودی عرب کی دینی وزارت نے بڑی تعداد میں شائع کر کے اسے اردو حلقے میں عام کر دیا ہے۔ مکتبہ دارالسلام ریاض کے مدیر عبدالمالک مجاہد نے برادر محترم ڈاکٹر لیث محمد بستوی حفظہ اللہ سے اس کا عربی ترجمہ بھی کرالیا ہے اور عربی کے ذریعے اسے دنیا کی دوسری مشہور زبانوں میں بھی شائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شاید اردو کی یہ واحد تفسیر ہے جس کی تعداد اشاعت کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور اردو حلقوں میں جو مقبولیت اس تفسیر کو حاصل ہوئی ہے، آج تک کسی اردو تفسیر کو حاصل نہیں ہوئی۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء

استاذ محترم مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ایک ملاقات میں تفسیر احسن البیان پر نظر ثانی کی نوعیت یہ بتائی تھی کہ شام کو کتابت شدہ ایک فرمہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا تھا اور صبح کو ایک ملازم آ کر اسے لے جاتا تھا۔ رات کے وقت سرسری طور پر مجھے اسے دیکھنے کا موقع ملتا تھا، اسی لیے بہت کم مقامات پر میں نے کچھ اصلاحات کی تھیں۔ میرے فاضل دوست ڈاکٹر لیث محمد بستوی نے بتایا کہ مقدمہ میں مذکور دونوں بزرگوں کے ساتھ وہ بھی نظر ثانی کے کام میں مصروف عمل تھے۔ ترجمہ اور تفسیر کی خواندگی کی جاتی تھی اور باہمی مشورے سے اصلاحات کی جاتی تھیں۔ نظر ثانی کرتے وقت تفسیر کے کئی ایک حواشی نکال بھی دیے گئے ہیں اور کہیں کہیں بعض جملے اور الفاظ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ راقم نے اس تفسیر کا ایک جہازی سائز تیار کر کے ادارہ علوم الحدیث (جامعہ اردو روڈ علی گڑھ) سے شائع کیا ہے جس میں تفسیر کے اولین ایڈیشن کے تفسیری حواشی کے مضامین کی فہرست کو سعودی ایڈیشن سے ہم آہنگ کر کے اس میں شامل کیا ہے۔ تفسیر کے اولین ایڈیشن میں مضامین تفسیر کی فہرست بہت مفید ہے، اس سے اہل علم کو ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

تفسیر احسن البیان ایک مختصر لیکن جامع اردو تفسیر ہے، غیر ضروری تفصیلات سے یہ تفسیر پاک ہے۔ عوام کو قرآن فہمی اور اس کے مشکل مقامات کے لیے جس قدر تفصیل کی ضرورت تھی، اسے اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا اولین ایڈیشن ۸۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آیات کا ترجمہ بین السطور ہے اور تفسیر حاشیے پر ہے لیکن جب مجمع ملک فہد، مدینہ منورہ (سعودی عرب) نے تفسیر عثمانی کی اشاعت اس میں موجود بعض تسامحات اور غلط تعبیرات کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بند کردی تو اس نے اردو دنیا تک قرآن کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پہنچانے کے لیے تفسیر احسن البیان کا انتخاب کیا۔ مجمع نے نہ صرف ترجمہ وتفسیر پر نظر ثانی کرائی بلکہ اپنے ایڈیشن میں اس نے قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ آمنے سامنے کردیا اور تفسیر حاشیے کی بجائے نیچے درج کی گئی۔ اس ایڈیشن کے صفحات کی تعداد ۱۷۶۵ ہے۔ اس تفسیر کی بعض خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- اس تفسیر میں اسرائیلی اور ضعیف روایات کے بیان کرنے سے گریز اور صرف صحیح ومقبول احادیث کے اہتمام کی پوری کوشش کی گئی ہے۔
- شانِ نزول اور سورتوں کے فضائل میں بہ کثرت روایات مروی ہیں لیکن ان میں بھی صحیح روایات بہت کم ہیں۔ عدم گنجائش کی وجہ سے مشہور ضعیف روایات کی تردید تو ممکن نہیں تھی، اس لیے حتی المقدور یہ کوشش کی گئی ہے کہ اپنے علم کے مطابق صرف صحیح اور مستند روایات ذکر کردی جائیں۔
- تفصیلی علمی مسائل ومباحث سے اسے گراں بار نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ اس کا محل مفصل تفسیر ہے۔ حتی الامکان پوری تفسیر میں احادیث کے مکمل حوالوں کا التزام کیا گیا ہے تاکہ تفصیل کے خواہش مند اہلِ علم کو مراجعت میں آسانی ہو۔
- تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر، تفسیر ابن جریر طبری، ایسر التفاسیر وغیرہ جیسی سلفی تفاسیر، اس کے بنیادی مآخذ ہیں، زیادہ تر انھی کو سامنے رکھا گیا ہے۔ دیگر عربی اور اردو تفاسیر سے بہت کم اعتنا کیا گیا ہے۔
- توضیح وتشریح میں سلف (صحابہ وتابعین) کی تعبیر اور ان کے منہاج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ سلفی تفاسیر کا خلاصہ، صحابہ وسلف کے منہج ومسلک کا آئینہ اور صحیح احادیث پر مبنی تفسیر کی الحمدللہ ایک عمدہ کوشش ہے۔
- اس تفسیر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ''خدا'' کا لفظ سوائے ناگزیر تراکیب کے کہیں استعمال نہ ہو۔ اسی طرح خدا کا لفظ مولانا جوناگڑھی کے ترجمہ قرآن میں بھی جہاں جہاں استعمال ہوا تھا، اس کو اللہ کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔ (مقدمہ تفسیر احسن البیان، ص:۱۸۷۹۔۱۸۸۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر پر ایک طائرانہ نظر

حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنی اس تفسیر میں قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ وہ تفسیر کرتے ہوئے دنیا کے حالات، مسلم امہ کے مسائل اور معاصر افکار ونظریات کو پیش نگاہ رکھتے ہیں اور موقع ومحل کے مطابق ان پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں اور مختصر لفظوں میں ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس انداز تفسیر سے قارئین معاصر دنیا کے لیے قرآن کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور روزمرہ کے حالات میں قرآن کی رہنمائی کا ادراک کر سکتے ہیں۔ اپنے دور کے حالات سے بے نیاز یا بے خبر رہ کر قرآن کی تفہیم اور تطبیق آسان نہیں ہے ۔تفسیر احسن البیان میں یہ خوبی ہمیں جگہ جگہ نظر آتی ہے کہ مفسر موصوف آیات قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے معاصر افکار ونظریات پر قرآنی نقطۂ نگاہ پیش کرتے ہیں اور جنچے تلے الفاظ میں اگر ضرورت ہوتی ہے تو ان پر تنقید کرتے ہیں۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

وحدت ادیان کا نظریہ

''وحدت ادیان'' کا تصور معاصر دنیا کا ایک ایسا نظریہ ہے جسے قبول عام حاصل ہے اور جس کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اگر مذاہب کے درمیان صلح وآشتی مطلوب ہے تو اس سے بہتر کوئی نظریہ نہیں۔ سارے ادیان کی منزل ایک ہے اور انسانیت کی خدمت سب کی ترجیحات میں شامل ہے۔ لہٰذا کسی مذہب کو کسی دوسرے مذہب پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ سب کو ایک نظر سے دیکھنا اور سب کو یکساں اہمیت دینا عالمی امن وسلامتی کے لیے ضروری ہے۔ بعض حضرات نے اس نظریہ کو قرآن سے کشید کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے لیے سورہ بقرہ کی آیت (۶۲) کا حوالہ دیا ہے۔ حافظ صلاح الدین اسی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> ''بعض مفسرین کو اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں بڑی غلطی لگی ہے اور اس سے انھوں نے ''وحدت ادیان'' کا فلسفہ کشید کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔ یعنی رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے، بلکہ جو بھی جس دین کو مانتا ہے اور اس کے مطابق ایمان رکھتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے اس کی نجات ہو جائے گی۔ یہ فلسفہ سخت گمراہ کن ہے۔ آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں یہود کی بدعملیوں اور سرکشیوں اور اس کی بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر ان کے مستحق عذاب ہونے کا تذکرہ فرمایا تو ذہن میں اشکال پیدا ہو سکتا تھا کہ ان یہود میں جو لوگ ''صحیح'' کتاب الٰہی کے پیرو اور اپنے پیغمبر کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا یا کیا معاملہ فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرما دی کہ صرف یہودی نہیں، نصاریٰ اور صابی بھی اپنے اپنے وقت میں جنھوں نے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھا اور عمل صالح کرتے رہے وہ سب نجات اخروی سے ہمکنار ہوں گے اور اسی طرح اب رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے مسلمان بھی اگر صحیح طریقے سے ایمان باللہ والیوم الآخر اور عمل صالح کا اہتمام کریں تو یہ بھی یقیناً آخرت کی ابدی نعمتوں کے مستحق قرار پائیں گے۔ نجات اخروی میں کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ وہاں بے لاگ فیصلہ ہوگا۔ چاہے مسلمان ہوں یا رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزر جانے والے یہودی، عیسائی اور صابی وغیرہم''۔ (تفسیر احسن البیان، ص ۲۸)

سود کے بارے میں بعض غلط فہمیاں

قرآن کا واضح اور صاف اعلان یہ ہے سود خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو، حرام ہے۔ دنیا نے معاشیات کا جو جدید نظام ترتیب دیا ہے، اس میں سود کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور آج بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے سورہ بقرہ کی آیت (۲۷۵) کے تحت سود کی تمام قسموں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''رِبٰوا کے لغوی معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں اور شریعت میں اس کا اطلاق ربا الفضل اور ربا النسیئۃ پر ہوتا ہے۔ ربا الفضل اس سود کو کہتے ہیں جو چھ اشیا میں کمی بیشی یا نقد و ادھار کی وجہ سے ہوتا ہے (جس کی تفصیل حدیث میں ہے) مثلاً گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے تو فرمایا گیا ہے کہ ایک تو برابر برابر ہو، دوسرے ہاتھوں ہاتھ ہو، اس میں کمی بیشی ہوگی تب بھی اور ہاتھوں ہاتھ ہونے کے بجائے ایک نقد اور دوسرا ادھار یا دونوں ہی ادھار ہوں تب بھی سود ہے۔ ربا النسیئۃ کا مطلب ہے کسی کو (مثلاً) چھ مہینے کے لیے اس شرط پر سو روپے دینا کہ واپسی ۱۲۵ روپے ہوگی۔ ۲۵ روپے چھ مہینے کی مہلت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول میں اسے اس طرح بیان کیا گیا ہے: ''كل قرض جر منفعة فهو ربا'' [فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵، ص:۲۸] (قرض پر لیا گیا نفع سود ہے)۔ یہ قرضہ ذاتی ضرورت کے لیے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لیے، دونوں قسم کے قرضوں پر لیا گیا سود حرام ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں قسم کے قرضوں کا رواج تھا، شریعت نے بغیر کسی قسم کی تفریق کے دونوں کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تجارتی قرضہ (جو عام طور پر بنک سے لیا جاتا ہے) اس پر اضافہ سود نہیں ہے اس لیے کہ قرض لینے والا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کا کچھ حصہ وہ بنک کو یا قرض دہندہ کو لوٹا دیتا ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ اس کی قباحت ان متجددین کو نظر نہیں آتی جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تو اس میں بڑی قباحتیں ہیں۔ مثلاً قرض لے کر کاروبار کرنے والے کا منافع تو یقینی نہیں ہے بلکہ منافع تو کجا اصل رقم کی حفاظت کی بھی ضمانت نہیں ہے بعض دفعہ کاروبار میں ساری رقم ہی ڈوب جاتی ہے جب کہ اس کے برعکس قرض دہندہ (چاہے وہ بنک ہو یا کوئی ساہوکار) کا منافع متعین ہے جس کی ادائیگی ہر صورت میں لازمی ہے۔ یہ ظلم کی ایک واضح صورت ہے جسے شریعت اسلامیہ کس طرح جائز قرار دے سکتی ہے؟ علاوہ ازیں شریعت تو اہل ایمان کو معاشرے کے ضرورت مندوں پر بغیر کسی دنیاوی غرض و منفعت کے خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے جس سے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے، ہمدردی، تعاون اور شفقت و محبت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ اس کے برعکس سودی نظام سے سنگ دلی اور خود غرضی کو فروغ ملتا ہے۔ ایک سرمایہ دار کو اپنے سرمائے کے نفع سے غرض ہوتی ہے چاہے معاشرے میں ضرورت مند بیماری، بھوک، افلاس سے کراہ رہے ہوں یا بے روزگار اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔ شریعت اس شقاوت و سنگدلی کو کس طرح پسند کر سکتی ہے؟ اس کے اور بہت سے نقصانات ہیں تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ بہر حال سود مطلقاً حرام ہے چاہے ذاتی ضرورت کے لیے لیے گئے قرضے کا سود ہو یا تجارتی قرضے پر''۔

(تفسیر احسن البیان، ص:۱۲۱۔ ۱۲۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شراب کی حرمت پر متجددین کے شبہات

قرآن مجید نے شراب کو تدریجاً حرام کیا ہے اور اب وہ کلی طور پر حرام ہے۔ قرآن اور احادیث میں اس کے صاف اور واضح دلائل موجود ہیں لیکن بعض دانش ور کہتے ہیں کہ شراب سے متعلق آیات میں صراحتہً حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے، صرف اخلاقی طور پر اس سے دور رہنے کی بات کہی گئی ہے۔ مفسر موصوف نے سورہ المائدہ کی آیت (۹۰) کے تحت اس پر ذرا تفصیل سے گفتگو کی ہے اور دورِ جدید کے دانش وروں کی تردید کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہ شراب کے بارے میں تیسرا حکم ہے۔ پہلے اور دوسرے حکم میں صاف طور پر ممانعت نہیں فرمائی گئی لیکن یہاں اسے اور اس کے ساتھ جوا، پرستش گاہوں یا تھانوں اور فال کے تیروں کو رجس (پلید) اور شیطانی کام قرار دے کر صاف لفظوں میں ان سے اجتناب کا حکم دے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس آیت میں شراب اور جوا کے مزید نقصانات بیان کر کے سوال کیا گیا ہے کہ اب بھی باز آ ؤ گے یا نہیں؟ جس سے مقصود اہل ایمان کی آزمائش ہے۔ چنانچہ جو اہل ایمان تھے، وہ تو منشائے الٰہی سمجھ گئے اور اس کی قطعی حرمت کے قائل ہو گئے اور کہا اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا! اے رب ہم باز آ گئے۔ (مسند احمد جلد ۲، ص:۳۵۱) لیکن آج کل کے بعض ''دانشور'' کہتے ہیں کہ اللہ نے شراب کو حرام کہاں قرار دیا ہے؟ (بریں عقل و دانش بباید گریست)۔ یعنی شراب کو رجس (پلیدی) اور شیطانی عمل قرار دے کر اس سے اجتناب کا حکم دینا نیز اس اجتناب کو باعث فلاح قرار دینا ان مجتہدین کے نزدیک حرمت کے لیے کافی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک پلید کام بھی جائز ہے، شیطانی کام بھی جائز ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ اجتناب کا حکم دے وہ بھی جائز ہے اور جس کی بابت کہے کہ اس کا ارتکاب عدم فلاح اور اس کا ترک فلاح کا باعث ہے، وہ بھی جائز ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (تفسیر احسن البیان، ص:۳۲۶)

تفسیر کے کچھ اور مباحث

قرآن مجید میں عقیدۂ توحید و رسالت کی تفصیل مختلف انداز میں پیش کی گئی ہے اور ماضی کی اقوام میں اس کے تعلق سے جو انحرافات رونما ہوئے، ان کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔ برصغیر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دینی ماحول میں بھی کئی ایک عوامل واسباب سے اس سلسلے میں بے اعتدالیاں موجود ہیں۔ مفسر اپنے اس دینی ماحول سے اچھی طرح واقف ہیں، انھوں نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے عقیدۂ توحید ورسالت کے منافی افکار واعمال پر تنقید کی ہے اور کتاب وسنت کی روشنی میں صحیح نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے۔ ذیل میں اس کی چند ایک مثالیں درج کی جارہی ہیں:

(۱) بنو اسرائیل کے تابوت سکینہ سے بعض حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور امت محمدیہ کے دیگر صالحین وبزرگان دین کے تبرکات کو باعث شفا اور مصیبتوں اور پریشانیوں کے مواقع پر ان کی زیارت کرنے کو مفید قرار دے رکھا ہے۔ اس نوعیت کے آثار وتبرکات کئی ایک مقامات پر موجود بتائے جاتے ہیں اور ان سے فیض حاصل کرنے کے لیے لوگ دور دراز علاقوں سے سفر کرتے ہیں جب کہ تاریخی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ آثار وتبرکات اصلی ہیں۔ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف سورہ بقرہ کی آیت (۲۴۸) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء وصالحین کے تبرکات یقیناً باذن اللہ اہمیت وافادیت رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ واقعی تبرکات ہوں۔ جس طرح اس تابوت میں یقیناً حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے لیکن محض جھوٹی نسبت سے کوئی چیز متبرک نہیں بن جاتی؛ جس طرح آج کل ''تبرکات'' کے نام پر کئی چیزیں مختلف جگہوں پر رکھی ہوئی ہیں، جن کا تاریخی طور پر پورا ثبوت نہیں ہے۔ اسی طرح خود ساختہ چیزوں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ جس طرح بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعل مبارک کی تمثال بنا کر اپنے پاس رکھنے کو، یا گھروں میں لٹکانے کو، یا مخصوص طریقے سے اس کے استعمال کو قضائے حاجات اور دفع بلیات کے لیے اکسیر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح قبروں پر بزرگوں کے ناموں کی نذر ونیاز کی چیزوں کو اور لنگر کو متبرک سمجھتے ہیں، حالاں کہ یہ غیر اللہ کے نام کا چڑھاوا ہے جو شرک کے دائرے میں آتا ہے، اس کا کھانا قطعاً حرام ہے۔ قبروں کو غسل دیا جاتا ہے اور اس کے پانی کو متبرک سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ قبروں کو غسل دینا بھی خانہ کعبہ کے غسل کی نقل ہے، جس کا کوئی جواز نہیں ہے، یہ گندا پانی کیسے متبرک ہوسکتا ہے؟ بہر حال یہ سب باتیں غلط ہیں جن کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔'' (تفسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسن البیان، ص:۱۰۵۔۱۰۶)

(۲) دعاؤں میں کسی کا وسیلہ لینے کی شرعی حیثیت کے سلسلے میں علمائے اسلام کی آراء مختلف ہیں، جو حضرات اس کو جائز سمجھتے ہیں، انھوں نے سورہ المائدہ کی آیت (۳۵) سے دلیل اخذ کی ہے۔ مفسر نے آیت کا صحیح مفہوم متعین کیا ہے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جنھوں نے قبروں میں مدفون بزرگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے اور ان کے صدقے اور طفیل میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''وسیلہ کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کسی مقصود کے حصول یا اس کے قرب کا ذریعہ ہو۔'' اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو'' کا مطلب ہوگا ایسے اعمال اختیار کرو جس سے تمھیں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں: ان الوسيلة - التى هى القربة - تصدق على التقوى وعلى غيرها من خصال الخير التى يتقرب العبادبها الى ربهم۔ ''وسیلہ جو قربت کے معنی میں ہے، تقویٰ اور دیگر خصال خیر پر صادق آتا ہے جن کے ذریعے سے بندے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں''۔ اسی طرح منہیات ومحرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات ومحرمات کا ترک بھی قرب الٰہی کا وسیلہ ہے لیکن جاہلوں نے اس حقیقی وسیلے کو چھوڑ کر قبروں میں مدفون لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ البتہ حدیث میں اس مقام محمود کو بھی وسیلہ کہا گیا ہے جو جنت میں نبی کو عطا فرمایا جائے گا۔ اسی لیے آپ نے فرمایا جو اذان کے بعد میرے لیے یہ دعائے وسیلہ کرے گا وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ) [تفسیر احسن البیان، ص:۳۰۰]

سورۃ الاسراء آیت: (۵۷) میں وسیلے کے مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مذکورہ آیت میں {مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ} سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے، یا حضرت عزیر ومسیح علیہما السلام ہیں جنھیں یہودی اور عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں اور انھیں ربوبیت صفات کا حامل مانتے تھے، یا وہ جنات ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس لیے کہ اس آیت میں بتلایا جا رہا ہے کہ یہ تو خود اپنے رب کا قرب تلاش کرنے کی جستجو میں رہتے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور یہ صفت جمادات (پتھروں) میں نہیں ہو سکتی۔ اس آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ {مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ} (اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے) وہ صرف پتھر کی مورتیاں ہی نہیں تھیں، بلکہ اللہ کے وہ بندے بھی تھے جن میں سے کچھ فرشتے، کچھ صالحین، کچھ انبیاء اور کچھ جنات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کی بابت فرمایا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے، نہ کسی کی تکلیف دور کر سکتے ہیں، نہ کسی کی حالت بدل سکتے ہیں۔ ''اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں'' کا مطلب اعمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ یہی ''الوسیلۃ'' ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے وہ نہیں ہے جسے قبر پرست بیان کرتے ہیں کہ فوت شدہ اشخاص کے نام کی نذر نیاز دو، ان کی قبروں پر غلاف چڑھاؤ اور میلے ٹھیلے جماؤ اور ان سے استمداد و استغاثہ کرو کیونکہ یہ وسیلہ نہیں یہ تو ان کی عبادت ہے جو شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے''۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۷۸۱۔ ۷۸۲)

قرآن میں ناسخ و منسوخ

قرآن میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ علوم قرآن کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ علمائے اسلام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ بعض مفسرین کے یہاں منسوخ آیات کی تعداد شمار سے باہر ہے، انھوں نے رحمت اور ہمدردی کی تمام آیات کو آیات جہاد سے منسوخ قرار دیا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ قرآن میں نسخ کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف کے سامنے علوم قرآن کا یہ مسئلہ ہے، انھوں نے اس سلسلے میں سورۃ البقرۃ آیت: (۱۰۶۔ ۱۰۷) کی تفسیر میں ناسخ و منسوخ کی شرعی حیثیت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے اپنا نقطۂ نظر اس طرح پیش کیا ہے:

''نسخ کے لغوی معنی تو منسوخ کرنے کے ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں ایک حکم کو بدل کر دوسرا حکم نازل کرنے کے ہیں۔ یہ نسخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے جیسے آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں سگے بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز تھا، بعد میں اسے حرام کر دیا گیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ۔ اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا۔ ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ''الفوز الکبیر'' میں ان کی تعداد صرف پانچ بیان کی ہے۔ یہ نسخ تین قسم کا ہے: ایک تو مطلقاً نسخ حکم یعنی ایک کو بدل کو دوسرا حکم نازل کر دیا گیا، دوسرا ہے نسخ مع التلاوہ یعنی پہلے حکم کے الفاظ قرآن مجید میں موجود رکھے گئے ہیں، ان کی تلاوت ہوتی ہے لیکن دوسرا حکم بھی جو بعد میں نازل کیا گیا، قرآن میں موجود ہے یعنی ناسخ ومنسوخ دونوں آیات موجود ہیں۔ نسخ کی ایک تیسری قسم یہ ہے کہ ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی یعنی قرآن کریم میں نبی ﷺ نے انھیں شامل نہیں فرمایا لیکن ان کا حکم باقی رکھا گیا جیسے: ''الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ'' (موطا امام مالک)۔ ''شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو یقیناً انھیں سنگسار کر دیا جائے''۔ اس آیت میں نسخ کی پہلی دو قسموں کا بیان ہے۔ {مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ} میں دوسری قسم اور {أَوْ نُنْسِهَا} میں پہلی قسم۔ نُنْسِهَا (ہم بھلا دیتے ہیں) کا مطلب ہے کہ اس کا حکم اور تلاوت دونوں اٹھا لیتے ہیں گویا کہ ہم نے اسے بھلا دیا اور نیا حکم نازل کر دیا۔ یا نبی ﷺ کے قلب سے ہی ہم نے اسے مٹا دیا اور اسے نسیاً منسیاً کر دیا گیا۔ یہودی تورات کو ناقابل نسخ قرار دیتے تھے اور قرآن پر بھی انھوں نے بعض احکام کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہا کہ زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جو مناسب سمجھے کرے، جس وقت جو حکم اس کی مصلحت وحکمت کے مطابق ہو، اسے نافذ کرے اور جسے چاہے منسوخ کر دے، یہ اس کی قدرت ہی کا مظاہرہ ہے۔ بعض قدیم گمراہوں (مثلاً ابو مسلم اصفہانی معتزلی) اور آج کل کے بھی بعض متجددین نے یہودیوں کی طرح قرآن میں نسخ ماننے سے انکار کیا ہے لیکن صحیح بات وہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان کی گئی ہے، سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثبات نسخ ہی رہا ہے''۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۴۴)

محکم اور متشابہ کا مفہوم

قرآن مجید کی آیات دو قسم کی ہیں: محکم اور متشابہ۔ محکم اور متشابہہ سے کیا مراد ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں کس نوع کی آیات کو محکم اور کس کو متشابہ کہا گیا ہے، اس پر حافظ صلاح الدین یوسف نے سورہ آل عمران آیت: (۷) کی تفسیر میں یہ تفصیل پیش کی ہے:

''محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر ونواہی، احکام و مسائل اور قصص وحکایات ہیں جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کے سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا اس کے برعکس آیات متشابہات ہیں مثلاً اللہ کی ہستی، قضاوقدر کے مسائل، جنت ودوزخ، ملائکہ وغیرہ یعنی ماوراء عقل حقائق جن کی حقیقت سمجھنے سے عقل انسانی قاصر ہو یا ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم ازکم ایسا ابہام ہو جس سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو۔ اس لیے آگے کہا جارہا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ آیات متشابہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کے ذریعے سے فتنے برپا کرتے ہیں جیسے عیسائی ہیں۔ قرآن نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو عبداللہ اور نبی کہا، یہ واضح اور محکم بات ہے لیکن عیسائی اسے چھوڑ کر قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ جو کہا گیا اس سے اپنے گمراہ کن عقائد پر غلط استدلال کرتے ہیں یہی حال اہل بدعت کا ہے۔ قرآن کے واضح عقائد کے برعکس اہل بدعت نے جو غلط عقائد گھڑ رکھے ہیں وہ انھی متشابہات کو بنیاد بناتے ہیں۔ اور بسا اوقات محکمات کو بھی اپنے فلسفیانہ استدلال کے گورکھ دھندے سے متشابہات بنادیتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔ ان کے برعکس صحیح العقیدہ مسلمان محکمات پر عمل کرتا ہے اور متشابہات کے مفہوم کو بھی اگر اس میں اشتباہ ہو محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ قرآن نے انھیں اصل کتاب قرار دیا ہے، جس سے وہ فتنے سے بھی محفوظ رہتا ہے اور عقائد کی گمراہی سے بھی۔ جعلنا اللہ منھم۔'' (تفسیر احسن البیان، ص:۱۳۱)

چار رکعات والی نمازوں کے دونوں قعدوں میں درود شریف

عام طور سے نماز کے آخری قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ فقہی مسالک میں بھی عام طور پر یہی رائج ہے بلکہ بعض ائمہ فقہ کے یہاں اس مسئلے میں یہ سختی پائی جاتی ہے کہ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ میں درود پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو لازم آئے گا جب کہ اس کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے سورہ الاحزاب کی آیت: (۵۶) سے بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لطیف اور برمحل استدلال کیا ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ یہ بصیرت افروز تحریر ملاحظہ فرمائیں:

''اس آیت میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس مرتبہ و منزلت کا بیان ہے جو ملا اعلیٰ (آسمانوں) میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاصل ہے اور یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا وتعریف کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی (اہل زمین) کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ اور سلام بھیجیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں۔ حدیث میں آیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی! پڑھتے ہیں) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ نے وہ درود ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے (صحیح بخاری) علاوہ ازیں احادیث میں درود کے اور بھی صیغے آئے ہیں جو پڑھے جاسکتے ہیں۔ نیز مختصراً صلی اللہ علی رسول اللہ وسلم بھی پڑھا جاسکتا ہے تاہم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ! پڑھنا اس لیے صحیح نہیں کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور یہ صیغہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عام درود کے وقت منقول نہیں ہے اور تحیات میں السلام علیک ایھا النبی! چونکہ آپ سے منقول ہے اس وجہ سے اس وقت میں پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں مزید برآں اس کا پڑھنے والا اس فاسد عقیدے سے پڑھتا ہے کہ آپ اسے براہ راست سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ فاسدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور اس عقیدے سے مذکورہ خانہ ساز درود پڑھنا بھی بدعت ہے جو ثواب نہیں گناہ ہے۔ احادیث میں درود کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ جمہور علماء اسے سنت سمجھتے ہیں اور امام شافعی اور بہت سے علماء واجب اور احادیث سے اس کے وجوب ہی کی تائید ہوتی ہے۔ اسی طرح احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنے کی وہی حیثیت ہے اس لیے نماز کے دونوں تشہد میں درود پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصراً حسب ذیل ہیں:

ایک دلیل یہ ہے کہ مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا یارسول اللہ آپ پر سلام کس طرح پڑھنا ہے یہ تو ہم نے جان لیا (کہ ہم تشہد میں السلام علیک پڑھتے ہیں) لیکن جب ہم نماز میں ہوں تو آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی (الفتح الربانی، ج ۴، ص ۲۰-۲۱) مسند احمد کے علاوہ یہ روایت صحیح ابن حبان، سنن کبری بیہقی، مستدرک حاکم اور ابن خزیمہ میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ جس طرح سلام نماز میں پڑھا جاتا ہے یعنی تشہد میں، اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا۔ نبی ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے اور اس کا مقام تشہد ہے اور حدیث میں یہ عام ہے اسے پہلے یا دوسرے تشہد کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے جس سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے کہ (پہلے اور دوسرے) دونوں تشہد میں سلام اور درود پڑھا جائے اور جن روایات میں تشہد کا بغیر درود کے ذکر ہے انھیں سورہ احزاب کی آیت: {صلوا عليه وسلموا} کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے گا لیکن اس آیت کے نزول یعنی ۵ ہجری کے بعد جب نبی ﷺ نے صحابہ کے استفسار پر درود کے الفاظ بھی بیان فرمادیے تو اب نماز میں سلام کے ساتھ صلوۃ (درود شریف) کا پڑھنا بھی ضروری ہو گیا چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا۔ اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ (بعض دفعہ) رات کو ۹ رکعات ادا فرماتے، آٹھویں رکعت میں تشہد میں بیٹھتے تو اس میں اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے پیغمبر پر درود پڑھتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پوری کر کے تشہد میں بیٹھتے تو اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے پیغمبر پر درود پڑھتے اور پھر دعا کرتے، پھر سلام پھیر دیتے (السنن الکبری للبیہقی ج ۲، ص ۷۰۴، طبع جدید سنن النسائی مع التعلیقات السلفیۃ، کتاب قیام اللیل ج ۱، ص ۲۰۲، مزید ملاحظہ ہو: صفۃ صلاۃ النبی للالبانی، ص ۱۴۵) اس میں بالکل صراحت ہے کہ نبی نے اپنی رات کی نماز میں پہلے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری دونوں تشہد میں درود پڑھا ہے۔ یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے لیکن مذکورہ عمومی دلائل کی آپ کے اس عمل سے تائید ہو جاتی ہے اس لیے اسے صرف نفلی نماز تک محدود کر دینا صحیح نہیں ہوگا''۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۱۱۹۰۔۱۱۹۱)

بادشاہت اور جمہوریت کا قضیہ

اسلام کے سیاسی نظریے میں بادشاہت اور جمہوریت کی بحث دور حاضر کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ چند تحفظات کے ساتھ بعض مسلم سیاسی مفکرین مغربی جمہوریت کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ مفسر کو اس سے اختلاف ہے، وہ مسلمان عادل اور متقی بادشاہ کی بادشاہت کو جمہوریت سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وہ سورہ المائدۃ کی آیت: {وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ} (۲۰) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بیشتر انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہی ہوئے ہیں جن کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم کر دیا گیا اور آخری پیغمبر بنو اسماعیل سے ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح متعدد بادشاہ بھی بنی اسرائیل میں ہوئے اور بعض نبیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ملوکیت (بادشاہت) سے نوازا، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کی طرح ملوکیت (بادشاہت) بھی اللہ کا انعام ہے، جسے علی الاطلاق برا سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اگر ملوکیت بری چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بادشاہ بناتا نہ اس کا ذکر انعام کے طور پر فرماتا، جیسا کہ یہاں ہے۔ آج کل مغربی جمہوریت کا کابوس اس طرح ذہنوں پر مسلط ہے اور شاطران مغرب نے اس کا افسوں اس طرح پھونکا ہے کہ مغربی افکار کے اسیر اہل سیاست ہی نہیں بلکہ اصحاب جبہ ودستار بھی ہیں۔ بہر حال ملوکیت یا شخصی حکومت، اگر بادشاہ اور حکمران عادل ومتقی ہو تو جمہوریت سے ہزار درجے بہتر ہے''۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۲۹۴)

سورہ الشوریٰ کی آیت (۳۸) سے بھی بعض حضرات نے ملوکیت کی تردید اور جمہوریت کا اثبات کیا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی عملی تطبیق کی کئی ایک مثالیں ذکر کی ہیں اور پھر مغربی جمہوریت کی تردید کرتے ہوئے اسے اسلام کے منافی بتایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"شوریٰ کا لفظ ذکریٰ اور بشریٰ کی طرح باب مفاعلہ سے اسم مصدر ہے۔ یعنی اہل ایمان ہر اہم کام باہمی مشاورت سے کرتے ہیں، اپنی ہی رائے کو حرف آخر نہیں سمجھتے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ نے حکم دیا کہ مسلمانوں سے مشورہ کرو (آل عمران:۱۵۹) چنانچہ آپ جنگی معاملات اور دیگر اہم کاموں میں مشاورت کا اہتمام فرماتے تھے، جس سے مسلمانوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی اور معاملے کے مختلف گوشے واضح ہو جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نیزے کے وار سے زخمی ہو گئے اور زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو امر خلافت میں مشاورت کے لیے چھ آدمی نامزد فرما دیے: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ انھوں نے باہم مشورہ کیا اور دیگر لوگوں سے بھی مشاورت کی اور اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے مقرر فرما دیا۔ بعض لوگ مشاورت کے اس حکم اور تاکید سے ملوکیت کی تردید اور جمہوریت کا اثبات کرتے ہیں۔ حالانکہ مشاورت کا اہتمام ملوکیت میں بھی ہوتا ہے۔ بادشاہ کی بھی مجلس مشاورت ہوتی ہے، جس میں ہر اہم معاملے پر سوچ بچار ہوتا ہے اس لیے اس آیت سے ملوکیت کی نفی قطعاً نہیں ہوتی علاوہ ازیں جمہوریت کو مشاورت کے ہم معنی سمجھنا یکسر غلط ہے۔ مشاورت ہر کہ ومہ سے نہیں ہو سکتی، نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔ مشاورت کا مطلب ان لوگوں سے مشورہ کرنا ہے جو اس معاملے کی نزاکتوں اور ضرورتوں کو سمجھتے ہیں جس میں مشورہ درکار ہوتا ہے۔ جیسے بلڈنگ، پل وغیرہ بنانا ہو تو کسی تانگہ بان، درزی یا رکشہ ڈرائیور سے نہیں، کسی انجینئر سے مشورہ کیا جائے گا، کسی مرض کے بارے میں مشورے کی ضرورت ہوگی تو طب و حکمت کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ جب کہ جمہوریت میں اس کے برعکس ہر بالغ شخص کو مشورے کا اہل سمجھا جاتا ہے، چاہے وہ کورا ان پڑھ، بے شعور اور امور سلطنت کی نزاکتوں سے یکسر بے خبر ہو۔ بنا بریں مشاورت کے لفظ سے جمہوریت کا اثبات، تحکم اور دھاندلی کے سوا کچھ نہیں، اور جس طرح سوشلزم کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگانے سے سوشلزم مشرف بہ اسلام نہیں ہو سکتا، اسی طرح "جمہوریت" میں "اسلامی" کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیوندکاری سے مغربی جمہوریت پر خلافت کی قبا راست نہیں آسکتی۔ مغرب کا یہ پودا اسلام کی سرزمین پر نہیں پنپ سکتا''۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳)

مختصر یہ کہ عصر حاضر کی یہ ایک اہم اور مفید اردو تفسیر ہے جس میں آیات قرآنی کا مفہوم سلف صالحین کے منہج کے مطابق بیان کیا گیا ہے، شان نزول بیان کرتے ہوئے روایات کی صحت کا خیال رکھا گیا ہے، مسلم معاشرے میں قرآن کی تعلیمات کے خلاف جو چیزیں نظر آتی ہیں، ان کی تردید کی گئی ہے، جدید مسائل سے بھی قارئین کو واقف کرایا گیا ہے اور علوم قرآن کے کئی ایک مسائل پر علمی انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی دیگر قرآنی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

رفیق احمد رئیس سلفی

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (۱۹۴۵-۲۰۲۰) کا شمار عصر حاضر کے ممتاز اردو مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ اللہ نے انھیں جن صلاحیتوں سے نوازا تھا اور اللہ کے جن انعامات سے وہ سرفراز تھے، اس کا تقاضا تھا کہ وہ کتاب اللہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دیں۔ ویسے تو ان کی تمام علمی ودعوتی، تحقیقی وتصنیفی سرگرمیوں کا تعلق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تھا، وہ اپنی تمام تحریروں میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی شرح وتفسیر ہی فرماتے رہے لیکن عرف عام کے لحاظ سے انھوں نے قرآن مجید کی باقاعدہ اردو تفسیر بھی لکھی، مختصر حواشی تحریر کیے اور اس کے دو ترجمے بھی کیے: ایک لفظی اور دوسرا بامحاورہ، سلیس اور رواں۔ اس کے علاوہ انھوں نے دوسرے اہل علم کی قرآنی خدمات پر نظر ثانی بھی فرمائی اور ان کے ساتھ تعاون بھی کیا۔ ذیل کے صفحات میں تفسیر احسن البیان کے علاوہ حافظ صاحب کی دیگر قرآنی خدمات کا تجزیہ ومطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) احسن الحواشی (مختصر حواشی مع لفظی ترجمہ)

جماعت اہل حدیث میں ایک عرصے سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ترجمہ اور مختصر تفسیری حواشی سے مزین ایک ایسا مصحف شائع کیا جائے جو عصری ضرورتوں کو پورا کرے اور جو بازار میں موجود ہوتا کہ ہر مسلمان اسے حاصل کر سکے اور تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی ومفہوم کو بھی سمجھ سکے۔ ماضی میں یہ ضرورت مولانا وحید الزماں حیدر آبادی، مولانا عبدالسلام بستوی، مولانا محمد عبدہ الفلاح اور مولانا محمد داؤد راز رحمہم اللہ کے مختصر حواشی سے پوری ہوتی رہی ہے لیکن مولانا وحید الزماں حیدر آبادی کے علاوہ کسی نے اپنے شائع کردہ یا تیار کردہ مصحف میں اپنا ترجمہ نہیں دیا تھا۔ قدیم طباعت میں وہ صفائی بھی نہیں تھی جو عصری ذوق کے مطابق ہو۔ دارالسلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور ایک ایسا مصحف تیار کرایا جو مختصر حواشی اور معنی خیز اور سلیس لفظی اردو ترجمہ سے آراستہ ہے۔ یہ عظیم خدمت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے ہاتھوں انجام پائی ہے۔ الحمد للہ اب یہ لفظی ترجمہ مع مختصر حواشی ہمارے ملک میں بھی دستیاب ہے۔ دارالعلم، ممبئی کے باذوق اور تجربہ کار مدیر شیخ اکرم مختار صاحب حفظہ اللہ نے اسے شائع کر دیا ہے۔

''احسن الحواشی'' کے بارے میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف سلمہ نے اپنے واٹس اپ اور آڈیو میسج کے ذریعے راقم کو بتایا کہ والد گرامی نے دارالسلام کی درخواست پر یہ حواشی صحیح احادیث کی روشنی میں از سر نو تحریر فرمائے تھے، یہ تفسیر احسن البیان کی تلخیص نہیں ہے۔ البتہ دارالسلام نے منصوبہ یہ بنایا تھا کہ ہر صفحے کے حواشی اسی صفحے پر رہیں گے۔ جہاں کہیں حواشی طویل ہو گئے ہیں، وہاں دارالسلام کے بعض اہل علم نے اسے مزید مختصر کر دیا ہے۔ اب یہ حواشی ایک دوسرے مکتبہ میں زیر اشاعت ہیں، ان شاء اللہ والد محترم کے تحریر فرمودہ تمام حواشی اس میں آجائیں گے۔

دارالعلم، ممبئی سے شائع شدہ نسخہ میرے پاس تو ابھی نہیں پہنچا ہے لیکن شیخ اکرم مختار حفظہ اللہ کے بیٹے محمد سلمہ نے اس کے کئی صفحات واٹس اپ پر مجھے بھیج دیے ہیں اور اس کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ ایڈیشن ۷۰۴ رصفحات پر مشتمل ہے اور اس کی طباعت بہت خوبصورت ہے اور کاغذ بھی اعلیٰ کوالٹی کا استعمال کیا گیا ہے۔

''احسن الحواشی'' کے چند نمونے

(۱) سورہ فاتحہ کی آیت: {وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} (اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں) پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سے واضح ہے کہ جس طرح (ہر قسم کی) عبادت صرف اللہ کے لیے خاص ہے، اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح ماورائے اسباب طریقے سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں، چاہے وہ نبی مرسل ہو یا کوئی ولی مقرب۔ اسباب کے تحت ایک دوسرے سے تعاون کرنا یا مدد مانگنا، یہ جائز ہے۔ یہ تعاون علی البر والتقوی ہے، جس کا حکم اللہ نے دیا ہے"۔

(۲) سورہ بقرہ کی آیت (۲۴۱) {وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ} (اور مطلقہ عورتوں کے لیے فائدہ پہنچانا ہے دستور کے موافق۔ (یہ) حق ہے متقیوں پر) پر یہ حاشیہ لگایا ہے:

"یہ حکم عام ہے جو ہر مطلقہ عورت کو شامل ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ طلاق بالعموم آپس میں رنجش اور اختلاف کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن اس موقع پر بھی عورت کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اسے کچھ ہدیہ دینا اور تحفوں کے ساتھ رخصت کرنا بعد کی تلخیوں کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوگا"۔

(۳) سورۃ الاخلاص پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ مختصر سی سورت بڑی فضیلت کی حامل ہے، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلث (ایک تہائی) قرآن قرار دیا ہے اور اسے رات کو، صبح وشام اور ہر نماز کے بعد پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۰۱۳) بعض صحابہ ہر رکعت میں دیگر سورتوں کے ساتھ اسے بھی ضرور پڑھتے تھے، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: "تمھاری اس کے ساتھ محبت تمھیں جنت میں داخل کردے گی"۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۷۷۴) یہ سورت اللہ تعالیٰ کے تعارف اور اس کی وحدانیت کے اثبات میں نہایت جامع ہے۔ اس میں ان کا بھی رد ہوگیا جو متعدد خداؤں کے قائل ہیں اور ان کا بھی جو اللہ کے انکاری یا دوسروں کو اس کا شریک گردانتے ہیں"۔

(۲) پیغامِ ہدایت

(عربی متن کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ)

۹۴۳ صفحات پر مشتمل یہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا بامحاورہ، رواں اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ یہ صرف ترجمہ ہے اور عربی متن کے بغیر شائع کیا گیا ہے۔ اس کے سرورق پر یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبارت پڑھنے کو ملتی ہے:

"یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں کامل، اسلوب میں دلنشیں، عربی متن کے قریب تر اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے نہایت مفید اور نافع ہے"۔

کسی خاص ضرورت، مقصد اور مجبوری کی وجہ سے اس ترجمہ قرآن پر کسی کا نام نہیں ہے اور نہ ناشر اور سنہ اشاعت کا اس پر کہیں اندراج ہے۔قرآن کی باتوں اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے اسے شائع کیا گیا ہے۔ہمارے پڑھے لکھے سماج میں بعض لوگوں کی معلومات کا کیا حال ہے، اس کا اندازہ آپ اس واقعے سے لگایئے کہ مجھے علی گڑھ کے قدیم شہر کی ایک مسجد میں خطاب کے لیے بلایا گیا۔میں نے سوچا کہ آج کا خطاب درس قرآن کی صورت میں بدل دوں اور سورہ نساء کی آیات میراث کا انتخاب اس لیے کیا کہ مسلم معاشرے میں میراث کے حوالے سے بڑی بے اعتدالی پائی جاتی ہے۔جب آیات میراث کا درس دیتے ہوئے میں نے بیٹے، بیٹی، ماں، باپ، بیوی اور شوہر کے حصوں کی تفصیل سے تفہیم کرائی اور اسے اپنے یہاں کی درسی کتاب "السراجی" میں موجود ریاضی کے فارمولے سمجھانے کی بجائے جدید علم الحساب کے لحاظ سے حصوں کو تقسیم کرنے کا طریقہ بتایا تو ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا: رفیق صاحب کیا یہ باتیں قرآن میں لکھی ہوئی ہیں یعنی وراثت کے اس اسلامی قانون کی انھیں ذرا بھی خبر نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تفصیلات اپنی کتاب پاک میں بیان فرمائی ہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک نئی مسجد میں جہاں آس پاس کی آبادی گاؤں دیہات سے آئے ہوئے غریب اور ناخواندہ مسلمانوں پر مشتمل ہے، خطبہ جمعہ دینے پہنچا۔محلہ کے لوگوں کو خوشی تھی کہ ہمارے محلے میں مسجد تعمیر ہوگئی۔خطبہ سننے کے لیے مرد حضرات مسجد میں موجود تھے اور خواتین اپنے گھروں کی چھتوں پر۔میں نے خطبہ دیتے ہوئے جب سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ {حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ} کا ترجمہ کیا تو ایک خاتون نے کہا: توبہ توبہ مولانا نے مسجد میں اتنے گندے جانور کا نام لے لیا، اب تو چالیس دن تک ان کی نماز نہیں ہوگی۔

یہ ہے ہمارا مسلم معاشرہ اور یہ ہیں اس کی قرآنی معلومات۔اس کی فکر ہمارے علماء کو نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نہ کوئی منصوبہ بندی ہے کہ کم از کم قرآن کے حلال وحرام اور اس کے جائز وناجائز کے سلسلے میں عام مسلمانوں کو بیدار کر دیں۔ اس کی واحد وجہ قرآن مجید کا وہ غیر شرعی احترام ہے جس کی وجہ سے گھروں میں قرآن اتنی بلندی پر رکھ دیا گیا ہے کہ وفات شدگان کو ایصال ثواب ہی کے لیے اسے نیچے اتارا جاتا ہے۔

اسی لیے ہمارے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ قرآن کو ہر زبان میں اتنا عام کیا جائے کہ وہ ہر انسان کی دسترس میں رہے اور وہ جب چاہے، آسانی سے اس کا ترجمہ اس کی زبان میں دستیاب ہو۔ ''پیغام ہدایت'' کی اشاعت کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے اور اس پاکیزہ جذبے کو کوئی دوسرا معنی پہنانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

لیکن اس کو کیا کیجیے گا کہ اب تو کئی ایک مفتیان کرام کا فتویٰ یہ آ گیا ہے کہ متن کے بغیر کسی زبان میں قرآن کا ترجمہ شائع کرنا ناجائز ہے۔ ہمارے ان محترم اصحاب مسند افتاء کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ صرف متن شائع کرنے سے وہ تقدس باقی نہیں رہتا جو مصحف شریف کے لیے لازمی ہے۔ عام لوگ اسے ایک عام کتاب سمجھ کر جہاں تہاں رکھنے لگتے ہیں، جیسے چاہیں پکڑتے اور اٹھاتے ہیں اور جس کو چاہیں، اس کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ اسے صرف باوضو ہو کر آنکھوں سے لگانے اور چومنے کے بعد ہی کھولا جا سکتا ہے۔

اس فتوے کی باریکیاں تو مفتیان کرام ہی بتا سکیں گے لیکن جب قرآن کی آیات کے ترجمے بغیر متن کے دوسری کتابوں اور رسائل وجرائد میں شائع کیے جاتے ہیں تو کیا قرآن کی حرمت وہاں پامال نہیں ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ میری ناقص سمجھ میں آج تک اس فتوے کی معنویت نہیں آ سکی۔ یہ ضرور سمجھ میں آیا کہ مسلم معاشرے میں پھیلی عام روایت کے مطابق قرآن کریم ایک بابرکت کتاب ہے، اسے تعویذ بنا کر گلے میں لٹکا لو اور پورے دن جہاں چاہو، آتے جاتے رہو، قرآن کی حرمت پامال نہیں ہوگی۔ دلہن گھر سے رخصت ہو رہی ہو تو اس کے سر پر قرآن اٹھائے رہو اور وہ قرآن کے سائے میں باپ کے گھر سے جدا ہو۔ بہت باریک اور ہلکے کاغذ پر کسی ناشر نے ایک صفحہ میں قرآن اس طرح شائع کر دیا ہے کہ اسے فولڈ کر کے چاندی کی تعویذ میں بآسانی بند کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے یہاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی آزاد لائبریری میں کسی نواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی ایک ایسی شیروانی موجود ہے جس پر مکمل قرآن سونے کے تاروں سے لکھا گیا ہے۔ظاہر ہے اس شیروانی کو پہننے کے بعد آدمی کتنا بابرکت ہوجاتا تھا اور تقدس کی کیسی کیسی شعائیں اس سے نکلتی ہوں گی، میدان جنگ میں اسے پہن کر کوئی چلا جائے تو فتح یقینی ہوجاتی تھی۔قرآن مجید کی خطاطی کے نمونے دیکھیں تو دنگ رہ جائیں گے، بگلے، مور اور کبوتر کے جسموں پر قرآن مجید کی ''بامعنی'' آیات لکھی ملیں گی اور کتاب ہدایت کو ایک آرٹ بنا کر آرٹ گیلریز میں اس کی باقاعدہ نمائش کی جاتی ہے اور زائرین اس پر سر دھنتے اور واہ واہ کیا خوب کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔مولانا محمد اسماعیل گوجرانولہ نے تفسیر ثنائی پر اپنے مقدمے میں قرآن مجید کے تعلق سے مسلمانوں کی ان تمام بے اعتدالیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا یہی ترجمہ اب تفسیر احسن البیان کے ایک ایڈیشن میں آرہا ہے۔پہلے اس میں مولانا محمد جوناگڑھی کا ترجمہ تھا، اب اس کی جگہ یہی ترجمہ قارئین کے مطالعہ میں آئے گا۔اس ترجمہ کے کچھ نمونے میرے پاس حافظ صاحب کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف حفظہ اللہ نے بھیج دیے ہیں جن سے ترجمے کی سلاست اور روانی دیکھی جاسکتی ہے، اس وقت اردو زبان کے جس اسلوب سے ہم واقف اور متعارف ہیں، یہ ترجمہ اسی اسلوب کی نمائندگی کررہا ہے لیکن بات طویل ہورہی ہے، اس لیے یہاں ان کو نقل کرنے سے معذور ہوں۔

(۳) تفسیر سورہ فاتحہ

اردو دنیا میں تفسیر احسن البیان کی مقبولیت کے بعد بہت سے قارئین کی طرف سے یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا کہ تفسیر احسن البیان مفید اور جامع ہونے کے باوجود کہیں کہیں تشنگی کا احساس دلاتی ہے اور خواہش ہوتی ہے کہ کاش فلاں فلاں مقامات پر مزید تفصیلات فراہم کی جاتیں۔خود مصنف کو بھی اس بات کا احساس تھا۔اسی لیے انھوں نے ایک مفصل اردو تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا اور کام کا آغاز بھی کردیا۔ابھی سورہ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ کی تفسیر ہی شروع کی تھی کہ بعض دوسرے علمی وتحقیقی کاموں کی وجہ سے اس بابرکت سلسلے کو روکنا پڑا اور پھر یہ کام جہاں تھا، وہیں پر ختم ہوگیا۔اس طرح جدید اردو دنیا کے لیے ایک مفصل اردو تفسیر کی تکمیل ہوتے ہوتے رہ گئی۔شاید اللہ کی مرضی یہی تھی، وہی ہے جو اپنے بندوں کو دین کی خدمت کرنے کی توفیق دیتا ہے، اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمتوں اور مصلحتوں کا علم اسی کو ہے۔

دارالسلام نے سورہ فاتحہ کی مکمل تفسیر کو پہلے تو آڈیو میں تبدیل کر کے عام سامعین تک پہنچایا اور پھر اس کی بہت خوبصورت انداز میں اشاعت کی۔ کتاب کے عرض ناشر اور مصنف کے اپنے دیباچے سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے، وہ وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا۔ اب شائع شدہ تفسیر ہمارے سامنے ہے، آیئے دیکھتے ہیں کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اس میں کن مباحث پر گفتگو کی ہے اور سورہ فاتحہ کی آیات کی کس طرح تفسیر کی ہے۔ کتاب کی مندرجہ ذیل ذیلی سرخیوں سے کتاب کے مباحث کا بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے:

بسم اللہ کا معنی، الرحمٰن الرحیم کا معنی و مفہوم، غفور رحیم ہونے کا مطلب اور ایک مغالطے کی وضاحت، بسم اللہ پڑھنے کی حکمت اور اس کے فوائد، ۷۸۶، عدد کی حقیقت، کیا بسم اللہ سُوْرَةُ الفاتحہ کی آیت ہے؟ بسم اللہ نماز میں سری پڑھی جائے یا جہری؟ بسم اللہ پڑھنے کا حکم، سورہ فاتحہ کی عظمت وفضیلت، مسئلہ فاتحہ خلف الامام، سورۃ فاتحہ کی تاثیر وبرکت، تعلیم قرآن یا دم (جھاڑ پھونک) پر معاوضہ لینے کا مسئلہ، ارباب مساجد و مدارس کے طرز عمل میں اصلاح کی ضرورت، لفظ سورۃ کا معنی، الفاتحہ کا معنی، مکی یا مدنی سورت کا مطلب، سورہ فاتحہ کے نام اور ان کا معنی ومفہوم، حمد کا معنی و مفہوم، لفظ رب کی وضاحت، العالمین کا مفہوم، لفظ دین کا معنی ومفہوم، روز قیامت کے مختلف نام، روز قیامت کے احوال واوصاف، وقوع قیامت کے عقلی دلائل، عبادت اور استعانت کا معنی و مفہوم، آدابِ دعا، ہدایت کا مفہوم، صراط مستقیم سے مراد، مغضوب علیہم اور ضالین سے مراد کون ہیں؟، ضاد کے مخرج کی صحیح ادائیگی، آمین کہنے کی فضیلت، آمین کے معانی۔

سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے، سورہ فاتحہ میں بندوں نے اللہ سے جو درخواست کی ہے، اس کا جواب اللہ نے مکمل قرآن کی شکل میں دیا ہے کہ یہی ہے وہ صراط مستقیم جس کی تمھیں طلب ہے، یہی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی وہ راہ جس کی تمھیں تلاش ہے اور اسی میں تذکرہ ہے ان قوموں کا جو صراط مستقیم سے بھٹک کر ضلالت کی راہوں پر چل پڑیں اور جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور جو معتوب ہوئیں۔ سورہ فاتحہ کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے علمائے اسلام نے اس کی مطول، متوسط اور مختصر تفسیریں بھی لکھی ہیں اور اس میں پوشیدہ معنی ومفہوم کو واضح فرمایا ہے۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہ سعادت حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو بھی عطا فرمائی۔ فللہ الحمد والمنہ

سورہ فاتحہ کی تفسیر میں حافظ صاحب نے قرأت خلف الامام اور آمین بالجہر کے مسئلے پر بڑی مدلل اور مفصل گفتگو کی ہے۔ فقہائے احناف نے ان دونوں مسائل کے تعلق سے جو موقف اختیار کیا ہے اور جو دلائل دیے ہیں، حافظ صاحب نے نہ صرف ان کے موقف کو غلط ثابت کیا ہے بلکہ ان کے دلائل کی کمزوریاں بھی واضح کر دی ہیں۔

صوفیائے کرام نے دین کا جو تصور پیش کیا ہے، ان میں یہ بات بہت نمایاں ہے کہ اللہ کے بندوں سے محبت کرو، خلق خدا کی خدمت کرو۔ اسی طرح وہ اللہ کی ان صفات کو کافی اہمیت دیتے ہیں جن سے اللہ کی رحمت اور بندوں کے سلسلے میں اس کی محبت نمایاں ہوتی ہے۔ ممکن ہے ابتدا میں یہ تصور اس لیے نمایاں کیا گیا ہو کہ لوگ اللہ سے قریب آئیں لیکن بعد میں یہی تصور انسانوں کی بے عملی بلکہ بد عملی کا سبب بن گیا اور لوگ اس تصور سے گناہوں پر جری ہوتے چلے گئے کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ معاف کرنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ قہار و جبار بھی ہے، سرکشی اور بغاوت پر سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے۔ صوفیاء کے اس تصور دین سے جو خرابیاں سماج میں در آئی ہیں، ان کو دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ دین اسلام کی کتنی غلط تعبیر و تشریح ہے۔ حافظ صاحب نے اس مسئلے پر بڑی واضح اور دوٹوک گفتگو کی ہے جس سے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

عربی حروف تہجی میں سے ہر حرف کو ایک خاص نمبر ملے ہوئے ہیں، یہ کس نے کیا اور کیوں کیا؟ اس کی کوئی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے اسمائے محترم کا تقدس پامال نہ ہو، اس کا بہانہ بنا کر بعض حضرات نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمبرات نکال لیے اور ان کی جگہ نمبرات کے استعمال کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ۷۸۶ اور ۹۲ وغیرہ کے نمبرات اسی قبیل سے ہیں۔ آگے چل کر اسی روش نے قرآن کی ہر آیت اور ہر سورۃ کے نمبرات نکال لیے گئے اور انھیں تعویذوں میں استعمال کیا جانے لگا۔ اعمال قرآنی کے نام سے پوری ایک کتاب شائع کی گئی اور اسے ایک مشہور ترجمہ و تفسیر قرآن کے آغاز میں شامل کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ کتاب اللہ کی تحریف کے ذیل میں آتا ہے۔ حافظ صاحب نے بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنے کی بدعت پر سیر حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کی ہے اوران شبہات کی تردید کی ہے جو اس بدعت کے قائلین ظاہر کیا کرتے ہیں۔

سورہ فاتحہ کی یہ تفسیر بتا رہی ہے کہ اگر مصنف رحمہ اللہ کو اسی طرز پر مکمل قرآن کی تفسیر لکھنے کا موقع مل جاتا تو ہمارے ہاتھوں میں آج اردو کی ایک ایسی جامع اور مستند تفسیر ہوتی جس سے ہم کئی ایک عربی تفاسیر سے بے نیاز ہو جاتے اور قرآن مجید کی تفسیر میں فہم سلف کا جو کردار ہے، اس کی ایک جامع تصویر ہمارے سامنے ہوتی۔

(۴) لفظ بہ لفظ رواں اردو ترجمہ قرآن

''تفسیر احسن البیان'' کے علاوہ حافظ صلاح الدین یوسف کی ایک اہم قرآنی خدمت ''لفظ بہ لفظ رواں اردو ترجمہ قرآن'' ہے جو باکس کی شکل میں دارالسلام ریاض سے شائع ہوا ہے۔ حافظ صاحب نے یہ خدمت مولانا محمد عبدالجبار سلفی، فاضل دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ (ملتان) کے اشتراک سے انجام دی ہے۔ یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں واضح، اسلوب میں دل نشیں، عربی متن کے قریب اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے نہایت مفید اور نافع ہے۔ شاہ ولی اللہ کے فارسی اور ان کے دونامور صاحبزادوں کے دونوں تراجم کو اس ترجمہ قرآن کی اساس بنایا گیا ہے۔

مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی ان دو آیات (۱۷ تا ۱۸) کا لفظی ترجمہ دیکھیں اور اس کی جامعیت اور سلاست پر غور کریں: ترجمہ متن کے نیچے ہے لیکن کمپوزنگ میں سہولت کے لیے محض تفہیم کی غرض سے میں نے ہر لفظ کے بعد قوسین میں اس کا ترجمہ دیا ہے:

مَثَلُهُمْ (ان کی مثال) كَمَثَلِ (اس [شخص] کی سی ہے) الَّذِي (جس نے) اسْتَوْقَدَ (جلائی) نَارًا (آگ) فَلَمَّا (پھر جب) أَضَاءَتْ (روشن کر دیا اس [آگ] نے) مَا ([اس کو] جو) حَوْلَهُ (اس کے اردگرد ہے) ذَهَبَ ([تو] لے گیا) اللَّهُ (اللہ) بِنُورِهِمْ (ان کی روشنی) وَ (اور) تَرَكَهُمْ (انھیں چھوڑ دیا) فِي ظُلُمَاتٍ (اندھیروں میں) لَا (نہیں) يُبْصِرُونَ (وہ دیکھتے) ☆ صُمٌّ ([وہ] بہرے ہیں) بُكْمٌ (گونگے ہیں) عُمْيٌ (اندھے ہیں) فَهُمْ (لہٰذا وہ) لَا (نہیں) يَرْجِعُونَ (لوٹتے)

قرآن کے لفظی ترجمے اور بھی ہوئے ہیں لیکن اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کہیں کوئی زائد لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ اگر تسلسل برقرار رکھنے یا جملے کی طبعی ضرورت کے پیش نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہیں متن سے ہٹ کر کسی زائد لفظ کا استعمال ناگزیر ہوگیا ہے تو اسے قوسین میں دے کر واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ قرآن کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ جملے کی ضرورت کے لیے بڑھایا گیا ہے۔ قرآن کے الفاظ کا مناسب ترجمہ اور اس کے لیے مناسب اور متن سے قرین لفظوں کا انتخاب جہاں کافی محنت طلب اور غور وفکر کرنے کا کام ہے وہاں یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ مترجم کو عربی زبان اور اردو زبان دونوں پر قدرت حاصل ہے اور وہ کلام الٰہی کی درست اور صحیح ترجمانی کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

یہ لفظی ترجمہ غیر عربی داں کے لیے تو مفید ہے ہی کہ وہ اس کے ذریعے آہستہ آہستہ قرآن کے الفاظ کے معنی ومفہوم سے کسی حد تک آشنا ہو جائیں گے، ہمارے دینی مدارس کے ان طلبہ کے لیے بھی بہت مفید ہے جو ابھی اساتذہ کرام سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ رہے ہیں اور عربی زبان سے کسی حد تک ان کی شناسائی ہو چکی ہے۔ اسی طرح یہ ترجمہ ان حضرات کے لیے بھی بہت کام کا ہے جو تعلیم بالغان کی کلاسیں چلاتے یا آن لائن قرآن مجید کی تعلیم وتدریس کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

(۵) THE NOBLE Quran کا اردو ترجمہ
معروف بہ ”تفسیر احسن الکلام“

حافظ صلاح الدین کی ایک تیسری قرآنی خدمت ڈاکٹر تقی الدین ہلالی اور ڈاکٹر محمد محسن خان کے ذریعے قرآن کے انگریزی ترجمہ اور مختصر حواشی THE NOBLE Quran کا اردو ترجمہ ہے جو ”تفسیر احسن الکلام“ (عربی، اردو، انگلش) کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ عرض مترجم میں وضاحت کی گئی ہے کہ متن قرآن کا ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا محمد عبدالجبار سلفی نے کیا ہے جب کہ انگریزی حواشی کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد امین نے کیا ہے۔ آخر میں دارالسلام ریسرچ سنٹر کی تیار کردہ قرآنی مضامین کی فہرست بھی اس میں شامل ہے۔

اس مختصر تفسیر ”احسن الکلام“ کے سلسلے میں پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

> ”دارالسلام نے قرآن مجید کے علوم ومعانی کی ایک مستند کوشش انگریزی زبان میں بھی کی۔ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ اور ڈاکٹر محمد محسن خان حفظہ اللہ نے THE NOBLE QURAN کے نام سے ایک سلفی منہج سے متصف ترجمہ قرآن اور مختصر حواشی پیش کیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس میں پہلی مرتبہ صحیح بخاری کی روایات سے فہم قرآن میں مدد حاصل کی گئی۔اپنے منہج کے لحاظ سے آج یہ انگریزی خواں دنیا کی مقبول ترین کاوشوں میں شمار ہوتی ہے۔اس کی افادیت کومحسوس کرتے ہوئے اردوخواں طبقے نے بھی اس کی تیاری اوراشاعت کا تقاضا کیا تو معروف سکالر ڈاکٹر محمد امین ﷾ نے ان تفسیری حواشی کا بہترین اسلوب میں اردو ترجمہ کیا۔ان حواشی پر ''احسن البیان'' کے مفسر ومحشی فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ (﷫) نے نظرثانی کا فریضہ انجام دیا۔ان حواشی میں جہاں صحیح بخاری کی احادیث سے استفادہ کیا گیا، وہاں تفسیر ابن کثیراور تفسیر قرطبی سے بھی کماحقہ خوشہ چینی کی گئی۔اس مختصر تفسیر کو''احسن الکلام'' کا نام دیا گیا۔اس میں خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی کے ترجمے کوشامل کیا گیا مگراس ترجمے میں اس قدر اصلاح کی گئی کہ اس میں قدیم، نامانوس اور متروک الفاظ کی جگہ جدید مستعمل اردو الفاظ کو جگہ دی گئی، جس سے اس ترجمے میں ایک شگفتگی اور سلاست پیدا ہوگئی۔ یہ مختصر تفسیر بھی طالبان علوم قرآنی کی تشنگی کو رفع کرنے میں معاون ثابت ہورہی ہے۔اب اس تفسیر کے جدید ایڈیشن کو''دارالسلام ریسرچ سیکشن'' کی طرف سے پیش کیے گئے نئے اردو ترجمے اور بہترین خطاطی کے ساتھ بین السطور اسلوب میں تیار کیا گیا ہے''۔(لفظ بہ لفظ رواں اردو ترجمہ پر''حرف اول''از پروفیسر عبدالجبار شاکر،ص:۱۴)

(۶) ترجمہ وتفسیر تیسواں پارہ

قرآن مجید کے جزء عم یعنی تیسویں پارے کی اہمیت سے اہل علم واقف ہیں۔عام طور پر پنج وقتہ نمازوں میں اسی پارے کی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔مخلص، دین دار، اپنے دین کے لیے فکر منداور باذوق نمازیوں کو عام طور پر اس پارے کی چھوٹی سورتیں یاد ہوتی ہیں اور وہ اپنی نمازوں میں ان کی قرأت کرتے ہیں۔ہمارے دینی مدارس میں یسرنا القرآن پڑھانے کے بعد عام طور پر قرآن کی ناظرہ تعلیم کا آغاز اسی پارے سے کیا جاتا ہے۔مقصد یہ ہوتا ہے کہ ابتدائے عمر سے ہی مسلمان بچوں کو اس کی سورتیں یاد ہوجائیں۔ یہ روایت صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ دارالسلام نے یہ سی پارہ الگ سے اس لیے شائع کیا ہے تاکہ اسے نصاب میں شامل کرلیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بچے جس طرح دوسری اردو کتابیں پڑھتے ہیں، اس کا اردو ترجمہ بھی پڑھیں تاکہ نماز میں بار بار پڑھی جانے والی سورتوں کے معنی ومفہوم سے واقف ہو سکیں اور ان سورتوں کی مختصر تفسیر بھی ان کے سامنے آجائے۔ ادارہ نے درجہ حفظ کے طلبہ کو بھی اسے پڑھانے کا مشورہ دیا ہے تاکہ عام طور پر نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کے معنی ومفہوم سے حفاظ قرآن واقف ہو جائیں۔

اس ایڈیشن میں تفسیر تو احسن البیان سے شامل کی گئی ہے لیکن بین السطور اردو ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا اپنا ہے۔ ۱۸۰ رصفحات پر مشتمل یہ پارۂ عم بہت خوبصورت شائع کیا گیا ہے۔ مصادر ومراجع حاشیہ میں درج کیے گئے ہیں۔ پارہ عم کے مضامین کی فہرست بھی شروع میں دے دی گئی ہے۔

(۷) تفسیر احسن البیان (مفصل) غیر مطبوعہ

تفسیر احسن البیان کے علاوہ سورہ فاتحہ کی جو تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے لکھی ہے، اس کے مقدمہ میں یہ بات درج ہے کہ وہ قرآن مجید کی ایک مفصل تفسیر لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ کام کا آغاز بھی کر دیا تھا اور سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو بھی گئی تھی لیکن دوسرے علمی کام درمیان میں آگئے اور یہ کام رک گیا۔ البتہ اردو زبان میں سلفی منہج کے مطابق مفصل تفسیر لکھنے کا خیال ان کے دل ودماغ سے کبھی محو نہیں ہوا، چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کے مخصوص قرآنی افکار اور حدیث کے تعلق سے ان کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لے کر جب حافظ صاحب فارغ ہوئے تو انھوں نے اپنے دیرینہ خواب کی تکمیل کے لیے خود کو دوسرے علمی کاموں سے الگ کر لیا۔ گزشتہ سال بھر سے ان کی حالت یہ تھی کہ پوری پوری رات اسی کی تکمیل میں مصروف رہا کرتے تھے، تفسیر نویسی کے ان ایام میں وہ اپنی نیند بھی دن کے اوقات میں پوری کرتے تھے۔ اسی محنت اور شب بیداری کا نتیجہ ہے کہ ان کی یہ مفصل اردو تفسیر سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر (۷۰) تک مکمل ہو چکی ہے۔ حافظ صاحب اس تفسیر کی تکمیل کے لیے کتنے فکر مند تھے، اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وہ اپنے اہل علم دوستوں اور عزیزوں سے بوقت ملاقات اس مفصل تفسیر کا ذکر ضرور کرتے اور ان سے فرماتے تھے کہ دعا کریں کہ اللہ مجھے صحت وعافیت عطا فرمائے تاکہ میں سلفی منہج کے مطابق ایک مفصل اردو تفسیر مکمل کر سکوں۔ پانچ یا چھ جلدوں کی تفسیر کا خاکہ ان کے ذہن میں تھا لیکن اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا فیصلہ کچھ اور تھا اور کلام اللہ کا یہ فاضل خدمت گار آیات الٰہی پر شب و روز فکر وتدبر کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ حسن خاتمہ اور خاتمہ بالخیر کی اس سے بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ شرف قبولیت بخشے، آمین۔

یہ غیر مطبوعہ نامکمل اردو تفسیر جسے انھوں نے ''تفسیر احسن البیان مع الافادات والاضافات'' کا نام دیا ہے، ان کے ہاتھ کی اپنی تحریر سے پندرہ رجسٹروں میں محفوظ ہے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد دو ہزار ایک سو پچھتر (۲۱۷۵) ہے۔ اس مفصل اردو تفسیر کی پہلی جلد کی کمپوزنگ بھی ہو چکی تھی اور اس کی تصحیح اور نظر ثانی سے بھی فارغ ہو گئے تھے البتہ اولین منصوبے کے مطابق پانچ پاروں کی تفسیر کو ایک جلد میں لانا چاہتے تھے لیکن اس کی ضخامت ایک ہزار صفحات سے زیادہ کی ہو رہی تھی، اس لیے اس کی اشاعت روک دینی پڑی، بعد میں ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ پہلی جلد صرف سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہو گی۔ لیکن اس درجہ بندی کے مطابق بھی پہلی جلد کی اشاعت کسی وجہ سے نہیں ہو سکی۔ ممکن ہے یہ خیال آیا ہو کہ پہلے تفسیر مکمل ہو جائے، پھر اس کی اشاعت کا مرحلہ طے کیا جائے گا۔

اہل علم دوستوں سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ تفسیر احسن البیان جو اس وقت ہمارے سامنے ہے، اس کا اولین مسودہ تین جلدوں پر مشتمل تھا، مکتبہ دارالسلام کی درخواست پر حافظ صاحب نے خود اس کی تلخیص فرمائی تھی اور اسے تین جلدوں سے ایک جلد بنا کر دارالسلام کے سپرد کر دیا تھا۔ تفسیر احسن البیان کا یہی نقش اولیں ہے جسے دارالسلام نے شائع کیا۔ کسے خبر تھی کہ سعودی عرب کی دینی وزارت کا مشہور ادارہ مجمع ملک فہد جو پوری دنیا میں قرآن کریم اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے شائع کرنے میں ممتاز ہے، اس کو اپنے یہاں اشاعت کے لیے منظور کرلے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو غیر مسبوق مقبولیت عطا فرمائے گا۔ آج اردو حلقوں میں یہ تفسیر ہر جگہ پائی جاتی ہے، بے شمار ادارے ہیں جو مختلف انداز میں اسے شائع کر رہے ہیں اور الحمدللہ اب یہ اردو زبان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی تفسیر بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو حافظ صاحب کے حق میں صدقۂ جاریہ کی حیثیت سے قبول فرمائے۔

فاضل دوستوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تفسیر احسن البیان کا اولین مسودہ جو تین جلدوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشتمل تھا، کمپوز کیا ہوا اصلی حالت میں حافظ صاحب کے گھر موجود ہے اور اب منصوبہ یہ ہے کہ جس قدر غیر مطبوعہ مفصل تفسیر ہو چکی ہے، اس کے آگے اسی اولین ایڈیشن کے مسودے کو شامل کر کے اس کی تکمیل کر دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں جب کہ حافظ صاحب کا مقصد کچھ اور تھا، وہ پانچ چھ جلدوں کی ایک مکمل اردو تفسیر لکھنا چاہتے تھے۔ اگر اولین مسودہ ہی شائع کرنا ہوتا تو نئے سرے سے مفصل تفسیر کیوں لکھتے۔ یہاں ایک مختصر سی میری تجویز یہ ہوگی کہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر (۷۰) سے آگے کی تفسیر ترتیب دیتے ہوئے یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ تفسیر کی تفصیل کرتے ہوئے کن پہلوؤں اور گوشوں کو حافظ صاحب نے ابھارا ہے، اگر وہ گرفت میں آ جائیں تو یکسانیت برقرار رکھنے کے لیے باقی سورتوں کی تفسیر میں بھی ممکن حد تک اضافہ کر دیا جائے، البتہ یہ اضافہ علامتوں کے ذریعے ممتاز کر لیا جائے تاکہ حافظ صاحب کی اپنی تفسیر میں وہ ضم نہ ہونے پائے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف حفظہ اللہ نے بتایا کہ الحمدللہ تفسیر احسن البیان (مفصل) پر کام جاری ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کی اشاعت ''المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی'' سے ہوگی۔ حافظ عثمان یوسف صاحب سے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ تفسیر احسن البیان کا اولین مسودہ جو تین جلدوں پر مشتمل تھا، اسے بھی کسی ادارہ سے شائع کرا دیں تاکہ حافظ صاحب کی تفسیر کے تعلق سے تمام تحریریں محفوظ ہو جائیں۔

حافظ عثمان یوسف حفظہ اللہ کے عطا فرمودہ غیر مطبوعہ تفسیر کے جو اوراق مجھے حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ کے توسط سے پہنچے ہیں، ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب نے از سر نو تفسیر تحریر فرمائی ہے۔ جہاں مطبوعہ تفسیر کا کوئی حصہ انھیں لینا تھا، اس کی زیراکس کاپی وہاں چسپاں کر دی گئی ہے۔

اس غیر مطبوعہ تفسیر کا ایک نمونہ حافظ صاحب نے اپنی مشہور و مقبول کتاب ''رسوماتِ محرم الحرام اور سانحہ کربلا'' کے جدید ایڈیشن میں جو بعض تبدیلیوں اور اضافوں کے بعد محمد فہد حارث کی تعلیقات و حواشی سے مزین ہو کر ''فضائل صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور مسائل و واقعات محرم الحرام'' کے نام سے ''حارث پبلی کیشنز'' سے شائع ہوا ہے، نقل کیا ہے، قارئین ذی اکرام کے مطالعہ کے لیے اسے یہاں درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، اسی سے مفصل اردو تفسیر کی ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جھلک دیکھنے کا ہمیں موقع مل سکے گا۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''راقم نے اپنی تفسیر ''احسن البیان'' میں اضافوں کا کام شروع کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں سورۃ المائدۃ کی آیت: {قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ} [۱۱۹] کی تفسیر میں حسب ذیل اضافہ، مسئلہ زیر بحث کے بارے میں بھی کیا ہے، قارئین اور اہل علم وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ وھو ھذا:

تفسیری اضافہ:

ان سچوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کے وہ خصوصی الفاظ استعمال فرمائے جو اس نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے سچے پیروکاروں کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔ (التوبہ:۱۰۰) ''رضی اللہ عنہ'' کا مطلب ہے کہ ان کی اطاعت کیشی پر اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ ''ورضوا عنہ'' کا مطلب ہے کہ اہل ایمان اللہ کی اس توفیق پر اللہ سے راضی اور مسرور ہیں کہ اس نے ان کو اعمال صالحہ اختیار کرنے کی نعمت سے نوازا اور قیامت کے دن جب ان کو ان کا صلہ (اجر وثواب) ملے گا تو ان کی خوشی اور دوبالا ہو جائے گی اور وہ بھی اللہ سے راضی ہو جائیں گے۔ اہل ایمان کے لیے یہ اصل اور بڑی کامیابی ہے جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔

اہل سنت کی خاص اصطلاح یا شعار:

یہاں اس بات کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کی یہ اصطلاح لغوی معنی ومفہوم کے اعتبار سے اگرچہ ہر مومن صادق کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے جیسے کہ یہاں مومنین صادقین کے لیے استعمال ہوئی ہے لیکن کون مومن صادق ہے اور کون نہیں ہے؟ اس کا متعین طور پر فیصلہ دنیا میں نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اس کا تعلق اللہ کے علم سے ہے، اہل دنیا اس کو نہیں جان سکتے، البتہ قیامت کے دن جو مومن صادق ہوگا، اس کے مطابق اس کو صلہ ملے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان مومنین صادقین ہی کے لیے استعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے ہیں جو جنت کے مستحق قرار پا گئے ہیں۔ تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک پاک باز اور مقدس گروہ ایسا ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے متعین طور پر ان کے لیے {أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ} [الانفال:۷۴]، {أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ} [الحجرات:۷] اور ان کے قلبی مومن ہونے کی گواہی دینے کے ساتھ ان سے اپنی رضامندی کا بھی اعلان فرمایا ہے: {لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ} [الفتح:۱۸] وغیرھا من الآیات۔

مذکورہ اعزازات کا اعلان دنیا ہی میں اپنے کلام پاک کے ذریعے سے فرما دیا ہے، اس لیے متعین طور پر ان کا ''رضی اللہ عنہم'' کا مصداق ہونا ثابت ہے جس کا مصداق متعین طور پر کسی غیر صحابی کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے اہل سنت نے ''رضی اللہ عنہم'' کا استعمال صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ کسی غیر صحابی کے لیے، چاہے علم وفضل اور ورع وتقوی میں وہ امتیازی مقام کا حامل ہو، رضی اللہ عنہ کا استعمال غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ اس کے لیے صرف دعائیہ کلمات ہی جائز ہیں، جیسے رحمہ اللہ، غفر اللہ لہ، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ کیونکہ ان کے جنتی ہونے کا علم حساب کتاب کے بعد ہی ہوگا۔

یہ اصطلاح ایسے ہی ہے جیسے ہمارے عرف میں ''رحمہ اللہ'' یا ''رحمۃ اللہ علیہ'' وغیرہ دعائیہ کلمات صرف مرحومین (فوت شدگان) کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، اس پر اللہ کی رحمت ہو، اللہ اس کی مغفرت فرمائے وغیرہ۔ جب کہ اللہ کی رحمت ومغفرت کے محتاج زندہ افراد بھی ہیں، اس لیے بطور دعا، لغوی معنی کے اعتبار سے، زندہ لوگوں کے لیے بھی یہ لفظ بولے جا سکتے ہیں، لیکن چونکہ اصطلاحی طور پر یہ الفاظ ہمارے عرف اور رواج میں صرف مرحومین ہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور کسی زندہ شخص کے لیے استعمال نہیں کیے جاتے، اس لیے زندہ اشخاص کے لیے ان کا استعمال صحیح نہیں ہوگا۔

اس کی ایک دوسری مثال ''علیہ السلام'' کی ہے، یہ بھی اہل سنت کے ہاں بطور اصطلاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف نبی ورسول ہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، کسی غیر نبی کے لیے نہیں، حالانکہ لغوی معنی کے اعتبار سے اس کے معنی وہی ہیں جو''السلام علیکم'' کے ہیں، لیکن یہ اصطلاح بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہوگئی ہے، اس لیے کسی غیر نبی کے لیے اس کا استعمال غیر صحیح ہے''۔ (ص: ۱۴۲-۱۴۴)

شیعہ حضرات جس طرح اپنے ائمہ کے لیے''علیہ السلام'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اس کے پیچھے جو عقائد پوشیدہ ہیں اور اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے جس طرح اہل سنت کے علمی سرمایہ سے دلائل دیتے ہیں، اگر آپ مسئلہ زیر بحث کے تعلق سے ان تفصیلات سے واقف ہیں تو پتا چلے گا کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنے اس تفسیری حاشیہ میں کیسی مدلل، مسکت اور دلوں میں اتر جانے والی گفتگو فرمائی ہے اور شیعی فکر اور عقیدہ کی جڑ کاٹ دی ہے۔

غیر مطبوعہ تفسیر کا ایک حاشیہ اور ملاحظہ فرمالیں، وہ بھی ایک بڑے اہم مسئلے سے متعلق ہے اور تفسیر قرآن کے بڑے مباحث میں سے ایک ہے۔ واقعہ اسراء ومعراج کوئی روحانی مشاہدہ تھا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے جسم اطہر کے ساتھ اس سفر پر لے جایا گیا تھا؟ جو حضرات معجزات پر ایمان ویقین نہیں رکھتے، وہ اس واقعہ کی عجیب وغریب توجیہ پیش کرتے ہیں، حافظ صاحب نے اپنی اس غیر مطبوعہ تفسیر میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، فوائد کی سرخی قائم کر کے لکھتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے''اسراء'' کا یہ واقعہ نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس سے یہ واضح ہے کہ یہ واقعہ کوئی روحانی مشاہدہ نہیں تھا بلکہ مع الجسد (جسمانی) تھا۔ اس لیے کہ اسری، بندے کے چلنے پر، اور متعدی ہونے کے بعد''لے گیا'' پر دلالت کرتا ہے اور لے جانا خالی روح کا نہیں ہوتا بلکہ جسم کو کہا جاتا ہے جس میں روح زندگی کی لہر بن کر دوڑتی پھرتی اور جسم کو لیے پھرتی ہے۔ یہ دونوں الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ''اسراء'' جسد عنصری کے ساتھ ہوا، نہ کہ خالی روح کے ساتھ، اس لیے اس کو روحانی مشاہدہ قرار دینا نص قرآنی کے خلاف اور اس کا انکار ہے۔ ایک مسلمان نص قرآنی کو نہیں جھٹلا سکتا۔ یہ کام صرف ملحدوں اور زندیقوں کا ہے، وہ اپنی عقل خام کو ہی سب کچھ سمجھتے اور اس کی بنیاد پر اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں آسمانی فضاؤں میں آکسیجن کا مسئلہ ہے جس کے بغیر انسان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

زندہ نہیں رہ سکتا۔ خلانوردوں کو جو آسمانوں پر بھیجا جاتا ہے، ان کو آکسیجن کی ایک خاص مقدار مہیا کی جاتی ہے، جس سے وہ زندہ رہتا ہے (مسودہ میں اسی طرح ہے جب کہ موقع ''رہتے ہیں'' کا ہے)۔ حالانکہ اس مثال سے تو معراج کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلانے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے جو ہر چیز کا خالق بھی ہے اور ہر طرح کی قدرتوں کا مالک بھی۔ اس کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ وہ آسمانوں پر اپنے پیغمبر کو بلا کر، وہاں ان کو جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی تھی، وہ ان کو مہیا کرنے سے قاصر ہوتا۔ یہ ہماری خام خیالی ہے کہ ہم اللہ کی قدرت وطاقت کو انسانی قدرت وطاقت کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور جو چیز انسانی قدرت وطاقت سے باہر ہے، ہم خیال کرتے ہیں کہ اللہ کے لیے بھی مشکل ہوگی۔ گویا اس معجزے کا انکار دراصل اللہ کی بے پایاں قدرتوں کے انکار پر مبنی ہے، ورنہ اللہ کی قدرتوں پر یقین رکھنے والوں کے لیے اسراء ومعراج میں کوئی استحالہ نہیں۔ معجزہ نام ہی ایسے خرق عادت واقعے کے ظہور کا ہے جو ظاہری اسباب اور عام عادات کے خلاف، اور انسانی طاقت سے بالا ہو''۔

اہل سنت کے کئی ایک مفسرین نے اپنی اردو تفاسیر اس مسئلے پر طول طویل بحثیں کی ہیں اور منکرین معجزات کی تردید کی ہے لیکن ان تمام مفسرین کے درمیان حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے ''اسراء اور معراج'' کے مسئلے کو کتنی سادگی اور مدلل انداز میں پیش کر کے ملحدین اور زندیقوں کی زبان بند کر دی ہے۔ تحریر میں کتنی نفاست اور اسلوب میں کتنی جاذبیت ہے، مندرجہ بالا اقتباس اس کی وضاحت کے لیے کافی ہے۔

اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ مفصل تفسیر جلد منصۂ شہود پر آئے، ذمہ داران اور اہل خانہ کے لیے آسانیاں فراہم کرے۔ محترم حافظ عثمان یوسف اور محترم حافظ شاہد رفیق حفظہما اللہ کا انتہائی مشکور وممنون ہوں کہ دونوں فاضل دوستوں نے نہ صرف اس غیر مطبوعہ مفصل تفسیر کی خبر دی بلکہ اس کے متعلق تمام تفصیلات بھی فراہم کیں اور غیر مطبوعہ تفسیر یعنی اصل مسودے کے چند اوراق بھی ارسال کیے جن کی مدد سے حافظ صاحب کی اس تفسیر کا تعارف ممکن ہو سکا۔ اللہ دونوں صاحبان کو خوش رکھے اور اپنے دین کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، آمین۔ راقم نے محترم حافظ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عثان یوسف صاحب سے درخواست کی ہے کہ غیر مطبوعہ تفسیر کے سلسلے میں مزید معلومات فراہم کردیں تو اس پر ایک مفصل مقالہ ہی تیار کردیا جائے۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ انھوں نے میری درخواست قبول کرلی ہے، وہ جلد ہی ان شاء اللہ اس تعلق سے کوئی قدم اٹھائیں گے۔

دو عظیم اور مہتم بالشان تفسیروں پر نظرِ ثانی

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو اللہ نے یہ سعادت بھی بخشی کہ انھوں نے دو بڑی تفسیروں پر نظرِ ثانی فرمائی اور انھیں قابل اشاعت بنا کر قارئین کے سامنے پیش کیا۔ کسی صاحب علم کے کیے ہوئے کام پر نظرِ ثانی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بسا اوقات اس میں اصل تصنیف سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ مصنف یا مترجم کے مخصوص اسلوب کو باقی رکھتے ہوئے اس میں زبان وبیان کی کمیوں کو دور کرنا خاصا دشوار کام ہے۔ نظرِ ثانی کرتے وقت یہ بھی دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ مصنف کی کوئی بات خلاف واقعہ یا حقائق کے خلاف تو نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ جس موضوع کی کتاب پر نظرِ ثانی کی جارہی ہے، نظرِ ثانی کرنے والے کا اس موضوع کے مالہ وماعلیہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جس علم وفضل سے نوازا تھا، ان کا مطالعہ جس قدر گہرا اور وسیع تھا اور قرآن کے ترجمہ وتفسیر اور دیگر علوم قرآنی کے مباحث پر ان کی گرفت جتنی مضبوط تھی، واقعہ یہ ہے کہ وہی اس مہتم بالشان کام کے لیے زیادہ موزوں تھے اور تفسیر سعدی کے اردو ترجمے اور نواب صدیق حسن خاں کی اردو تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کی تسہیل وتہذیب پر نظرِ ثانی کے لیے ان کا انتخاب بہت مناسب تھا۔ تفسیر سعدی کا اردو ترجمہ تو مکمل صورت میں دستیاب ہے لیکن ترجمان القرآن کی ابھی چار جلدیں شائع ہوئی ہیں۔

(۸) تفسیر سعدی

شیخ عبدالرحمن ناصر سعدی رحمہ اللہ کی عربی تفسیر ''تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان'' کا یہ اردو ترجمہ ''تفسیر سعدی'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ عربی تفسیر کے ترجمے کی خدمت پروفیسر طیب شاہین لودھی نے انجام دی ہے جب کہ متن قرآن کا ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف کا ہے۔

یہ جدید عربی تفاسیر میں ایک نہایت ممتاز تفسیر ہے جو حسب ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- یہ اسرائیلی اور ضعیف روایات سے پاک ہے۔
- اس میں صرفی ونحوی مباحث اور الفاظ کی لغوی تحقیق سے بھی بالعموم احتراز کیا گیا ہے۔
- احادیث کے حوالوں کا بھی اس میں زیادہ التزام نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس کا منہج سلفی تفاسیر کے عین مطابق ہے۔
- فقہی اختلافات سے بھی بالعموم گریز کیا گیا ہے۔
- بغیر کسی ادعا کے ربط آیات کا ایسا التزام ہے جو تکلف وتعمق سے پاک ہے۔
- نہایت سادہ اور سلیس عربی میں ہر آیت کا مفہوم فاضل مفسر نے اپنی خداداد فہم اور قرآنی بصیرت کی روشنی میں واضح کیا ہے۔
- قصص وواقعات سے عبر وحکم کا استنباط بھی خوب اور نہایت عجیب ہے۔
- اسی طرح بعض آیات سے مسائل کا استنباط واستخراج بھی قابل داد ہے۔
- غیر ضروری اور لاطائل مباحث سے بھی یہ تفسیر پاک ہے۔
- حشو وزوائد اور خواہ مخواہ کی طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔

ترجمہ اور نظر ثانی کی نوعیت بیان کرتے ہوئے ناشر نے لکھا ہے:

''ترجمے کا کام ایک مشاق، ماہر اور معروف شخصیت جناب پروفیسر طیب شاہین لودھی ح ﷾ (آف ملتان) نے کیا ہے اور نظر ثانی، تنقیح وتہذیب اور حسب ضرورت تعلیق و حواشی کا کام جناب حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ دارالسلام لاہور نے کیا ہے''۔ (جلد اول، ص:٦)

متن قرآن کے اردو ترجمہ سے متعلق مولانا عبدالمالک مجاہد لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ جو ترجمہ لگایا گیا ہے، وہ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کا تیار کردہ لفظی ترجمہ ہے۔ تفسیر کے ضمن میں جو آیات یا آیتوں کے ٹکڑے ہیں، وہاں کسی مخصوص ترجمے کی پابندی نہیں کی گئی۔ اس لیے متن کے ترجمے اور دوران تفسیر میں آنے والی آیات کے ترجمے میں فرق واختلاف ہے''۔ (جلد اول، ص:٦)

تفسیر کی جلد اول کے آغاز میں حافظ صاحب کی ایک پندرہ صفحات پر مشتمل تحریر ''فضائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وآداب قرآن‘‘ کے نام سے شامل ہے۔اس میں انھوں نے قرآن کی مختلف سورتوں اور آیات کی فضیلت جو صحیح احادیث میں موجود ہے، ذکر کی ہیں، احادیث کی جامع تشریح کی ہے اور قرآن کی تلاوت کے آداب بیان کیے ہیں۔حافظ صاحب نے اس میں قرآن مجید کے فہم اور تدبر پر زور دینے کے ساتھ اس کے احکام اور تعلیمات پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ان کی اس تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ’’قرآن کریم پر تدبر اور اسے سمجھنے سے اصل مقصد اللہ کی مرضی ومنشا معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ہو، نہ کہ محض اس کے لطائف ودقائق اور اس کے اسرار وغوامض سے واقفیت حاصل کرنا۔کیوں کہ یہ واقفیت تو عربوں کو حاصل ہے، ان کی زبان عربی ہے اور اس بنا پر وہ قرآن کے معانی ومطالب سے نا آشنا نہیں ہیں۔لیکن چوں کہ ان کا عمل قرآن پر نہیں ہے، اس لیے دیگر مسلمانوں کی طرح وہ بھی دنیا میں مغلوب ہی ہیں۔۳۰/لاکھ یہودی گیارہ کروڑ عربوں پر حاوی ہیں۔یہ قرآن سے اعراض وگریز کی وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس دنیا ہی میں دے رہا ہے۔اس لیے قرآن کو سمجھ لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور جب تک مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی قرآن کے سانچے میں نہیں ڈھلے گی، ان کے شب وروز کے معمولات قرآنی ہدایات کے تابع نہیں ہوں گے اور مسلمان قرآن کو اپنا رہنمائے زندگی تسلیم نہیں کریں گے، ان کی ذلت وادبار کا یہ دور ختم نہیں ہوگا، ان کی مشکلات کم نہیں ہوں گی اور ان کی وہ عظمت رفتہ بحال نہیں ہوگی جس کے وہ خواہش مند ہیں اور جس سے قرون اولیٰ کے مسلمان بہرہ یاب تھے۔اقبال رحمہ اللہ نے سچ کہا تھا:
>
> وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
> اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر‘‘

(جلد اول، ص:٦٧)

حافظ صاحب کی یہ تحریر ’’فضائل وآداب قرآن‘‘ کتابچہ کی شکل میں مکتبہ ضیاء الحدیث، گڑھی شاہو، لاہور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(۹) ترجمان القرآن بلطائف البیان

"ترجمان القرآن بلطائف البیان" نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی کی اردو تفسیر ہے۔ عمر کے آخری دور ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۵ء) میں لکھنا شروع کی تھی۔ پہلے انتیسویں اور تیسویں دو پاروں کی تفسیر ایک جلد میں مکمل کی۔ اس کے بعد ابتدائے قرآن یعنی سورہ فاتحہ سے آغاز کیا اور سورہ کہف کے آخر تک چھ جلدیں سپرد قلم کیں۔ اس طرح سات جلدیں تکمیل کو پہنچ گئیں تو اپنے شاگرد رشید اور ممتاز عالم سید ذوالفقار احمد نقوی (م ۲۱ر محرم ۱۳۴۰ھ ۔ ۲۴ر ستمبر ۱۹۲۱ء) سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور قویٰ میں اضمحلال آ گیا ہے، اس لیے اس سے آگے تفسیر لکھنا میرے لیے ممکن نہیں، البتہ دوسرے موضوعات سے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں اور رسالے لکھ سکتا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ سورہ مریم سے سورہ تحریم تک تفسیر آپ لکھیں۔ سید ذوالفقار احمد نے پہلے تو عذر پیش کیے لیکن جب ۲۹ر جمادی الاخری ۱۳۰۷ھ (۱۷ر فروری ۱۸۹۰ء) کو نواب صاحب وفات پا گئے تو سید صاحب ممدوح نے اس اہم کام کی تکمیل کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے ۲۳ر صفر ۱۳۰۸ھ (۸ر اکتوبر ۱۸۹۰ء) کو چہار شنبہ اور پنج شنبہ کی درمیانی رات کو اس کار خیر کا آغاز کیا اور ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ (اپریل ۱۸۹۸ء) میں آٹھ جلدیں لکھ ڈالیں۔ اس طرح پندرہ جلدوں میں تفسیر مکمل ہو گئی۔ یہ تفسیر سب سے پہلے مطبع احمدی لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ بڑی تقطیع کے تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ پاکستان کے ایک ادارے نے اس تفسیر کا دوسرا ایڈیشن بھی جوں کا توں شائع کیا تھا۔

اب اس تفسیر کا ایک جدید ایڈیشن "دار ابی الطیب" سے تسہیل وتہذیب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ تسہیل کی خدمت محترم محمد یحییٰ قریشی نے انجام دی ہے، تخریج کا کام حافظ حامد مشتاق فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کیا ہے جب کہ تصحیح، تنقیح اور نظر ثانی کا صبر آزما مرحلہ حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ شاہد رفیق فاضل مدینہ یونیورسٹی نے طے کیا ہے۔ اب تک اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں: جلد اول پر حافظ صلاح الدین یوسف نے "گزارش احوال واقعی" کے عنوان سے پیش لفظ لکھا ہے جس میں انھوں نے اس تفسیر کی اہمیت اور قدر وقیمت بتاتے ہوئے جدید ایڈیشن کے منصۂ شہود پر آنے کی مفصل روداد لکھی ہے جو باعث عبرت بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کویت کا مشہور سلفی ادارہ ''جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی'' اس علمی پروجیکٹ کی سرپرستی کررہا ہے اور اس نے اصحاب فضل وکمال کی خدمات حاصل کرکے اس کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل اس طرح کی تفسیر شائع کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اللہ تمام معاونین اور متعلقین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی نگرانی میں یہ کام جاری تھا، اب ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے صاحب علم اور بزرگ کی سرپرستی میں ان شاء اللہ یہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ محترم حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ سے معلوم ہوا ہے کہ انتیسویں اور تیسویں پارے کی تفسیر کے علاوہ باقی جلدیں ''تکملہ ترجمان القرآن'' کے نام سے شائع ہوں گی۔

تسہیل وتہذیب شدہ اس ایڈیشن میں جو اہم تبدیلیاں اور ضروری اضافے کیے گئے ہیں، اس کی تفصیل محترم حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ نے جدید اشاعت پر اپنے مقدمے بہ عنوان ''تفسیر ترجمان القرآن: تعارف اور اسلوب'' میں بیان کردی ہے، جس کی تلخیص پیش خدمت ہے:

- نواب صاحب نے اپنی اردو تفسیر میں متن قرآن کا ترجمہ خود نہ کرکے شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ معمولی ترمیم کے ساتھ شائع کیا تھا۔ نئے ایڈیشن میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اور مولانا عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ کا مشترکہ اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔
- تفسیر میں مذکور تمام احادیث وآثار کی مقدور بھر تحقیق وتخریج کی گئی ہے۔
- عربی وفارسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ کردیا گیا ہے۔
- تفسیری مباحث میں مذکور اسلامی تراث کے اقتباسات اور عبارتوں کا اصل سے تقابل کرلیا گیا ہے۔
- مناسب عناوین اور ذیلی سرخیوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- حسب ضرورت بعض مقامات پر تعلیقات وحواشی کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- حتی الوسع جدید اردو قواعد املا کی رعایت کی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ نواب صاحب کی یہ اردو تفسیر ایک موسوعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ماثور کتب تفاسیر کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ اس تفسیر کا الگ سے تجزیاتی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تفسیر کی مکمل اشاعت کے بعد ان شاء اللہ اس جانب بھی توجہ دی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر احسن البیان پر جامعات میں تحقیقی مقالے

تفسیر احسن البیان اردو زبان کی معاصر تفاسیر میں اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ اس کے مصنف کی زندگی میں ہی اس پر ہماری یونیورسٹیوں اور جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی شروع ہو چکی تھی جب کہ عموماً ہماری جامعات ان علمی شخصیات پر ریسرچ کراتی ہیں جو وفات پا چکی ہیں، زندہ شخصیات پر تحقیقی کام شاذ و نادر ہی کرائے جاتے ہیں۔ یہ ریسرچ اور تحقیق تفسیر کی مقبولیت کی دلیل ہے اور واقعہ یہی ہے کہ یہ تفسیر اسلامی تراث سے براہِ راست استفادے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے اور اس نے عصری مسائل و موضوعات کو بھی اپنے دامن میں جگہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور ہر دور کے مسائل و مشکلات کا حل اس میں موجود ہے، شرط صرف یہ ہے کہ اس تفسیر کو مسلکی عصبیت اور حزبیت پسندی سے اوپر اٹھ کر پڑھا جائے۔
حافظ صاحب کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف سلمہ نے دو تحقیقی مقالات کی تصویر ہمیں بھیجی ہے، ایک مقالہ خود ان کا اپنا ہے جو انھوں نے ایم فل کے لیے لکھا ہے جس کا عنوان ہے: ''تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف کے سیرتی مباحث کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ''۔ یہ مقالہ سیشن ۲۰۱۷ء-۲۰۱۹ء میں ڈاکٹر رانا خالد مدنی، ڈائرکٹر سیرت چیئر، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی نگرانی میں لکھا گیا اور سیرت چیئر، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور میں پیش کیا گیا۔ دوسرے مقالے کا عنوان ہے: تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف کے منہج و اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ''۔ ماشطہ رحمن نے یہ مقالہ سیشن ۲۰۱۷ء-۲۰۱۹ء میں ایم فل کے لیے لکھا ہے اور اس کو انھوں نے ''شعبۂ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور'' میں پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی ان بیش قیمت قرآنی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ حیرت ہوتی ہے کہ فردِ واحد نے کتاب الٰہی کی کس کس انداز سے خدمت انجام دے دی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا ان کے اوپر خاص فضل و کرم تھا کہ ان کے اوقات میں اس نے برکت عطا کی اور وہ قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کی سعادت سے بہرہ یاب ہو سکے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے اس مخلص خادم کو اپنے مقبول و محبوب بندوں کی صف میں جگہ دے گا۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر احسن البیان اور متداول اردو تفسیریں: ایک تقابلی مطالعہ

شعبان بیدار

(استاد جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں)

کچھ سالوں پہلے اہل حدیث مدارس میں تفسیر قرآن پر وہ توجہ نہیں ہوا کرتی تھی جس کا قرآن مقدس حق دار ہے بالعموم لوگ حدیث کی کتابوں کی گھنٹیاں زیادہ اختیار کرتے اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ اس میں شرف بھی زیادہ محسوس کرتے۔ پھر ہر مدرسہ میں حدیث، اصول حدیث اور دیگر فنون میں کوئی نہ کوئی استاد شہرت رکھتا تھا مگر تفسیر قرآن کی ایسی کوئی خصوصی وابستگی کم نظر آتی تھی جیسی دیگر فنون میں ہوا کرتی تھی۔ بدقسمتی سے بعض اساتذہ محض ترجمہ اور پھر ترجمہ کا مفہوم ہی اپنی زبان میں دہرا کر تدریس کا فریضہ بھی کچھ اس طرح انجام دیتے تھے کہ طلباء کے اندر قرآن فہمی اور تفسیر قرآن سے مطلوب معنی میں دل چسپی اور وابستگی پیدا نہیں ہو پاتی تھی۔

سنت رسول اللہ ہی قرآن کا شرح و بیان ہے، اس میں شک بھی کفر و زندقہ ہے اور جس قدر احادیث رسول میں گہرائی و گیرائی پائی جائے گی آیات قرآنی کے معانی اور اس کی مراد تک پہنچنا اسی قدر آسان ہوگا۔ اس سے فہم قرآن کے دروازے بڑی سہولت سے کھلتے ہیں اور کتاب اللہ کے شہرستان معانی تک پہنچنے کے لیے عقل و منطق کی لایعنی بحثوں کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔ بایں ہمہ سنت رسول اللہ سے اعتنا اور کتاب اللہ سے فنی اور تدریسی حیثیت سے کم درجہ کی وابستگی ایسے ہی ہے جیسے بعض مکاتب فکر کے یہاں کتاب و سنت اور کتب فقہ کے مابین روا رکھا جاتا ہے۔

یہ حضرات کتب فقہ کی بابت یہ تصور رکھتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کسی نہ کسی انداز میں کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ چونکہ قرآن وسنت کا حاصل فہم فقہ کی کتابوں میں جمع کر دیا گیا اور علماء کرام نے زندگی کے تمام پیش آمدہ مسائل کا حل اور ان کے اصول وضوابط کتاب وسنت کے گہرے مطالعے کی روشنی میں اکٹھا فرما دیا ہے اس لیے کتب فقہ اور اصول فقہ پر توجہ کرنے سے ہمیں کتاب وسنت کا فہم بھی حاصل ہو جائے گا کہ فقہی کتابیں دراصل قرآن حدیث کا نچوڑ ہیں۔

یہ تشبیہ من کل الوجوہ ہرگز نہیں ہے اور نہ تو وہ صورت حال مدارس اہل حدیث میں موجود ہے کیونکہ ایک طرف معاملہ فقہی جمود کا ہے اور دوسری طرف معاملہ فکر وعمل اور الفت ومحبت یا استفادہ ومطالعہ کے بجائے علمی اور فنی نوعیت کا ہے لیکن اس صراحت کے باوجود عین ممکن ہے ہمارے بزرگوں کو یہ بات بری لگے مگر واقع وہی ہے جس کی گزشتہ سطور میں وضاحت کی گئی ہے۔

یہاں ان چند حضرات کا ذکر ضروری ہو جاتا ہے جنھیں قرآن سے وابستگی کی چند عشروں سے شہرت ملی ہوئی ہے مگر واقعی صورت حال یہ ہے کہ۔

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما\
لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

تو یہاں جو مطالعہ قرآن کی تحریک شروع ہوئی اس کی وجہ یہ رہی کہ ان کے یہاں پہلے استخفاف حدیث اور انکار حدیث کے رویے مضبوط ہونے شروع ہوئے اور رسول کی حدیثوں سے اپنی قلت علم کے سبب یہ حضرات بدظنی کا شکار رہے، یہ صورت حال متقاضی ہوئی توجہ الی القرآن کی کیونکہ قرآن سے شرح قرآن کو جزئی یا کلی طور پر منقطع کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شرح قرآن کے نام پر انھی خانہ زاد آراء وافکار کو تفسیر قرآن کی حیثیت ملنے لگی بلکہ سلف سے چلے آرہے فہم قرآن کے اصول ومبادی بھی انھوں نے تبدیل کر ڈالے۔ ہر شر میں چونکہ کچھ خیر بھی ہوتا ہے تو اس لحاظ سے ان کے یہاں مضبوط تفسیری لٹریچر تیار ہوا۔ قارئین توجہ قائم رکھیں یہاں تفسیری لٹریچر کی تعبیر میں نے بالقصد استعمال کی ہے جو خیر وشر دونوں جوانب کی رعایت میں ہے۔

یہ سطور میرے موضوع کا کسی طور سے حصہ نہیں ہیں مگر میں نے اپنے موضوعی مزاج سے انحراف کرتے ہوئے یہ باتیں اس لیے رقم کر دیں کہ ان کے اظہار کا اس سے بہتر موقع بھی اب تک دستیاب نہیں ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موضوع پر قلم اٹھانے کا بالیقین میں اہل نہیں تھا اور مجھے معذرت کر لینا چاہیے تھا۔ ایک تو میرے اپنے حالات اور دوسری چیز علمی بے بضاعتی مگر میں نے یہ موضوع برادر مکرم ابوالمیزان حفظہ اللہ کے اصرار اور اپنے ادنی ذوق کے سبب اختیار کیا۔ قارئین خوب یاد رکھیں کہ تعبیر میں نے ذوق اختیار کی ہے جو بہت دفعہ علم سے آگے کا مرحلہ ہوتا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذوق ذرا نیچے کا مقام ہوا کرتا ہے۔

اس ذوق کی کہانی بھی مختصرا رقم کر دینی ضروری سمجھتا ہوں۔

دراصل کلیۃ الصفا ڈومریا گنج میں جب تدریس کے مواقع ملے تو ابتدائی سالوں میں ترجمہ وتفسیر کا طریقہ تبدیل کر کے ''تفسیر موضوعی'' کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اداروں میں عموما نئی تبدیلیوں کا خیر مقدم نہیں ہوتا، میں چونکہ نیا نیا فارغ ہوا تھا پر جوش تھا سو یہ خدمت میرے حوالے کر دی گئی۔ میری خواہش تھی کہ مجھے ابتدائی سالوں کی کتابیں تدریس کے لیے ملیں لیکن بوجوہ ایسا نہیں ہوسکا اور تفسیر کی بیشتر کتابیں پڑھانے کا اتفاق ہوا بالخصوص تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر اور آزاد تفسیر کی تدریس کا موقع ملا جس کے سبب روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر سعدی، علوم القرآن کی بیشتر کتابیں زیر مطالعہ رہنے لگیں۔ بلوغ المرام کا بڑا شوق تھا مگر اس کا مطالبہ چہار جانب سے ہوا کرتا تھا۔ بہر کیف اصل میدان حدیث اور علوم حدیث کا تھا مگر تفسیر کی تدریس کے سبب رجحان تفسیر کا بنتا گیا جو الحمد للہ ہنوز باقی ہے۔ یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ کلیۃ الصفا کا چار سالہ تدریسی دور علم وفن اور تدریس کا زریں دور تھا۔ مجھے جو کچھ پڑھنے لکھنے کا اتفاق ہوا بنیادی طور پر کلیۃ الصفا کی مرہون منت ہے۔

عرض کرنے کا مقصود فقط یہ تھا کہ موضوع پر کام کرنے کے لیے مطلوبہ علم کے بجائے میرے پاس صرف رجحان کا سرمایہ ہے اور اسی کے سہارے مجھے اس موضوع کا حق بھی ادا کرنا ہے۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ نے جس زمانے میں تفسیر احسن البیان رقم فرمائی اس زمانے میں اردو زبان میں مختلف تفسیریں مدارس میں متداول تھیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ اور آج بھی ان کی وہی قدر باقی ہے۔ دیوبندی مکتب فکر میں مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر ''تفسیر ماجدی''، مولانا اشرف علی تھانوی کی ''بیان القرآن'' اور مفتی شفیع کی ''معارف القرآن'' کا بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلغلہ تھا۔ جماعت اسلامی کے مدارس اور اہل علم کے یہاں بنیادی طور پر میرے علم کی حد تک دو ہی تفسیریں معروف ہیں تفہیم القرآن از مولانا مودودی اور تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحی۔ ان تمام تفسیروں کے درمیان ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا الگ ہی مقام رہا۔ اہل حدیث حلقوں میں جہاں تک میری معرفت ہے جماعتی اور مسلکی حیثیت سے کسی متعین تفسیر کا رواج نہیں تھا۔ یا تو تفسیر بالماثور کے اردو تراجم تھے یا پھر عربی تفسیریں مثلاً تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر طبری وغیرہ۔ اردو زبان میں دیوبندی مکتب فکر میں مشہور تفسیروں کے علاوہ علامہ ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر اور احسن التفاسیر کا بھی ایک مقام تھا۔

مذکورہ تمام تفسیروں کے مفسرین کی تاریخ وفات اور تاریخ پیدائش پر نظر ڈالیے، یہ تمام تفسیریں معاصر تفسیریں ہیں نہ ان کے تمام مفسرین، لیکن متداول ہونے کی حیثیت سے یہ تمام تفسیریں معاصر تفسیریں ہیں۔ ان تفسیروں میں بالعموم تمام تفسیریں اپنے منہج، نظام فکر اور مقاصد کے لحاظ سے مختلف تھیں اس لیے ان کا تقابل ممکن ہی نہیں ہے۔ دو یا چند چیزوں میں تقابل کے لیے بہت ساری چیزوں کا یکساں ہونا ضروری ہوتا ہے بایں ہمہ چند سطور پیش خدمت ہیں۔

تفہیم القرآن جو مولانا مودودی نے تالیف فرمائی ہے اس کا ترجمہ بھی مولانا نے خود ہی کیا ہے اور یہ ترجمہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ان کے ترجمہ سے منہجی اختلاف ضرور کر سکتے ہیں لیکن آیات کے مفاہیم کو جس سلیقے سے انھوں نے اردو داں طبقے کے لیے آسان زبان میں منتقل کیا ہے اس کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر سامنے قرآن مقدس کی آیات رقم نہ ہوں تو آپ ایک مرتب دینی عبارت سمجھ بیٹھیے گا۔

سورہ واقعہ کی بعض آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے تو اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟''

(الواقعہ: ۴۷-۴۸)

عموماً دوسرے تراجم میں آپ یہی ترجمہ یوں پائیں گے:

''کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے۔۔۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دادا بھی؟"

ہر چند کہ دوسرے تراجم محتاط قسم کے ہیں اور یہ بہت اہم بات بھی ہے لیکن ایک عام مسلمان جسے بہت دفعہ صرف ترجمہ پڑھنے کی توفیق ہو پاتی ہے اس کے لیے مولانا مودودی کا ترجمہ بڑا کارآمد ہے۔

مولانا مودودی کی تفسیر چونکہ دعوتی ذہن کے لحاظ سے تیار کی گئی ہے اس لیے اس میں ان تمام خلجانات کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عام پڑھے لکھے بطور خاص نئے تعلیم یافتہ طبقے کو درپیش ہوتے ہیں۔ اس تفسیر میں منہجی کجی اگرچہ جابہ جا ملے گی اس کے باوجود مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر میں حدیث رسول سے جو بے اعتنائی پائی جاتی ہے وہ بات یہاں موجود نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا کے تفسیری اصول بنیادی طور پر وہی کچھ ہیں جو جمہور اہل سنت کے یہاں موجود ہیں۔ اگر کوئی انحراف ہے تو وہ اسی دائرے میں ہے۔

یہاں میرا اصل مقصود کچھ اور نہ ہوتا تو مولانا کی تفسیر میں فکر وعقیدہ کی جو کجی پائی جاتی ہے اس کا ذکر ضرور کرتا۔ اسماء وصفات بلکہ عقیدہ کے تمام مسائل میں مولانا کا وہی مسلک ہے جو احناف کا مروجہ مسلک ہے، مطلب مولانا کے یہاں بڑی گاڑھی تقلیدی حنفیت ہے۔ فروعات فقہ میں بھی مولانا کا نقطہ نظر وہی کچھ ہے اور یہ کچھ ایسی بری بات نہیں تھی لیکن مولانا جس حریت فکر کے داعی تھے اس کا رنگ ہم ہمیشہ فروعات کے بجائے مسلمات میں دیکھتے ہیں۔ فروعات میں تو مولانا اتحاد کے داعی نظر آتے ہیں مگر مسلمات میں ایسی توڑ پھوڑ مچاتے ہیں کہ زبان وبیان کی ساحرانہ ادائیں مولانا کام میں نہ لائیں تو احساسات کی خون آلود لاشوں کے انبار لگ جائیں۔

مولانا اصلاحی کی تفسیر "تدبر قرآن" بہر حال مولانا مودودی کی تفسیر کے مقابلے میں زیادہ گہری اور زیادہ علمی ہے کیونکہ مولانا اصلاحی نے تفسیر قرآن میں اپنی پوری زندگی صرف کی ہے اور اس پر ان کی پوری توجہ رہی ہے لیکن دونوں کے مقاصد میں بڑا فرق رہا ہے۔ مولانا مودودی کا مقصد دعوتی تھا جب کہ مولانا اصلاحی اپنے استاد مولانا فراہی کے نامکمل خاکوں میں رنگ بھرنا چاہتے تھے۔ علاوہ ازیں مولانا اصلاحی نے فہم قرآن کے وسائل کی جو درجہ بندی کی ہے وہ بھی ان کی تفسیر پر اثر انداز ہوئی ہے۔ فہم قرآن کے داخلی وسائل مولانا کے نزدیک قرآن کی زبان،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کا اندرونی نظم اور خود قرآن ہے۔

جب کہ حدیث رسول ان کے یہاں خارجی وسیلہ ہے اور پھر حدیث رسول میں وہ ایسی ناروا تقسیم فرماتے ہیں کہ یہ خارجی حیثیت بھی بہت کمزور رہ جاتی ہے۔ مثلاً خارجی وسائل میں پہلا درجہ سنت متواترہ ومشہورہ کو دیتے ہیں اور دوسرا درجہ احادیث وآثار کو دیتے ہیں۔ مولانا اصلاحی نے سنت رسول یا صرف سنت کے بجائے سنت متواترہ کا لفظ بالقصد استعمال فرمایا ہے، اس میں انکار حدیث کی وہ پوری دنیا سمائی ہوئی ہے جسے دیکھ کر آپ حیران وششدر رہ جائیں۔ یہ مزے کی بات دیکھیے احادیث کا تذکرہ آثار کے ساتھ کیا ہے حالانکہ جمہور اہل سنت اس قسم کے مواقع پر احادیث کا تذکرہ مستقلاً فرماتے ہیں۔ دراصل یہ انداز بھی مولانا کے استخفاف حدیث کا یہی جانا بوجھا انداز ہے۔ اور ایسا ہو بھی کیوں نہ کہ مولانا کے یہاں حدیث تفسیر کا یقینی ماخذ ہے ہی نہیں۔ اللہ جانے کیسے مولانا نے جاہلی ادب کے متمول اور غیر متمول کلام میں تفریق فرمائی اور ظنون واوہام کو یقین سے الگ فرمایا۔ اور اللہ ہی جانے کہ مولانا کی معرفت پسند نگاہ کو کیا خلجان درپیش ہوا کہ حدیث یقین کے درجے میں باقی نہ رہی۔ آپ فرماتے ہیں:

''تفسیر کے ظنی ماخذ وں --- یاد رہے ان ظنی ماخذوں میں آثار اور اسرائیلیات وغیرہ سبھی داخل ہیں --- میں سب سے اشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ ذخیرہ احادیث وآثار کا ہے اگر ان کی صحت کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوتا تو تفسیر میں ان کی وہی اہمیت ہوتی جو اہمیت سنت متواترہ کی بیان ہوئی ---'' (مقدمہ تدبر قرآن)

اب چونکہ مولانا کو حدیثوں کی صحت پر اعتماد نہیں تھا اس لیے مولانا نے حدیثوں کو تفسیر میں وہ مقام بھی نہیں دیا جو ان کا درجہ ہے۔ مولانا نے حدیثوں سے جو استفادہ بھی کیا ہے وہ اپنے مزاج کے تابع رکھ کر کیا حدیث کو ہرگز مقدم نہیں رکھا ہے۔ علی الاقل مولانا کی تفسیر سے حدیث رسول قرآن کی شارح ہے اس کا معمولی تصور بھی پیدا نہیں ہو پاتا اور شاید یہ مولانا کا مقصود بھی رہا ہو۔

ان تمام انحرافات کے باوجود یہ بات عرض کرنی ضروری ہے کہ متن قرآن کو کھولنے کا جو ملکہ اصلاحی صاحب کے یہاں موجود ہے وہ اردو زبان میں شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔ میں اس بات کی کوئی مثال دینے سے قبل ایک اس سے بھی ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منہج سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہٹے ہوئے اہل علم کے لیے منفیات کا اظہار بڑا آسان ہوتا ہے کوئی کمزور بات کہہ کر بھی آپ گزر سکتے ہیں لیکن مثبت چیزوں کے اظہار میں دو مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ طلباء یا عام لوگ قبل از وقت استفادہ بھی شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اس قسم کے ''تفسیری لٹریچر'' سے استفادہ عمر اور فکر کی پختگی کے بغیر مناسب نہیں۔ یہ بات اس لیے نہیں کہ ہم پابند کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہم آپ کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔ دراصل ادراک وشعور جب پختہ ہوتے ہیں تو آپ کسی چیز کو علم اور عقل کی روشنی میں اختیار کرتے ہیں مگر اس سے پہلے آپ پابند ذہن کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ غرض جب تک تفسیر بالماثور کا مطالعہ نہ ہو، حدیث اور اصول حدیث اور اس بابت انحرافات کا ادراک نہ ہو اور پھر ناقدانہ نظر جب تک پیدا نہ ہو جائے اس قسم کے تفسیری لٹریچر سے صحیح استفادہ ممکن نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ ہمارے حرفیت پسند بعض علماء کرام کا، وہ کسی چیز کے مثبت پہلو کا بیان موافقت اور پیروی کے مفہوم میں پھیلانے لگتے ہیں۔ کافی دنوں سے بعض اصحاب جبہ ودستار جن کے علم ومعرفت کا کل شجرہ جالیات کی عربی اور مشائخ سے ربط وضبط کے سوا کچھ اور نہیں علمی حلقوں میں اس طرح کی بدگمانیوں کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

بہرکیف اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ پختہ نظر علماء کرام جنھیں اردو زبان میں تفسیری نکات کی تفہیم کرنی ہوتی ہے انھیں تدبر قرآن سے استفادہ بالیقین کرنا چاہیے۔ میں صرف ایک مثال پر اکتفا کرنا چاہوں گا حالانکہ ایک مثال کافی نہیں ہوگی جب تک ایک دو پارہ کی تفسیر ملاحظہ نہ کر لی جائے۔

سورۃ الملک آیت نمبر ۲۸ (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ) کی تفسیر آپ تدبر قرآن اور تفہیم القرآن میں ملاحظہ فرمائیں اور اس کے بعد اردو زبان کی تفسیریں دیکھیں۔ معارف القرآن ہو، بیان القرآن ہو یا احسن البیان ہو یا تو خاموش ہیں یا بیان مدعا اس قدر واضح نہیں ہے:

''(طفل تسلیوں کے بجائے حقیقت کا مواجہہ کرنے کی دعوت)۔ جب کفار کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو وہ اپنے عوام کو مطمئن رکھنے کے لیے یہ بھی کہتے کہ اس شخص کی دھونس میں نہ آؤ۔ یہ عذاب وغیرہ کی دھمکی محض اس کی خطابت اور شاعری ہے۔ بہت جلد دیکھو گے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی یہ ساری باتیں بھی ہوا میں اڑ جائیں گی۔ یہ ہمیں عذاب سے ڈراتا ہے حالانکہ ہم اس کے اور اس کے ساتھیوں ہی کے گردش روزگار کے منتظر ہیں۔ قرآن میں یہ مضمون جگہ جگہ بیان ہوا ہے ہم سورہ طور سے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔فرمایا ہے: ﴿أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ﴾ (الطور:۵۲، ۳۰۔۳۱) (کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے اور ہم اس کے لیے گردش روزگار کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہہ دو تم انتظار کرو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں) مطلب یہ ہے کہ تم اپنے گمان کے مطابق ہمارے لیے گردش روزگار کے منتظر ہو اور ہم تمھارے لیے اس عذاب کے منتظر ہیں جس سے ڈرانے کے لیے خدا نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے۔ ہم تمھارے گمان کے باب میں تم سے جھگڑنا نہیں چاہتے۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ ہمیں ہلاک کرے گا یا ہم پر رحم فرمائے گا۔ ہم نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اس وجہ سے امید ہی ہے کہ وہ ہم پر رحم فرمائے گا لیکن فرض کیا کہ تمھارا ہی گمان سچا ثابت ہوتا ہے اور ہم گردش روزگار کے شکار ہو جاتے ہیں تو اس میں تمھارے لیے تسلی کا کیا پہلو ہے؟ آخر تم کو خدا کے قہر و غضب سے بچانے والا کون بنے گا؟ قیامت بہر حال شدنی ہے۔ اس کے شدنی ہونے کے دلائل اٹل ہیں۔ جزاء اور سزا یقینی ہے جس کے انکار یا جس سے فرار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کافر اور مومن! نیکو کار اور بدکار دونوں یکساں نہیں ہو سکتے، یہ ایک مسلم حقیقت ہے تو تھوڑی دیر کے لیے مان لو کہ ہم فنا ہو گئے تو اس سے تمھارا کیا بھلا ہوگا، تمھیں تو پھر بھی ان حقائق کا مواجہہ کرنا پڑے گا جن سے ہم تمھیں آگاہ کر رہے ہیں! مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی طفل تسلیوں سے اپنی شامت کو دعوت نہ دو بلکہ ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا۔'' (تفسیر تدبر قرآن)

اب تفہیم القرآن دیکھیں:

''مکہ معظمہ میں جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت کا آغاز ہوا اور قریش کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تو گھر گھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں کو بد دعائیں دی جانے لگیں۔ جادو ٹونے کیے جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگے تا کہ آپ ہلاک ہو جائیں۔حتی کہ قتل کے منصوبے بھی سوچے جانے لگے۔اس پر یہ فرمایا گیا کہ ان سے کہو،خواہ ہم ہلاک ہوں یا خدا کے فضل سے زندہ رہیں،اس سے تمھیں کیا حاصل ہوگا؟ تم اپنی فکر کرو کہ خدا کے عذاب سے تم کیسے بچو گے۔''(تفہیم القرآن: سورۃ الملک حاشیہ نمبر ۳۸)

آپ تفسیر ابن کثیر دیکھیے تو محسوس ہوتا ہے کہ دونوں اصحاب نے وہاں سے سارا مفہوم تعبیر اور اسلوب بیان کے فرق کے ساتھ نقل فرمالیا ہے۔

از مولانا تھانوی:

بیان القرآن دیوبندی مکتب فکر کی اردو زبان میں نمائندہ تفسیر ہے۔اس کا علمی پایہ بھی بہت بلند و بالا ہے۔گمان کے مطابق احکام و مسائل اور تفسیری منہج مکمل طور پر حنفی مدرسہ فکر کی ترجمانی فرمائی ہے۔تصوف و سلوک کے مباحث بھی الگ سے رقم فرمائے ہیں۔ بیان القرآن میں جو ترجمہ ہے وہ خود مولانا تھانوی کا رقم کردہ ہے۔جس زمانے میں مولانا نے یہ ترجمہ کیا ہے اسے مدنظر رکھیں تو بڑا ہی بامحاورہ ترجمہ ہے اور آج بھی یہ ترجمہ سہل الفہم ہے۔مولانا اپنے ترجمہ کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ خاص مقام کا اردو محاورہ ترجمے میں ہرگز نہ آسکے تا کہ دوسرے علاقہ کے اردو دانوں کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ دیوبندی اہل علم کے یہاں اس ترجمہ کی آج بھی بڑی وقعت ہے۔سورۃ الواقعہ کی دو آیتوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی''

آیت کے مفہوم کے ساتھ لفظی رعایت کو بھی پیش نگاہ رکھیے تو مولانا مودودی کے ترجمے سے یہ ترجمہ فائق نظر آئے گا۔

یہ تفسیر کل بارہ جلدوں میں ہے۔اس میں علمی مسائل و نکات کے لیے مثلاً لغت،نحو،بلاغت وغیرہ کا بیان مولانا عربی ہی میں کرتے ہیں،ربط آیات اور آیات کی شرح اردو میں پیش فرماتے ہیں تا کہ لوگ خواہ مخواہ کنفیوژن اور بے دلی کا شکار نہ ہوں۔مولانا نے جو زبان تفسیر میں اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائی ہے وہ آج کے دور میں مفید نہیں رہ گئی ہے۔عوام تو خیر عوام ہیں خواص کے لیے بھی طبیعت کی روانی کو قائم نہیں رہنے دیتے اور وحشت سی ہونے لگتی ہے۔اس پر مزید مشکل نسخے سے پیدا ہوتی ہے، ممکن ہے حلقہ دیو بند نے کوئی صاف ستھرا نسخہ بھی جاری فرمایا ہو مگر ہماری دسترس میں وہ نہیں ہے۔

تفسیر ماجدی اور تفسیر معارف القرآن دونوں کی عمارت بیان القرآن پر استوار ہے۔تفسیر ماجدی کا تو اصل اخذ واستفادہ بیان القرآن سے یہی ہے کہ اہم تفسیری عبارتیں مولانا تھانوی کے منہج پر اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں اور یہ بڑے کام کی چیز ہوتی ہے۔مولانا عبدالماجد دریابادی چونکہ ایک مایہ ناز ادیب بھی ہیں اس لیے اس تفسیر میں آپ کو ادب کا حظ وافر نصیب ہوگا۔

معارف القرآن میں مفتی شفیع رحمہ اللہ نے ترجمہ مولانا تھانوی کا اختیار فرمایا ہے۔جس میں مولانا محمود الحسن دیوبندی کی ترمیمات بھی ہیں۔ترمیم کی نوعیت یہ ہے کہ زمانے کی تبدیلی کے سبب جن مقامات پر صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ محاورات لوگوں کی سمجھ میں ممکن ہے نہ آسکیں مولانا نے وہاں اپنے عہد کے لحاظ سے تبدیلی فرمادی ہے۔اسے ترجمہ شیخ الہند کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔تو یہ دونوں ترجمے معارف القرآن کا حصہ ہیں۔

مولانا تھانوی کی جو اصل اردو تفسیر ہے مفتی شفیع صاحب نے بڑے اہتمام سے اس کی تسہیل فرمائی ہے اور اسے خلاصہ تفسیر کا نام دیا ہے۔اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانوی کا تفسیری فیض عام ہوگیا۔دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مشغول لوگوں کے لیے خلاصہ تفسیر پر اکتفا کرنے کی سہولت پیدا ہوئی۔اس کے بعد مولانا کا جو اپنا کام ہے وہ معارف ومسائل کے عنوان سے ذکر ہے جس میں مولانا نے پورے طور پر فقہ حنفی کی پابندی کرتے ہوئے جدید مسائل پر قرآن کی روشنی میں توجہ فرمائی ہے۔اور اس تفسیر کی جو بنیاد بنی اس کا فطری تقاضا بھی یہی تھا۔دراصل ریڈیو پاکستان کی دعوت پر مفتی صاحب معارف القرآن کے عنوان سے قرآن پاک کی منتخب آیات کا درس سالوں دیتے رہے۔ظاہر ہے پورا اردو داں حلقہ اس اعتبار سے نئے زمانے کے تقاضوں کا لحاظ از بس ضروری تھا۔پھر بعد میں یہی چیز جب ایک مکمل تفسیر رقم کرنے کی بنیاد بنی تو اس میں بھی یہی رنگ نکھرتی ہوئی صورت میں برقرار رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ تفسیر جو اصل معنی میں معاصر تفسیر ہے حضرت مولانا لقمان سلفی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے لیکن اس تفسیر کو چونکہ پڑھنے اور درس وتدریس کے دوران کبھی برتنے کا اتفاق نہیں ہوا اس لیے اس تفسیر کا سچا تعارف ممکن ہے نہ حافظ صاحب کی تفسیر سے کوئی تقابل ممکن ہے۔ یہ ضرور ممکن ہے کہ یہاں وہاں سے پڑھ کر اور خود مولانا نے مقدمہ میں جو رقم فرمایا ہے اس کا مطالعہ کر کے صفحات بڑھا لیے جائیں لیکن اس کا کچھ حاصل نہیں ہے اور ایسا کرنا انصاف کے تقاضوں پر پورا بھی نہیں اترتا۔

ایک اور بنیادی اور ثانوی وجہ ہے عہد طالب علمی میں اساتذہ سے سنتے رہا، علمی مجالس، مقالات ومضامین اور ذاتی استفادہ سے جو مجموعی تاثر پیدا ہوتا ہے وہ تاثر بھی تبصرہ وتعارف میں مددگار ہوتا ہے۔ تیسیر القرآن کا معاملہ یہ ہے کہ نام سننے اور تفسیر دیکھنے کے سوا کوئی تجربہ حاصل نہیں ہوسکا۔ سو اس تبصرہ میں اسے پیش نگاہ رکھنا ممکن نہیں کہ لائبریری بند ہونے کے سبب دستیابی بھی ناممکن ہے۔ متعدد تفاسیر کے اصل امتیازات کسی قدر کھل کر آپ کے سامنے آ گئے ہیں۔ اب آیئے احسن البیان کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں۔

میں نے تفہیم القرآن کی بابت یہ عرض کیا تھا یہ ایک دعوتی تفسیر ہے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اپیل کرتی ہے۔ اگر بعض لوگوں کی یہ بات مان بھی لیجیے کہ تفہیم فی الواقع تفسیر کی کوئی کتاب نہیں حالانکہ یہ انصاف کی بات نہیں ہے تو اسے تفسیری لٹریچر کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مولانا کی تفسیر جب ابتدا میں بالاقساط شائع ہو رہی تھی تو یہ بات ضرور تھی مگر دھیرے دھیرے اس میں تفسیری رنگ آتا گیا۔ اگر تفسیری لٹریچر کی تعبیر برمحل ہے تو وہ تدبر قرآن پر بھی صادق آتی ہے۔ بہرکیف عرض یہ کرنا تھا کہ تفہیم کے برعکس احسن البیان مطمئن ذہن کے لیے ہے، ہرچند کہ اس تفسیر سے بھی ہر قسم کے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں لیکن جب بات کسی تفسیر کے تقابل میں ہوگی تو واقع یہی ہے کہ اس سے وہ لوگ زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں جو سادہ ذہن ہوں، کورے مزاج یا منہج میں رچے بسے ہوں بس انھیں قرآنی استفادے کی حاجت ہو۔ اسی طرح اپنے اپنے حلقے اور نقطہ نظر کے لحاظ سے مدرسین ومعلمین کے لیے دونوں تفسیریں یکساں مفید ہیں۔

تفسیر تدبر قرآن کے لحاظ سے اگر دیکھیے تو دونوں دو کنارے ہیں اور دو ندیاں ہیں۔ ایک مشرق میں بہہ رہی ہے اور ایک مغرب میں بہہ رہی ہے۔ ایک حدیث رسول کو خارجی وسائل میں شمار کرتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو دوسری کی بنیاد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور احادیث مبارکہ پر ہے۔تفسیر تدبر قرآن مولانا فراہی کے خاکے میں رنگ بھرنے اور ایک مخصوص اپروچ کے تحت لکھی گئی تو احسن البیان کا مقصد یہ رہا ہے کہ کوئی مختصر تفسیر ایسی ہونی چاہیے جس سے کم وقت میں ہر کوئی استفادہ کر سکے۔

متن قرآن کا جہاں تک معاملہ ہے تو اس لحاظ سے تدبر قرآن کا درجہ واقعی فائق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ احسن البیان کی نوعیت تفسیری حواشی جیسی ہے جب کہ تدبر قرآن نو جلدوں میں ہے، اس میں پوری وضاحت سے مدعا عرض کرنے کا موقع دستیاب ہے۔

تفسیر ماجدی کی بنا حضرت مولانا تھانوی کی تفسیر پر ہے جب کہ احسن البیان کی بنا اصلاً تفسیر ابن کثیر اور فتح القدیر پر ہے، ہر چند کہ روح المعانی اور قرطبی سے استفادہ بھی نظر آتا ہے۔جس طرح مولانا دریابادی کے یہاں نظر آتا ہے یہاں محسوس یہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کے پیش نظر بھی وہی دونوں تفاسیر ہیں جس میں ان کا اپنا مطالعہ قرآن اور ذوق تفسیر بھی شامل ہے۔مختصر لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ملحقات کے ساتھ احسن البیان تفسیر ابن کثیر اور فتح القدیر کا ملخص ورژن ہے۔

اس لحاظ سے دونوں تفسیروں کا فرق بھی بہت واضح ہے پھر مولانا دریابادی جس معنی میں صاحب طرز ادیب کی حیثیت سے معروف ہیں وہ رنگ ان کی تفسیر میں بھی ہے۔اس کے برعکس حافظ صاحب ادیب سے زیادہ چونکہ عالم ہیں اس لیے ان کی تفسیر کا اسلوب علمی ہے۔

معارف القرآن کا معاملہ یہ ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ مخصوص اسباب کی بنا پر جدید مسائل سے بحث کرتی ہے اور احکام ومسائل سے خاص اعتنا کا ماحول ہے۔اس کے ساتھ خلاصہ تفاسیر اور تھانوی صاحب کے ترجمے نے اس تفسیر کو ایک الگ رنگ دے دیا ہے جو احسن البیان کا نہیں ہے۔احسن البیان میں مولانا محمد جوناگڑھی کا ترجمہ شامل ہے۔مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے اور فقہی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے۔بایں ہمہ تھانوی صاحب کے ترجمے میں بطور خاص مولانا محمود الحسن دیوبندی کی ترمیم کے بعد جو بات موجود ہے وہ جوناگڑھی کے ترجمے میں نہیں ہے۔ہاں بات مسلک ومنہج کی ہوگی تو اس میں کوئی مشکل نہیں کہ دونوں تراجم میں مناہج کا فرق موجود ہی ہے۔

لیکن احسن البیان کی جو سب سے خاص بات ہے وہ اختصار وجامعیت ہے۔جتنے کم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحات میں جس قدر زیادہ معلومات عبارت کی صفائی کے ساتھ موجود ہیں وہ مذکورہ کسی تفسیر میں نہیں پائی جاتیں۔

تفسیر احسن البیان کو جو چیز معاصر یا متداول تفسیروں کے درمیان نمایاں کرتی ہے وہ اس کی منہجیت، تفسیر بالماثور سے خاص اعتنا اور اختصار وجامعیت ہے۔ اس تفسیر میں مولانا نے کوشش اس بات کی فرمائی ہے کہ ذاتی فہم وذوق کے لیے قرآن مقدس کو تختہ مشق نہ بنائیں اور پھر اپنی قرآن فہمی اور ادراکات کا ڈھول پیٹیں۔ کاش حافظ صاحب کو موقع ملتا اور اسی نہج پر زندہ اسلوب میں قرآن مقدس کی ایک مکمل تفسیر فرماتے۔

اگر فی الوقت ہماری جماعت (اردو حلقہ) میں انفرادی طور پر وہ ارباب ذوق نہیں ہیں جو پوری زندگی قرآن مقدس کے حوالے کر کے امت کو دے جائیں تو اجتماعی قسم کا کام ضرور ہو سکتا ہے کہ آسان اور دل کش اسلوب میں اردو زبان میں ایک تفسیر رقم ہو جائے۔

□□□

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کا ترجمہ قرآن: ایک لسانی مطالعہ

کاشف شکیل

اردو ان زبانوں میں سے ایک ہے جس میں ترجمہ وتفسیر قرآن کا سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔ اردو کے عہد طفولیت میں ہی اردو ترجمہ قرآن کی ابتدا ملتی ہے۔ ڈاکٹر سید وہاج الدین ہاشمی کی تحقیق کے مطابق سولہویں صدی میں صرف چند اجزائے قرآن کے ترجمے ہوئے تھے۔ سترہویں صدی میں صرف ایک مکمل ترجمہ وتفسیر (تفسیر وہابی ۱۶۸۶ء) لکھی گئی اور پانچ نامکمل جزوی تراجم ہوئے۔ البتہ اٹھارہویں صدی میں اس سلسلے میں خاطر خواہ کام ہوا۔ چنانچہ نو (۹) مکمل تراجم اور پندرہ (۱۵) تا بیس (۲۰) جزوی تراجم کا پتہ چلتا ہے۔ شاہ عبدالقادر کا بامحاورہ ترجمہ اور شاہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ اسی صدی کے آخری زمانے میں ہو گئے تھے، البتہ ان کی اشاعت انیسویں صدی کے اوائل میں ہوئی۔

انیسویں صدی عیسوی سے تراجم کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس صدی میں ڈاکٹر سید وہاج الدین ہاشمی نے ستر (۷۰) مکمل اور تیس (۳۰) جزدی تراجم کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں اردو زبان میں قرآن مجید کے سب سے زیادہ ترجمے ہوئے۔ اسے ڈاکٹر سید وہاج الدین ہاشمی نے تراجم کا سنہری اور انقلابی دور کہا ہے۔ انھوں نے اس صدی کے ایک سو چار (۱۰۴) مکمل اور ستانوے (۹۷) جزوی تراجم کا مختصر تعارف کرایا ہے۔

اکیسویں صدی کی ابھی صرف دو دہائیاں گزری ہیں، لیکن ڈاکٹر سید وہاج الدین ہاشمی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق اس عرصے میں قرآن کے چالیس (۴۰) مکمل تراجم ہو چکے ہیں۔ جزدی تراجم کا شمار نہیں۔ (اردو میں ترجمہ قرآن کی تاریخ)

بعض لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کے اتنے زیادہ اردو تراجم کی موجودگی میں کسی نئے ترجمے کی ضرورت کیا تھی؟ تو اس کے کئی اسباب ہیں۔ سب سے اہم سبب یہ ہے کہ زبان کے ارتقا کے ساتھ کم از کم ہر چالیس پچاس سال پر ایک نئے ترجمے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اس وقت کی رائج الوقت زبان کے الفاظ وتعبیرات کا ساتھ دے اور سہل الفہم ہو۔ کیوں کہ کسی معین وقت میں کیے گئے ترجمے لسانی نقطہ نظر سے چالیس پینتالیس سال میں چاشنی اور سلاست سے کسی درجہ عاری محسوس ہونے لگتے ہیں اور ان میں بہت سی مستعمل اصطلاحات متروک ہو چکی ہوتی ہیں۔

اسی طرح قرآن کا ترجمہ کرنا فی نفسہ ایک عظیم خدمت اور عبادت ہے جس کا اجر بے انتہا ہے، عجمیوں کے لیے بطور خاص قرآن کی تفسیر بغیر ترجمہ کے ممکن ہی نہیں۔ یعنی تفسیر کا سب سے اہم اور ابتدائی کام ترجمہ ہے۔ اور یہ دنیا وآخرت میں انسان کو سعادت مند بنا دیتا ہے۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ ای
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآں در بغل

دراصل بنیادی طور پر ترجمہ قرآن کی تین قسمیں ہیں:

(۱) لفظی ترجمہ: اس ترجمے میں قرآن کے الفاظ وتراکیب کا سخت خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں مترجم عربی لفظ کے نیچے اس کا اردو مترادف لکھنے کا پابند ہوتا ہے۔ ترجمہ قرآن کی یہ صنف بے حد مشکل مانی جاتی ہے کیونکہ اس میں شیرینی اور سلاست کا برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جیسے ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔

(۲) بامحاورہ ترجمہ: اس میں مترجم قرآن کے الفاظ کے تابع رہتے ہوئے ترجمہ کرتا ہے۔ اس میں عربی محاورے اور ترکیب کی پابندی ضروری نہیں ہوتی بلکہ مترجم زبان (جس زبان میں ترجمہ کیا جارہا ہے) کے محاوروں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مثلاً ترجمہ علامہ محمد جوناگڑھی۔

(۳) توضیحی ترجمہ: اس قسم کے ترجمے میں ترجمہ کے الفاظ میں تفسیری الفاظ شامل کر دیے جاتے ہیں۔ اس کی مثال حکیم محمد شریف دہلوی کا ترجمہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفسر قرآن، محقق زمان علامہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کا ترجمہ قرآن تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ آپ نے اپنے ترجمہ قرآن کا نام ''معانی القرآن الکریم لفظ بہ لفظ، رواں اردو ترجمہ مع قرآنی گرامر'' رکھا ہے۔ آپ کے ترجمہ قرآن کو دارالسلام ریاض نے شائع کیا ہے۔ ٹائٹل پیج پر ''ترجمہ قرآن سیکھنے کا جدید اسلوب'' اور ''اساتذہ، طلبہ اور عام لوگوں کے لیے خاص تحفہ'' مرقوم ہے۔ اپنے نام کے مصداق یہ واقعی لفظ بہ لفظ ہونے کے باوجود رواں اردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۹۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ قرآن کا لفظی ترجمہ مترجم کے لیے سب سے مشکل ہوتا ہے۔ خود حافظ صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں:

''راقم کو اگرچہ اول روز ہی سے یہ احساس تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے تاہم جب اس کا آغاز کیا گیا تو اس کی مشکلات اور کٹھنائیاں مزید واضح ہو کر سامنے آگئیں اور عملی تجربے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ بامحاورہ ترجمہ لفظی ترجمہ کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ لفظی ترجمہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ بامحاورہ ترجمے میں الفاظ کو آگے پیچھے کرنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے اور ترجمہ میں الفاظ کے اضافے کی بھی۔ جب کہ لفظی ترجمہ میں یہ دونوں سہولتیں نہیں ہوتیں۔ اس میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ عربی لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ آئے۔ اس لیے اس میں اختصار و جامعیت کا بھی اہتمام کرنا پڑتا ہے اور تفصیل واضافے سے بچنے کا التزام بھی۔ ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنا اس کام کو مشکل سے مشکل تر بنا دیتا ہے۔'' (معانی القرآن الکریم صفحہ ۱۸)

مولانا رفیق احمد رئیس سلفی ﷾ دی فری لانسر ممبئی میں شائع اپنے ایک مضمون ''مولانا حافظ صلاح الدین یوسف'' میں آپ کے ترجمہ قرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تفسیر احسن البیان کے علاوہ حافظ صلاح الدین یوسف کی ایک اہم قرآنی خدمت ''لفظ بہ لفظ رواں اردو ترجمہ قرآن'' ہے جو باکس کی شکل میں دارالسلام ریاض سے شائع ہوا ہے۔ حافظ صاحب نے یہ خدمت مولانا محمد عبدالجبار کے اشتراک سے انجام دی ہے۔ یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں واضح، اسلوب میں دلنشیں، عربی متن کے قریب اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے نہایت مفید اور نافع ہے۔ شاہ ولی اللہ کے فارسی اور ان کے دو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نامور صاحبزادوں کے دونوں تراجم کو اس ترجمہ قرآن کی اساس بنایا گیا ہے۔"

مدیر مکتبہ دارالسلام ریاض مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب اس ترجمہ قرآن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایک طالب قرآن کے فہم اور سہولت کے لیے دارالسلام کے اس تازہ ترجمہ میں درج ذیل خصوصیات کا التزام کیا گیا ہے:

1- عربی الفاظ کے مفہوم کے قریب تر اردو الفاظ کا انتخاب۔

2- متداول تراجم میں قرآن مجید کے جن حروف کو نظر انداز کیا گیا ہے ان کے مکمل ترجمہ کا اہتمام۔

3- اردو ترجمہ میں ادق اور مشکل الفاظ وتعبیرات کے بجائے سادہ اور سلیس الفاظ کا استعمال۔

4- شاہ ولی اللہ کے فارسی اور ان کے دو نامور صاحبزادوں کے اردو تراجم کو اس ترجمہ کی اساس بنایا گیا ہے۔

5- ترجمہ میں عربی زبان کے قواعد صرف ونحو کی پابندی اور علم بلاغت، معانی اور بیان کا لحاظ۔

6- اردو کا سہل ممتنع اسلوب۔

7- ترجمہ میں آیات قرآن کی شان نزول، مقامات و ماحول اور جغرافیائی اور معاشرتی حالات کی نزاکتوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

8- یہ پہلا ترجمہ قرآن ہے جس میں پیشرو علمی اور لغوی مصادر کے علاوہ جید علماء کرام کی ایک ٹیم نے مشاورت فراہم کی ہے۔

9- یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں واضح، اسلوب میں دل نشیں، عربی متن کے قریب اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے مفید اور نافع ہے۔" (معانی القرآن الکریم، عرض ناشر صفحہ ۴)

یہاں ایک بات جو ضروری طور پر بتانے کی ہے وہ یہ کہ ترجمہ کو سلیس اور رواں بنانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے مضاف الیہ یا جار مجرور کا ترجمہ ایک ساتھ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کے ترجمہ میں ''لِلّٰہِ'' کا ترجمہ لیے اللہ کے یا واسطے اللہ کے بجائے ''اللہ ہی کے لیے ہیں'' کیا گیا ہے۔ اسی طرح ''علیہم'' کا ترجمہ ''پر ان کے'' کے بجائے ''ان پر'' کیا گیا ہے۔

اسی طرح پورے ترجمہ قرآن میں اس طرز کو اپنایا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس طرز نے اس ترجمہ کو مزید ندرت اور انفرادیت بخش دی ہے۔ اور میرے ناقص علم کے مطابق اس منہج پر شاید یہ اردو زبان کا پہلا ترجمہ قرآن ہے۔ ادبی چاشنی، سلاست، الفاظ کی معنویت، ترجمانی اور قوسین کے استعمال نے ترجمہ میں چار چاند لگا دیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف کے ترجمہ سے قرآن کی سب سے آخری سورت کا ترجمہ بطور نمونہ پیش ہے:

> ''اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔
> کہہ دیجیے میں پناہ میں آتا ہوں انسانوں کے رب کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، وہ جو (ذکر اللہ سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں، جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔''

اب اس پوری سورت کے ترجمے پر غور کریں۔ کہیں بھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ تحت اللفظ ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں کھردرا پن، ثقالت، بے ترتیبی یا ناہمواری آ گئی ہے۔ بلکہ بالکل رواں، شستہ و شائستہ، شیریں اور سلیس ہے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں قوسین کا برمحل استعمال کیا گیا۔

اللہ تعالی ہم سب کو قرآن پڑھنے سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حافظ صاحب کو ان کے ترجمہ قرآن کا آخرت میں بہترین بدلہ دے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت': منظر وپس منظر

ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الانبياء والمرسلين أما بعد:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ وغفرلہ کی بدنام زمانہ کتاب خلافت وملوکیت ایک ایسے زمانے میں شائع ہوئی، جب وہ عزت وشہرت کے آخری درجے پر تھے۔ ایک مضبوط اور متحرک جماعت ان کے لٹریچر کو پوری قوت سے دنیا بھر میں پھیلا رہی تھی۔ ان کی یہ کتاب جب شائع ہوئی تو سنی دنیا میں ایک بھونچال سا آ گیا۔ سنی خیمے سے رفض وتشیع کی ایسی تشہیر وترجمانی پر لوگ حیرت زدہ رہ گئے برع

ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے؟

مولانا مودودی رحمہ اللہ نے یہ کتاب کیوں لکھی؟

مولانا صلاح الدین حفظہ اللہ کے بہ قول:

''اس کتاب کی تالیف کے پیچھے کوئی علمی یا دینی مقصد نہ تھا، بلکہ اس دور کے اعتبار سے ایک خاص سیاسی ضرورت اس کا سبب بنی۔ آمریت کا دیو استبداد ایک عرصے سے پاکستان پر مسلط تھا اور محترم مولانا مودودی اس سے نبرد آزما اور اس کے عتاب واحتساب کا خاص نشانہ تھے۔ نتیجتاً اس سیاسی ضرورت نے ایک سیاسی ذہن میں ایک خاص نقطۂ نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آبیاری کی، جس سے اس موضوع پر لکھنے کی تحریک ہوئی۔ صرف آمریت کی برائی کی وضاحت ہی ان کے فکر ونظر کا مرکز بن گئی ہے۔ ان کی نظر نہ اس فرق پر گئی جو ایک خودساختہ فیلڈ مارشل کی آمریت اور ایک جلیل القدر صحابی کی ملوکیت میں ہے، نہ ان تقاضوں کی طرف جو اس موضوع کے لیے ضروری ہیں۔ صحابہ کرام کی ذات اور ان سے متعلق غلط وصحیح تاریخی مواد کو اپنی مطلب برآری کے لیے جس طرح چاہا استعمال کر لیا۔ اس سے قطع نظر کہ اس طرح اس عقیدہ ومزاج کا کیا بنے گا، جس کے اہل سنت حامل چلے آرہے ہیں۔

ممکن ہے نسل کا حادثہ بھی مولانا مودودی کی فکر صحیح میں خلل اندازی کا باعث بن گیا ہو۔ مولانا سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندانی تفوق وبرتری کا احساس ہمارے ملک میں کچھ زیادہ ہی ہے۔ اس سحر سے نکلنا بڑا مشکل کام ہے۔ اگر خاندانی اثرات دیکھنے ہوں تو ۱۹۴۰ء میں مجلہ الفرقان میں شائع ان کے مقالے کا مطالعہ مفید ہوگا، جو بعد میں ''تجدید واحیاے دین'' کے نام سے شائع ہوا۔ مقالے میں موصوف کا بنی امیہ بشمول معاویہ کے بارے میں سخت نامناسب تبصرہ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے مودودی صاحب کو لاہور میں اپنی ایک مذہبی مجلس میں دعوت سخن دی۔ موصوف کا خطاب ''شہادت حسین'' کے عنوان سے تھا۔ تفہیمات مجلد ثالث میں یہ شائع ہوا ہے، اس میں مذکور ہے: مولف نے ماہ محرم ۱۳۸۰ھ لاہور میں ایک شیعہ لیڈر کے گھر پر منعقد مجلس میں یہ تقریر کی۔ بعد میں یہی مقالہ مجلہ ترجمان القرآن جولائی ر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ یہ تقریر لاہور میں شیعہ سنی حضرات کی ایک مشترکہ نشست میں کی گئی تھی۔ یہی رسالہ بعد میں ایرانی شیعوں کے مطالبے پر اشاعت کے لیے ایران بھیجا گیا۔ خلافت وملوکیت میں یہ رنگ اتنا نکھر کر سامنے آگیا کہ محتاج وضاحت نہیں حتیٰ کہ شیعہ حضرات تک نے مولانا کی اس تنقید کو صحابہ کرام پر سب وشتم قرار دیا۔ (ص:۱۸-۲۱)

۱۹۶۵ء میں جنرل محمد ایوب خان کے عہد میں مولانا مودودی مرحوم نے خلافت وملوکیت کے مسئلے پر ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور میں مقالات لکھنا شروع کیے۔ یہ زمانہ مولانا حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی عہد جوانی کا تھا۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے زیر تربیت موصوف ہفت روزہ الاعتصام میں تصنیف وتالیف کا کام کررہے تھے۔ حافظ صاحب نے ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۵ء سے ۱۰ر جنوری ۱۹۶۶ء تک ہفت روزہ الاعتصام، لاہور میں بیس قسطوں میں مولانا مودودی کا تعاقب کیا۔ جن کا علمی حلقوں میں بڑا چرچا رہا۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی نگرانی میں یہ سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا اسماعیل سلفی امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان نے بھی اسے بہت پسند فرمایا اور مستقل کتاب کی صورت میں اس کی اشاعت کا حکم دیا۔

بعد میں مولانا مودودی کے یہ مقالات خلافت وملوکیت کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اس کتاب کی شیعوں اور سیاسی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ کم مدت میں اس کے ہزاروں نسخے فروخت ہوگئے۔ نسخوں کی فروخت کو بعض صحافیوں نے کتاب کی حقانیت کی دلیل بنایا لیکن شیعی اور جماعت اسلامی کے حلقے کے سوا سارے مسلمانوں میں اس کتاب کے خلاف بڑا زبردست ردعمل ظاہر ہوا۔

خلافت وملوکیت کا یہ ایڈیشن بعد کے اٹھے مسائل کے جوابات کے اضافوں کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ مولانا صلاح الدین صاحب نے ان کا جائزہ لے کر از سرنو اپنی کتاب مرتب کی۔ ۱۹۷۰ء میں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اس کی اشاعت سے علمی ودینی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بہت ساری کتابیں مولانا مودودی کے رد میں آئیں، لیکن یہ کتاب مجموعی اعتبار سے اپنے موضوع پر سب سے باوزن، وقیع اور بہتر مانی گئی۔ اس کتاب میں صحابہ کرام کی عظمت وتقدس اور خلافت راشدہ وخلافت معاویہ وبنی امیہ سے متعلق اہل سنت والجماعت کے مسلک وموقف کی شرح وترجمانی کے ساتھ مولانا کے علم الکلام کا بھی بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔

مولانا مودودی کی حمایت ودفاع میں جماعت اسلامی کے قلم کار بھی صف بستہ ہوگئے۔ ان میں تین مشہور صحافی بھی تھے: مولانا عامر عثمانی مدیر ماہنامہ تجلی دیوبند، مولانا ماہر القادری مدیر ماہنامہ فاران کراچی، مولانا ملک غلام علی سکریٹری مجلہ ترجمان القرآن، لاہور۔ مولانا صلاح الدین کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۹ میں شائع ہوا۔ اس میں موصوف نے مذکور بالا تینوں صحافیوں کی تحریروں کا جائزہ بھی لیا۔ اس دوسرے اضافہ شدہ ایڈیشن میں مشاہیر علماء وفضلاء کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقاریظ وتائیدات بھی شامل ہیں۔

مولانا صلاح الدین یوسف کی اس کتاب کو برصغیر کے علماء کی مکمل تائید حاصل ہوئی۔ یہ اس کتاب کا بڑا روشن اور اہم پہلو ہے۔ متعدد علماء وفضلاء اور اہل قلم نے پرزور لفظوں میں اس کتاب کے مواد، اسلوب اور نتائج کی تائید کی۔ رفض وتشیع کے جن افکار کی بازگشت خلافت وملوکیت میں تھی اور جن سے مولانا سے حسن ظن رکھنے والوں کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ تھا، ان کے ردوابطال میں مولانا صلاح الدین یوسف کی اس کتاب کو بڑی اہمیت وشہرت حاصل ہوئی۔

میرے بچپن میں جب یہ موضوع رسائل میں چھڑا، پھر مولانا مودودی کی یہ کتاب شائع ہوئی، تو اس کے بارے میں یہی پروپیگنڈہ کانوں میں پڑا تھا کہ یہ ایک بے مثال کتاب ہے، اس میں اسلام کے نظام سیاست اور تاریخ اسلام پر اٹھائے گئے مستشرقین کے اعتراضات کا علمی اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ یہ پروپیگنڈہ اتنا گہرا اور موثر تھا کہ ہمارے ایک جلیل القدر استاذ نے اپنے ایک فارغ التحصیل شاگرد کو ایک گھنٹے تک اس کتاب کی اہمیت پر درس دیا۔ میں بیٹھا سن رہا تھا۔ میں اس وقت ان مسائل کے ادراک سے عاجز تھا۔ لیکن مولانا صلاح الدین یوسف اور دوسرے اہل علم کی کتابوں کی اشاعت کے بعد بحمد اللہ جلد ہی وہ اس پروپیگنڈے کے اثر سے آزاد ہو گئے۔ چند سال بعد موصوف کی بڑی خواہش تھی کہ بلاد عربیہ کے لوگ اس طرح کے پروپیگنڈے سے یقیناً متاثر ہوں گے۔ اس لیے مولانا صلاح الدین یوسف کی اس قیمتی کتاب کے عربی ترجمے سے خلفاء راشدین، صحابہ کرام، خلافت معاویہ ویزید اور عہد اموی سے متعلق پھیلے ہوئے الزامات کی حقیقت سے پردہ اٹھے گا اور اس باب میں ایک اہم کتاب کا اضافہ ہوگا۔ تاریخ کے طالب کو ایک بصیرت افروز کتاب مل جائے گی۔ نصف صدی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کتاب کو نہ صرف یہ کہ عربی زبان میں منتقل کروں، بلکہ اس میں وارد سارے نصوص کا ان کے اصل ماخذ ومصادر سے مراجعہ کروں۔ آخر میں احباب کے مطالبے پر جماعت اسلامی اور اس کے بانی مولانا مودودی رحمہ اللہ وغفرلہ، ان کی فکر کی تائید ومخالفت کے اسباب، خلافت وملوکیت کی تالیف کی وجہ ضرورت اور اس کے اسباب پر مشتمل ایک مقدمہ بھی تحریر کروں تاکہ عربی قاری کو اس موضوع پر بصیرت حاصل ہو۔ مقدمہ تیار ہونے کے بعد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے متعدد فضلاء، جن کے علم وفضل اور انصاف پسندی پر مجھے اطمینان تھا، کو اسے پڑھنے اور اس میں موجود کمیوں کی نشان دہی کے لیے بھیجا تاکہ اس بحث کو مزید مفید بنایا جائے۔

محترم ابوالمیزان صاحب نے مولانا صلاح الدین یوسف پر کتاب کی اشاعت کے منصوبے سے آگاہ کر کے مجھ سے بھی کچھ لکھنے کے لیے کہا تو میں نے سوچا کہ اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اگر اس کی تلخیص ہی اردو میں آجائے تو شاید مفید ہو۔ اسی نقطۂ نظر سے اس وقت مقدمے پر نظر ڈالی تو اندازہ ہوا کہ اس سے اس موضوع پر کچھ مدد تو ملے گی لیکن اصل کتاب کو دوبارہ سامنے رکھ کر کچھ لکھنا پڑے گا۔ بہ ہر حال مشغولیت اور امراض کے باوجود اس موضوع پر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

مولانا صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنی اس موقر تالیف میں زیر بحث مسئلہ میں مولانا مودودی کی آراء پر بڑے پرسکون انداز اور علمی وتحقیقی لب ولہجے میں نظر ڈالی ہے۔ تاریخی مسائل پر مدلل گفتگو بھی علمی اصول وآداب کی روشنی میں کی ہے۔ مولانا کے احترام کا پورا خیال رکھا ہے۔ کیوں کہ اصل مسئلہ احقاق حق ہے، شخصیات نہیں۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب سے پہلے، ماضی میں مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا وحیدالدین خان، مولانا امین احسن اصلاحی، ڈاکٹر اسرار احمد وغیرہ نے مولانا مودودی کے فکر وفلسفے پر کڑی تنقیدات کی تھیں۔ یہ سب کسی وقت جماعت اسلامی کے اہم ارکان مانے جاتے تھے۔

صحابہ کرام سے متعلق مسائل میں فہم سلف اور عقائد سلف کی پابندی سے اہل سنت پورے طور پر ان مسائل میں راہ اعتدال پر رہے۔ اللہ تعالی نے ان کو رافضیت اور ناصبیت سے محفوظ رکھا۔ صحابہ کرام کے بارے میں عقائد سلف اور تاریخی روایات کی تحقیق اور ان سے استناد میں علمی اصول وضوابط کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مولانا مودودی مرحوم اہل سنت و جماعت کے منہج اعتدال سے اس حد تک دور ہوتے گئے کہ سبائیت اور رفض وتشیع کے الزامات کا ان کو سامنا کرنا پڑا۔ خلافت وملوکیت کی تالیف اور اس کے نتائج پر اصرار کی وجہ سے علماً وعملاً وہ اور ان کی جماعت روافض کی صف میں کھڑے نظر آئے۔ اس کتاب سے صرف روافض نے فائدہ اٹھایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے ان کو اپنے باطل افکار کی ترویج میں تقویت ملی۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت وملوکیت کا فارسی ترجمہ شائع ہوا۔ خمینی کے انقلاب ایران کے وقت جماعت پورے طور پر اس کی مؤید اور رفض وتشیع کی گود میں تھی۔ نئی اسلامی حکومت کو مبارک باد دینے یہ حضرات اور اخوانی لیڈر خصوصی جہاز سے تہران پہنچے تھے۔ اس وقت سے آج تک تعلقات میں برابر ترقی اور پختگی آتی جارہی ہے۔ افسوس ہے کہ اس سلسلے میں جماعت اسلامی کے پڑھے لکھے افراد بھی اپنی جماعتی پالیسیوں کی بنا پر خاموش تماشائی بنے رہے۔ جب کہ خمینی کی اسلام، اللہ، رسول اور جبرئیل سے بغاوت، خلفاء راشدین وامہات المومنین پر کھلم کھلا تبرا بازی اور اسلامی حکومت نامی کتاب میں ان باتوں کا برملا اظہار ایک امر واقعہ ہے۔ ان تمام زیادتیوں کے علی الرغم بدبختوں نے اردو زبان میں اس کا ترجمہ شائع کر کے ان عقائد کی سنی حلقوں میں خوب خوب ترویج کی۔ عاملهم الله بما يستحقون۔ خمینی کی گمراہیوں اور تباہ کاریوں کے بارے میں بڑے بڑے ایرانی شیعی علماء تک کے بیانات آچکے ہیں۔ اس کے برعکس آج خمینی، مودودی اور حسن البنا کے مثلث اور سید قطب کو شامل کر کے مربع محاذ سے، ان کو امام کا لقب دے کر اسلامی انقلاب کی آمد کا نعرہ لگایا جارہا ہے اور اس کی ترویج کا عمل روز اول سے جاری ہے۔ کئی سال پہلے لاہور کے ایک بڑے اجتماع میں بڑے بڑے پوسٹر پر ان بہ قلم خود ائمہ کے فوٹو چسپاں تھے اور جمہوری انتخاب کے ذریعے سے عالم اسلام میں انقلاب اسلامی کی نوید سنائی جارہی تھی۔ الجزیرہ ٹی وی پر پروگرام نشر بھی ہوا تھا۔

سطور بالا کے لکھتے ہی ایک دوست نے غیر متوقع درج ذیل تبصرہ بھیجا، ملاحظہ فرمائیں:

''گانے بجانے والوں کے متعلق کہا جاتا تھا کہ انھیں پیسے دے کر جہاں مرضی ہو بلا کر پروگرام کروالیں۔ کچھ لوگ یہی کام ڈائس پر کھڑے ہو کر تقریر کرنے کے شوق یا پھر مشہور ہونے کی خاطر مفت میں بھی کر لیتے ہیں۔ تقریب کا عنوان ہے ''امام خمینی اور عالم اسلام کی بیداری'' اور خطاب کرنے والی ہیں دختر قاضی حسین احمد ''امیر جماعت اسلامی''، جنھیں ان کے والد مرحوم نے ۲۰۰۲ء میں اپنے دست مبارک سے ایم ایم کے کوٹے سے مخصوص نشست پر ایم این اے منتخب کروایا تھا اور آج کل یہ اسلامی نظریاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کونسل کی ممبر بھی لگی ہوئی ہیں۔ خمینی کے نظریات پر ملنے والی بیداری جماعت اسلامی اور جے یو آئی کو مبارک ہو۔ ہم غافل ہی اچھے۔ اقتدار اور شہرت کی خواہش بہت سے لوگوں کو حیوان بنا دیتی ہے۔ (بقلم خود بابا کوڈا)''

صحابہ کرام اور خلافت کے موضوع پر خلافت وملوکیت میں موجود آراء اور روافض، معتزلہ اور مستشرقین کی آراء میں کوئی فرق نہیں

مولانا مودودی نے خلافت وملوکیت میں جن آراء کو اپنے اسلوب میں پیش کیا تھا، ان میں اور روافض، معتزلہ اور مستشرقین کی آراء میں کوئی فرق نہیں۔ موصوف کی کتاب سے ان آراء کو مزید تقویت ملی۔ ہر کہتر ومہتر کو صحابہ کرام کے بارے میں رائے زنی کی جسارت ہوئی۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد کی اس سے مطلقاً تائید نہیں ہوتی۔ خلافت وملوکیت کی اشاعت سے صرف وہی حلقہ خوش ہوا جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا تھا اور مولانا مودودی کی اصابت فکر پر یقین رکھتا تھا، یا صحیح اسلامی تاریخ سے نابلد اور صحابہ کے بارے میں سنی عقائد ومناہج سے ناواقف تھا۔ رہ گئے احباب جماعت تو ان کی جماعتی مجبوری یہ ہے کہ ان کی تربیت مولانا مودودی کی تقدیس پر ہوتی ہے۔ اس لیے مولانا کے قلم سے نکلی ہر چیز کو وہ تحقیق سمجھتے ہیں، اس پر سر دھنتے ہیں اور اسی کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ جملہ بہت مشہور ہے کہ اسلام کے مکمل نظام حیات کو آج تک کوئی سمجھنے ہی والا نہیں تھا۔ پہلی بار مولانا مودودی نے مکمل نظام حیات اسلام پیش کیا۔ یہ سب باتیں ایک ایسی قوم میں پھیلائی گئیں جن کے یہاں تفسیر، حدیث اور فقہ وفتاویٰ کی ساری کتابوں کی ترتیب ہی اسلامی نظام حیات کو منظم کرنے پر ہے۔ فیاللہ العجب!

غلوآمیز تربیت اور سیاسی تقاضوں کے نتیجے میں مولانا صلاح الدین یوسف کی اس کتاب میں موجود صحابہ، خلافت، تاریخ اسلام کے مطالعے کے آداب وضوابط جیسے موضوعات سے جماعت اسلامی کے حلقے نے شاذ ونادر ہی فائدہ اٹھایا ہوگا۔

زیر نظر کتاب کا موضوع

عدالت صحابہ، سیاست صحابہ، خلافت صحابہ، خلافت کے ملوکیت میں تبدیل ہونے کے اسباب کا تجزیہ، تاریخی روایات سے استفادے کا منہج، مورخین کے مناہج تالیف، تاریخی کتابوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے استفادے کے آداب وغیرہ ہیں۔اس کتاب میں انھی موضوعات کو زیر بحث بنایا گیا ہے۔

کیا ثقہ اور مستند مورخین کی کتابوں میں موجود روایات قابل استناد ہیں؟

تاریخ کی کتابوں سے استفادے کے آداب

تاریخ اسلام پر موجود کتابوں کی اپنی جگہ اہمیت ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔اور ان کے مولفین کی امامت وثقاہت پر بھی اتفاق ہے۔لیکن مورخ کے ثقہ ہونے سے اس کی کتاب میں موجود تاریخی روایات کی توثیق نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ان سے استدلال سے پہلے ان کی تحقیق اسی منہج اور قواعد پر کی جائے گی جن کا اعتبار حدیث اور رجال حدیث کی تحقیق میں محدثین نے کیا ہے۔ تاریخ اور سیرت کے طلبہ پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ صحت وضعف سے قطع نظر مورخ تاریخی موضوعات پر متوفر مواد کو اکٹھا کر دیتا ہے۔لیکن اس سے اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ سب صحیح روایات اور قصے ہیں۔اب محقق کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان فنون کے قواعد وضوابط کی روشنی میں ان پر صحت وضعف کا حکم لگائے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔اس لیے ثقہ مولف کی ذکر کردہ روایات کی توثیق کی دلیل کسی بھی صورت میں مولف کتاب کا ثقہ اور معتبر ہونا نہیں بن سکتا۔مورخین خود جگہ جگہ مناسبات سے روایتوں پر تنقید کرتے ہیں۔ کبھی وہ یہ تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ پیش رو مولف کے ذکر کرنے کی وجہ سے ہم نے بھی یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔اس سلسلے میں ان کے اقوال بہت مشہور ہیں: ''من أسند فقد أحالک''، ''من أسند فقد برئت ذمتہ'' اور ''العھدۃ علی الناقل''

ابن جریر اور ابن کثیر وغیرہ ائمہ حدیث وتفسیر وتاریخ اپنی کتابوں میں اس طرح کے جملے دہراتے ہیں۔ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے ایک موضوع پر موجود صحیح، ضعیف، موضوع ہر طرح کی روایات، بلکہ اسرائیلیات تک کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ان روایات کی تحقیق کی ذمے داری اہل علم کی ہے۔ناقدین حدیث نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ عام آدمی اگر بغیر تحقیق کے ان روایات سے استدلال شروع کر دے گا تو علم وفن پر ظلم ڈھانے کے علاوہ اور کیا کرے گا۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ ان کے تاریخی مراجع کے مولفین ثقات ائمہ ہیں۔ بالکل صحیح فرمایا، اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔لیکن کسی واقعے کا ثقہ مورخ کی کتاب میں موجود ہونا اس کی توثیق ہرگز نہیں ہے، کیوں کہ مورخین نے خود جگہ جگہ روایات مذکور پر تنقیدات کی ہیں۔ ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب عقل وانصاف ان باتوں کو سمجھتا ہے۔ تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ تاریخ میں ہر طرح کی رطب ویابس باتیں مذکور ہوتی ہیں۔ عام طور پر ان اقوال اور وقائع کی سندیں ہوتی ہیں، اس لیے محققین کا فریضہ ہے کہ وہ ان روایات پر اعتماد سے پہلے ان کی صحت وضعف پر نظر ڈالیں۔

پھر اگر ان روایات میں اور صحابہ کرام کے مواقف میں ٹکراو اور تضاد ہو تو اہل سنت کے متفق علیہ اصول کی روشنی میں ان کے مابین اتفاق پیدا کیا جائے گا یا اس کی مناسب تاویل کی جائے گی۔ جیسے مولانا مودودی علیہ الرحمہ نے علی اور حسین کے بارے میں موقف اختیار کیا ہے کہ ان کے شرف صحابیت وقربت کا لحاظ کیا جائے اور جن روایتوں سے ان کا تقدس مجروح ہوتا یا ان پر آنچ آتی ہے انھیں درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔

صحابہ کرام کے بارے میں سلف کا ایک قاعدہ کلیہ

صحابہ کرام کے بارے میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو واقعات صحیح احادیث سے ثابت ہیں، اہل سنت ان کے منکر نہیں ہیں۔ لیکن وہ تاریخی روایات جن کا سلسلہ سند غیر متصل وغیر محفوظ ہے اور جن میں بیان کردہ حقائق صحابہ کرام کے اس کردار سے متصادم ہیں جن کے واضح نقوش ہمیں قرآن وحدیث میں ملتے ہیں، قابل رد ہیں۔ مولف مرحوم نے اس قاعدے کو مبرہن کرنے کے لیے قاضی ابوبکر ابن العربی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن کثیر، فقیہ شافعی ابن حجر ہیتمی مکی اور مولانا حسین احمد مدنی کے اقوال پیش کیے ہیں۔ [ملاحظہ ہو: العواصم من القواصم لابن العربی: ۲۴۴-۲۵۲ / العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیۃ من مجموع الرسائل الکبری: ۴۰۳ / منہاج السنۃ: ۳: ۲۰۷-۲۰۹، ۴: ۱۸۷ / تطہیر الجنان واللسان لابن حجر الھیتمی: ۶۴، ۶۶، ۹۴-۹۵ / البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر: ۸: ۱۶، ۴۳، ۱۴۷، ۲۵۷-۲۵۸ / مکتوبات مولانا حسین احمد مدنی ۱: ۱۲۲-۱۲۹-۲۴۲-۲۴۴-۲۶۲]

روایات پر تنقید کی مثالیں

حافظ ابن کثیر کی مختلف علوم وفنون میں امامت محتاج تعارف نہیں، ان کی کتاب البدایۃ والنھایۃ بھی دوسری کتب تاریخ کی طرح رطب ویابس روایات کا مجموعہ ہے، لیکن جگہ جگہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایات پر تنقید بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

۱- مغیرہ بن شعبہ کے متعلق طبری کی ایک روایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

> ابن جریر کی یہ روایت نا قابل قبول ہے۔ مغیرہ کے متعلق اس قسم کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے یہ تنبیہ اس لیے کی ہے تا کہ اس کا بطلان واضح ہو جائے، کیونکہ صحابہ کرام اس قسم کی باتوں سے بہت بلند ہیں۔ یہ روایت محض شیعوں کی شرارت ہے۔ (البدایۃ: ۸: ۱۶)

۲- حسن کی موت کس طرح واقع ہوئی؟ اس کے متعلق مورخین نے زہر دینے کی جو روایات ذکر کی ہیں، وہ دو طرح کی ہیں: ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ یزید کے اشارے سے ہوا۔ دوسری روایات یہ الزام حضرت معاویہ کے سر تھوپ دیتی ہیں۔ حافظ ابن کثیر دونوں روایتوں کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> میرے نزدیک یزید پر یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ اور اس الزام کی نسبت یزید کے باپ معاویہ کی طرف بطریق اولی غیر صحیح ہے۔ (البدایۃ: ۸: ۴۳)

۳- بیعت عثمان کے سلسلے میں حضرت علی کا جو طرز عمل عموماً مورخین نے ذکر کیا ہے، اس کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ابن جریر وغیرہ جیسے بہت سے مورخین نے نامعلوم افراد سے جو اس قسم کی باتیں نقل کی ہیں کہ حضرت علی نے عبدالرحمن بن عوف کو کہا کہ تم نے مجھ سے دھوکہ کیا وغیرہ وغیرہ، اس قسم کی باتیں، جو صحیح طرق سے ثابت شدہ روایات کے خلاف ہیں، ان کے قائلین و ناقلین کے منہ پر ماری جائیں گی، بیشتر روافض اور غبی الذہن قصہ گو جنھیں صحیح و ضعیف، مستقیم و سقیم اور کمزور و مضبوط روایات کے درمیان کوئی تمیز نہیں، صحابہ کرام کے متعلق جو کچھ باور کرانا چاہتے ہیں وہ خلاف واقعہ ہے۔ (البدایۃ: ۸: ۱۴۷)

۴- جنگ جمل کے دوران حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں کی طرف سے صلح کی بات چیت کے لیے وفود کا تبادلہ ہوتا رہا، اس سلسلے میں طبری ایک روایت، جس کا مفہوم یہ ہے کہ صلح کے جواب میں حضرت معاویہ نے حامیان علی کو برا کہا اور حضرت علی نے حضرت معاویہ وغیرہ کو ایسا کہا، نقل کر کے روایت کے درمیان اور آخر میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفي صحة ذلك عنهم وعنه نظر، هذا عندي لا يصح عن علي یعنی اس روایت میں جو قباحت ہے اسے دیکھتے ہوئے ہم اس کو نہ حضرت علی کی طرف سے صحیح مانتے ہیں نہ معاویہ وغیرہ کی طرف سے۔(البدایۃ:۸:۲۵۷-۲۵۸)

روایات کی تحقیق کے اصول وضوابط

اہل سنت والجماعت کے یہاں شریعت اسلامی کے چار شرعی مآخذ ومصادر متفق علیہ ہیں: کتاب، سنت صحیحہ، اجماع اور قیاس۔ کتاب وسنت پر عمل، فہم سلف کی روشنی میں ہوگا۔ اس کے باقاعدہ اصول وضوابط ہیں، فقہی مذاہب کے ماننے والے بھی ان اصول وقواعد کو مانتے ہیں۔ لیکن فقہ میں وہ اپنے امام سے منسوب مدون مذہب کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اصول حدیث اور جرح وتعدیل کے قواعد وضوابط ہیں۔ صحیح وضعیف کی تمیز کے ان پیمانوں سے حقیقت تک پہنچا جاسکتا ہے۔

تاریخی روایات کے جانچنے کے بھی وہی بنیادی آداب وضوابط ہیں جو احادیث وآثار کے جانچنے کے ہیں۔ بس اتنا فرق ہے کہ جن مسائل کا تعلق احکام شرعیہ (حلال وحرام) سے نہیں ہے، ان میں اتنی سختی نہیں برتی جاتی، جتنی احکام شرعیہ میں برتی جاتی ہے۔

اجماعی طور پر ثابت عقائد اہل سنت میں صحابہ کرام کی عدالت کا مسئلہ ہے، سارے صحابہ عادل ہیں، ان کی عدالت کو کسی تاریخی روایت سے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ عدالت صحابہ پر تاریخ کی شہادت بھی ہے۔ تمام طرح کے ناگفتہ بہ حالات میں تاریخ کے صفحات اس الزام سے خالی ہیں کہ کبھی کسی صحابی نے اپنے مفاد کی خاطر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی جھوٹی بات کو منسوب کرنے کی جرأت کی ہو۔ بعد کے جھوٹے رواۃ نے اگر کسی صحابی کی طرف منسوب کر کے کوئی حدیث گھڑی ہے تو اس کی تحقیق کے لیے جرح وتعدیل کے قواعد ہیں، جن کے ذریعے سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کب اور کیوں یہ جھوٹ بولا گیا۔ اسی جھوٹ اور سچ کی تحقیق میں محدثین کرام کے مقدس گروہ نے صدیوں سے اپنی زندگیاں کھپائیں۔ صحابہ کرام کی پاکیزگی اور عدالت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی۔ اس کے رسول نے دی۔ خود صحابہ کرام کے مابین ان کی عدالت پر اجماع رہا ہے۔ بعد کے عہد میں بھی اس اجماع کو کسی نے چیلنج نہیں کیا۔ ہاں، ایک منحرف گروہ ضرور رہا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو اپنی شقاوت و بدبختی میں ان کے خلاف زبان درازی کرتا تھا، لیکن معاشرے میں وہ بے وقعت تھا، اس کی سیرت لوگوں میں معروف تھی۔

یہ صحابۂ کرام، کتاب وسنت کے الفاظ و معانی کے ناقل ہیں، ان کے ذریعے سے ہم تک یہ علوم منتقل ہوئے۔ ان کے جہاد کی برکت سے آج ہم مسلمان ہیں، بلکہ ان کے جہاد کی برکت سے آج مسلمان ایک بڑے خطہ ارض پر نہ صرف موجود ہیں، بلکہ اس وقت دنیا کے ایک وسیع رقبے میں ۵۴ مسلم حکومتیں موجود ہیں۔ اگر صحابہ کرام کی شخصیت مجروح ہو جائے تو دین اسلام کی اساس آسانی سے منہدم ہو جائے گی اور دین کو کمزور کرنا مزید آسان ہو جائے گا، اسی لیے ہر زمانے میں زنادقہ، ملاحدہ، معتزلہ، خوارج اور شیعہ وغیرہ صحابہ کرام کو مطعون کرنے کی ناروا کوشش میں مصروف رہے ہے۔ شروع سے محدود طبقے نے اس سازش میں حصہ لیا۔ یہ سبائی گروہ تھا، یہ زنادقہ وملاحدہ تھے، ہر زمانے میں امت ان کی سرکوبی میں متحرک رہی ہے۔

کتاب وسنت کے دلائل اور تاریخی شہادت کی بنا پر صحابہ کے مابین ہونے والے اختلافات اور جنگوں کے بارے میں سکوت اختیار کرنا، اس مسئلہ میں بحث اور مباحثے سے پرہیز کرنا سلف کا عقیدہ ہے، جس پر اجماع ہے۔

صحابہ کرام کی راہ سے انحراف ہلاکت ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ان کے حق میں ایک ایسا اعزاز ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

> صحابہ کی پیروی کے بغیر جو کتاب وسنت کو لیتا ہے اور دوسروں کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ (مختصر الفتاویٰ، ص:۵۵۶)

اہل سنت و جماعت کی کتابوں میں صحابۂ کرام کے بارے میں جو عقائد مذکور ہیں اور محدثین عظام نے خبروں کی تحقیق کے لیے جو آداب وقواعد بیان فرمائے ہیں، خود مورخین اسلام نے جن قواعد وضوابط کی پابندی کی ہے، ان کی رعایت نہ کرتے ہوئے جس شخص نے بھی ان مسائل پر گفتگو کی وہ جادۂ اعتدال سے باہر ہی رہا۔ مولانا مودودی مرحوم خلافت وملوکیت کے مباحث پر گفتگو کرتے رہے، ان کی جماعت ان کی پیروی کرتی رہی، رفتہ رفتہ جماعت اسلامی نے اسلامی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خلافت کی پٹری سے اتر کراب درحقیقت مغربی جمہوریت کو اسلام کا لبادہ اڑھا دیا ہے اور اس کی سیاست کا محور جمہوری نظام ہی رہ گیا ہے۔شورائیت یا اسلامی سیاست اب عملاً اوراق پارینہ بن چکی ہے۔وہ سارے امراض جو سیاسی پارٹیوں میں عام ہیں، بھلا دینی جماعتیں ان سے کیسے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

ساری دنیا میں اخوانی اور جماعت اسلامی کے لیڈر خوارج کے افکار پر عمل کرتے ہوئے عالم اسلام کی بچی کھچی حکومتوں کو سازشوں اور ہلڑ بازیوں کے ذریعے سے ہٹا کر عالم اسلام کو تاراج کرنے پر آمادہ ہیں اور بڑی حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔

مولانا صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب میں درج ذیل امور پر بھرپور روشنی ڈالی ہے:

۱-مولانا مودودی کی پہلی غلطی یہ تھی کہ عدالت صحابہ اور مشاجرات صحابہ میں کف لسان کے اجماعی عقیدے کی رعایت نہ کرتے ہوئے جھوٹے تاریخی واقعات کی تحقیق کے بغیر ان کو بنیاد بنا کر ان کے خلاف زبان درازی کی، جب کہ اگر تاریخی واسنادی طور پر کوئی چیز کسی صحابی کے خلاف ثابت ہو بھی جائے تو اس کو سمجھنے اور عام عدالت صحابہ کے عقیدے کے فریم میں اسے فٹ کرنے کے بہت سارے اسلوب ہیں، مثلاً: ایک صحابی دوسرے صحابی کے بارے میں کہتا ہے: ''کذب فلان'' تو محدثین لکھتے ہیں کہ اس سے مقصود حقیقی کذب نہیں، بلکہ کذب ''أخطا'' کے معنی میں ہے، یعنی غلطی کی، جھوٹ اور افترا نہیں۔

۲-مولانا مودودی رحمہ اللہ نے روایات کے ردوقبول میں محدثین کے اصول ومنہج کی رعایت نہیں کی، جب کہ تحقیق کے بعد ہی کسی قول کے قبول یا رد کرنے پھر اس سے نتائج اخذ کرنے کا مسئلہ آتا ہے۔

۳-مولانا مودودی مرحوم نے اسلامی تاریخ کے پورے سرمایے اور قدیم وجدید سارے مولفین کی صحابۂ کرام کے دفاع سے متعلق آراء سے صرف نظر کر کے اپنی آراء پر اصرار کیا، حالاں کہ ان کی پشت پر نہ صحیح دلائل ہیں اور نہ کتاب، سنت، اجماع اور تاریخ سے ثابت ان کے مناقب وفضائل اور ان کی عفت وپاکیزگی کا کوئی اعتبار۔

۴-اہل سنت والجماعت کے یہاں اجماع انتہائی اہم دلیل ہے، جس کے بعد کسی طرح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کی گنجایش نہیں رہ جاتی۔ مشاجرات صحابہ کے بارے میں خاموش رہنے پر سلف کا اجماع ہے۔ ان کے خلاف زبان درازی حرام ہے۔ لیکن مولانا مودودی نے نہ صرف یہ کہ ان کے بارے میں زبان کھولی، بلکہ ضعیف اور موضوع تاریخی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے بارے میں ظالمانہ وغیر منصفانہ احکام بھی جاری کرنے کی جسارت کی۔

امام نووی کہتے ہیں: جان لو کہ سب صحابہ یعنی ان کو برا بھلا کہنا حرام کاموں میں بدترین کام ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۶/ ۹۳)

صحابۂ کرام پر تنقید کا دوہرا پیمانہ

مولانا مودودی نے صحابۂ کرام پر تنقید وتبصرہ کے لیے ایک پیمانہ نہیں استعمال کیا، بلکہ علی اور حسین کے لیے ایک پیمانہ اور دوسرے صحابۂ کرام کے لیے دوسرا۔ حضرت عثمان ومعاویہ وغیرہ کے بارے میں ہر رطب ویابس روایت کی تصحیح کر کے اس سے من مانی نتائج نکالتے ہیں۔ ان امور میں مقام وعظمت صحابہ کو فراموش کرتے ہیں، جب کہ علی اور حسین رضی اللہ عنہما کی بات آتی ہے تو ان کے بارے میں عدالت صحابہ اور عظمت صحابہ کا حوالہ دے کر ان کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں۔ ان کے حق میں وہ ایسی روایات کو رد کر دیتے ہیں جن سے ان کی شخصیات مجروح ہوتی ہیں۔ بذات خود یہ بڑی اچھی بات ہے، لیکن جب معاملہ حضرات صحابہ عثمان بن عفان، معاویہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ اور مروان وغیرہ کا آتا ہے تو یہ پیمانہ بدل جاتا ہے۔ ان کے بارے میں ثابت فضائل ومناقب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ ان کی شخصیات کو مخدوش کر دینے والی ناقابل اعتبار روایات کو قبول کر کے، ان کو مجروح کرنے کی جسارت کی جاتی ہے۔ اس طرح سے مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کی نظروں میں ان نفوس قدسیہ کی شان گھٹانے کا کام آپ کے ہاتھوں عمل میں آتا ہے۔ حالاں کہ ان نفوس قدسیہ کے مناقب وفضائل پر موجود دلائل اور صحیح تاریخی واقعات کے علمی تجزیے میں ان کے دفاع اور ان کی شان میں بھی قصائد پڑھنے کی پوری گنجائش موجود ہے۔ اگر ان نفوس قدسیہ کے بارے میں الگ سے کوئی منقبت وفضیلت نہ بھی ثابت ہو تو عام فضائل صحابہ کے کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل کی روشنی میں ان کا دفاع اور ان کے بارے میں کف لسانی واجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ صلاح الدین یوسف نے کتاب کے سارے ابواب وفصول میں صحابہ کرام کے بارے میں اس اجماعی عقیدے اور تاریخی روایات کی تحقیق کے علمی اصول وضوابط کی روشنی میں مولانا مودودی کی جانب سے پیش کردہ سارے دلائل کا جائزہ لے کر ہر ہر مسئلے پر اپنی واضح رائے کا اظہار بڑے ادب سے کیا اور مولانا کی غلطیوں کی نشان دہی کی۔

۵- مولانا مودودی صاحب کی تحریروں میں حکام کے استبداد کا ذکر اور اس پر تنقید ملتی ہے۔ لیکن دل چسپ بات یہ ہے کہ ماچھی گوٹ کے بھرے مجمع میں ان کے ساتھیوں نے خود ان پر کھل کر دلائل کے ساتھ الزام لگایا کہ موصوف خود انتہائی حد تک اس وصف سے متصف ہیں۔ مولانا عبدالرحیم اشرف جو جماعت اسلامی کے رکن رکین تھے، اجلاس میں ان پر کھل کر استبداد رائے کا الزام لگایا۔ (ملاحظہ ہو: مولانا عبدالغفار حسن: حیات وخدمات)

اسلامی حکومت میں فساد کے اسباب

مولانا صلاح الدین صاحب نے اپنی اس کتاب میں اس مسئلے پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے کہ عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے بعد صحابہ کرام کے زمانوں میں جو بعض تبدیلیاں ظاہر ہوئیں، اس کا سبب نہ تو شاہی نظام تھا اور نہ یہ نظام قابل گردن زدنی ہی ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے سیاسی لیڈروں نے انگریزی حکومت کے ظالمانہ استبداد سے متاثر ہو کر اس کی ہولناک تصویر کھینچی اور اس کو قدیم شاہی نظام پر چسپاں کر دیا، جس سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ ساری برائی کی جڑ شاہی نظام اور اس کا استبداد ہے۔

عہد معاویہ میں اسلامی حکومت کے خصائص وامتیازات کی پامالی کا مسئلہ

مولانا مودودی نے اسلامی حکومت کے چھ امتیازات وخصوصیات گنائے ہیں اور ان کے دعوے کے بہ قول عہد معاویہ میں یہ سارے امتیازات وخصوصیات ختم ہو گئے تھے۔ محض دنیوی حکومت ہو گئی تھی۔ مولانا صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب میں خلافت راشدہ کے بعد عہد معاویہ کے بارے میں یہ ثابت کیا ہے کہ ان کے عہد میں اور ان کے بعد بھی نظام حکومت اسلامی ہی تھا۔ مولانا صلاح الدین یوسف نے بہ دلائل ثابت کیا کہ مولانا مودودی کا یہ دعویٰ کہ عہد معاویہ میں اسلامی حکومت کے سارے امتیازات وخصوصیات ختم ہو گئے تھے، بالکل غلط اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقع کے خلاف ہے، بڑی حد تک عہد معاویہ میں یہ خصائص وامتیازات موجود تھے۔

کتاب کا چوتھا باب حضرت عثمان اور ان کے فیصلوں پر وارد اعتراضات کے جواب میں ہے، جس میں مولانا صلاح الدین نے مولانا مودودی کے تناقض کا جائزہ لیا ہے۔ جنگ جمل وصفین اور معاہدہ تحکیم سے متعلق مولانا مودودی کی لغزشوں کو واضح کر کے اصل احوال قلم بند کیے ہیں۔

آخری باب

مولانا مودودی کی نظر میں اسلامی معاشرے میں فساد کا سبب ملوکیت ہے۔ اس مسئلے میں معاویہ کے خلاف اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب اس باب میں ہے۔

اس کتاب کا سب سے اہم مقصد دفاع صحابہ تھا، جس میں مولف رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے اپنی توفیق سے نوازا اور موصوف نے درج ذیل متنازع فیہ مسائل پر توجہ فرمائی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا:

۱- حضرت عثمان کا بیت المال میں تصرف اور اقربا پروری

۲- مروان کا جعلی خط تیار کرنا

۳- جنگ جمل میں صحابہ کرام اور ام المومنین عائشہ کا کردار

۴- جنگ صفین میں حضرت معاویہ کا کردار

۵- واقعہ تحکیم میں ابوموسی اشعری اور عمرو بن العاص کا کردار

۶- معاویہ کی خلافت اور ان کے اجتہادات

۷- یزید کی ولی عہدی میں معاویہ اور دیگر صحابہ کا کردار

✓ حافظ صلاح الدین یوسف

ایک انٹرویو میں مولانا مودودی سے سوال ہوا کہ بعض حضرات آپ کو ناصبیت سے جوڑتے ہیں، اس بارے میں کیا کہیں گے؟ ناصبیت اور رافضیت میں سے کون سا فتنہ زیادہ خطرناک ہے؟

جواب: جو حضرات مجھے ناصبیت کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو یزید کی اس حد تک مخالفت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور دیگر بہت سے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اہانت کر گزرتے ہیں، میرا موقف یہ ہے کہ ہمارا اصل مقصد صحابہ کا دفاع ہے جبکہ یزید صحابی نہیں، لیکن یزید کا دفاع اس لیے ضروری ہے کہ اس کی آڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قصر صحابیت پر نقب زنی کی جاتی ہے، لہٰذا یزید پر لعنت ملامت دراصل قصر صحابیت تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔

دوم یہ کہ تاریخی طور پر بھی جو کچھ یزید کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اس کا کوئی صحیح ثبوت نہیں اور صحابہ کرام نے اس کو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تسلیم کیا تھا، بلکہ عالم اسلام میں اس کی خلافت تسلیم کی جا چکی تھی، تو اس لحاظ سے وہ بالکل شرعی امیر تھا اور اس کا دفاع کرنا صحابہ کو بچانے کے لیے ضروری ہے۔

پھر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جو گروہ ہمیں ناصبیت سے منسوب کرتا ہے وہ اس اصطلاح سے واقف ہی نہیں، ناصبیت کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ حضرت علی، حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور اہل بیت کے خلاف باتیں کی جائیں، جبکہ ہم تو۔الحمد للہ۔ان کا بھی دفاع کرتے ہیں، کیونکہ ہم تو صحابہ کے دفاع کے مشن پر ہیں اور حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی جلیل القدر صحابہ ہیں؛ ان کی توہین ہم کس طرح کر سکتے ہیں! سو یہ حضرات ناصبیت کی طرف منسوب کر کے جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ ناصبیت اور رافضیت میں زیادہ خطرناک کون سا فتنہ ہے تو ظاہر بات ہے اصل فتنہ تو رافضیت کا ہے اور جو لوگ یزید پر لعن طعن کرتے ہیں تو یہ بھی اصل میں رافضیت کا راستہ ہموار کرتے ہیں اور درپردہ وہ روافض ہی کی سہولت کاری کا کردار ادا کرتے ہیں۔

(ماہنامہ مجلہ تفہیم الاسلام، احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور ۲۰۱۸ء)

۸۔ملوکیت اور اسلام: ان اہم اور دیگر ذیلی مباحث کو حافظ صاحب نے اپنی اس تالیف میں بڑی خوبی وعمدگی سے سمیٹ کر صحیح نقشہ پیش کر دیا ہے، جس میں صحابہ کرام کے بے داغ کردار کی خوبی نمایاں ہو جاتی ہے۔

ایک ناصحانہ مشورہ

مولانا مودودی رحمہ اللہ جب بغرض علاج امریکہ تشریف لے گئے اس وقت مولانا صلاح الدین صاحب نے الاعتصام میں ایک شذرہ لکھ کر ان کو صحابہ کے بارے میں اپنے موقف سے رجوع ہونے کی دعوت دی۔ موصوف کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راقم کی خواہش اور دعا یہ تھی کہ مولانا مودودی صاحب اس سخت زہریلی کتاب سے اظہار برأت فرما دیتے۔ راقم نے ایک مرتبہ جب کہ وہ زندگی کے آخری ایام میں بغرض علاج امریکہ تشریف لے جا رہے تھے یہ تحریر بھی کیا تھا:

نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا موصوف کی حیات مستعار کے کتنے دن باقی ہیں، تاہم یہ تو واضح ہی ہے کہ موصوف عمر کے جس مرحلے میں ہیں، وہ چل چلاؤ کا دور ہے۔ کاش انھیں جلد ہی یہ توفیق نصیب ہو کہ وہ خلافت وملوکیت جیسی زہریلی کتاب سے اظہار برأت فرما سکیں۔ یہ توبہ نامہ گو ان کے ذاتی وقار اور علمی انا کے خلاف ہوگا، لیکن ہمیں امید ہے کہ ان کی سعادت اخروی کا ضرور باعث ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ (ہفت روزہ الاعتصام، ۸ جون ۱۹۷۹ء ص ۴)

مگر افسوس مولانا محترم امریکہ کے ہسپتال میں ہی جہاں وہ زیر علاج تھے، ۲۲ر ستمبر ۱۹۷۹ء کو رہرو عالم بقا ہو گئے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔ عفا الله عنه۔ مولانا مرحوم تو اب نہیں رہے، لیکن ان کے چھوڑے ہوئے بیش قیمت لٹریچر میں یہ زہریلی کتاب بھی ہے، جس سے صحابہ کرام، اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہیں اور پھیل رہی ہیں۔ چنانچہ اس کے ازالے کے لیے زیر نظر کتاب کی دوبارہ اشاعت بھی وقت کی ایک اہم اور علمی ضرورت ہے جو بہ قول اہل علم خلافت وملوکیت کے زہر کا کامیاب تریاق ہے۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ (جمادی الآخرۃ ۱۴۰۴ = مارچ ۱۹۸۴ء)

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اور
تاریخی روایات کی تنقید وتحقیق

ابوالعاص وحیدی
(کلیۃ الصفا،ڈومریا گنج،سدھارتھ نگر،یوپی)

سال رواں ۲۰۲۰ء میں عرب وعجم کی عظیم دینی وعلمی شخصیات اس دارفانی سے کوچ کر گئیں، ان میں ایک انتہائی معتبر نام حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (۱۹۴۵ء-۲۰۲۰ء) کا ہے۔ جو مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان، مدیر ماہنامہ ''الاعتصام'' لاہور اور ایک عظیم مفسر قرآن کے علاوہ صحیح اسلامی تاریخ نگاری کے مستند اسکالر تھے، ان کی فکری وعلمی تربیت ایک عظیم محقق علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے زیر سایہ ہوئی تھی۔

میرے مطالعے کے مطابق حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی سب سے اہم علمی وتحقیقی تصنیف 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' ہے، جو مولانا ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ کی انتہائی خطرناک شیعیت زدہ کتاب 'خلافت وملوکیت' کی تردید میں لکھی گئی ہے، حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے وہ کتاب ۱۹۷۰ء میں جوانی کے دور میں لکھی ہے، مگر جذباتیت سے دوران کا اسلوب نگارش بہت سنجیدہ اور متوازن ہے۔

وہ کتاب پیش لفظ ومقدمہ کے علاوہ چھ ابواب پر مشتمل ہے، ہر باب کے تحت متعدد فصول ہیں، باب دوم کی فصل پنجم میں اسلامی تاریخ کے مصادر وماخذ سے بحث کی گئی ہے، کتاب کا یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ بڑا ہی علمی وتحقیقی ہے، جس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کے دو دعاوی کی تردید کی گئی ہے، اول: میری کتاب میں مستند کتب تاریخ پر اعتماد کیا گیا ہے، دوم: تاریخی روایات میں تنقید حدیث کے اصول کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔

راقم الحروف نے یہ مختصر مضمون اس کتاب کے باب دوم کی فصل پنجم کی روشنی میں لکھا ہے، جس میں کتب تاریخ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور اس علمی حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ تاریخی روایات میں بھی حدیث کے اصول جرح وتعدیل کا استعمال کیا جائے گا، ورنہ اسلامی تاریخ نگاری گمراہ کن ہو جائے گی، ملاحظہ فرمائیں!

خلافت راشدہ اور خلافت اموی وغیرہ کے بارے میں عموماً مشہور وقدیم مورخین کے حوالے دیے جاتے ہیں، جیسے ابن سعد، ابن جریر طبری، ابن عبدالبر، ابن الاثیر اور ابن کثیر وغیرہ۔ مگر تاریخ نگاری کے صحیح اصول وقواعد کی روشنی میں ان کا مطالعہ نہیں کیا جاتا، بلکہ مخصوص ذہنی پس منظر کے ساتھ تنقیح وتہذیب، تحلیل وتجزیہ اور تنقیدی جائزہ کے بغیر ان سے استفادہ کیا جاتا ہے جس کے بڑے ہی بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں، خاص طور پر قرونِ اولی ''مشہود لہا بالخیر'' کی افضلیت مشکوک ہو جاتی ہے اور آدمی اسلام کی روشن تاریخ سے بدگمان ہو جاتا ہے۔

مذکورہ مؤرخین کی کتابوں سے اخذ واستفادہ کے وقت درج ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے ورنہ صرف بال و پر جل جانے کا خطرہ نہیں ہے بلکہ متاع دین ودانش لٹ جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

اس سلسلے میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی علمی تحقیق کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اول: مذکورہ مورخین کی کتابوں میں جو تاریخی روایات بیان کی گئی ہیں، ان میں تحقیق و تہذیب اور صحت وسقم کی پروا نہیں کی گئی ہے، چنانچہ بیشتر تاریخی روایات بیان کرنے والے واقدی، ابو مخنف، ابو معشر، ہشام کلبی اور ان کا لڑکا محمد بن ہشام کلبی وغیرہ ہیں، یہ تمام راوی بالاتفاق ضعیف ومجروح ہیں، ضعیف ومجروح ہی نہیں بلکہ دروغ گوئی اور تشیع ان سب کے درمیان قدرِ مشترک ہیں۔

دوم: ان قدیم مورخین نے صرف جمع روایات کا کام کیا ہے، جس میں انھوں نے تنقید وتحقیق اور چھان بین کا وہ اہتمام نہیں کیا ہے جس کی ضرورت تھی، اس کا اعتراف بعض مورخین نے خود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔

سوم: چونکہ مورخین نے جمع روایات کا کام کیا اس لیے ان کی کتابوں میں تاریخی تضادات بہت ہیں، حافظ ابن کثیر جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگردِ رشید ہیں، ان کے یہاں بھی عثمان بن عفان، معاویہ بن ابی سفیان، مروان بن حکم اور حسین و یزید کے بارے میں بڑی متضاد روایات پائی جاتی ہیں، کہیں کہیں تو انھوں نے تضاد کو دور کیا ہے مگر اکثر جگہ خاموشی سے گزر گئے ہیں۔

چہارم: یہ ایک علمی حقیقت ہے کہ جس طرح قدیم محدثین نے جمع روایات کا کام کیا ہر روایت کی سند ذکر کر دی، وہ روایت فی نفسہٖ صحیح ہو یا ضعیف، یا منکر یا باطل وغیرہ، بنا بریں ان کی ذمہ داری ختم ہو گئی، اب اہلِ علم و تحقیق کی ذمہ داری ہے کہ سلسلۂ سند کے رواۃ کو اسماء الرجال کی روشنی میں پرکھ کر ہر روایت کی صحت وضعف کا اندازہ کر لیں، اسی طرح مؤرخین نے بھی جمع روایات میں محدثین کی پیروی کی، ابن جریر طبری، ابن سعد اور ابن عبدالبر، سب نے عموماً اسناد کا اہتمام کیا اور اسی بنا پر محققین نے ان پر کسی قسم کی نکیر نہیں کی، بلکہ ان کو کریڈٹ دیا ہے کہ انھوں نے روایات کا ایسا عظیم ذخیرہ جمع کیا اور اس کے ساتھ اس کی سند ذکر کر کے اصحابِ علم و تحقیق کو بھی اندھیرے میں نہیں چھوڑا، اب اہلِ علم کی ذمہ داری ہے کہ تحقیق و تنقید کے ساتھ کتبِ تاریخ سے استفادہ کریں۔ [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: خلافت و ملوکیت، تاریخی و شرعی حیثیت باب دوم مآخذ کی بحث]

ملحوظ رہے ان باتوں کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان جلیل القدر مورخین نے اپنی کتابوں میں جو تاریخی مواد جمع کیے ہیں وہ بالکل لغو، مہمل اور جھوٹ کا پلندہ ہیں، جن کو اٹھا کر پھینک دینا چاہیے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ نصوصِ کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر تاریخ نگاری کے صحیح اصول وقواعد کی روشنی میں تحقیق و تنقید اور جرح و تعدیل کے ساتھ تاریخی روایات کا مطالعہ کیا جائے، تاکہ اسلام اور اولین مسلمانوں کی صحیح تصویر سامنے آئے اور امتِ مسلمہ میں اسلام کی روشن تاریخ کے بارے میں بدگمانی نہ پیدا ہو۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض مفکرین اسلام جیسے مولانا مودودی وغیرہ جن کا ذہن صحابۂ کرام کے بارے میں صاف نہیں تھا، انھوں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ احکامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایات کے علاوہ تاریخی روایات کے بارے میں تنقید حدیث کے اصول نہیں استعمال کیے جائیں گے، حالانکہ یہ بات انتہائی غلط ہے، کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ محدثین نے تاریخی روایات کے بارے میں بھی تنقید حدیث کے اصول کا استعمال کیا ہے۔

اس سلسلے میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''خلافت و ملوکیت، تاریخی و شرعی حیثیت'' میں بڑی مفصل بحث کی ہے، اس کے حوالے سے یہاں چند مثالیں ذکر کی جا رہی ہیں:

البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ معاویہ نے حضرت علی کو خط لکھا جس میں انھوں نے اپنی فضیلت کا اظہار کیا، حضرت علی نے جواب میں اپنی شان میں کچھ اشعار لکھ بھیجے جس کا مفہوم یہ ہے: ''محمد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بھائی اور سسر، سید الشہداء حمزہ میرے چچا اور جعفر جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ محو پرواز رہتا ہے، میرا ماں جایا اور بنت محمد میری رفیقہ حیات ہے اور وغیرہ وغیرہ''۔

حضرت معاویہ کے پاس جس وقت یہ خط گیا انھوں نے کہا: اس خط کو چھپا دو، کہیں اہل شام یہ خط پڑھ کر حضرت علی کی طرف مائل نہ ہو جائیں، ابن کثیر یہ تاریخی روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں: ''هذا منقطع بين ابی عبيدة وزمان علی و معاوية'' یہ روایت منقطع ہے، ابوعبیدہ جو اس واقعہ کا راوی ہے اس نے علی و معاویہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ [البدایۃ والنہایۃ: ۸/۹]

حضرت علی نے حضرت حسن سے مکارمِ اخلاق سے متعلق کچھ سوالات کیے، حضرت حسن نے ان کے جوابات دیے۔ حافظ ابن کثیر یہ تاریخی روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں: ''اس روایت کی سند ضعیف ہے، نیز روایت کے الفاظ میں جو نکارت ہے وہ روایت کے غیر محفوظ ہونے کی دلیل ہے''۔ [حوالہ مذکور: ۴۰]

حضرت ابوذر غفاری اور یزید بن ابوسفیان کے متعلق ایک تاریخی واقعہ ذکر کر کے ابن کثیر اس مقام پر امام بخاری کی ایک جرح نقل کرتے ہیں:

''یہ روایت معلول ہے، اس لیے کہ یزید بن ابی سفیان حضرت عمر کے دور میں وفات پا گئے تھے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ابوذر عمر بن خطاب کے دور میں کبھی شام آئے ہوں (گویا ان کی ملاقات ہی مشکوک ہے)''۔ [حوالہ مذکور: ۸/۲۳۱]

حافظ ابن کثیر کے استاذِ کبیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں متعدد جگہوں پر ایسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تاریخی روایات کو جن سے صحابہ پر حرف آتا ہے تنقید حدیث کے اصول استعمال کر کے رد کر دیا ہے، حافظ صلاح الدین یوسف، ابن تیمیہ کی مشہور کتاب "منہاج السنة النبوية في رفض الشيعة و القدرية" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "جو روایات صحابہ کرام کے عیوب و نقائص کے بارے میں منقول ہیں وہ دو قسم کی ہیں، پہلی وہ قسم جو سراپا جھوٹ یا تحریف شدہ ہیں جن میں ایسی کمی وبیشی ہوگئی ہے جن سے طعن و مذمت کا پہلو نکلتا ہے، اکثر وہ روایات جن میں صریح مطاعن کا ذکر ہے اسی قبیل سے ہیں، جنھیں ایسے کذاب راوی بیان کرتے ہیں جن کی دروغ گوئی مشہور ہے، جیسے: ابو مخنف، لوط بن یحییٰ، ہشام بن محمد سائب کلبی اوران جیسے دروغ گو راوی۔
>
> اسی لیے اس رافضی نے (جس کا امام صاحب رد کر رہے ہیں) ایسے مواد سے استشہاد کیا ہے جسے ہشام کلبی نے جمع کیا ہے، درآں حالیکہ دروغ گوئی میں وہ سب سے بڑھ کر ہے، علاوہ ازیں وہ شیعہ ہے، نیز وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس کا باپ ابو مخنف سے بیان کرتا ہے اور یہ دونوں بھی متروک اور کذاب ہیں۔
>
> امام احمد اس کلبی کے بارے میں کہتے ہیں: "میں گمان بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص اس سے روایت کرے گا، وہ تو ایک داستان گو اور نساب ہے"، امام دارقطنی کہتے ہیں: "وہ متروک ہے" ابن عدی کہتے ہیں: "ہشام کلبی پر داستان گوئی غالب ہے میں اس کی کوئی مسند روایت نہیں جانتا، اس کا باپ بھی کذاب ہے" زائدہ لیث اور سلیمان تیمی کہتے ہیں: "ھو کذاب" امام یحییٰ کہتے ہیں: "ليس بشيئ كذاب ساقط" (دروغ گو، پایۂ اعتبار سے گرا ہوا اور لاشئی ہے)" امام ابن حبان کہتے ہیں: "اس کا کذب اتنا نمایاں ہے کہ اس کے اوصاف معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں"۔ [منہاج السنة: ۳/۱۹]

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' میں اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ ومحدثین نے احکامی و تاریخی روایات کی تنقید میں کوئی فرق نہیں کیا ہے، چنانچہ اس طرح کی بہت سی مثالیں ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ غلط فہمی بلکہ مغالطہ انگیزی ہے کہ علم حدیث کے اکابر علماء نے کبھی حدیث وتاریخ کے درمیان اس انداز کا فرق نہ خود سمجھا اور نہ خود اس کی وضاحت کی، بلکہ امام احمد، امام شافعی، امام بخاری، امام علی بن مدینی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر، قاضی ابوبکر ابن العربی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن حجر ہیتمی، حافظ ذہبی، امام نووی، حافظ ابن صلاح، امام صنعانی صاحب توضیح الافکار، علامہ شمس الدین سخاوی صاحب فتح المغیث، حافظ جلال الدین سیوطی، نواب صدیق حسن خاں اور قاضی ابوالولید باجی وغیرہم، علم حدیث کے ان تمام اکابر علماء کے اقوال وافعال سے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ ان کے نزدیک اسماء الرجال کے اصول جس طرح احکامی روایات میں استعمال کیے جاتے ہیں غیر احکامی روایات میں بھی ان کا استعمال اسی طرح جائز، بلکہ صحابۂ کرام کے متعلق تاریخی روایات میں ضروری ہے، اس لحاظ سے ان کے یہاں احکامی وغیر احکامی روایات میں نہ کچھ فرق ہے نہ ان پر تنقید کے اصول جدا جدا، فرق جو کچھ ہے وہ صرف یہ ہے کہ احکامی روایات میں محدثین نے پوری سختی برتی ہے، غیر احکامی روایات میں بوجوہ سختی نہیں برتی، اس کے علاوہ ان کے یہاں ان کے مابین کوئی فرق نہیں۔'' [خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت: ص ۱۹۲، طبع دہلی]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اہل علم کو بڑے حزم واحتیاط اور غایت درجہ تحقیق وتنقید کے ساتھ مطالعہ تاریخ اسلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

□□□

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

متفق علیہ روایت کا اصلاحی انکار اور حافظ صاحب کا اسلوب نقد

محمد مظہر الاعظمی

(استاد جامعہ عالیہ عربیہ، مئو)

اگر کوئی شخص مضبوط ایمان کی پختہ عینک لگا کر قرآن وحدیث کو دیکھے تو اسے زیادہ سے زیادہ متلو اور غیر متلو کا فرق نظر آئے گا کیونکہ قرآن کریم وحی متلو ہے اور احادیث صحیحہ وحی غیر متلو، برخلاف اس کے اگر ایمان وعینک میں سے دونوں یا کوئی ایک بھی خراب ہو تو پھر حقیقت کچھ اور ہوگی اور دکھلائی کچھ اور دے گا جیسا کہ عام انسانی زندگی میں اس کا تجربہ ہے۔

قرآن کریم نے تو اپنا تعارف کراتے ہوئے "ذلك الكتاب لا ريب فيه" کہہ دیا اور احادیث صحیحہ کے متعلق فرمایا "وماينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى" جس سے معلوم ہوا کہ اس میں رسول کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ بھی آپ کو وحی کی جاتی ہے جسے وہ لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، ایسی صاف وشفاف وضاحت کے باوجود جن کے ایمان وایقان میں کوئی کھوٹ ہے ان کو احادیث صحیحہ میں شک وشبہ سمجھ میں آتا ہے اور جو لوگ ایمان وایقان کی عینک کے بجائے اپنی عقل کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں ان کو سچائی دکھلائی ہی نہیں دیتی کیونکہ انسان کی ناقص عقل قانون الٰہی کی حقیقت تک پہنچ سکے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

سرسید احمد خان نے اپنی عقل کو معیار بنایا اور اسی ترازو پر قانون الٰہی کو پرکھنے اور تولنے کی جسارت کردی، اسی لیے ان کو نیچری بھی کہا جانے لگا، جب انھوں نے عقل کو معیار بنایا تو بہت سی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث صحیحہ ان کے معیار پر نہیں اتریں اور پھر انھوں نے ان کا انکار کر دیا، نتیجے کے طور پر بہت سے حقائق جو شبہ سے بالاتر ہیں جیسے معجزات، جسمانی معراج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت وغیرہ ان سب کا انکار کر دیا یہاں تک کہ ملائکہ کا وجود، میزان اور جنت وجہنم کے بھی منکر ہو گئے۔ انھوں نے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس نظریہ کو مستحکم کرنے کے لیے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کر دی تاکہ یہ باطل عقیدہ مجھ ہی پر منتہی نہ ہو جائے بلکہ اگلوں تک پہنچے اور وہ بھی نسل در نسل منتقل کرتے رہیں اور مسلسل اس باطل نظریہ کی اشاعت اور احیا ہوتی رہے۔

بدقسمتی سے مولانا حمید الدین فراہی ان کے باطل نظریہ کے حقیقی وارث ثابت ہوئے اور ان کے افکار کی ترویج و اشاعت میں اپنی پوری صلاحیت جھونک دی، یہیں پر معاملہ رکتا نہیں بلکہ اس مسموم اور زہریلی کاشت کی آبیاری مولانا امین احسن اصلاحی نے کی اور عوام الناس تک اس باطل عقیدہ کو پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا بلکہ حصول مقصد کے لیے قرآن کی تفسیر لکھی اور دیگر کتابیں بھی جس کے بادسموم سے بہت سارے لوگ متاثر و مسموم ہوئے اور یہ سلسلہ طویل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ شیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے "مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی و تفسیری نظریات کی روشنی میں" لکھ کر کاری ضرب لگایا اور بادسموم کے جھونکوں کا رخ موڑ دیا۔ یہ کتاب تو بذات خود کافی معروف ہے کیونکہ حافظ صاحب نے جس خوش اسلوبی سے باطل عقیدوں پر نقد کرتے ہوئے کتاب وسنت کے وزنی دلائل سے پاش پاش کیا ہے یہ اسلوب اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

حافظ صاحب کی اس مذکورہ کتاب پر نہایت مختصر اور سرسری مطالعہ پیش خدمت ہے اور مقصد صرف یہ ہے کہ جن لوگوں تک یہ ضخیم کتاب نہ پہنچ سکے وہ لوگ بھی حافظ صاحب کی اس کاوش اور جلیل القدر خدمت سے واقف ہو سکیں۔

اس کتاب میں سب سے پہلے عرض ناشر اس کے بعد مقدمہ اور پھر عرض مولف ہے، مقدمہ فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی کے قلم سے ہے جس میں انھوں نے مقدمہ کا حق ادا کیا ہے اور عرض مولف کو مولف نے چار تجزیاتی سرخیوں سے مزین کیا ہے۔ اصل کتاب کے آغاز سے پہلے تمہیدی مباحث کے عنوان سے دو بنیادی سرخیاں یا باب قائم کیا ہے اور دونوں میں علی الترتیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھ اور نو ضمنی سرخیاں قائم کر کے قاری کے لیے مباحث کتاب کو سمجھنا آسان کر دیا۔ اس کے بعد کتاب کو حصہ اول اور حصہ دوم پر مشتمل رکھا ہے۔

حصہ اول میں درج ذیل بنیادی سرخیاں ہیں:

(۱) حدیث اور ائمہ حدیث پر مولانا اصلاحی کی کرم فرمائیاں

(۲) چند شبہات اور ان کا جائزہ

(۳) احادیث آحاد اور دین میں ان کی اہمیت

(۴) متفق علیہ احادیث جو اصلاحی ''درایت'' کی رو سے مردود قرار پائیں

ان چاروں بنیادی سرخیوں میں علی الترتیب بارہ، چوراسی، بائیس اور تیس ضمنی سرخیاں ہیں۔

حصہ دوم میں درج ذیل بنیادی سرخیاں ہیں:

(۱) تفسیر ''تدبر قرآن'' کا تحقیقی جائزہ

(۲) فراہی گروہ کا نظریہ رجم

(۳) تفسیر ''تدبر قرآن'' میں انکار حدیث کے چند اہم مقامات

(۴) اصلاحی صاحب کے تضادات ایک آئینہ حقیقت نما

مذکورہ بنیادی سرخیوں میں علی الترتیب گیارہ، اکتیس، پنچانوے، چوبیس ضمنی سرخیاں ہیں۔
اس طرح پوری کتاب جو المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی سے مطبوع ہے کل چھ سو بتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

حافظ صاحب نے حصہ اول میں چار سرخیاں یا باب قائم کیا ہے، چوتھا ''متفق علیہ احادیث جو اصلاحی ''درایت'' کی رو سے مردود قرار پائی ہیں، جن میں کل تیس ضمنی سرخیاں ہیں۔

(۱) حد رجم کی متفق علیہ اور متواتر روایت کا انکار

اصلاحی صاحب کو پتہ نہیں کیوں زنا جیسے فعل قبیح کے مرتکبین سے بڑی ہمدردی ہے اس لیے ان کا رجم کے متعلق خود ساختہ نظریہ ہے جو اسلام کے نظریہ رجم کے برخلاف ہے۔ رجم کے متعلق روایات متفق علیہ روایات ہیں جن میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے ان روایات کو خلاف قرآن قرار دیا اور صحابی رسول کو ان تمام اوصاف قبیحہ سے متصف قرار دیا جن اوصاف سے عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر سماج اور معاشرہ کے گھٹیا افراد بھی نہیں ہوتے۔ حافظ صاحب نے اصلاحی صاحب کے اس نظریہ کی بھرپور تردید ۱۹۸۱ء میں کردی تھی جب کہ موصوف کا انتقال ۱۹۹۷ء میں ہوا ہے، مگر نہ تو اصلاحی صاحب کو اپنی حیات مستعار میں اور نہ ہی اس فکر کے حاملین کو آج تک کچھ بھی لکھنے کی ہمت ہوئی کیونکہ حافظ صاحب کا اسلوب تردید اتنا پختہ اور مدلل ہے کہ وہ اور ان کے تمام خوشہ چیں چاروں خانہ چت ہو گئے اور اب ۲۰۲۰ء میں چالیس سال کا طویل عرصہ گزرا مگر کوئی ایک حرف بھی لکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

(۲) رہن (گروی رکھنے) کی روایات کا انکار

کوئی بھی شخص جب سچائی پر قائم نہیں رہتا ہے تو حالات کے لحاظ سے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے اور کبھی کبھی چولا بھی بدل کر کوئی اور روپ دھار لیتا ہے، اصلاحی صاحب کا معاملہ رہن کے متعلق ایسا ہی ہے۔ انھوں نے گروی سے متعلق حدیث رسول اللہ ﷺ کہ ''ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اس کے ہاں اپنی زرہ گروی رکھ دی''۔ (صحیح البخاری حدیث ۲۸۹۶) کے متعلق بھی کیا، اس واقعہ کو سفر کا واقعہ قرار دینے کی جسارت تو نہیں کی البتہ قرآن میں رہن کا جو ذکر ہے اسے سفر کا واقعہ قرار دے کر سفر میں رہن کے جواز کے قائل ہیں اور مذکورہ حدیث کے متعلق لن ترانی ہانکتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یہ واقعہ مدینہ کے بالکل ابتدائی دور میں پیش آیا ہوگا، مدینہ کے حالات بہت جلد تبدیل ہو گئے تھے اور حضور ﷺ کو اپنی زرہ رکھنے کی ضرورت نہیں تھی''۔

حافظ صاحب نے ان کی اس بات کا بہت مختصر جواب دے کر خاموش کر دیا کہ ''بتلایئے اس قیاس آرائی کا کوئی جواز، کوئی بنیاد ہے؟ ضرورت تھی یا نہیں؟ آج اس کا فیصلہ کوئی کر سکتا ہے؟ لیکن اصلاحی صاحب اس طرح فیصلہ فرما رہے ہیں جیسے ان کو وحی کے ذریعہ بتلایا گیا ہے کہ زرہ رکھ کر غلہ ادھار لینے کی ضرورت نہیں تھی، چہ خوب۔

(۳) مہر نبوت والی حدیث کا انکار

مہر نبوت سے متعلق حضرت سائب بن یزید کی حدیث بہت مشہور ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہر دیکھی جو چھوٹی چڑیا کے انڈے کی طرح تھی۔" (مختصراً)

اس حدیث کے رد کرنے میں اصلاحی صاحب نے اپنی عقل کا استعمال کیا ہے، گل افشانیوں کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"میرے نزدیک مہر نبوت کا تصور اصول نبوت اور دین کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا، کسی طرح یہ بات رائج ہوگئی اور بعض لوگوں میں پھیل گئی"۔

(۴)+(۵) عذاب قبر کا انکار اور دو شاخیں گاڑنے والی حدیث کا انکار

کسی باغ سے گزرتے ہوئے آپ نے دو انسانوں کی بات سنی جن پر قبروں کے اندر عذاب ہو رہا تھا............آپ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔

عام طور پر ہمارے سماج میں ٹونکے والا کام جاہل طبقہ کرتا ہے، جسے تھوڑا بھی دین سے لگاؤ یا علم سے واسطہ ہے وہ کبھی ٹونکے والا کام نہیں کرتا یہ معروف اور مشہور بات ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوٹکا سے قریب سمجھ دار اور پڑھا لکھا طبقہ نہیں جاتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل یعنی شاخوں کا قبر پر رکھنا اصلاحی صاحب کو ٹوٹکا سمجھ میں آ رہا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"قبر کے عذاب میں تخفیف کے لیے قبر پر ہری شاخ گاڑنا کچھ ٹونکے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، یہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے"

حافظ صاحب نے رسول کے لیے ٹونکے کے غیر مناسب لفظ پر اپنا رد عمل ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے:

"بلاشبہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریقہ تو یقیناً نہیں تھا لیکن اسے ٹونکے کا نام دینا بھی نہایت غیر مناسب ہے، یہ ایک خرق عادت واقعہ ہے، جسے معجزہ کہا جا سکتا ہے، یہ عام طریقے کے ہی خلاف نہیں ہوتا بلکہ ظاہری اسباب کے بھی خلاف ہوتا ہے، اسی لیے یہ انبیاء علیہم السلام سمیت کسی بھی انسان کے اختیار سے وقوع پذیر نہیں ہوتا، بلکہ صرف اللہ کی مشیت سے صادر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح معجزانہ طریقے سے ان کے عذاب کی آواز سنوا دی (جسے موصوف تسلیم کرتے ہیں) تو شاخ گاڑنے سے عارضی طور پر عذاب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخفیف کا اشارہ بھی اللہ ہی کی طرف سے رسول اللہ کو ملا ہوگا، جس کے مطابق آپ نے کارروائی کی، اسے ٹوٹکا کہنا، یا اسے رد کرنا اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔''

اس حدیث کا دوسرا پہلو عذاب قبر کا اثبات ہے، جو عذاب قبر اصلاحی صاحب کے معیار اور مزاج کے خلاف ہے کیونکہ ان کی عقل کہتی ہے کہ عذاب و ثواب تو حساب و کتاب کے بعد ہوگا، اس سے پہلے قبر میں عذاب خلاف عدل ہے اس لیے اس کے بھی منکر ہو گئے۔

(۶) حدیث قرطاس

(۷) انگلیوں سے پانی ابلنے کے معجزے کو برکت سے تعبیر کرنا، نیز اس کی روایت میں تردد

(۸) حدیث شفاعت کا انکار

(۹) جہنم سے اہل ایمان کے خروج کا انکار

(۱۰) کھجور میں برکت والے معجزے کا انکار

(۱۱) ایک اور معجزے کی معجزانہ حیثیت کا انکار

(۱۲) مدینہ، مکے کی طرح حرم نہیں ہے

(۱۳) حضرت عائشہؓ کی کم سنی کا انکار

(۱۴) غار میں پناہ لینا اور اپنے اپنے عمل کے واسطے سے دعا کرنے والوں کا واقعہ

(۱۵) (۱۶) دو آیات کی وضاحت میں وارد دو احادیث میں اشکال

(۱۷) بکریاں چرانے والی حدیث کا انکار

(۱۸) دعا استسقا کے لیے حضرت عباس کا طلب کرنا

(۱۹) حدیث ''لایقتل مسلم بکافر'' کا انکار

(۲۰) عزل کے جواز پر ناگواری کا اظہار

(۲۱) مسئلہ غلامی کے امکان پر مقابلے کا اعلان

(۲۲) فجر کے بعد بھی نوافل کے لیے جائز وقت ہے

(۲۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک خصوصی فضیلت پر مبنی حدیث کا انکار

(۲۴) انزل القرآن علی سبعة احرف کا انکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۵) حضرت جریج والی روایت جھوٹی ہے

(۲۶) اہل کتاب کی عورت سے مسلمان کا نکاح، صرف دارالاسلام میں جائز ہے

(۲۷) حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کا واقعہ

(۲۸) ناشکری کی وجہ سے عورتوں کی اکثریت کے جہنم میں جانے والی حدیث کا انکار

(۲۹) صرف لا الٰہ الا اللہ کے اقرار پر شفاعت کے استحقاق کا انکار

(۳۰) گھوڑے، عورت اور گھر کی نحوست کا مسئلہ

حافظ صاحب نے یہ تیس عناوین اور سرخیاں قائم کی ہیں، جن میں اصلاحی صاحب نے متفق علیہ روایت کا انکار درایت کے معیار پر نہ اترنے کی وجہ سے کر دیا ہے۔ ابتدائی چند عناوین کی تو شروع میں وضاحت کی گئی لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے باقی عناوین صرف ذکر کر دیے گئے ہیں تاکہ قاری کو اصلاحی عقل وشعور اور علم وآگہی کی بلندی کا صحیح پتہ لگ جائے اور اصلاحی گروہ کا متفق علیہ درایت کے ساتھ انصاف معلوم ہو جائے۔ حافظ صاحب نے جتنے خوبصورت انداز میں ان کی اس حماقت کا پوسٹ مارٹم کیا ہے اور اپنے سنجیدہ اسلوب نقد کے ذریعہ ان کی ایک ایک ظاہری و باطنی خباثت کا بخیہ ادھیڑ کر حقائق کو آشکارا کیا ہے یہ ان کے ہی قلم اور تحریر کا حصہ ہے جس کا کسی سے کسی طرح تقابل نہیں کیا جاسکتا۔

(۸/ستمبر ۲۰۲۰ء)

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی حدیثی خدمات

حافظ عبدالحسیب عمری مدنی

حافظ صلاح الدین یوسف عصر حاضر کی اس نابغہ روزگار شخصیت کا نام ہے جو قلمی جہاد کے میدان میں کمیت وکیفیت دونوں اعتبار سے ایک غیر معمولی مثال ہے۔ عصر حاضر میں حافظ صاحب کی طرح ایسے متعدد مصنفین ہیں جن کی تصانیف سو سے متجاوز ہیں تاہم ان کی کیفیت اور علمی وزن کے ساتھ ساتھ منہج کی درستگی اور فکر کی سلامتی ایک ایسی اہم کسوٹی ہے جس پر کھرا اترنے میں بہت سارے مصنفین کی کتابیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

صلاح الدین یوسف ایک ایسا نام تھا جو خود اپنے آپ میں ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی پہلی اور بنیادی وجہ تو یہ تھی کہ یہ محض اللہ کا فضل وکرم تھا کہ جیتے جی اتنے طویل علمی سفر اور قلمی جہاد میں حافظ صاحب نے جادہ حق کو ہمیشہ تھامے رکھا اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے بنیادی مصادر یعنی کتاب وسنت سے والہانہ رشتہ اور ان سے عقیدت اور عقیدہ کا مضبوط ومستحکم تعلق ہمیشہ قائم رکھا۔ کسی بھی صاحبِ قلم کے لیے یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ اس کا رشتہ دین کے بنیادی مصادر سے جڑا رہے اور عملاً وہ ان سے مستفید ہوتا رہے۔ دین کے معاملے میں مؤلف یا کاتب ایک نظریہ ساز مفکر نہیں بلکہ ایک امانتدار ترجمان ہوتا ہے جہاں اس کو اللہ ورسول کی ترجمانی کرنی ہوتی ہے اور ایک مؤلف یا کاتب کا قلم جب تک اس ترجمانی کی عبادت میں لگا رہے اس کا لکھا حرف حرف ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی اور اس کی ہر تصنیف یا مقالہ پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اور پھر یہی راہرو بندۂ عاجز رفتہ رفتہ ایک عظیم مصلح،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غیر معمولی مفکر اور ایک مستند عالم بن جاتا ہے۔

اَبوعثمان سعید بن اسماعیل نیشاپوری (۲۹۸ھ) ایک جلیل القدر عالم دین گزرے ہیں، وہ کہا کرتے تھے: من أمّر السنة على نفسه قولا وفعلا نطق بالحكمة ومن أمّرالهوى على نفسه نطق بالبدعة قال تعالى وإن تطيعوه تهتدوا یعنی جو شخص قولا وفعلا اپنے آپ پر سنت کو نافذ کرتا ہے وہ حکمت بھری باتیں کرتا ہے اور جو خواہشات یا بدعات کا غلام ہوتا ہے اس کی باتیں بدعت کا سرچشمہ ہوتی ہیں۔ پھر اپنی بات کی تائید کے لیے اللہ تعالی کے اس قول کی تلاوت فرماتے: اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ (سورۃ النور: ۵۴) [حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني: ۱۰:۲۴۴] یہ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا مصداق ہے کہ (تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة نبيه) میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ (موطا مالک: ۳۳۳۸) سنت کا پابند قلم پہلے ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور پھر رہنما بن جاتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ سنت رسول سے اس مضبوط رشتے نے انھیں تادم حیات جادہ حق کا راہی بھی اور حکمت و دانائی کا منبع و سرچشمہ بھی بنائے رکھا اور حافظ صاحب کے اندر اس انعام کا احساس ہی تھا کہ انھوں نے ساری زندگی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا دی۔ مختلف جہات اور پہلوؤں سے اس حدیث کے خادم بنے رہے۔ اس مضمون میں ہم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی حدیثی خدمات کا اشاریہ قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت کا تعین اور دفاع

برصغیر ہند و پاک میں انیسویں صدی عیسوی کا اختتام اور بیسویں صدی پوری کی پوری اور پھر اکیسویں صدی کا آغاز اس حیثیت سے نمایاں ہے کہ اس دور میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینی و تشریعی حیثیت پر انکار سے لے کر استخفاف تک کی الگ الگ جہات سے حملے ہوئے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث کے باقاعدہ گروہ بنام اہل قرآن سے لے کر ایسے مفکرین کی کھیپ تک جو صاف چھپتے بھی نہیں اور سامنے آتے بھی نہیں کے مصداق حدیث کے تئیں ناقابل اطمینان موقف رکھتے تھے ایسے ایسے نمونے نظر آئے کہ ان میں سے ہر شخص اپنے آپ میں سنت کی آئینی حیثیت کو مخدوش کرنے والے افکار کی ایک انجمن تھا۔ عصر حاضر میں سنت کی تشریعی حیثیت کے باب میں اس عظیم فتنہ کے اثرات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ خود دفاع حدیث کے نام پر منکرین حدیث کے رد میں مولانا مودودی نے ''سنت کی آئینی حیثیت'' لکھی تاہم خود ہی یہ بھی کہہ بیٹھے کہ علم حدیث وعلم جرح وتعدیل بہر حال انسانوں کی کوشش ہے جو غلطی سے پاک نہیں ہو سکتے۔ اس طرح محدثین کے طے کردہ سارے اصولوں کو رد کرنے کی ایک اہم بنیاد فراہم کر گئے اور ساتھ ہی کئی ایک ایسے دعوے کر بیٹھے جن کی وجہ سے سنت کی آئینی حیثیت متاثر ہوئی۔ مولانا مودودی کے ان مخصوص افکار کا جائزہ شیخ صلاح الدین مقبول صاحب نے ''زوابع في وجه السنة قديما وحديثا'' میں بڑی دیانتداری کے ساتھ لیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کا یہ امتیاز ہے کہ انھوں نے سنت کی آئینی حیثیت کے تعین سے لے کر اس کے دفاع تک ہر سطح پر کام کیا۔ دفاع حدیث کے باب میں حافظ صاحب نے خاص طور پر ان شخصیات اور مسائل پر زیادہ توجہ دی جن پر دوسروں نے کم توجہ دی یا نہیں دی اس طرح کہ خلا کو پر کیا جائے اور دوسروں کے کام کی تکمیل کر کے بھٹکے ہوؤں پر حجت قائم کرنے کی ذمہ داری سے امت کو عہدہ برآ کیا جائے۔ کسی سے متعلق مفصل اور سلسلہ وار لکھا تو کسی کے متعلق اجمالی طور پر، تصنیفات بھی اور مختصر یا مفصل مضامین بھی لکھے۔ بیسویں صدی کی دفاع حدیث کی تاریخ لکھی جائے گی تو صلاح الدین یوسف ان ناموں میں سے ایک ہوگا جو سرفہرست ہوں گے۔

ہندوستان میں صلاح الدین یوسف صاحب کی تمام تصانیف طبع نہ ہوسکیں خاص طور پر مختلف مجلات میں لکھے گئے مضامین بروقت ہماری پہنچ سے باہر ہیں، لہٰذا سردست میسر مراجع کی روشنی میں دفاع حدیث کے جو میدان یا افراد یا افکار حافظ صاحب کی تحریروں میں ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا۔ حجیت حدیث

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجت کے باب میں مثل قرآن ہے اور قرآن کے ساتھ شریعت اسلامیہ کے دو بنیادی مصادر میں سے ایک ہے۔ اس کی اس تشریعی حیثیت کو صلاح الدین یوسف صاحب نے ہمیشہ نظریاتی اور عملی طور پر اجاگر کیا ہے۔ آپ نے سو سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں جابجا نظریاتی طور پر حدیث کی اس شرعی حیثیت کو موضوع بحث بنایا ہے اور عملی طور پر اس کی تشریعی حیثیت کا مظاہرہ یوں کیا ہے کہ تقریباً ان تمام تصانیف میں کسی بھی دینی مسئلہ میں اپنے علمی موقف کو ہمیشہ قرآن وسنت کے دلائل سے مزین رکھا ہے اس طرح کہ ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی شخص غیر شعوری طور پر بھی سنت کی اہمیت اور ضرورت کا معترف ہو جائے، پھر چاہے وہ قرآن مجید کا حاشیہ ہو جو تفسیر احسن البیان کے نام سے ملک فہد قرآن پرنٹنگ پریس سعودی عرب سے چھپ کر پوری دنیا میں پھیل چکا ہے یا حقوق، فضائل، آداب، احکام اور مسائل وغیرہ سے متعلق لکھی گئی متعدد دیگر تصانیف۔

حدیث کی حجیت سے متعلق اس عمومی کوشش کے علاوہ آپ کی تصنیفات میں سے ایک ''عظمت حدیث اور اس کے تقاضے'' ہے جو دراصل کئی مضامین کا مجموعہ ہے جس میں اسی حجیت حدیث کے پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے چار مختلف گروہوں کو مخاطب کرتے ہوئے حجیت حدیث کے سلسلے میں ان کے معاندانہ رویہ یا سوتیلے سلوک پر تنقید کی ہے۔ منکرین حدیث، اہل تقلید، بعض اہل حدیث حضرات جو بعض ضعیف احادیث پر عمل کو محض اس لیے ترک نہیں کرنا چاہتے کہ ان پر بعض اہل حدیث علماء کا عمل رہا ہے اور چوتھے نمبر پر عام مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے کہ سنت کو سنت کا درجہ دیں اور کتب حدیث کا مطالعہ عصبیت اور مسلک پرستی کے جذبہ سے پاک ہو کر کریں۔

اسی طرح آپ نے ''ضعیف احادیث کے بارے میں چند اہم اور ضروری مباحث کا خلاصہ'' لکھا ہے، اس میں آپ نے غازی عزیر صاحب کی کتاب ''ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت'' کے بعض اہم مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے جس میں ضعیف حدیث پر عمل کے حوالے سے امت کے اندر پائے جانے والے مواقف کا بھرپور جائزہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ رد بدعات:

حدیث اور سنت کا تذکرہ ہو تو بدعات کا تذکرہ لازمی ہے، معروف کی شناخت منکر کی تردید سے مکمل ہوتی ہے۔ حدیث اور سنت فن حدیث کے خصوص میں قول رسول، فعل رسول اور تقریر رسول کا نام ہے لیکن شریعت کے عمومی مفہوم میں وہ سنت اور صراط مستقیم ہے، اس لحاظ سے بدعت دراصل حدیث کی بھی ضد ہے۔ اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضرت حسان بن عطیہ محاربی نے کہا ہے "ما ابتدع قوم بدعة في دينهم إلا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لم يعدها إليهم إلى يوم القيامة " جب کبھی لوگ اپنے دین میں کسی بدعت کو ایجاد کرتے ہیں تو اللہ تعالی اسی کے مساوی سنت کو ان کے درمیان سے اٹھالیتا ہے اور پھر قیامت تک اسے واپس نہیں لوٹاتا۔ (الدارمی: ۹۹) اسی لیے رد بدعت دراصل حفظ سنت ہے اور خدمت حدیث کا ایک اہم ترین باب ہے۔

عصر حاضر میں بہت سے لوگوں کا طرز عمل یہ ہے کہ رد بدعات کو وہ بالکل ہی ایک الگ میدان سمجھتے ہیں، خدمت حدیث کے باب کو محض فنی خدمت تک محدود تصور کرتے ہیں جبکہ محدثین کرام کی خدمات دیکھی جائیں تو انھوں نے اپنی تصانیف میں رد بدعت کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ خود کتب ستہ اور حدیث کی دیگر متداول کتابوں کو دیکھیں محدثین نے نظریاتی وعملی دونوں قسم کی بدعات کی تردید بھی کی ہے اور بالعموم اتباع سنت کا باب قائم کرتے ہوئے رد بدعت کو اتباع کا حصہ قرار دیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اس حقیقت کو بخوبی سمجھا اور اس ناحیے سے بھرپور خدمات انجام دیں اور اس سلسلے میں تحریری میدان میں جو کام آپ نے کیا اس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) تفسیر احسن البیان میں جابجا ایسی بدعات پر تنبیہ کی ہے جو برصغیر کے مسلم معاشرہ میں رائج ہیں۔

(۲) بدعت اور اس کی حقیقت: ایک مستقل تصنیف

(۳) بارہ اسلامی مہینے: ایک مستقل تصنیف جس میں ان مہینوں سے متعلق احکام اور فضائل کے ساتھ ساتھ سال بھر ہونے والی ہر مہینے سے متعلق بدعات کا تذکرہ اور رد کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) ماہ رجب کی بدعات اور آخری چہار شنبہ کی حقیقت: ایک مستقل تصنیف

(۵) ایصال ثواب اور قرآن خوانی: ایک مستقل تصنیف

(۶) قبر پرستی: اس کتاب میں قبروں پر ہونے والے شرکیہ اور بدعی اعمال کی تائید میں دیے جانے والے دلائل کا مفصل جائزہ اور جواب ہے۔

(۷) عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ: ایک مستقل تصنیف

(۸) اسی رد بدعت کے باب میں شیعہ پر رد ایک خاص باب ہے جس میں حافظ صاحب کی متعدد تصانیف ہیں جیسے ''اہل سنت اور محرم الحرام'' اور ''رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا''۔ ''شیعہ سنی تصادم جارح اور ذمہ دار کون؟'' ابھی زیر طباعت تھی اور ''شیعیت نوازی اور بے اعتدالی کی ایک عجیب وغریب مثال'' ابھی مسودہ کی شکل میں ہے۔

۳۔ انکار حدیث

فتنہ انکار حدیث تاریخ اسلام میں باقاعدہ ایک فرقہ کی حیثیت سے بیسویں صدی عیسوی میں ظہور پذیر ہوا اور علماء عرب کے مقابلے برصغیر ہند و پاک کے علماء نے اس میدان میں سب سے زیادہ کام کیا کیونکہ اس فتنہ کو انھوں نے سب سے قریب سے دیکھا اور گھر کے بھیدی کی حیثیت سے اس کا بھرپور تعاقب کیا اور یہ کہنے میں شاید مبالغہ نہ ہو کہ آج علمی دلائل کے اعتبار سے ایک فرقہ کی حیثیت سے یہ فتنہ اپنی آخری سانسیں گن رہا ہے تو بحیثیت فکر اس کی طاقت ٹوٹ چکی ہے۔ میدان میں اب یہ صورت حال ہے کہ جب کبھی کہیں یہ سر اٹھاتے ہیں تو اللہ کے فضل وکرم کے بعد ان بزرگوں کی یہ علمی کاوشیں ایک نہ ختم ہونے والے گولہ بارود کی حیثیت سے ہر مدافع سنت کی پہنچ اور رسائی میں ہیں اور میدان کا منظر یہ ہے {كلما أوقدوا نارا للحرب أطفأها الله} وہ جب کبھی لڑائی کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالی اسے بجھا دیتا ہے۔ (سورۃ المائدۃ: ۶۴) ہم جیسے نوسکھیوں کو چاہیے کہ اس باب میں مجتہد مطلق بننے کے بجائے ان بزرگوں کی محنتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، البركة مع أكابركم کے مصداق اس ذخیرہ میں علم ومشاہدہ کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ شبہات سے متاثر ہر طالب علم دلائل کے زور سے زیر ہو جائے اور اس فتنہ کا شکار شخص اگر منصف ہو تو یہ ذخیرہ انکار حدیث کے شبہات کے زہر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے تریاق بن جائے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اس باب میں بڑی عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں درج ذیل تصانیف میں بڑا مفصل کام کیا ہے:

(۱) ''عظمت حدیث اور اس کے تقاضے'' جس کا تذکرہ گزرا۔

(۲) ''مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی اور تفسیری نظریات کی روشنی میں'' چھ سو (۶۰۰) سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں اصلاحی صاحب کے نظریات کے جائزہ کے ساتھ ساتھ منکرین حدیث کے بہت سارے اعتراضات اور شبہات کا جائزہ لیا ہے تاکہ ان کے اور اصلاحی صاحب کے نظریات کے مابین موازنہ کر سکیں۔

(۳) ''انکار حدیث کا مطلب اور منکرین حدیث کا مصداق کون؟'' سہ ماہی مجلہ البیان کراچی جولائی تا دسمبر ۲۰۱۵ء میں چھپا ایک علمی مقالہ۔ (یہ مضمون بعد میں ''مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی اور تفسیری نظریات کی روشنی میں'' میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے)

(۴) ''یوم آخرت پر ایمان اور مسئلہ عذاب قبر'' جس میں عذاب قبر کا اثبات اور منکرین حدیث کا رد ہے۔

۴۔ فکر فراہی اور امین احسن اصلاحی کا محاسبہ

برصغیر کی تاریخ میں جن فکری مدارس نے اپنی الگ پہچان اور شناخت بنائی ان میں سے ایک مولانا حمید الدین فراہی کا مدرسہ بھی ہے، نظم قرآن یا تناسب بین الآیات کے موضوع کے حوالے سے اس مکتبِ فکر کی پہچان ہے۔ اور اس فکر کے نمائندہ ناموں میں سے دو نام سب سے زیادہ نمایاں ہیں، ایک خود مولانا حمید الدین فراہی اور دوسرے مولانا امین احسن اصلاحی۔ تاہم اس مدرسہ سے وابستہ افراد و شخصیات کا حدیث کے تئیں موقف ہمیشہ سے اہل علم کی طرف سے تنقید کے نشانہ پر رہا۔ اس سلسلہ میں ایک مفصل کام غازی عزیر صاحب کا ہے جنھوں نے ''انکار حدیث کا نیا روپ'' کے نام سے مستقل چار جلدوں (پاکستانی طباعت میں دو جلدوں) میں کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے بھی اپنی متعدد تصانیف میں فکر فراہی بالخصوص امین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسن اصلاحی صاحب کے نظریہ حدیث کو موضوع بحث بنایا ہے۔اس سلسلے میں حافظ صاحب کی درج ذیل تصانیف دیکھیں:

(۱) فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

(۲) مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی اور تفسیری نظریات کی روشنی میں: چھ سو (۶۰۰) سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں اصلاحی صاحب کے نظریات بالخصوص حدیث سے متعلق نظریات کا مفصل رد کیا ہے۔

(۳) حد رجم کی شرعی حیثیت اور شبہات اور مغالطات کا جائزہ: مولانا امین احسن اصلاحی کے حد رجم سے متعلق نظریہ کے تنقیدی جائزہ پر مشتمل ہے جس میں انکار رجم کے حوالے سے انکار حدیث کے موقف کا پردہ چاک کیا ہے۔

۵۔ فکر غامدی کا تعاقب:

جناب جاوید احمد غامدی صاحب پاکستان کے معاصر مفکر ہیں۔ غامدی صاحب فکر فراہی کا تسلسل سمجھے جاتے ہیں۔ خود غامدی صاحب مولانا حمید الدین فراہی کو ''امام'' کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ غامدی صاحب گرچہ مدرسہ فراہی کا تسلسل ہیں حتی کہ بعض معاصرین کی نظر میں حمید الدین فراہی اور امین احسن اصلاحی صاحبان کے بعد فکر فراہی کی ترجمانی میں یہ تیسرا بڑا نمائندہ نام ہے تاہم غامدی صاحب محض فکر فراہی کے ترجمان نہیں بلکہ خود اپنے مزید چند افکار کے حوالے سے بھی جانے جاتے ہیں۔ غامدی صاحب جن جدید افکار کے حوالے سے جانے جاتے ہیں ان میں سے بعض انکار حدیث کے قبیل سے بھی ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے فکر غامدی کا تعاقب خصوصاً اپنی دو تصانیف کے اندر کیا ہے:

(۱) فتنہ غامدیت: اس کتاب میں بعض مسلمات اسلام کے ساتھ ساتھ انکار حدیث سے متعلق غامدی صاحب کے افکار کا مفصل جائزہ لیا ہے اور ساتھ ہی جناب عمار خان ناصر صاحب جنھیں ''غامدی صاحب کے وکیل صفائی'' کا نام دیا ہے ان کے دفاع غامدی کا بھی جواب دیا ہے۔

(۲) ''مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی اور تفسیری نظریات کی روشنی میں'' یہ بات ذکر کر چکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ غامدی صاحب فکر فراہی کا تسلسل ہیں لہٰذا مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے افکار کا جائزہ لیتے ہوئے کئی ایک مقامات پر جناب جاوید غامدی صاحب کے افکار ونظریات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

مذکورہ بالا فکرِ فراہی کے تینوں اساطین مولانا حمید الدین فراہی، مولانا امین احسن اصلاحی اور جاوید احمد غامدی صاحبان کے حدیث سے متعلق جن افکار یا شبہات کا جائزہ لیا ہے ان کا مختصر خاکہ یہ ہے:

ا۔ حدیث اور سنت میں فرق۔

۲۔ حدیث بمعنی خبر ہے جیسا کہ محدثین کا بھی کہنا ہے اور الخبر يحتمل الصدق والكذب لہٰذا حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔

۳۔ حجت سنت ہے خبر (حدیث) نہیں اور سنت وہی جو تواتر عملی سے ثابت ہو اور ایسی صرف ۲۷ سنتیں ہیں اور قرآن کے ساتھ یہی ۲۷ سنتیں اصل دین ہیں۔

۴۔ نظم قرآن کے نام پر احادیث سے اعراض۔

۵۔ تدبر قرآن وحدیث کے نام پر احادیث سے اعراض (بالخصوص تفسیر تدبر قرآن کا ناقدانہ جائزہ)

۶۔ خبر واحد کے ظنی ہونے کے حوالے سے مخصوص نظریات کا بھرپور جائزہ

۷۔ ان احادیث کا تذکرہ جنھیں صحیح ہونے کے باوجود محض اپنی عقل کی بنیاد پر رد کیا گیا۔

اس جائزہ میں حافظ صاحب نے ان تینوں شخصیات کے نظریات کا موازنہ ایک طرف فن کے متخصص محدثین اور متقدم اہل علم ومعاصر اساطین علم کے بیان کردہ علمی اصولوں اور حوالوں سے کیا ہے تو دوسری طرف ان افکار کی مختلف منکرین حدیث کے افکار سے موافقت بیان کر کے یہ بتلایا ہے کہ یہ نظریات کس طرح انکار حدیث کی اساس بنتے ہیں۔

۶۔ انکار رجم:

حد رجم کا مسئلہ کتاب وسنت سے ثابت شدہ مسئلہ ہے، بایں طور کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حد رجم قرآن میں بھی مذکور تھی، پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور اس کا حکم باقی رہا جس پر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ (بخاری: ۶۸۳۰) ساتھ ہی پیشین گوئی بھی فرما گئے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک وقت آئے گا کہ لوگ اس کا انکار کریں گے اور ہوا بھی یہی کہ بیسویں صدی عیسوی میں متعدد حضرات نے انکارِ رجم کی راہ اپنائی حتی کہ انکارِ رجم انکارِ سنت کا ایک مظہر بن کر رہ گیا۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اس مسئلہ پر خصوصی توجہ دی ہے کیونکہ ایک طرف فکرِ فراہی کی پروردہ متعدد قدیم وجدید شخصیات نے اس رجم کے مسئلہ کے انکار کی راہ کو اپنایا۔ جن میں سے بعض کا تذکرہ ہوا۔ تو دوسری طرف پاکستان میں اس پر عدالتی سطح پر بھی کافی لے دے ہوئی جہاں انھی رجم کے منکر مفکرین کے سہارے اس شرعی حد کے انکار کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی تناظر میں حافظ صاحب نے اس مسئلہ پر اپنی متعدد تصانیف میں خامہ فرسائی کی ہے:

(۱) پچھلی سطور میں بات گزر چکی ہے کہ انکارِ رجم کے حوالے سے اصلاحی وغامدی صاحبان وغیرہ پر حافظ صاحب نے رد کیا ہے۔

(۲) حد رجم کی شرعی حیثیت اور شبہات اور مغالطات کا جائزہ۔ مولانا امین احسن اصلاحی اور دیگر منکرین حدیث کے انکارِ رجم کے حوالے سے انکارِ حدیث کے موقف کا بھرپور تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

(۳) حد رجم کی شرعی حیثیت کی بابت وفاقی شرعی عدالت میں پیش کردہ ایک بیان۔ (ہفت روزہ الاعتصام میں آٹھ قسطوں میں چھپا مضمون)

۷۔ ردِ تقلید:

حدیث کی تشریعی حیثیت کا دفاع ایک اور اعتبار سے بھی کیا ہے اور وہ ہے مسلک پرستی اور تقلید کے بالمقابل عمل بالحدیث کی دعوت دینا، فقہی مسائل میں محدثین کے طرز فقہ اور اس کے امتیاز کو بیان کرنا اور اس سلسلے میں اٹھنے والے اعتراضات کا جواب دینا اور پھر بعض امتیازی مسائل کا تذکرہ جہاں اسی مذہبیت یا مسلک پرستی کی آڑ میں حدیث رسول کو نظر انداز کیا گیا۔ حافظ صاحب نے اس سیاق میں دراصل حدیث رسول کو واجب الاتباع قرار دیتے ہوئے اور اس کی تشریعی حیثیت کی بنا پر اس کو تمام مسالک کے علماء وائمہ کے اقوال پر مقدم رکھنے کی دعوت دی ہے۔ اس سلسلے میں حافظ صاحب کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے بعض نظریاتی مباحث سے متعلق ہیں تو بعض ان امتیازی مسائل سے متعلق جن میں تشریعی حیثیت کے تقاضے پورے ہوتے نظر نہیں آرہے تھے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) الإرشاد إلی سبیل الرشاد في أمر التقلید والاجتہاد از مولانا محمد شاہجہانپوری۔ اس کتاب کی تنقیح وتہذیب اور عناوین کا اضافہ کرکے شائع کیا ہے۔

(۲) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت اور نوعیت۔

(۳) اہل حدیث اور اہل تقلید۔ (اہل تقلید کی طرف سے اہل حدیث حضرات پر ہوئے متعدد اعتراضات کا جواب)

(۴) ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا حل مشاہیر امت اور ہندو پاک کے متعدد علمائے احناف کی نظر میں، ایک دعوت غور وفکر۔

(۵) جماعت کے احکام اور صفوں کی درستی اور اس کا طریقہ، احادیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں۔

(۶) کیا خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں پیش کیے جانے والے دلائل کا مفصل جائزہ۔

(۷) مسئلہ خلع اور احناف، طلاق تفویض، حلال مروجہ ملعونہ کے جواز کے دلائل کا جائزہ۔

(۸) مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں (مسئلہ ولایت کے تناظر میں)

(۹) موزوں اور جرابوں پر مسح اور احناف کا جمود۔

حدیث رسول ﷺ کی فنی ناحیہ سے خدمت

علم حدیث بڑا ہی وسیع فن ہے جس میں متعدد ذیلی علوم وفنون سے مدد لی جاتی ہے۔ اس باب میں تحقیق وتخریج کا کام سب سے مشکل صنف ہے، یہ محض اللہ کی ہی توفیق ہے کہ حافظ صاحب نے اس میدان سے بھی شغل رکھا تھا۔ اس میدان میں بہت زیادہ تصانیف تو نہیں ہیں تاہم حافظ صاحب نے اس باب کو نظر انداز بھی نہیں کیا۔ تحقیق وتخریج حدیث کے باب میں حافظ صاحب کے درج ذیل کام ملتے ہیں:

(۱) منحۃ الباری ترجمۃ الأدب المفرد للبخاری: یہ ابھی مسودہ کی شکل میں ہے اور اس میں ترجمہ کے ساتھ تعلیق وتخریج کا بھی اہتمام کیا ہے۔

(۲) تنقیح الرواۃ في تخریج أحادیث المشکوۃ: یہ تخریج عربی زبان میں ہے۔ اس تخریج پر حافظ صاحب سے قبل ڈپٹی سید احمد حسن دہلوی (دو حصے) اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تیسرا حصہ) کام کر چکے تھے جس کی تکمیل چوتھے حصے میں حافظ صاحب نے قاری نعیم اللہ نعیم رحمہ اللہ کے تعاون سے کی ہے۔

(۳) تميمة الصبي في ترجمة الأربعين من أحاديث النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی منتخب چالیس احادیث کی تسہیل اور تخریج کی ہے۔

(۴) ترجمة القرآن بلطائف البيان: یہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی تفسیر ہے، حافظ صاحب نے اس کی تنقیح ونظر ثانی کے ساتھ اس میں وارد احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

(۵) اس سلسلے میں حافظ صاحب کی مایہ ناز کتاب ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' کا اضافہ بھی مناسب ہوگا کیونکہ کتاب گرچہ حدیث کی نہیں ہے تاہم تاریخی روایتوں کی تحقیق میں حافظ صاحب نے محدثین کے طرز تحقیق اور فن تخریج کے اصولوں کو خوب استعمال کیا ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمہ اور شرح وتوضیح کے باب میں خدمت

خدمت حدیث کا ایک عظیم باب شرح حدیث کا ہے اور شرح حدیث ہی کے قبیل کا ایک اہم کام ترجمہ کا بھی ہے۔ حافظ صاحب کی اس باب میں بڑی عظیم خدمات ہیں۔ ترجمہ، تعلیق اور شرح کے میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) رياض الصالحين: حافظ صاحب نے اس کا ترجمہ وشرح کیا ہے اور ساتھ ہی ہر حدیث کے بعد مختصر فوائد درج کیے ہیں۔

(۲) کتب ستہ: بین الاقوامی ناشر مکتبہ دارالسلام کی جانب سے صحیحین اور سنن اربعہ کے ترجمہ کا کام کروایا گیا تھا جس پر حافظ صاحب نے نگرانی بھی کی اور نظر ثانی بھی۔

(۳) منحة الباری ترجمة الأدب المفرد للبخاری: یہ ابھی مسودہ کی شکل میں ہے، اس میں ترجمہ اور تعلیقات دونوں کا اہتمام کیا ہے اور ساتھ ہی تخریج کا بھی۔

حافظ صاحب کے ترجمے، تعلیق اور شرح میں زبان کی سلاست اور روانی اور ساتھ ہی ان سب کا عام فہم ہونا ان کی امتیازی خصوصیات ہیں اور فوائد کے استنباط میں فقہی ترجیحات کے ساتھ معاشرہ میں متنازعہ مسائل اور رائج گمراہیوں پر تنبیہ اور رہنمائی حافظ صاحب کی خاص پہچان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی خدمت

حدیث کی عمومی خدمت سے مراد حافظ صاحب کی دیگر وہ تصانیف ہیں جو ہماری ذکر کردہ مذکورہ بالا قسموں میں داخل نہیں ہیں۔ حافظ صاحب نے تقریباً ایک سو دس کتابیں اپنے پیچھے چھوڑیں۔ ان میں سے اکثر تصانیف کا مقصد حدیث رسول اور اس کی تعلیمات کو عوام الناس تک اس طرح پہنچانا کہ لوگوں کی صبح وشام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور احادیث کے رنگ میں رنگ جائیں چنانچہ انھی احادیث کی روشنی میں حقوق سے متعلق ایک حسین سلسلہ تصنیف فرمایا ہے۔ وہیں فضائل، آداب، اذکار اور نماز کے احکام ومسائل پر مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) نماز محمدی اور مسنون دعائیں (مفصل) زیر طبع

(۲) نماز محمدی اور مسنون دعائیں (مختصر) مطبوع

(۳) فضائل وآداب قرآن

(۴) فضائل عشرہ ذوالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ (مطبوع)

(۵) فضائل صحابہ واہل بیت ومسائل وواقعات محرم الحرام (مطبوع)

(۶) سلام کے آداب واحکام (زیر طبع)

(۷) سونے جاگنے کے آداب (زیر طبع)

(۸) کھانے پینے کے آداب (زیر طبع)

(۹) حقوق سیریز (حقوق اللہ، حقوق العباد، حقوق الوالدین، حقوق الاولاد، حقوق الزوجین) پانچ الگ الگ تصنیفات

یہ ایک اشاریہ یا اجمالی خاکہ ہے جس میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی حدیثی خدمات کا تذکرہ ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خاکہ بھی صرف ان تصانیف کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے جن تک راقم کی رسائی ہوسکی۔ تصنیفی خدمات سے صرف نظر مسجد ومدرسہ میں تدریسی خدمات یا دیگر میدانی قسم کی خدمات سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اس امید کے ساتھ کہ شاید حضرت والا کے شاگرد یا قریبی جانکار بہتر طور پر روشنی ڈال پائیں گے۔ سرحد پار سے جتنا دیکھا اتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھا، ساتھ ہی یہ پہلو بھی آپ قارئین کے پیش نظر رہے کہ اس مضمون کی نوعیت بھی بہت حد تک صرف تعارفی ہے نہ کہ تجزیاتی یا تنقیدی کیونکہ مقصد ہی یہ تھا کہ قارئین حدیث وعلم حدیث کے باب میں حافظ صاحب کی خدمات سے متعارف ہو سکیں۔ دعا ہے رب غفور رحیم سے کہ حافظ صاحب کی مغفرت فرمائے، آپ کے اس علمی ورثہ کو ہمیشہ کے لیے امت کے علمی سرمایہ میں محفوظ فرما کر صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی فقہی بصیرت

اشفاق سجاد سلفی

(وکیل الجامعہ، جامعہ امام ابن باز الاسلامیہ، جھارکھنڈ)

مذہب اسلام کی ضیا بار کرنیں جب برصغیر (ہند و پاک) میں نمودار ہوئیں تو یہاں آنے والے اور یہاں جنم لینے والے دونوں قسم کے علماء، محدثین اور فقہاء بلا واسطہ کتاب وسنت سے اخذ واستفادہ کرتے تھے اور صحابہ ومحدثین کرام کے مذکورہ منہج فکر وعمل پر گامزن تھے۔ جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین، شیخ صلاح الدین مقبول اسلام کی ابتدائی چار صدیوں (عہد خلفائے راشدین، عہد اموی، عہد عباسی اور عہد غزنوی) میں برصغیر ہند و پاک میں انجام پائی کتاب وسنت کی دعوت واشاعت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان زمانوں میں علمائے سندھ صراط مستقیم اور مذہب اہل حدیث پر گامزن تھے، دینی تفرقہ بازی ان میں نہ تھی، مذہبی تعصب اور فقہی جمود سے محفوظ تھے، بعض فقہی مذاہب والے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں یہاں ضرور پہنچے مگر تقلید، تعصب اور جمود کی بدعت ان میں نہیں پائی جاتی تھی''۔ [الاستاذ ابوالحسن الندوی، الوجه الآخر من كتاباته:٥٦١]

برصغیر کے علمائے اہل حدیث فقہائے اہل حدیث کے طرز ومنہج پر عقیدہ سلف اور کتاب وسنت کی تعلیمات کی اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے تھے، مگر حالات کچھ ایسے پیش آئے کہ کچھ دنوں تک فقہائے محدثین کا طرز عمل کمزور پڑ گیا اور اہل تقلید غالب آ گئے، استاذ محترم ڈاکٹر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر حنفی فقہ کے مقلدین کا غلبہ رہا، جس کے نتیجے میں حدیث اور عمل بالحدیث سے لوگ عام طور پر ناواقف تھے۔ اجتہاد کا دروازہ بند کر کے تقلید کو ضروری قرار دے دیا گیا تھا، جو لوگ تمسک بالکتاب والسنہ کے داعی تھے، اُن کے خلاف ہر طرح کی زیادتی دینی فریضہ تصور کی جاتی تھی۔ مخالفت کا یہ سلسلہ اتنا شدید اور غیر منطقیانہ تھا کہ اس کی زد سے نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچے، نہ وہ محدثین عظام جنھوں نے تقلید کی بندشوں سے آزاد ہو کر کتاب وسنت پر عمل کی دعوت دی تھی''۔ [اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات: ۲/ر۔س]

ہندوستان میں فہم کتاب وسنت سے دوری کی یہ صورت حال تھی کہ اللہ رب العالمین نے امام ہمام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کو پیدا فرمایا، جنھوں نے پورے بر صغیر میں اصلاح وتجدید کا صور پھونک دیا اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے اور ان پر عمل کرنے کی پرزور دعوت دی۔ بقول حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ:

''حدیث اور علوم حدیث کی نشر واشاعت کی اور فقہ حنفیہ پر جمود کی اس سرزمین میں عمل بالحدیث کی طرح ڈالی، جس کے کچھ نمونے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اور موطا امام مالک کی شرحیں ''مصفی'' اور ''مسوی'' میں دیکھے جا سکتے ہیں، جن میں بہت سے مقامات پر شاہ صاحب نے فقہائے محدثین کے مسلک کو اختیار کیا ہے اور اس سے موافقت ظاہر فرمائی ہے''۔ [پیش لفظ: صراط مستقیم اور اختلاف امت: ۱۰]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد اُن کے پوتے شاہ محمد اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ) نے اپنے جدامجد کے اس تحریک عمل بالحدیث کو آگے بڑھایا، بلکہ عملاً اس کی تنفیذ فرمائی اور فقہائے محدثین کے منہج پر عظیم کتاب ''تقویۃ الایمان'' تصنیف کی، زمین ہند کی جس نے ساری ہلادی، پھر شاہ عبدالعزیز (شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے) کے نواسے اور اُن کے فیض یافتہ شاہ محمد اسحاق دہلوی کے جانشیں اور اُن کے تلمیذ خاص شیخ الکل فی الکل علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ) اور علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ) کو ارضِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہند پر پیدا فرمایا، جنھوں نے تحریک اہل حدیث کی اشاعت وترقی میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

اول الذکر علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی نے فقہائے محدثین کے منہج پر باسٹھ سال سے بھی زیادہ مدت تک درس وتدریس، افتاء ودعوت اور تفہیم مسائل کا فریضہ انجام دیا، جس کی برکت سے مسلک عمل بالکتاب والسنہ نے خوب نشوونما پائی اور ثانی الذکر علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنے مصاریف واخراجات پر کتب احادیث کی طباعت وتقسیم کی ذمہ داری ادا کی، اور پہلی بار ''فتح الباری شرح صحیح البخاری''، ''تفسیر ابن کثیر''، اور امام شوکانی کی معروف زمانہ کتاب ''نیل الاوطار'' کی طباعت اور مفت تقسیم کرائی، اسی طرح فقہائے محدثین کے طریقے پر تفسیر وحدیث اور فقہ اسلامی کی درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور کتاب وسنت سے روشنی حاصل کرنے کی طرح ڈالنے کے لیے حفظِ احادیث پر گراں قدر انعامات جاری کیے۔

اس کے بعد سے تا حال اللہ رب العالمین نے برصغیر پاک وہند میں بڑے بڑے نیک نام علماء ومحدثین اور فقہائے حدیث کو پیدا فرمایا، جنھوں نے اپنے پیش رو علماء وفقہائے محدثین کے نقش قدم کی مکمل پیروی کرتے ہوئے مذہب اہل حدیث اور منہج محدثین کی آب یاری وپاسداری میں نمایاں کردار ادا کیا، ان پاک طینت شخصیات ورجال میں علامہ ابو محمد ابراہیم آروی، علامہ شمس الحق عظیم آبادی، علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی، علامہ عبدالرحمن محدث مبارکپوری، علامہ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، علامہ ثناء اللہ امرتسری، علامہ عبدالسلام مبارکپوری، حافظ عبداللہ غازی پوری، قاضی سلیمان سلمان منصور پوری، علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا ابراہیم میر پوری، علامہ عبداللہ روپڑی، مولانا محمد گوندلوی، مولانا محمد جوناگڑھی، علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، علامہ نذیر احمد رحمانی املوی، علامہ محمد اسماعیل سلفی گجرانوالہ، علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور علامہ محمد رئیس ندوی وغیرہم رحمہم اللہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ان حضرات نے فقہائے محدثین کے منہج وطریق پر کتاب وسنت کی اشاعت وآبیاری کی، فقہائے محدثین کا دفاع کیا، حق کی توضیح فرمائی، منہج سلف صالحین کی ترویج کی اور ہر فن میں کتابیں اور لٹریچر تیار کر کے متلاشیانِ حق کے لیے بنیادیں فراہم کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہائے محدثین کی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت، معروف مفسر، مشہور مولف، صاحب فہم وبصیرت محدث وفقیہ، کہنہ مشق اسکالر، بقیۃ السلف، وکیل سلفیت آف پاکستان فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ تھے، جنھوں نے اپنی شخصیت وذات، تحریر وتقریر، دعوت وتبلیغ اور بحث وتحقیق کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ ؎

هيهات لايأتي الزمان بمثله

إن الزمان بمثله لبخيل

آپ کی شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے مولانا عبدالرشید عراقی یوں رقم طراز ہیں:

''مولانا صلاح الدین یوسف جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ عالم دین، محدث، مفسر قرآن، محقق، ادیب، نقاد اور صحافی ہیں۔ تمام علوم اسلامیہ پر اُن کی نظر وسیع ہے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ اُن کا سرمایہ علم ہے۔ مسائل کی تحقیق میں اُن کو یدطولیٰ حاصل ہے۔ برسوں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر رہے۔ بانی ''الاعتصام'' مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے شاگرد خاص ہیں۔

پہلی کتاب مولانا مودودی کی ''خلافت وملوکیت'' کے جواب میں لکھی، جو اہل علم وقلم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔ دوسرا اُن کا علمی کارنامہ ''تنقیح الرواۃ من تخریج احادیث المشکاۃ'' (جلد چہارم) کی تکمیل ہے۔ اس کے علاوہ اُن کی ایک کتاب ''رجم کی شرعی حیثیت'' ہے، اور یہ سب کتابیں اُن کے علم وفضل اور صاحب کمال ہونے کا ثبوت ہیں''۔

[برصغیر پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی تفسیری خدمات: ۵۴]

اہل علم وفن حافظ صلاح الدین یوسف کو کئی ایک حیثیتوں سے جانتے ہیں، لیکن اُن کی اصل حیثیت ماہر قرآنیات اور ماہر فقہیات کی ہے۔ فہم وبصیرت اور فہم کتاب وسنت میں اُن کا درجہ بہت بلند تھا۔ اس پر اُن کی تحریریں شاہد عدل ہیں۔

حافظ صاحب اور منہج اہل حدیث

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے فقہائے اہل حدیث کے مسلک ومنہج پر گفتگو کرتے ہوئے حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کیا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اہل حدیث کے اصول کتاب وسنت، اجماع اور اقوال صحابہ ہیں۔ یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو، اگر اختلاف ہو تو ان میں سے جو قول کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہو، اس پر عمل کیا جائے، اور اس پر کسی عمل، رائے یا قیاس کو مقدم نہ سمجھا جائے، اور بوقت ضرورت قیاس پر عمل کیا جائے، قیاس میں اپنے سے اعلم پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ یہی مسلک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ اور اہل حدیث کا ہے''۔ [اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت: ۲۸۔۲۹]

حافظ صاحب کی جملہ تصنیفات اور تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اسی منہج اہل حدیث کی طرف مائل تھے اور اُن کا مسلک ومنہج یہی تھا، جو حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی تحریر کے مذکورہ اقتباس میں بیان کیا گیا ہے۔

عظیم علمی شخصیات اور ان کی کاوشوں سے تاثر

انسان کو جب علمی اعتبار سے بڑا بننے کی تمنا ہوتی ہے تو وہ بڑے بڑوں سے تاثر لیتا ہے اور ان کی تحریروں، استدلالات اور بصیرتوں سے استفادہ کرتا ہے، اور ایسا کرنے پر وہ آدمی ایک دن ضرور بڑا بن کر علم وفن کی دنیا سے اپنا لوہا منواتا ہے، اسی قسم کے انسان حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ تھے۔ آپ سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ ''روحانی طور پر کن شخصیات سے بہت متاثر ہیں؟ تحریر اور تقریر میں کن شخصیات کو پسند کرتے ہیں؟'' تو ان کا جواب تھا:

''ہمارے علمائے اہل حدیث میں روحانیت کا وہ سلسلہ نہیں ہے جو عام طور پر دوسرے حلقوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی لیے ہمارے ہاں اس انداز کی روحانی شخصیات بھی نہیں، جو دوسرے حلقوں میں متعارف ہیں۔ تاہم اہل حدیث علماء کتاب وسنت کے دائرے میں رہتے ہوئے اوراد ووظائف کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس لیے معروف روحانی تصورات کی بات کی جائے تو کسی بھی شخصیت سے ایسا کوئی تعلق نہیں رہا کہ جسے ضروری سمجھا جاتا ہے، بلکہ شریعت کے مقابلے میں ایک دین طریقت ہے مکمل۔

البتہ بعض علماء تقویٰ وصالحیت کی بنا پر معروف رہے ہیں، جس طرح حافظ یحی عزیز میر محمدی رحمہ اللہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں روحانیت کا یہی مفہوم ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تحریر میں تو بیشتر اچھے لکھنے والوں کو پڑھ رکھا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، شبلی نعمانی، نعیم صدیقی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا مودودی، ماہر القادری اور شورش کاشمیری رحمہم اللہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔ ان تمام حضرات کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔ طالب علمی کے دور سے لے کر آج تک استفادہ کا سلسلہ جاری ہے، اور میں دیگر علماء سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اچھے اچھے لکھنے والے لوگوں کی تحریریں پابندی کے ساتھ پڑھا کریں۔ اس سے انشا اور تحریر کا سلیقہ بھی پیدا ہوگا اور اچھی نثر نگاری بھی آئے گی۔

تقریر میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ابوالکلام آزاد رحمہا اللہ کی تعریف بہت سنی ہے، لیکن ان کو سننے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ جن خطباء کو سنا ہے ان میں کراچی کے ایک خطیب مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ تھے۔ پھر ہماری جماعت اہل حدیث میں حافظ اسماعیل روپڑی رحمہ اللہ بڑے زبردست جادو بیاں خطیب تھے۔ شورش کاشمیری اپنے انداز کا بڑا منفرد خطیب تھا۔ اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کو بھی اللہ نے خطابت کا اچھا ملکہ دے رکھا تھا''۔ [بحوالہ: نوجوانان اہل حدیث شانگلہ، ۲۸؍ اکتوبر ۲۰۱۷ء]

کتاب وسنت کی تعبیر وتفہیم میں فہم سلف کی قید

کتاب وسنت کو سمجھنا اور مسائل واحکام کا استنباط کرنا بہت بڑی ذمہ داری اور امانت ودیانت کا کام ہے۔ اسی لیے کتاب وسنت کو اپنی مرضی ومنشا کے مطابق سمجھنے کی قطعی اجازت نہیں دی گئی ہے، بلکہ اپنی فہم کو فہم سلف صالحین کی فہم کے تابع رکھا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کو سمجھنے کے سلسلے میں اپنے سلف پر اعتماد کرتی ہے، تابعین کرام نے صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا، اسی طرح ہر طبقے کے اہل علم نے اپنے سے پہلے لوگوں پر اعتماد کیا۔ عقل بھی اس طریقے کو اچھا سمجھنے پر دلالت کرتی ہے، کیوں کہ شریعت کی معرفت نقل (روایت) اور استنباط دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ جس طرح روایت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر طبقہ اپنے سے پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقے سے اتصال کے ساتھ لے، اسی طرح استنباط میں بھی ضروری ہے کہ متقدمین کے مذاہب بخوبی معلوم ہوں، تاکہ کوئی استنباط سلف کے اقوال سے خارج ہو کر اجماع امت کا مخالف نہ ہو جائے''۔ [عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید: ۳۶]

فقہائے اہلِ حدیث کا یہ شرف و امتیاز اور خصوصیت ہے کہ وہ سلف صالحین کے منہج وفہم کے علم بردار رہے اور اپنی عقل ودانش اور فہم وبصیرت کی بنیاد پر قرآن وسنت کو سمجھنے کے بجائے سلف صالحین (صحابہ، تابعین، ائمہ دین ومحدثین) کے فہم پر اکتفا کرتے ہوئے قرآن وسنت کے مفاہیم ومعانی اور مطالب کی تعیین کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں جب ہم حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں، تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ انھوں نے اپنی جملہ فقہی واجتہادی تحریروں میں کہیں بھی منہج سلف سے موئے سر کے برابر بھی انحراف نہیں کیا ہے، بلکہ جن اصحابِ قلم حضرات نے منہج سلف سے ہٹ کر نصوص ومسائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس کے نتیجے میں ان سے بھیانک ترین غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، ان کی طرف نشاندہی کی ہے اور بتلایا ہے کہ اگر ان سے یہ بنیادی غلطی نہ ہوتی تو وہ جادہ حق وانصاف سے برگشتہ نہ ہوتے۔

فقہ وفتاوی میں حافظ صاحب کا مقام

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو طالب علمی اور اکتساب علم وفن کے زمانے سے ہی علمی ودینی کتابوں کے مطالعہ اور علم ومعرفت اور فقہ وبصیرت حاصل کرنے سے بڑی دلچسپی تھی اور اپنی پوری زندگی اس راہ کی آبلہ پائی میں گزار دی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو سارے علوم وفنون میں مکمل مہارت ولیاقت حاصل تھی، اس حقیقت کا اعتراف بڑے بڑے علماء وفضلا اور اصحابِ قلم وقرطاس نے کیا ہے۔ مورخ عصر علامہ محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ڈھائی تین سال حافظ صلاح الدین یوسف کو مولانا حاکم علی کے حلقہ درس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس اثنا میں درسی کتابوں کے علاوہ انھوں نے علمی اور ادبی رسائل وجرائد کا بھی مطالعہ کیا۔ ان رسائل وجرائد میں ماہنامہ تجلی (دیوبند)، چراغ راہ (کراچی)، فاران (کراچی)، سیارہ (لاہور)، ترجمان القرآن (لاہور)، میثاق (لاہور)، رحیق (لاہور)، ہفت روزہ شہاب (لاہور)، ہفت روزہ ایشیا (لاہور) شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان رسائل وجرائد کے علاوہ مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا ابوالحسن ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی وغیرہ متعدد اصحاب قلم کی تصانیف کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزاد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا مودودی کی کتابیں پڑھنے کی تمنا دل میں ابھری اور اللہ کے فضل سے یہ تمنا پوری ہوئی۔

اس زمانے میں بندر روڈ کے فٹ پاتھ پر ایک بزرگ کتابوں کا اسٹال لگاتے تھے، یہ حافظ صلاح الدین یوسف کی روزانہ کی گزرگاہ تھی۔ اس بک اسٹال پر حافظ صاحب رکتے اور کتابیں دیکھتے اور اپنی ضرورت اور مالی حالت کے مطابق کوئی نہ کوئی کتاب خرید لیتے۔ اس طرح مطالعہ کا خاص ذوق پیدا ہوگیا، جس کی وجہ سے ان کی زبان بھی نکھر گئی اور معلومات میں بھی اضافہ ہوا۔ لکھنے کا بھی جذبہ ابھرا۔ ذہن اخذ وقبول کی صلاحیت سے بہرور تھا اور حالات نے بھی موافق سمت اختیار کرلی تھی، اس لیے جیسے جیسے حصول علم کی منزلیں طے کرتے گئے، اسی نسبت سے قلم وقرطاس سے بھی روابط کا شوق بڑھتا گیا''۔

[دبستان حدیث: ۵۸۰۔۵۸۱]

آپ کی فقہ وبصیرت اور علمی پختگی میں علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کی صحبت کا بھی بڑا کردار رہا ہے۔ حافظ صاحب ان کے مکتبہ میں بیٹھتے تھے اور کتابوں کے ساتھ ساتھ آراء وخیالات سے بھی مستفید ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ''الاعتصام'' میں کام کرنے کے دوران تو ان کی شخصیت آئیڈیل تھی۔ اسی لیے جب حافظ صاحب اپنے اس جلیل القدر استاذ اور بے مثال مربی کا نام لیتے ہیں تو لکھتے ہیں ''حضرۃ العلام''۔ یہی انداز استاذِ محترم علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کا بھی تھا کہ جب وہ اپنے استاذ علی میاں کا نام لکھتے تھے تو لکھتے ''حضرۃ العلام''۔

آپ کی بیالیس تصانیف کا تعارف کرانے کے بعد مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''یہ چھوٹی بڑی سب تصانیف اپنے اپنے موضوع کی اہم تصانیف ہیں۔ ان میں فاضل مصنف نے جن مسائل کی وضاحت فرمائی ہے، اپنے اسلوب میں پوری تحقیق سے فرمائی ہے''۔

[دبستان حدیث: ۵۸۷]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسحاق بھٹی کا یہ جملہ اس بات کی سند ہے کہ فقہ واجتہاد میں آپ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی اور فقہی بصیرت اور عمیق نظر کے آپ مالک تھے۔ آپ کا جوہر علمی خوب چمکا۔ فقہ کا میدان ہو یا مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کا موقع، آپ منٹوں میں حل کر دیا کرتے تھے۔ بقول عمران احمد سلفی:

"ان کے اٹھ جانے سے ہونے والے دکھوں اور مشکلات کا اندازہ تو ان کو ہے جو ان سے پیچیدہ علمی عقدے حل کرایا کرتے تھے اور مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کمال انکساری سے بڑے بڑے مسئلے اللہ کی توفیق سے لمحوں میں کھول دیا کرتے تھے"۔ [جسارت نیوز، اردو، ۱۶؍ جولائی ۲۰۲۰ء]

فہم مسائل میں آپ کا طریقہ

بہت سے علماء اور اصحابِ فقہ وافتا میں یہ بات محسوس کی جاتی ہے کہ وہ پہلے ہی ایک رائے قائم کر لیتے ہیں اور پھر دلائل ونصوص کو اپنی رائے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کا بہت بڑا نقصان یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ گرچہ ٹھوس دلائل اور حق وانصاف ان کے خلاف آراء رکھنے والوں کے حق میں ہوں، پھر بھی اپنے خلاف موقف کو ماننے اور تسلیم کرنے کے ہرگز روادار نہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ روزمرہ کی زندگی میں درپیش کسی بھی مسئلے کے متعلق دلائل اور مجتہدین کے اجتہادات سے مکمل استفادہ کیا جائے اور پھر دلائل کی رو سے جو بات برحق لگے، اس کو واضح کیا جائے۔

اس تناظر میں جب ہم حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے طریقہ فہم مسائل پر غور کرتے ہیں تو واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ وہ رائے قائم کرنے سے پہلے نصوص کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر دلائل کی رو سے جو بات حق لگتی ہے اس کو منقح کر کے پیش کرتے ہیں۔

آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت" کی ابتدا میں چند بنیادی نکات کی وضاحت فرمائی ہے، جن میں سے ایک سرخی ہے "چند بنیادی غلطیاں" اس کے ضمن میں بنیادی غلطی نمبر ۴ کے تحت لکھتے ہیں:

"ایک اور چوتھی چیز ان محققین کے درمیان قدر مشترک کی طرح پائی جاتی ہے کہ پہلے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب حضرات نے حضرت علی کی "پاکدامنی" اور حضرت عثمان ومعاویہ کی "تردامنی" کا ایک تصور اپنے ذہنوں میں قائم کرلیا، اس کے بعد کتبِ تواریخ کی ورق گردانی شروع کی اور اپنے ذہنی تصور کے مطابق مجروح ومتہم ودروغ راویوں کی تمام وہ گری پڑی روایات تو قبول کرلی ہیں جن سے عثمان ومعاویہ، مروان، ولید بن عقبہ، مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن العاص وغیرہ اصحابِ رسول کا کردار مجروح اور ان کی ردائے تقدس تارتار ہوتی ہے، لیکن دوسری طرف تاریخ وحدیث کی وہ روایات جن سے حضرت علی کا کردار مجروح ہوتا نظر آتا ہے ان کی یا تو کوئی توجیہ کرنے کی کوشش ناتمام کی ہے، یا پھر ان روایات کو یہ کہہ کر ناقابلِ اعتبار قرار دے دیا ہے کہ یہ روایات حضرت علی کے مجموعی طرزِ عمل سے مناسبت نہیں رکھتیں، آپ ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی "الشیخان"، "الفتنۃ الکبریٰ" اور "علی وبنوہ"، سید قطب شہید کی "العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام" اور مولانا مودودی کی "خلافت وملوکیت" دیکھ جائیے، سب میں یہ چیز نمایاں طور پر ملے گی۔ حالانکہ حضرت علی کی طرح حضرت عثمان، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص وغیرہ بھی جلیل القدر اصحابِ رسول ہیں اور سب حسنِ ظن کے مستحق ہیں، اگر حضرت علی صحابیِ رسول ہونے کی وجہ سے ایک خاص کیریکٹر کے حامل ہیں اور تاریخ وسیر کی وہ روایات جو ایک صحابیِ رسول کی عظمت وکردار سے متصادم ہیں، لائق رد یا مناسب توجیہ کی متقاضی ہیں تو عثمان ومعاویہ اور عمرو بن العاص وغیرہ بھی تو وصفِ صحابیت کی وجہ سے اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے فعل کی بھی کوئی مناسب ومعقول توجیہ کی جائے اور ان روایات کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا جائے، جو ان کے مجموعی طرزِ عمل سے متصادم یا ان کی عظمتِ کردار کے منافی ہیں"۔

[خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت: ۷۷۔۷۸]

حافظ صاحب کی فقہی مذاہب پر نظر

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے متعلق پڑھا ہے کہ آپ نے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں چاروں فقہاءِ کرام کے علم کو حاصل کرلیا تھا۔ ایسا تب ہوتا ہے، جب آدمی ذہانت وفطانت کی نعمت سے سرفراز ہو، محنتی باذوق ہو اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ وحوصلہ رکھتا ہو۔ حافظ صلاح الدین یوسف ؒ نے پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی فہم مسائل اوران میں مہارت حاصل کرنے میں صرف کردی۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح آپ کو فقہ اہل حدیث پر مکمل عبور حاصل تھا، ٹھیک اسی طرح فقہی مذاہب پر بھی گہری نظر تھی اوراس بات کی گواہ آپ کی تحریریں وتصنیفات ہیں۔

آپ نے مولانا صغیر احمد بہاری کی کتاب ''صراط مستقیم اور اختلاف امت'' کے مراجعہ کے دوران جو اضافات فرمائے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی فقہی مذاہب پر کس طرح نظر ہوتی تھی۔ مولانا صغیر احمد بہاری صحیح بخاری ومسلم کی روایات کی حیثیت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فقہ پڑھنے والے اسے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت کے حالات کے لحاظ سے کسی امام وفقیہ کے لیے ممکن ہی نہیں تھا کہ بلاد اسلامیہ میں سفر کرے اور جمیع ذخائر کو اکٹھا کرے، یہ تو ان ضدی مقلدوں کی خوش فہمی ہے کہ جو اپنے کو طفل تسلی دیتے ہیں''۔ [صراط مستقیم اور اختلاف امت: ۱۴۴]

حافظ صاحب اس عبارت پر حاشیہ میں ایک نوٹ چڑھاتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''یہاں ایک مثال بطور نمونہ پیش کردینی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے کہ وقف کو فروخت کیا جاسکتا ہے، حالانکہ حدیث میں واضح طور پر موجود ہے کہ ''لایباع أصلها ولایورث ولایوهب'' [متفق علیہ بحوالہ بلوغ المرام، باب الوقف] یعنی وقف نہ فروخت کیا جائے نہ ورثے میں تقسیم کیا جائے اور نہ ہبہ۔ امام ابویوسف فرماتے ہیں: ''لوبلغ أباحنیفة هذا الحدیث لقال به ورجع عن بیع الوقف''۔ [سبل السلام: ۳/ ۱۳۴]

اگر امام ابوحنیفہ کو یہ حدیث مل جاتی تو اس کے مطابق ہی موقف اختیار کرتے اور اپنے بیع وقف کے مسلک سے رجوع کرلیتے''۔

[حاشیہ صراط مستقیم اور اختلاف امت: ۱۴۴۔۱۴۵]

فقہی بصیرتوں کے چند نمونے

حافظ صلاح الدین یوسف علمِ فقہ کے بحرِ بے کراں میں ایسے مستغرق تھے کہ ہر حال اور ہر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آن میں فقہی بصیرت اور دینی تفقہ کا برملا ظہور واظہار ہوتا تھا۔ آپ کی تمام کتابوں میں آپ کی وسعت مطالعہ، دقت نظر، قوتِ استدلال اور علمی وفقہی اسلوب نمایاں ہے۔ یہاں آپ کی دو کتابوں کے حوالے سے آپ کی فقہی بصیرت اور دینی تفقہ کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) آپ کی تفسیر ''احسن البیان'' آپ کی دینی وفقہی بصیرت کی آئینہ دار ہے۔ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر فرماتے ہیں:

> ''حافظ صلاح الدین یوسف کی مقبولِ عام تفسیر قرآن ''احسن البیان'' دنیا کے ہر کنارے تک پہنچ چکی ہے اور لاکھوں لوگوں نے عصر حاضر کی اس بے مثال تفسیر سے استفادہ کیا اور اپنے علم کو جلا دی۔ آپ کی تفسیر معنی، مفاہیم اور مطالب کے ایک سمندر کو اپنے جلو میں لیے ہے۔ علمی نکات کے ساتھ ساتھ نثری ادیبانہ خوبیاں اور سلاست بھی آپ کی اس تفسیر میں پورے عروج پر نظر آتی ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف بڑے بڑے دقیق نکات کو بڑی خوش اسلوبی سے عام فہم انداز میں اپنی تفسیر میں بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی اس جامع تفسیر سے جہاں عوام نے استفادہ کیا، وہیں اہل علم بھی اس سے مستفیض ہوتے رہے''۔ [روزنامہ دنیا، ۱۵ر جولائی ۲۰۲۰ء]

آپ اپنی اس مہتم بالشان تفسیر میں آیت: {إن الله وملائكته يصلون على النبي، يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما} (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو) [احزاب:۵۶] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات میں ''السلام علیک أیها النبي'' پڑھتے ہیں) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ نے وہ درود ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں درود کے اور بھی صیغے آتے ہیں، جو پڑھے جا سکتے ہیں، ''صلی اللہ علیہ وسلم'' بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ تاہم ''الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پڑھنا اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور اس کا پڑھنے والا فاسد عقیدے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتا ہے کہ آپ براہِ راست سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ فاسدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اوراس عقیدے سے مذکورہ خانہ ساز درود پڑھنا بھی غیر صحیح ہے۔اسی طرح اذان سے قبل اسے پڑھنا بھی بدعت ہے، جو ثواب نہیں، گناہ ہے"۔[احسن البیان:۱۰۰۱]

حافظ صاحب کا موقف ہے کہ درود وسلام کے ساتھ تشہد اخیر کی طرح تشہد اول میں بھی پڑھا جائے۔اس پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا، یارسول اللہ! آپ پر سلام کس طرح پڑھنا ہے، یہ تو ہم نے جان لیا (کہ تشہد میں "السلام علیک" پڑھتے ہیں) لیکن جب ہم نماز میں ہوں، تو آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی۔[الفتح الربانی: ۴/ ۲۰۔۲۱] مسند احمد کے علاوہ یہ روایت صحیح ابن حبان، سنن کبریٰ، بیہقی، مستدرک حاکم اور ابن خزیمہ میں بھی ہے۔اس میں صراحت ہے کہ جس طرح سلام نماز میں پڑھا جاتا ہے یعنی تشہد میں، اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا، نبی ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے، اور اس کا مقام تشہد ہے، اور حدیث میں یہ عام ہے، اسے پہلے یا دوسرے تشہد کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے، جس سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے کہ (پہلے اور دوسرے) دونوں تشہد میں جہاں سلام پڑھا جاتا ہے، وہاں درود بھی پڑھا جائے اور جن روایات میں تشہد اول کا بغیر درود کے ذکر ہے، انھیں سورہ احزاب کی آیت (صلوا علیه وسلموا) کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے گا، لیکن اس آیت کے نزول یعنی ۵ ہجری کے بعد جب نبی ﷺ نے صحابہ کے استفسار پر درود کے الفاظ بھی بیان فرما دیے تو اب نماز میں سلام کے ساتھ صلوٰۃ (درود شریف) کا پڑھنا بھی ضروری ہوگیا، چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا"۔[حوالہ مذکور:۱۰۰۲]

(۲) آپ نے اپنی کتاب "ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل" میں مختلف مسالک ومذاہب کے علماء کے مقالات بھی شامل کیے ہیں، جن میں سے ایک مقالہ مولانا ابوالحسنات ندوی (رفیق دارالمصنفین) کا ہے، انھوں نے ایک جگہ اپنے مقالہ میں لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"روایت کا تتبع یہ ظاہر کرتا ہے کہ جمع طلاق ثلاثہ کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں جمع کی جائیں، مثلاً: یہ کہ میں نے تم کو تین طلاقیں دیں۔ یا یہ کہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس اور ایک ہی وقت میں یکے بعد دیگرے دی جائیں۔ گو یہ دونوں صورتیں قرآن مجید کے اصل منشا کے بالکل خلاف ہیں، کیوں کہ اس سے تو تین طلاقوں کی تین طہر میں تقسیم وتفریق مستفاد ہوتی ہے"۔ [کتاب مذکور: ۱۵۵]

مولانا ابوالحسنات ندوی کے مذکورہ استنباط پر حاشیہ لگاتے ہوئے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن کریم سے تین طہروں میں تقسیم وتفریق کر کے طلاق کا حکم مستفاد نہیں ہوتا، بلکہ قرآن کے الفاظ (الطلاق مرتان۔۔) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیوی کے بارے میں مرد کو دو مرتبہ طلاق دے کر رجوع کرنے کا حق ہے، جب وہ اپنا یہ حق دو مرتبہ مختلف اوقات میں استعمال کر کے ختم کر لے گا اور کسی موقع پر تیسری مرتبہ طلاق دے دے گا تو پھر اسے حق رجوع حاصل نہیں رہے گا۔ (حتی تنکح زوجا غیرہ) [بقرہ: ۲۳۰] اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طلاق صرف ایک ہی دی جائے اور اس وقت دی جائے جب عورت حیض سے پاک ہو جائے اور خاوند اس سے مقاربت نہ کرے۔ ایک طلاق دینے کے بعد اگر خاوند عدت کے اندر رجوع نہیں کرے گا تو عدت گزرتے ہی ان کے درمیان جدائی ہو جائے گی، تاہم پہلی اور دوسری طلاق میں عدت گزرنے کے بعد ان کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے"۔ [حاشیہ کتاب مذکور: ۱۵۵]

معاصر علماء وفقہاء کا تعاقب

اہل علم وفن کا علمی تعاقب بڑے علم وبصیرت کا متقاضی ہوتا ہے۔ معمولی علم وفن کا مالک اس کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ اس لیے کہ علمی میدان میں علماء وفقہاء کی تلبیسات کو تاڑنا، دلائل وبراہین سے اُن کے مزعومات کی حقیقت کو واضح کرنا، ائمہ محدثین کے منہج واصول کے مطابق ان کی پیش کردہ باتوں کی قدر وقیمت متعین کرنا، فقہائے محدثین کے دفاع کے لیے اور حق کی توضیح کے لیے عرق ریزی اور دور رسی سے کام لینا پڑتا ہے۔ حافظ صاحب کو رب ذوالجلال نے عظیم صلاحیت اور بے مثال فقہی بصیرت اور دینی تفقہ سے نوازا تھا کہ جب انھوں نے بعض مقلدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء وفقہاء کا تعاقب کیا تو اس تعاقب کا مخالفین کی جانب سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

احناف کے یہاں ان کی کتب فقہ میں مرد وعورت کی نماز میں فرق بتلایا گیا ہے۔اس مسئلے میں علمائے احناف کا تعاقب کرتے ہوئے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

”سینے پر ہاتھ باندھنے، رفع الیدین کندھوں کے برابر تک کرنے، رکوع، سجود، التحیات (تشہد) میں بیٹھنے کی کیفیت وغیرہ، ان تمام ارکان کو ادا کرنے میں مرد وعورت کے درمیان کسی قسم کا فرق کسی صحیح مرفوع متصل روایت سے ثابت نہیں ہے۔علمائے احناف ان تمام باتوں میں فرق بیان کرتے ہیں، اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ فرق کوئی تین باتوں میں، کوئی پانچ چیزوں میں اور کوئی اس سے بھی زیادہ باتوں میں بیان کرتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی فرق مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، لیکن چوں کہ مذکورہ فروق فقہ حنفی میں بیان ہوئے ہیں، اس لیے علمائے احناف ان کے کرنے پر اس طرح اصرار کرتے ہیں جیسے یہ نصوصِ شریعت سے ثابت ہیں، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔

جب علمی دلائل کے ذریعہ سے عورتوں کا حنفی طریقہ نماز ثابت کرنے کا مسئلہ آتا ہے تو اس میں علمائے احناف بالعموم دو طریقے اختیار کرتے ہیں۔ایک تو یہ کہ اس کے لیے یکسر ضعیف اور ناقابلِ حجت روایات سے استدلال کرتے ہیں، اور یہاں علمی امانت ودیانت کا خون کر کے صریحاً دھوکہ دہی کا ارتکاب کرتے ہیں، یعنی ضعیف اور منکر روایات کو صحیح باور کرایا جاتا ہے، جیسے ایک کتاب ”خواتین کا طریقہ نماز“ کے عنوان سے مطبوع ہے، جو ایچ ایم سعید کمپنی کراچی کی شائع کردہ ہے۔مولف کا نام مولانا عبدالرؤف سکھروی نائب مفتی جامعہ دار العلوم، کراچی۔اس میں چھ سات حدیثیں، حدیث رسول کے نام سے درج کر کے حنفی طریقہ نماز کا اثبات اور اس کی فضیلت ثابت کی گئی ہے، لیکن ان میں سے ایک بھی حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ جن کتابوں سے (جو تیسرے، چوتھے درجے کی کتابوں میں شمار ہوتی ہیں، اور جن میں کثرت سے ضعیف اور منکر روایات ہیں، بصراحت محققین ومحدثین) وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں، وہاں ان کے ضعف کی صراحت موجود ہے، مثلاً مجمع الزوائد کی ایک حدیث کا حوالہ ہے، اس کے آگے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولف کی طرف سے اس کی سند کے بارے میں صراحت ہے کہ اس میں ایک راوی ام یحی ہے "لم أعرفها" میں اس کو نہیں جانتا۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ مجہول راوی کی روایت نا قابل قبول ہے۔ دو روایتیں سنن الکبریٰ بیہقی کے حوالے سے ہیں، وہاں یہ صراحت موجود ہے کہ ان میں فلاں فلاں راوی ضعیف ہیں "لا یحتج بأمثالهما" ان جیسے راویوں کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔ [دیکھیے: مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/ ۲۲۲۔ ۲۲۳، طبع قدیم، مطبع جدید: ۲/ ۳۱۴۔ ۳۱۵]

لیکن مولف مذکور نے ایک نہایت ذمہ دارانہ علمی منصب پر فائز ہونے کے باوجود روایات تو وہاں سے لے لیں، لیکن مولفین کے ضعف کی صراحت اور راویوں کی حیثیت عرفی کو بالکل گول کر گئے۔ یہ امانت و دیانت کی کون سی قسم ہے اور زہد وتقویٰ کا کون سا انداز ہے؟

باقی بھی جتنی روایات یا فقہی دلائل بیان کیے گئے ہیں، ان سب میں اسی قسم کی "امانت و دیانت" کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ هداهم الله تعالى وأعاذنا الله من ارتكاب هذه الخيانة!

دوسرا طریقہ عورتوں کے حنفی طریقہ نماز کے اثبات کے لیے جو بعض علمائے احناف اختیار کرتے ہیں، وہ عقل وقیاس کا استعمال ہے۔ واضح رہے کہ عبادات توقیفی ہیں اور توقیفی مسائل میں قیاس جائز نہیں"۔

[اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت: ۵۸۔ ۶۰]

جدید فقہی مسائل پر ان کی کتب

سال ۲۰۱۷ء میں آپ سے ایک انٹرویو لیا گیا تھا، جس میں آپ کی خدمات وجہود کے متعلق بھی سوالات پوچھے گئے تھے، ایک سوال یہ بھی آپ سے کیا تھا کہ "تفسیر کے علاوہ اپنی کون سی قلمی کاوش کو مفید ترین سمجھتے ہیں؟"

آپ کا جواب تھا:

"میرے نزدیک میری جتنی بھی کتابیں ہیں وہ سب ہی مفید ترین کتابیں ہیں، لیکن چوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میں خود لکھنے والا ہوں، اس لیے ہوسکتا ہے میرا کہنا لوگوں کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہو، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ بالخصوص ہمارے علماء مطالعہ کے عادی ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری ہر کتاب ہی مفید ہے اور حالاتِ حاضرہ کے مطابق ہے، جن جن چیزوں پر ضرورت تھی، ان ہی پر میں نے قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر ''طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ ہے، مفرور لڑکیوں کے نکاح کا مسئلہ ہے، خواتین کے امتیازی مسائل، اسی طرح مرد وعورت کی نماز کے فرق کا مسئلہ، اہل حدیث اور تقلید کے مسائل وغیرہ۔ تو میں سمجھتا ہوں، میری کتاب کے جتنے بھی موضوعات ہیں، وہ نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں اور میں تمام علماء اہل حدیث سے کہوں گا کہ وہ ان کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں، یہ تمام کتابیں ہر اہل حدیث عالم کو ضرور پڑھنی چاہئیں''۔ [بحوالہ نوجوانان اہل حدیث شارگلہ: ۲۸ راکتوبر ۲۰۱۷ء]

میرے ٹیبل پر آپ کی جو کتابیں ہیں وہ سب آپ کی فقہی ودینی بصیرت کی ترجمان ہیں، ان کتابوں کی ورق گردانی سے ہر قاری کو یہی محسوس ہوگا کہ محترم حافظ صاحب برصغیر ہند وپاک کی سرزمین پر فن فقہ اور تفقہ فی الدین کا ایک اہم ستون تھے۔ آپ کی فقہی بصیرت کا وصف نہایت انوکھا نظر آتا ہے۔ آپ کی تفسیر پڑھ جایئے، یا پھر ریاض الصالحین کے ترجمہ وفوائد یا آپ کی دوسری کتابیں، ہر جگہ آپ کا تفقہ اور دینی بصیرت جھلکتی نظر آئے گی۔ آپ کی تفسیر ''احسن البیان'' کے متعلق مولانا عبدالرشید عراقی کا تاثر یہ ہے:

> ''تفسیر احسن البیان ان کا عظیم علمی شاہ کار ہے۔ یہ تفسیر آپ نے محدثانہ طرز پر لکھی ہے، احادیث، آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین پر انحصار کیا ہے اور عربی تفاسیر میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر شوکانی اور ایسر التفاسیر کو پیش نظر رکھا ہے''۔

[برصغیر پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی تفسیری خدمات: ۵۴]

اگر آپ ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' کے علاوہ کوئی دوسری کتاب نہ بھی لکھتے تو یہ کتاب آپ کی فقہی بصیرت کے اظہار واعتراف کے لیے کافی تھی، بقول مولانا محمد تقی عثمانی:

> ''خاص طور پر تاریخی کتابوں کی علمی قدر وقیمت پر جو بحث انھوں نے کی ہے، وہ بڑی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاندار، بصیرت افروز اور سلامت فکر کی حامل ہے اور تاریخ اسلام کے طلباء کے لیے بہترین مشعل راہ ہے''۔[خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت:۲۷]

اور مولانا محمد اسحاق سندھیلوی کے بقول:

''انھوں نے اپنی حجت کا مدار صرف تاریخ پر نہیں رکھا ہے بلکہ جا بجا قرآن وحدیث سے بھی استدلال کیا ہے، جس سے کتاب کی علمی حیثیت معلوم ہوتی ہے''۔[حوالہ مذکور:۳۰]

ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی لکھتے ہیں:

"والكتاب رد على كتاب المودودي "الخلافة والملوكية" وهو أحسن كتاب ظهر في الرد على كتاب المودودي رحمه الله "(خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت، یہ مولانا مودودی کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کا جواب ہے اور اس کتاب کے جواب میں لکھی جانے والی تمام کتابوں میں سب سے اچھی کتاب ہے''۔ [جهود مخلصة فى خدمة السنة المطهرة:۳۶]

آپ نے ریاض الصالحین کا نہ صرف سلیس وفصیح اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے بلکہ آیات واحادیث کے فوائد بھی قلمبند کیے ہیں۔اس کے متعلق عبدالمالک مجاہد لکھتے ہیں:

''مترجم حافظ صلاح الدین یوسف ہیں، جن کی علمی حیثیت اور قلم کی روانی وشگفتگی پاک وہند کے علمی حلقوں میں مسلم ہے۔ترجمہ کے ساتھ فوائد کے اضافوں نے کتاب کے حسن کو دوچند اور اس کی افادیت کو دہ چند کردیا ہے''۔[ریاض الصالحین:۱/۱۵]

آپ کی تمام کتابوں پر تبصرہ کر پانا ممکن نہیں ہے، مذکورہ بالا چند کتابوں کے تعارف سے ان شاءاللہ یہ اندازہ بخوبی ہو جائے گا کہ محترم حافظ صاحب کو رب ذوالجلال والاکرام نے کس قدر دینی بصیرت کی نعمت وانعام سے سرفراز فرمایا تھا۔

آپ کے فقہی مقالات پر ایک نظر

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ ایک بلند پایہ صحافی بھی تھے، بلکہ آپ نے قلمی کاوشوں کا آغاز صحافت اور مضمون نگاری ہی سے کیا۔ طالب علمی کے دور میں ہی آپ نے ایسے ایسے مضامین ومقالات سپردِ قلم کیے جنھیں لوگوں نے بہت پسند کیا اور دلچسپی سے پڑھا۔ مولانا محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسحاق بھٹی نے ''دبستان حدیث'' میں آپ کے زمانہ طالب علمی کے شائع تین مقالات کا ذکر کیا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے مضامین ومقالات لکھنے اور پڑھنے کو پسند کرتے ہیں، جو وقتی ہوتے ہیں اور اس کی تاریخ دون نکلنے کے ساتھ ہی اس کی حیثیت وافادیت اور معنویت ختم ہو جاتی ہے، لیکن محترم حافظ صاحب کے بیشتر بلکہ تمام تر مقالات ومضامین نہایت علمی اور فقہی موضوعات پر مشتمل ہوتے تھے۔ آپ لمبے لمبے مقالات ومضامین لکھتے تھے اور جس موضوع کو اختیار کرتے اس پر سیر حاصل بحث کرتے تھے۔ موضوع کو تشنہ چھوڑنا آپ کو گوارا نہ تھا۔ کبھی کبھی آپ کا ایک ہی مقالہ ایک کتاب کی شکل اختیار کر لیتا تھا، آپ کی کتاب ''کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟''، جو ۶۴ رصفحات پر مشتمل ہے، آپ کے دو مقالات کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' سلسلہ وار شائع مضامین کا مجموعہ ہے۔ آپ کی تمام تحریروں (کتاب ومضمون) میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا جذبہ کارفرما ہے، کسی بھی تحریر میں کسی پر طعن وتشنیع مقصود نہیں ہے اور یہی فقہائے محدثین کا طریقہ رہا ہے۔

آپ کا چوبیس سال تک ''الاعتصام'' لاہور سے تعلق رہا۔ اس مدت میں جو مقالات ومضامین سپردِ قلم ہوئے، وہ ہمارے سامنے نہیں ہیں۔ مجلہ ''محدث'' پاکستان میں آپ کے درجنوں مقالات ومضامین شائع ہوئے ہیں، چوں کہ وہ سب انٹرنیٹ پر ''محدث میگزین'' کے تحت اپلوڈ ہیں، اس لیے وہاں سے آپ کے گہربار قلم سے تیار مقالات ومضامین سے استفادہ آسان ہو سکا۔ ہم بعض اہم ترین فقہی مقالات ومضامین کے عناوین سے ہی مندرجات اور مشمولات کا علم ہو جائے گا اور حافظ صاحب کے علم وفضل، فکر ونظر، اجتہاد وتفقہ اور دینی بصیرت وعلمی استحضار ہمارے سامنے عیاں ہو جائے گا۔

(۱) ''طلوعِ اسلام'' کا اشتراکی نظریہ: زکوۃ کا انکار، حدیث سے انحراف اور قرآن میں تحریف (۲) اسلامی نظام عدل کے نفاذ کی ضرورت (۳) اصلاحی صاحب کی شرح صحیح بخاری: خدمت حدیث یا انکارِ حدیث؟ (۴) المیہ کارگل اور اس کا اسلامی حل (۵) انسداد سود کی کوششیں اور حکومت کا رویہ (۶) ایک مجلس کی تین طلاقیں (۷) تحفظ نسواں بل کا تنقیدی جائزہ اور متبادل حل (۸) جرم وسزا کے بعض قوانین میں اصلاح کی ضرورت (۹) حلالہ ملعونہ مروجہ کا قرآن سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواز؟(۱۰) خلع اور طلاقِ ثلاثہ کے بعض احکام، خواتین ایکٹ کے اغراض ومقاصد، عواقب ومضمرات (۱۱) شادی بیاہ کے رسوم ورواج (۱۲) طبقہ نسواں کے لیے اسلامی تعلیمات (۱۳) طلاق کے ضروری مسائل واقسام (۱۴) عورت کو حق طلاق تفویض کرنا، شریعت میں تبدیلی ہے(۱۵) فتنہ امامت زن، استعمار اور اس کے کارندوں کا کردار(۱۶) مسئلہ رویت ہلال (۱۷) مسئلہ شہادتِ نسواں، چند اہم نکات کی وضاحت (۱۸) پاکستان میں نفاذِ شریعت کیوں اور کیسے؟ (۱۹) کیا اجتہاد صرف منتخب نمائندوں ہی کا حق ہے؟ (۲۰) کیا حائضہ عورت قرآنِ مجید کی تلاوت کرسکتی ہے؟ (۲۱) یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ۔

کتاب ”صراط مستقیم اور اختلاف امت“ کا مراجعہ

[آپ کی فقہی بصیرت کا غماز ہے]

یوں تو آپ کی اکثر و بیشتر کتابوں پر تقدیم عبدالمالک مجاہد کے قلم سے ہے اور آپ نے دوسرے اہل علم کی تصنیفات پر بہت کم ہی تقدیم لکھی ہے۔”صراط مستقیم اور اختلافِ امت“ بجواب”اختلافِ امت اور صراط مستقیم“ مولانا صغیر احمد (ابوالاشبال شاغف) بہاری کی ایک شاندار کتاب ہے۔ جواب اور جواب الجواب پر مشتمل کتاب کا مراجعہ اور تنقیح و اضافہ اور معلومات کی تصحیح بہت پتہ ماری کا کام ہے، جو بلند نظری، فقہی بصیرت اور گہرے مطالعے کا متقاضی ہے۔آپ نے کتاب کا مراجعہ، تنقیح و اضافہ جس باریکی سے فرمایا ہے، اس سے واقعی آپ کی فقہی بصیرت کا برملا اظہار ہوتا ہے۔

آپ کا ”پیش لفظ“ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، جس سے آپ کے کام کی اہمیت اور اس کی باریکی نمایاں ہوتی ہے۔آپ لکھتے ہیں:

”۔۔۔۔۔لیکن جواب میں ایک بات کی کمی ان کی طرف سے یہ رہ گئی تھی کہ مولانا موصوف نے ”بینات“ کی اصل عبارتیں یا ان کی ضروری تلخیص نہیں دی، صرف اول وآخر سے چند الفاظ نقل کر کے صفحات کا حوالہ دے دیا۔ جس سے ایک طرح کی تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔راقم نے ”الاعتصام“ کی ابتدائی چند قسطوں میں اس کے ازالے کی کوشش کی کہ پہلے ”بینات“ کی عبارت یا اس کا ضروری خلاصہ نقل کیا جائے اور اس کے بعد اس پر جو نقد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا، وہ درج کیا جائے، تاہم یہ التزام سارے مضمون میں بوجوہ نہ ہو سکا تھا۔

بعد میں احباب کی خواہش اور حضرت الاستاذ المحترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی ہدایت پر راقم نے سارے مسودے پر از سر نو نظر ڈالی، جس میں یہ التزام کیا گیا کہ پہلے ''بینات'' کی اصل عبارت یا اس کی ضروری تلخیص نقل کی جائے اور اس کے بعد اس پر نقد ہو۔ الحمد للہ اس طریقے سے نظر ثانی کا پورا کام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرانجام پایا۔ بلکہ بعض جگہ حسب ضرورت اضافے بھی کیے گئے، جسے عام طور پر ''الاعتصام'' اور آخر میں (ص، ی) کے ذریعہ سے ممتاز کر دیا گیا ہے''۔ [صراط مستقیم اور اختلاف امت: ۱۲۔۱۳]

بین الاقوامی فقہی کانفرنسوں میں شرکت

[فقہی مقالات کی خواندگی، پیش کردہ مقالات پر استدراک و تعاقب]

حافظ صلاح الدین یوسف کی فقہی بصیرت اور علمی کمال کا اعتراف علمی دنیا کو تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بڑے بڑے اسٹیج پر مدعو کیا گیا اور اپنی بات کو پیش کرنے کا سنہری موقع دیا گیا۔ آپ نے کئی کانفرنسوں میں شرکت کی ہوگی، اس کا احصا یہاں پر ممکن نہیں۔ البتہ ۵ تا ۸/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو اسلام آباد، پاکستان میں منعقد ایک بین الاقوامی امام ابو حنیفہ کانفرنس میں شرکت فرمائی تھی، اول سے اخیر تک شریک کانفرنس رہے تھے۔ اپنا مقالہ پیش کیا تھا اور دیگر اہل علم و فن کے مقالات پر استدراک و تعاقب بھی کیا تھا۔ اس کانفرنس کی خوبی یہ تھی کہ اس میں دنیا کے کئی ملکوں سے مندوبین مدعو تھے اور تمام مکاتب فکر کو نمائندگی دی گئی تھی۔ اس میں ہندوستان سے بھی چار نمائندے پہنچے تھے۔ عالم عرب سے آنے والے مندوبین میں معروف فقیہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی (شامی) تھے۔ کانفرنس تین زبانوں میں تھی (اردو، عربی، انگریزی)۔ اس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ آپ ہی کے قلم سے ''محدث'' پاکستان، نومبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ اسی رپورٹ کی روشنی میں آپ کی فقہی بصیرت و آگہی سے متعلق چند باتیں حوالہ قرطاس کی جا رہی ہیں:

جامعۃ القطر کے ایک پروفیسر نے اپنے مقالہ میں کہا تھا کہ ''فقہ حنفی کے مدون امام محمد ہیں'' اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایک استاذ نے ''امام صاحب کی مجلس تدوین فقہ'' کے نام سے اپنا مقالہ پیش کیا تھا، جس میں انھوں نے اس مشہور دعوے کو دہرایا تھا کہ ''امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے تیس چالیس فقہاء کی ایک مجلس بنائی ہوئی تھی، جو ہر مسئلے پر خوب غور وفکر کرتی اور پھر متفقہ طور پر ایک رائے لکھ لی جاتی‘‘۔

حافظ صاحب نے ایک سوال کے ذریعہ سے ان دونوں مقالات کے تضاد کو واضح کیا تھا کہ ایک مقالہ نگار کا دعویٰ ہے کہ فقہ حنفی کے اصل مدون امام محمد ہیں اور یہ بات بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ امام محمد کی کتابیں موجود ہیں، جو اس دعوے کی مضبوط دلیل ہیں، جب کہ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ امام صاحب نے فقہاء کی ایک ٹیم بنا رکھی تھی فقہ حنفی کی تدوین کے لیے۔ اس دعویٰ کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، کیوں کہ امام صاحب کی نہ کوئی کتاب موجود ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں ان کے مدونہ مسائل کا حوالہ ملتا ہے۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ ’’فاضل مقالہ نگار اس سوال کا معقول جواب دے کر اس تضاد کو رفع نہیں کر سکے‘‘۔

کانفرنس کی ایک نشست میں بعض مقالے ’’احناف کے نقد حدیث کے اصول وضوابط‘‘ پر پڑھے گئے تھے، جن میں ایک اصول یہ بیان کیا گیا تھا کہ غیر فقیہ صحابی کی روایت، قیاس یا عقل کے خلاف قابل قبول نہیں۔ خبر آحاد سے قرآن کے عموم کی تخصیص جائز نہیں۔ مرسل روایت حجت ہے، وغیرہ۔ ان اصولوں کی بابت دعویٰ کیا گیا تھا کہ ان میں محدثین کے اصول کے مقابلے میں زیادہ احتیاط ہے، اس لیے یہ زیادہ اہم ہیں۔ یوں محدثین کے مسلمہ اصول وضوابط کو بے حیثیت یا کم حیثیت باور کرانے کی مذموم سعی کی گئی تھی۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ ’’راقم نے ان مقالات پر بھی مناقشہ کیا اور کہا کہ فقہائے احناف کے اصول خود ساختہ ہیں اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز دونوں نے فرمایا ہے کہ ان اصولوں کی بنیاد پر کئی حدیثوں کو رد کیا گیا ہے۔ راقم نے مزید عرض کیا کہ ان اصولوں میں اگر شدتِ احتیاط کارفرما ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرسل روایات کو احناف قابل حجت گردانتے ہیں؟ اور ضعیف روایات کو صحیح باور کرانے کی سعی کرتے ہیں۔ اگر مذکورہ اصولوں کی بنیاد احتیاط ہے تو مرسل روایات اور ضعیف روایات کو قبول کرنا کون سی احتیاط ہے؟

علاوہ ازیں ان اصولوں نے شریعت کے بہت سے اہم احکام کو بے وقعت کر دیا ہے، جیسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز ہے، جسے خشوع وخضوع سے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، خود حضور کی نماز بھی نہایت خشوع وخضوع پر مبنی ہوتی تھی، اور آپ کا فرمان ہے: ''تم ایسے نماز پڑھو، جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدیل ارکان ضروری ہے، لیکن فقہائے احناف نے کہا کہ رکوع کے معنی ہیں ''وضع الجبهة على الأرض'' (زمین پر پیشانی کا ٹکا دینا) اس لیے اگر کوئی شخص رکوع میں سر جھکاتے ہی سر اٹھا لے گا، اسی طرح زمین پر پیشانی رکھ کر سر اٹھا لے گا تو رکوع اور سجود کے معنی حاصل ہو جائیں گے، جو قرآن کے الفاظ سے ثابت ہیں، اس پر ہم خبر آحاد سے تعدیل ارکان کا اضافہ نہیں کر سکتے۔ یوں نماز جیسے نہایت اہم فریضے کی ساری اہمیت ختم کر دی گئی۔ راقم نے یہ بھی عرض کیا کہ ان اصولوں نے منکرین حدیث کو حوصلہ بخشا اور سہارا دیا ہے، جیسے اسی بنیاد پر حد رجم کا انکار کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ خود ساختہ اصول انکارِ حدیث کے چور دروازے ہیں۔ بنابریں ہمیں ان اصولوں کے بجائے محدثین ہی کے اصولوں کو اپنانا چاہیے۔

مقالہ نگاران اعتراضات کے جواب میں کوئی معقول بات نہیں کہہ سکے۔

حافظ صاحب نے اس عظیم کانفرنس میں ''پاکستان میں نفاذِ شریعت، کیوں اور کیسے؟'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا تھا۔

فقہی بصیرت کی بنیاد پر مناصب اور ذمہ داریاں

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، جنھوں نے حافظ صاحب کے اندر پائی جانے والی علمی وفقہی گہرائی وگیرائی کو بہت قریب سے دیکھا اور محسوس کیا ہے، وہ آپ کو فقہی بصیرت اور دینی تفقہ کی بنیاد پر ملنے والی ذمہ داریوں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں پر علمی اور عملی اعتبار سے ترقی عطا فرمائی، وہیں پر دنیاوی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی بڑے مناصب پر کام کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ آپ وفاقی شرعی عدالت کے مشیر بھی رہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن کے طور پر بھی اپنی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ آپ نے ان مناصب کو ذاتی فوائد کے لیے استعمال کرنے کے بجائے خالصاً علمی اور دینی خدمات کے لیے استعمال کیا، اور جس بات کو درست اور صحیح سمجھا، اسے بلا کم وکاست لوگوں کے سامنے رکھا''۔ [روزنامہ دنیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵/ جولائی ۲۰۲۰ء]

اور مولانا عمران احمد سلفی لکھتے ہیں:

''علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کو ان کی علمی صلاحیتوں، تحقیقی بصیرت کے اعتراف میں حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے مشیر کا منصب عطا کیا''۔ [جسارت نیوز اردو، ۱۶/ جولائی ۲۰۲۰ء]

وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کے مشیر کے عہدے پر فائز رہ کر آپ نے مسلک اہل حدیث اور فقہائے اہل حدیث کی زبردست نمائندگی فرمائی اور جب جب آپ کو اپنا موقف پیش کرنے کو کہا گیا، آپ نے فقہ اہل حدیث کی روشنی میں تحریر کر کے پیش کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

''کراچی کے ایک رہائشی ملک محمد عثمان نے حدود آرڈیننس کی پانچ دفعات کو بدلنے کے لیے پانچ رٹیں (درخواستیں) وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی تھیں، شرعی عدالت نے اپنے طریق کار کے مطابق بعض علمائے کرام سے مذکورہ درخواستوں پر ان کی رائے طلب کی۔ راقم (حافظ صلاح الدین یوسف) کو بھی شرعی عدالت کا مشیر ہونے کے ناطے ان سوالات پر اپنا موقف پیش کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ عدالت مذکور میں بذات خود پیش ہو کر اپنی معروضات پیش کیں''۔ [محدث، پاکستان، جنوری ۲۰۱۳ء]

مجلہ کے اسی شمارہ میں ان معروضات کی تلخیص ''جرم وسزا کے بعض قوانین میں اصلاح کی ضرورت'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

کبھی کبھی وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے کسی دوسرے ادارہ کو بھی رہنمائی کے لیے سوال نامہ بھیجا جاتا تھا، بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ وہ ادارہ آپ سے ہی جواب تیار کراتا تھا۔ مجلہ ''محدث'' میں حافظ صاحب کے شائع مضمون ''خلع اور طلاقِ ثلاثہ کے بعض احکام'' کے شروع میں ادارہ کی طرف سے یہ نوٹ تحریر ہے:

''ان دنوں وفاقی شرعی عدالت میں خلع اور طلاق کے حوالے سے درپیش روزمرہ کے مسائل کے حوالے سے ایک درخواست زیر سماعت ہے، جس میں رہنمائی اور مشاورت کے لیے عدالت مذکور نے ایک سوال نامہ گزشتہ دنوں ادارہ محدث کو ارسال کیا۔ ادارہ نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ سوال نامہ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کی خدمت میں پیش کر دیا، جس پر انھوں نے اپنا موقف حسب ذیل تحریر میں بہ تفصیل درج کیا۔ شرعی عدالت کے سوالات کے جوابات قارئین ''محدث'' کے استفادہ کے لیے شائع کیے جا رہے ہیں''۔ [محدث، پاکستان، نومبر ۲۰۱۰ء]

اسی طرح آپ کی خدمت میں سپریم کورٹ شریعت اپلیٹ بنچ کے سوالات پہنچتے تھے، جن کے جوابات بھی آپ تیار کیا کرتے تھے۔ محدث، ستمبر ۱۹۹۹ء میں ''معیشت واقتصاد'' کے کالم کے تحت آپ کا ایک مقالہ بعنوان ''سپریم کورٹ شریعت اپلیٹ بنچ کے سوالات کے جوابات'' شائع ہوا ہے، کل دس سوالات ہیں، جن کے جوابات آپ نے نہایت عالمانہ اور فقیہانہ ومحدثانہ دیے ہیں۔

اللہ رب العالمین آپ کے تمام اعمال، کارناموں اور خدماتِ جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے، بشری لغزشوں سے درگزر کرے، آپ کے درجات کو بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت کرے اور آپ کی بصیرتِ علمی سے دنیا کو مستفید کرتا رہے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی تحقیقی خدمات

رشید سمیع سلفی

تقلید کی جکڑ بندیوں سے جب ذہن آزاد ہو تو فکر علم و معرفت کی کھلی فضاؤں میں پرواز کرتی ہے، زمانے کی خودساختہ بیڑیوں میں روح مقید نہ ہو تو لفظوں کا قافلہ شاہراہ تحقیق پر سفر کرتا ہے، علم ومطالعہ کے دریا میں ڈوب کر دماغ غور وفکر کے نئے در وا کرتا ہے۔ اگر دل و روح کو کتاب وسنت سے راہ ہو تو ضمیر کی روشنی قلم کی سیاہی میں شامل ہو کر صفحات پر بکھر جاتی ہے، اختلافات کا وہ وسیع وعریض صحرا جہاں الگ الگ سمتوں میں عقل ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہو وہاں دلائل وبراہین کے ذریعے صحیح نتائج تک رسائی ایک بالغ نظر محقق کا کام ہے، پڑوسی ملک پاکستان کے شیخ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا نام ایسے ہی بالغ نظر محققین کی صف میں شامل ہے۔ آپ کی علمی وقلمی زندگی خدمت دین ودعوت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی ایمان افروز داستان ہے، آپ کی حیات مبارکہ تصنیف وتالیف، تحقیق وتنقیح، ترجمہ وتفسیر سے عبارت ہے، ماہنامہ الاعتصام سے شروع ہونے والا قلم و قرطاس کا سفر علمی فتوحات کی تاریخ رقم کرتا ہوا آخر اختتام کو پہنچا اور آپ کی حیات وخدمات کو منظر عام پر لانے کی پیش رفت ہوئی ہے، آپ کی شخصیت پر کئی جہتوں سے گفتگو کی جا سکتی ہے لیکن یہاں آپ کے تحقیقی کارہائے نمایاں کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔

آپ نے اپنے قلمی سفر میں تحقیق وتلاش کے عمل کو جس مہارت وخوبی سے برتا ہے وہ آپ کو مصنف، مفسر، مترجم کے ساتھ ایک عظیم محقق بھی باور کراتا ہے۔ آپ تحقیق کے اصول وضوابط سے آگاہ اور مطلوبہ خصوصیات سے متصف تھے، دلائل وشواہد کے شانہ بشانہ چل کر حقائق کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراغ لگاتے تھے، آپ کی محققانہ عظمت کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ آپ دارالسلام ریاض کے شعبہ تحقیق کے مدیر تھے، آپ کا قلم حقیقتوں پر پڑے پردوں کو چاک کرتا تھا، حق وصداقت کے رخ منور کو مجلی ومصفی کرتا تھا، پیچیدہ وگنجلک مسائل میں شرع کے منشا کو اجاگر کرتا تھا، چیزوں کی کنہ تک پہنچنے والی نظر، علمی موضوعات کی وسعتوں کو طے کرنے والا ذوق مطالعہ، حقائق کی گہرائیوں کو ناپنے والا تجسس، حوالوں کے جھاڑ جھنکاڑ میں مفید مطلب چیزوں کو پالینے والا ادراک، آپ کی شخصیت میں رچا بسا تھا، یہ محض دعوی نہیں بلکہ آپ کی گراں قدر تصانیف اس حقیقت پر گواہ ہیں۔ آپ نے انتہائی اہم اور پیچیدہ موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، آپ کی تحقیقی کاوش کسی ایک دائرے میں محدود نہیں بلکہ علم وفن اور فکر ونظر کے مختلف گوشوں میں آپ کے قلمی جواہر پارے پھیلے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ آپ کی ہر تصنیف میں اور ہر کتاب میں تحقیقی شان جلوہ گر نظر آتی ہے۔ اس زاویہ نظر سے میں نے درج ذیل سطور میں آپ کی کتابوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو تاریخی تحقیقات پر مشتمل ہیں، دوسری وہ تحقیقات ہیں جو فقہی مجال سے تعلق رکھتی ہیں، تیسرا خانہ ان کتابوں کا ہے جو فکری نوعیت کی معلومات پر مشتمل ہے، آپ نے اپنی شاہکار تفسیر میں بھی بعض مقامات پر داد تحقیق دی ہے۔

● تاریخی نوعیت

تاریخی تحقیق کے اعتبار سے آپ کی نمائندہ کتاب ''خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت'' ہے۔ یہ کتاب آپ کا تحقیقی وعلمی شاہکار ہے، نظام خلافت ونظام ملوکیت پر بڑی فاضلانہ اور فکر انگیز بحث ہے۔ مولانا مودودی نے ''خلافت وملوکیت'' میں جس طرح سے ملوکیت کو شجر ممنوعہ اور امت کی ہمہ گیر بربادیوں کا سبب قرار دیا تھا اور اس کی آڑ میں امیر معاویہ اور دیگر صحابہ کو آڑے ہاتھوں لیا تھا، آپ نے بڑے مدلل انداز میں ان کے پھیلائے گئے مغالطوں کا پردہ فاش کیا ہے، ثابت کیا ہے کہ فی نفسہ ملوکیت بری شئ نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک نظام حکومت ہے، اور کسی بھی نظام کی اچھائی یا برائی افراد کے طرز عمل وکردار پر ہے، آپ نے معلوم تاریخ سے مثالی ملوکیت کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

''اس لیے اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ فی نفسہ نہ خلافت بری ہے اور نہ ملوکیت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصل چیز خود خلیفہ یا بادشاہ کی سیرت اور اس کا کردار وعمل ہے اگر نظام خلافت میں کوئی خلیفہ اس سیاسی تدبر اور اس بے داغ کردار کا مظاہرہ نہیں کرتا ہے جو ایک خلیفہ سے متوقع ہے تو عین ممکن ہے کہ یہ چیز خود نظام خلافت کو تلپٹ کر کے رکھ دے، اس کی نمایاں مثال اگر وہ بتمامہ صحیح ہے خود ''خلافت وملوکیت'' کی وہ تفصیل ہے جو مولانا نے حضرت عثمان کے دور خلافت کے متعلق دی ہے، اس کے بالمقابل ایک بادشاہ جو انتخابی ذریعہ سے نہیں بلکہ اسی موروثی طریقہ سے منصب اقتدار پر فائز ہوتا ہے جس کو خرابیوں کی جڑ باور کرایا جارہا ہے۔ لیکن وہ بادشاہ حسن سیرت، حسن تدبر اور عدل وحلم سے بہرہ ور ہو تو عین ممکن ہے وہ تمام خرابیاں اصلاح پذیر ہو جائیں جو پچھلے بادشاہوں کے غلط طرز عمل کی وجہ سے حکومت ومعاشرے میں عام ہو گئی ہوں، اس کی واضح مثال خود مولانا نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی پیش کی ہے۔'' (خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت ص ۷۰)

دوسرے مرحلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت وکردار پر جو سوالات اٹھائے گئے ہیں اور غیر صحت مندانہ گفتگو کی ہے، رطب ویابس تاریخی روایات کے ذریعہ ان کی جو کردار کشی کی ہے آپ نے بڑے شرح وبسط کے ساتھ ان کی علمی وفنی لغزشوں کو بے نقاب کیا ہے، فن تاریخ کی نزاکتوں اور نشیب وفراز سے آگاہ کیا ہے، تاریخی روایات کے بارے میں محدثین ومورخین کے اصولی موقف سے آگاہ کیا ہے، واقعات کے جمع وترتیب کے بارے میں ان کے منہج کو دلائل سے منقح کیا ہے، پھر تاریخی روایات سے استنباط وانطباق میں مولانا مودودی کے دوہرے معیار اور شخصی بھید بھاؤ کو بھی طشت از بام کیا ہے، یہ بھی بتایا ہے کہ کتاب وسنت کے ٹھوس دلائل پر مبنی عدالت صحابہ کے قصر رفیع کو رطب ویابس تاریخی روایات کے ذریعہ ڈھایا نہیں جاسکتا، بلکہ ان روایات کو بھی محدثین کے کڑے معیار پر پرکھنا ہوگا، قرآنی ودینی مسلمات سے ٹکرانے والی ہر روایت کو محدثین کی عدالت میں پیش کرنا ہوگا، اس ضمن میں علامہ ابن تیمیہ کا یہ حوالہ بھی نقل کرتے ہیں:

''جب واقعہ یہ ہے تو صحابہ کرام کے فضائل ومحاسن جو کتاب وسنت اور نقل متواتر سے ثابت ومعلوم ہوں ان کا رد ایسی روایات سے نہیں ہوسکتا جن میں بعض منقطع، بعض تحریف شدہ اور بعض ایسی ہیں جن سے یقینی چیزوں پر قدح نہیں ہوسکتی، اس لیے یقین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شک سے زائل نہیں ہو سکتا، اور ہمارا یقین ان چیزوں پر ہے جو کتاب وسنت اور اجماع سلف سے ثابت ہیں، نیز ان منقولات متواترہ کی تصدیق وتائید دلائل عقلیہ سے بھی اس طرح ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین مخلوق ہیں، بنا بریں ان پر مشکوک چیزوں سے جرح وقدح نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ ان روایات سے جن کا بطلان واضح ہے۔'' (خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت ص ۹۳-۹۴)

مسائل کی تنقیح میں حوالوں اور مصادر کی گہرائیوں میں اترے ہیں اور ایسے ایسے نادر و نایاب نکتے بیان کیے ہیں دل عش عش کر اٹھتا ہے، مثلاً مولانا مودودی کے اس سوال پر کہ شیعی روایات کی دراندازی سے اگر اہل سنت کی کتب بھی محفوظ نہیں رہیں تو حضرت ابوبکر وعمر کی سیرت اور ان کے عہد کی تاریخ کیسے محفوظ رہی؟

آپ نے جواب میں لکھا ہے:

''اول یہ کہ متقدمین شیعہ حضرت ابوبکر وعمر کے فضل وشرف کو نہ صرف تسلیم کرتے تھے بلکہ انھیں بالترتیب افضل الامہ بھی کہتے تھے جیسا کہ محی الدین خطیب نے اس کی صراحت کی ہے۔۔۔۔ دوم یہ کہ بنو امیہ کے ساتھ عباسی وعلوی خاندانوں کی جو سیاسی وخاندانی رقابت تھی، اس تاریخی وسیاسی پس منظر کو سامنے رکھنا چاہیے اولاً بنو امیہ کے ہاتھ میں زمام کار تھی اور یہ دونوں اس کے خلاف ریشہ دوانی اور عوام میں اس کی کوتاہیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے عوامی ذہن کو متاثر کرنے میں کوشاں تھے اس سلسلے میں حضرت ابوبکر وعمر اور ان کے عہد حکومت سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا اور نہ اسے مسخ کرنے کی کوئی سیاسی ضرورت تھی۔۔۔۔۔ سوم یہ کہ حضرت ابوبکر وعمر کا دور خلافت داخلی فتنوں سے بھی محفوظ رہا اور ان کا طرز حکومت بھی بے غبار رہا بعد میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہو گئیں، حضرت ابوبکر وعمر کے بعد کا دور حکومت ایک تو فتنوں کا آماجگاہ بنا رہا، دوسرے خود خلفاء کا طرز عمل اتنا صاف اور بے غبار نہیں رہا، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پروپیگنڈے کو جو زبان ملتی ہے وہ ایسے ہی ہنگامہ خیز دور میں ملتی ہے جہاں فی الواقع ناخوشگوار حالات رونما ہو چکے ہوں، پر امن حالات میں کبھی ایسی صورت پیدا نہیں ہوتی جس سے پروپیگنڈے کو آب ودانہ مہیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے۔۔۔" (خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت ص ۱۲۵-۱۲۶)

ایسی چشم کشا تحقیقات کی پوری کتاب میں بھر مار ہے، لفظوں کو تولا ہے جملوں کو رفق وملائمت کے دھاگوں میں پرویا ہے، کتاب رد کے سیاق میں ہے لیکن لب ولہجہ کہیں بھی غیر معیاری اسلوب سے آلودہ نہیں ہوا ہے۔

تحریک جہاد، جماعت اہل حدیث اور علماء احناف

یہ کتاب بھی تاریخ کے کچھ گمشدہ حقائق کو بے نقاب کرتی ہے، ماضی میں دیکھا گیا ہے دیوبندی مکتب فکر کے اصحاب قلم نے اپنے اکابرین کا قد اونچا کرنے کے لیے خود ساختہ ومن گھڑت کارنامے بھی ان کی طرف منسوب کیے ہیں، ماضی کی تاریخ نگاری میں بھی انھوں نے جا بجا گل کھلائے ہیں، لہٰذا اپنے اسلاف کو تحریک جہاد کا ہیرو ثابت کرنے کے لیے تاریخ نگاری سے ہٹ کر تاریخ سازی کی روش اختیار کی ہے، حقائق کو مسخ کیا، تلبیس وملمع سازی کی حدوں سے گذر گئے ہیں، صحیح حوالوں میں کتر بیونت کیا، واقعات نگاری میں خیانت کی، یہاں تک کہ علماء صادقپور کو بھی حنفی ثابت کرنے کی جسارت کی، اپنے تئیں تحریک ولی اللہی کا حقیقی جانشین قرار دیا تاکہ تحریک جہاد سے اپنا تعلق ثابت کر لے جائیں جبکہ اشاعت حدیث اور تقلید جامد کے سلسلے میں ان کا کردار ولی اللہی تحریک کے برعکس ہے۔ الغرض تحریک جہاد کا مکمل کریڈٹ اپنے نام کرنے میں پورا زور صرف کر دیا ہے، شیخ محترم نے تاریخی حوالوں اور انگریز مصنفین کے قلمی دستاویزات سے حقیقت کو واشگاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہابی کہے جانے والے ہی دراصل حقیقی مجاہد تھے اور یہ نام عقیدہ ومسلک کی بنیاد پر دیا گیا تھا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> "انگریز مبصرین اور غیر جانبدار مورخین نے جو صراحتیں کی ہیں کہ انگریز کے خلاف جدوجہد میں ہندوستان کا جو گروہ سب سے زیادہ سرگرم رہا ہے، وہ "وہابی" تھا، حتی کہ "وہابی" باغی کا مترادف سمجھا جاتا تھا، دیوبندی اہل قلم یہ باور کرا رہے ہیں کہ یہاں وہابی سے مراد اہل حدیث نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو تحریک جہاد میں شریک اور انگریزی حکومت کے خلاف برسر پیکار رہے ہیں۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ مورخین کے بیانات میں وہابی انھی مجاہدین کو کہا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ انھیں وہابی کہا کیوں گیا؟ تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مجاہدین عقائد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واعمال کے لحاظ سے تھے ہی وہابی یعنی اہل حدیث، تحریک کی قیادت بھی زیادہ تر انھی کے ہاتھ میں رہی اور اس میں شریک عام افراد بھی اسی جماعت حقہ سے تعلق رکھتے تھے، اگرچہ ایک قلیل تعداد حنفیوں کی بھی اس میں شریک رہی ہو لیکن چونکہ غالب اور معتد بہ تعداد اہل حدیث علماء واعیان ہی کی تھی، اس لیے اس کے شرکاء کو وہابیت سے موسوم کر دیا گیا، اس لیے تحریک جہاد میں وہابی سے مراد اہل حدیث ہی ہیں نہ کہ حنفی یا حنفی اور اہل حدیث دونوں۔ (تحریک جہاد، جماعت اہل حدیث اور علماء احناف، ص ۹)

آگے چل کر جنگ شاملی یا تحریک ریشمی رومال کیا تھی؟ اس حقیقت کو بھی بے نقاب کیا ہے۔

تاریخی تحقیقات کی فہرست میں اور کتب کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے لیکن طوالت کے خوف سے ہم فقہی تحقیقات پر آتے ہیں۔

● فقہی نوعیت

دوسری قسم کی تحقیقات فقہی موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں، اس سلسلے کی ایک نمائندہ کتاب ''ایک مجلس میں تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل'' ہے۔

طلاق ثلاثہ امت کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، اس مسئلے کا کتاب مذکور میں مفصل انداز میں جائزہ لیا گیا ہے، اولا ان تعلیمات وہدایات سے صفحات کو مزین کیا گیا ہے جو عائلی زندگی کے بقا واستحکام کے لیے درکار ہیں، دوسرے مرحلے میں بتایا ہے کہ طلاق کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ حالت طہر میں بغیر صحبت کیے، صرف ایک طلاق دی جائے وہ بھی جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو، بہ یک وقت تین طلاقیں کیسے غیر معمولی نقصانات ومضرات کی موجب ہیں اس کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، تیسرے مرحلے میں بتایا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوتی ہیں جن کے بعد دوران عدت رجوع اور عدت گذر جانے کے بعد بغیر تحلیل کے نکاح جدید کا اختیار شوہر کو ہوتا ہے، ساتھ ہی تین طلاق کے ایک ہونے کے دعوائے اجماع کی مدلل تردید کی ہے، مخالفین کے دلائل کا شافی جواب دیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مخالفین کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے لکھا ہے:

''اس حدیث کو ایک لفظ یا ایک مجلس میں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کے ثبوت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا جاتا ہے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا ہے، لیکن اسی حدیث سے یہ بھی تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ خود عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلکہ خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تعامل کیا تھا؟ یہی نا کہ تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا، انصاف سے سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ تعامل امت زیادہ صحیح ہے جو عہد رسالت اور عہد صدیقی اور اس کے دو سال بعد تک رہا یا وہ تعامل جس کا آغاز حضرت عمر کی خلافت کے دو سال بعد ہوا یعنی تعامل عہد رسالت و صدیقی فوقیت رکھتا ہے یا تعامل عہد عمر۔"

(ایک مجلس میں تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل، ص ۴۴)

پھر ان انصاف پسند علماء احناف کے فتاووں کا خلاصہ پیش کیا ہے جنھوں نے اس مسئلے میں علماء حق کی تائید کی ہے، یہاں تک کہ علماء احناف نے بڑے درد کے ساتھ حنفی علماء و عوام سے اس موقف کو اختیار کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔

کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں کے طریقہ نماز سے مختلف ہے؟

احناف عورتوں اور مردوں کے نماز میں فرق کا دعوی کرتے ہیں اور اپنے موقف کے ثبوت میں حدیث سے دلائل بھی پیش کرتے ہیں، کتاب مذکور اسی موضوع سے بحث کرتی ہے۔ دراصل یہ کتاب دو مضامین پر مشتمل ہے جو الاعتصام میں شائع ہوئے تھے، صاحب کتاب نے دلائل سے بتایا ہے کہ عورت اور مرد کے طریقہ نماز کے فرق پر کتاب و سنت سے کچھ بھی منقول نہیں ہے، احناف عموماً جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ معیار صحت سے گری ہوئی ہیں، اشکالات کا جواب بھی دیا ہے، ایک عورت ہونے کی حیثیت سے صنفی تقاضے کے مطابق عورت اوڑھنی لیے رہے گی، یا گھر میں ہی نماز ادا کرے، ان باتوں کے استثنا کے ساتھ عورت اور مرد کا طریقہ نماز ایک ہے، خواہ عورتوں کے ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہو یا ہاتھ اٹھانے اور قعدہ و قیام کا مسئلہ ہو، مسئلہ مذکورہ پر ایک بیش قیمت تحقیق آپ نے پیش کی ہے، قائلین کے دلائل اور قیاسات کا معقول جواب دیا ہے، ایک حنفی عالم کے تعامل امت سے استدلال کی بات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مفتی صاحب سے ہم پوچھنا چاہیں گے کہ تعامل امت سے ان کی مراد کیا ہے موجودہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں (امت) کا تعامل یا عہد صحابہ کا تعامل، عہد صحابہ کے بارے میں تو دلیل شرعی کی بات ہوسکتی ہے اور اسے ہی تعامل امت کہا جاتا ہے، لیکن بعد کے ادوار کا تعامل بھی کیا اس تعامل امت کے ضمن میں آتا ہے جس کو دلیل شرعی قرار دیا جاسکے؟ اگر صاحب موصوف کے نزدیک تعامل امت سے مراد تعامل صحابہ ہے (جیسا کہ یہی اس کا مفہوم ہے) تو کیا موصوف اس امر کا کوئی ثبوت پیش فرماسکیں گے کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں مسلمان خواتین اسی طرح مردوں سے مختلف نماز پڑھتی تھیں جس طرح آج کل کی حنفی اور شریعت سے ناواقف عورتیں پڑھتی ہیں، اگر ایسا ہے تو پھر مسئلہ ضرور قابل غور بن جاتا ہے اور اگر تعامل امت سے مراد عہد صحابہ وتابعین کے بعد کے لوگوں کا تعامل ہے تو محترم مفتی صاحب اسے بطور دلیل شرعی پیش کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ پھر مسئلہ زیر بحث ہی ثابت نہیں ہوگا، بے شمار بدعتیں ثابت ہوجائیں گی جن پر آج کل تعامل امت ہے، کیا مفتی صاحب اس کے لیے تیار ہیں؟''

(کیا عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں کے طریقۂ نماز سے مختلف ہے؟ ص ۱۸-۱۹)

علاوہ ازیں مسائل وموضوعات کی فقہی تحقیقات پر اور بھی کتب آپ کے زرخیز قلم سے نکل چکی ہیں، مثلاً مسئلہ رؤیت ہلال اور بارہ اسلامی مہینے، ایام مخصوصہ میں عورت کا قرآن پڑھنا اور چھونا، ایصال ثواب اور قرآن خوانی، وغیرہ۔ لیکن مشتے نمونہ از خروارے مذکورہ دو کتابوں کے تذکرے پر اکتفا کرتا ہوں۔

● فکری ونظریاتی نوعیت

اس نوعیت کی ایک کتاب ''اہل حدیث اور اہل تقلید'' ہے۔

اہل حدیث اور اہل تقلید کے منہج میں کیا فرق ہے؟ یہ کتاب ایسی ہی تحقیقی معلومات پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ ایک غالی حنفی کے اعتراضات کا جواب ہے جو ماہنامہ الاعتصام میں کئی قسطوں میں شائع ہوا تھا، افادیت کے پیش نظر اسے کتابی شکل دی گئی ہے۔ تقلید نہ صرف بدعت دگمراہی ہے بلکہ بعض صورتوں میں وہ شرک تک پہنچ جاتی ہے، دین وایمان کے لیے تقلید زہر قاتل ہے، مصنف نے ان امور پر گفتگو کرتے ہوئے تقلید کے خودساختہ دلائل کا جواب دیا ہے، متقدمین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ومتاخرین کے اقوال وفرمودات کی روشنی میں تقلید کی مذمت بیان کی ہے، کبھی کبھی الزامی سوالات سے ایسے گھیرا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، لکھتے ہیں:

"آخر بدعت وگمراہی کس چیز کا نام ہے، اسی چیز کا نہیں کہ جس کا ثبوت دورِ رسالت اور خیر القرون میں نہ ہو لیکن اسے دین کا ضروری حصہ سمجھ لیا جائے، جب ابتدائی صدیوں میں تقلید شخصی کا کوئی وجود نہیں تھا، تو پھر اسے فرض وواجب کیوں قرار دے لیا گیا ہے؟ اگر یہ تقلید دین کا حصہ نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کے نزدیک دین کا ایک ضروری حصہ ہے، اور بدعت وگمراہی کے ذیل میں نہیں آتی تو دوسری بدعات کیونکر بدعات سمجھی جائیں گی؟ پھر بریلویوں نے جتنی بدعات گھڑ کر ان کو مذہب کا ضروری جزء بنادیا ہے، ان سب کو سند جواز دے کر صحیح تسلیم کر لینا چاہیے، یا پھر ان کی بدعات اور بدعت تقلید میں جو فرق ہے جس کی وجہ سے ایک نہ صرف جائز بلکہ ضروری اور واجب ٹھہرے اور دوسری گمراہی بن جائے اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔" (اہل حدیث اور اہل تقلید ص ۱۲)

الزامات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل حدیث فرقہ نہیں ہے بلکہ ان کی بنیاد ومحور کتاب وسنت ہے، کوئی شخصیت نہیں، اہل حدیث تمام ائمہ کا احترام کرتے ہیں جبکہ حنفی اپنے امام کے علاوہ دیگر ائمہ ومحدثین کی تنقیص واستخفاف کرتے ہیں۔ اگر اہل حدیث موجودہ دور کی پیداوار ہیں تو تاریخ وسیر فقہیات وکلامیات کی تمام کتابوں میں دیگر مسالک کے ساتھ ان کا ذکر کیوں ملتا ہے؟ یہاں تک کہ کتابوں میں ذکر کے حوالے سے کوئی دور اور قرن ان سے خالی نہیں رہا ہے، اہل حدیث کی بنیاد صحاح کی چند حدیثیں نہیں بلکہ تمام احادیث صحیحہ ہیں اگر وہ صحت کے معیار پر پورا اترتی ہوں۔

ظاہر پرستی کے طعنے کے جواب میں لکھا ہے کہ بزرگوں کے اقوال، نصوص ائمہ اور آراء رجال کی کورانہ تقلید ہی دراصل ظاہر پرستی ہے، اہل حدیث تو نصوص کتاب وسنت میں غور فکر کر کے مسائل کا استنباط کرتے ہیں، پھر نظر دقیق سے اس کو عملی زندگی میں انطباق کرتے ہیں، لہٰذا یہ ظاہر پرست یا تفقہ سے عاری نہیں کہے جاسکتے۔ کتاب کی ہر بحث فکر کو مہمیز کرتی ہے، قلب کو روشنی عطا کرتی ہے، شکوک وشبہات کے تار پود بکھیرتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں

اس قبیل کی دوسری کتاب ’’مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں‘‘ ہے۔

مغربی تہذیب کی یہ دین ہے کہ لڑکیاں اپنی روایات اور والدین سے بغاوت کر رہی ہیں، مغربی فکر وفلسفہ کے نتیجے میں فحاشی واباحیت عروج پر ہے، لڑکی پہلے تعلیم، ترقی اور مساوات کے نام پر حجاب وحیا سے دستبردار ہوتی ہے، پھر مغربی ماحول کے ظاہر فریب شامیانے میں فسق وفجور کے دوستانہ مراسم سے گذرتی ہے، چوری چھپے پروان چڑھنے والا معاشقہ نکاح کا روپ دھارنے کے لیے روایات اور والدین سے بغاوت کرواتا ہے، گھر والوں کی مخالفت پر گھر سے بھاگ کر لو میرج کورٹ میرج یا سیکرٹ میرج کر لیا جاتا ہے، معاملہ جب عدالتوں تک پہنچتا ہے تو ملک خداداد کے مسلم جج ایسے جوڑوں کی بے جا حمایت بھی کرتے ہیں، مقدمے کی پیروی میں مظلوم والدین در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے ہی واقعات کے تناظر میں شیخ محترم نے یہ کتاب تحریر کی ہے اور از اول تا آخر اس طرح کے معاملات کا کتاب وسنت کی رو سے جائزہ لیا ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ نکاح وشادی کے مسئلے میں اسلامی ہدایات عدل وتوازن پر مبنی ہیں، ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے، لیکن ولی بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اولیاء زبردستی کریں تو وہ ولی عاضل قرار پاتے ہیں، یعنی ولایت ولی اَبعد کو منتقل ہو جاتی ہے اور اسے اس مظلوم لڑکی کے نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے، شیخ لکھتے ہیں:

> ’’دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور رضامندی حاصل کیے بغیر شادی کرنے سے منع کر دیا ہے، اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولی عاضل (غیر مشفق) قرار دے کر ولی اَبعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے، ولی اَبعد بھی کسی وجہ سے اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنچایت یہ فریضہ انجام دے گی، فقہاء کے اس فیصلے یا تلقین کی بنیاد حضرت ابن عباس سے مروی طبرانی اوسط کی یہ حدیث ہے، جس کی سند کو حسن کہا گیا ہے۔
>
> لا نكاح إلا بولي مرشد أو سلطان (فتح الباري، كتاب النكاح، باب السلطان ولی) ترجمہ: ولی مرشد یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کی دوسری دلیل حضرت عائشہ کی وہ حدیث ہے، جس میں ولی کی اجازت کے بغیر کیے گئے نکاح کو باطل قرار دیا گیا ہے، اس میں آگے کے الفاظ یہ ہیں:

فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لها (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ ارواء الغلیل) ترجمہ: اگر اولیاء آپس میں اختلاف کریں تو سلطان اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔ (مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں ص ۱۴-۱۵)

آپ نے بڑے متوازن اور بصیرت پر مبنی مشورے عدالتوں کو دیے ہیں، وہ یہ کہ معاملے کی گہرائی کا جائزہ لیا جائے اگر لڑکی ولی کے جبر وظلم کا شکار ہے تو اسے تحفظ فراہم کیا جائے اور شرع کے مطابق اس لڑکی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے، اگر زیادتی لڑکی کی ہے تو والدین کی داد رسی کی جائے، نکاح کو کالعدم قرار دے کر اسے اولیاء کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے اور والدین لڑکی کے نکاح کے معاملے میں لڑکی کو اعتماد میں لیں۔

پھر ایسے مغرب زدہ علماء جنھوں نے مخصوص حالات میں ولایت کے بغیر نکاح کے جواز کا فتویٰ دیا ہے ان کے دلائل کا مسکت جواب دیا ہے، موجودہ مسلم ممالک جہاں مغربی تہذیب کے اثر سے ایسی دھاندلی اور بے راہ روی کا چلن ہے اس کے تناظر میں یہ کتاب بہت مفید اور قابل عمل ہے۔

فکری ونظریاتی اعتبار سے ایک اور کتاب

''فتنۂ غامدیت ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' ہے۔

موجودہ دور میں غامدی اینڈ کمپنی کا فتنۂ انکار حدیث جدید تعلیم یافتہ طبقے میں فروغ پا رہا ہے، قرآن کی عظمت وتحفظ کے نام پر انکار حدیث کا زہر امت کی رگوں میں انجیکٹ کرنے کی کوشش جاری ہے، طرفہ یہ ہے کہ دوٹوک حدیث کا انکار تو نہیں کیا جاتا ہے بلکہ کچھ اصول اور دائرے بنائے جاتے ہیں جن کی موجودگی میں احادیث قابل التفات نہیں رہ جاتی ہیں، لہٰذا انھوں نے نہ صرف بے شمار احادیث بلکہ دینی حقائق ومسلمات کا بھی انکار کیا ہے، حدیث وسنت میں فرق اور بے جا نکتہ آفرینی کر کے حدیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی ہے، شیخ صلاح الدین یوسف نے اس کتاب میں غامدی فتنے کا مکمل تعاقب کیا ہے، کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ ائمہ ومحدثین کے اقوال اور جمہور امت کی صدیوں پر مبنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقف کی روشنی میں فکر غامدی اور ان کے مقلدین کے نظریے کی شناعت و ہلاکت آفرینی کو بیان کیا ہے، یہ بھی بتایا ہے کہ یہ لوگ فکر فراہی و اصلاحی کے برگ و بار ہیں، اس فتنے کی بو سونگھتے ہوئے نظر تحقیق کہاں کہاں تک پہنچی ہے؟ اس اقتباس میں دیکھ سکتے ہیں:

''اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا، لیکن اس سے مقصود ان کا اپنے گمراہ کن نظریات کا اثبات تھا، اسی طرح گذشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجیت میں مین میکھ نکالی، اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور قرآنی معجزات میں من مانی تاویلات تھا، نیچر پرستوں کا یہی گروپ اب ''مستشرقین'' اور ''مستغربین'' کی ''تحقیقات نادرہ'' سے متاثر، ساحران مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاہد مغرب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب یا اس کے غمزہ و ادا کا قتیل ہو کر ایک منظم طریقے سے قوم رسول ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے مرعوب کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ لا قدرہ اللہ ثم لا قدرہ اللہ'' (فتنۂ غامدیت، ص ۵۲)

اس اقتباس میں انکار حدیث اور منکرین حدیث کی صدیوں پر محیط نا مسعود تاریخ کا نہ صرف ایک سرسری جائزہ آ گیا ہے بلکہ وجوہات پر روشنی بھی پڑتی ہے۔

● تفسیر میں تحقیقی زاویۂ نظر

آپ کی شاہکار تفسیر ''تفسیر احسن البیان'' بھی تحقیقی جولانیوں اور علمی نکتہ آفرینیوں سے خالی نہیں ہے۔ تفسیر میں وہ موضوعات و مسائل جو تحقیق طلب ہیں یا مختلف نقطہ ہائے نظر کا محل ہیں، آپ نے ان مقامات پر نہ صرف داد تحقیق دی ہے بلکہ انھیں دلائل و براہین کی کسوٹی پر پرکھ کر اپنا موقف بیان کیا ہے، مثلاً اصحاب الکہف والرقیم، ذوالقرنین، خضر، لقمان، عزیر علیہم السلام اور دیگر قرآنی شخصیات پر آپ کی تحقیقات ہیں۔ وحدت ادیان، سود و شراب کے متجددین کے نظریات پر بحث ہے، نیز قرآن میں مذکور فقہی مسائل میں بھی آپ نے تحقیقی منہج اختیار کیا ہے، چنانچہ پہلے تشہد میں درود پڑھنے سے متعلق آیت ''صلوا علیه وسلموا تسلیما'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تاہم اس سے یہ واضح ہے کہ پہلے تشہد میں درود پڑھنا یقیناً مستحب عمل ہے، اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے مختصر دلائل ملاحظہ فرمائیں، ایک دلیل یہ ہے کہ مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، یارسول اللہ! آپ پر سلام کس طرح پڑھنا ہے، یہ تو ہم نے جان لیا (کہ تشہد میں 'السلام علیک' پڑھتے ہیں) لیکن جب ہم نماز میں ہوں تو آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی (الفتح الربانی، ج ۴ ص ۲۰-۲۱) مسند احمد کے علاوہ یہ روایت صحیح ابن حبان، سنن کبری بیہقی، مستدرک حاکم اور ابن خزیمہ میں بھی ہے، اس میں صراحت ہے کہ جس طرح سلام نماز میں پڑھا جاتا ہے یعنی تشہد میں، اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے، اور اس کا مقام تشہد ہے۔ اور حدیث میں یہ عام ہے، اسے پہلے یا دوسرے تشہد کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے جس سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے کہ (پہلے اور دوسرے) دونوں تشہد میں جہاں سلام پڑھا جاتا ہے وہاں درود بھی پڑھا جائے اور جن روایات میں تشہد اول کا بغیر درود کے ذکر ہے، انھیں سورہ احزاب کی آیت (صلوا علیه وسلموا) کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے گا۔۔۔۔۔۔'' (تفسیر احسن البیان اردو، احزاب، آیت ۵۶، ص ۱۰۰۲)

اس قسم کا تحقیقی زاویہ نظر ''تفسیر احسن البیان'' میں جابجا نظر آتا ہے، کسی بھی مسئلے کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے بلکہ ضروری تحقیقی مواد سے بحث کو آراستہ کیا ہے، لیکن بہت زیادہ تفصیل سے گریز کیا گیا ہے۔

آپ کی کتابوں سے یہ چند نمونے نقل کیے گئے ہیں جس سے آپ کی محققانہ عظمت کی چند جھلکیاں سامنے آجاتی ہیں، آپ کی تحقیقی و تنقیحی خصوصیات کے مکمل ادراک کے لیے قاری کو آپ کی جملہ تصنیفات وتحقیقات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہاں صرف ایک جائزہ لینا مقصود تھا، آپ کی وفات سے علم وتحقیق کی دنیا میں ایک ناقابل تلافی خلا واقع ہوا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ شیخ کی مغفرت فرمائے اور امت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی انشا پردازی

ثناء اللہ صادق تیمی

لکھنے والا اسی لیے لکھتا ہے کہ اسے پڑھا جائے اور پڑھنے والا تبھی پڑھ پاتا ہے جب پڑھنے میں اسے لطف مل رہا ہو۔ یہ بات تو درست ہے کہ انسان فائدہ دیکھتا ہے اور جہاں اسے کام کی چیز نہیں ملتی وہاں سے جلد نکل جاتا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ انسان کے اندر جمالیات کا شعور رکھا گیا ہے، وہ فائدے کے ساتھ ہی لطف کا بھی طلب گار ہوتا ہے۔

دینی لٹریچر لکھنے والوں کی اکثریت پیغام پر اپنی توجہ مرکوز رکھتی ہے اور بالعموم اسے اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ پیغام کی ترسیل کے ذرائع اگر کسی وجہ سے ڈھیلے ہوں تو پیغام اپنی رفعت کے باوجود کارگر نہیں ہو پائے گا۔ لکھنے والا کوئی بھی ہو تحریر ہی لکھتا ہے لیکن لکھنے کے اسی عمل میں جب لکھنے والا اپنی حس جمالیات کو شامل کر لیتا ہے، لفظوں کی بھیڑ سے ملائم اور مناسب الفاظ چنتا ہے اور سلیقے سے اسے لڑی میں پرو دیتا ہے تو تحریر پڑھنے والوں میں شوق مطالعہ کو مہمیز کر دیتی ہے اور قاری حصول منفعت کے ساتھ اپنے ذوق جمال کی تسکین بھی پا لیتا ہے۔

انشا پردازی کا لفظ بولا جائے تو عام طور سے سجے سجائے جملوں، استعارات اور تشبیہات سے مزین ترکیبوں کا خیال دل میں گزرتا ہے لیکن اس میں صرف جزوی صداقت ہے۔ بات یہ بھی ہے کہ تحریریں تبھی نسبتاً زیادہ موثر ہوتی ہیں جب پیغام کی ترسیل میں تحریر نگار نے تشبیہ، استعارہ، مناسب الفاظ اور صیغوں سے کام لیا ہو لیکن انشا پرداز اصل وہی ہوتا ہے جو موقع اور مناسبت کو سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ تحریر میں کہاں کس چیز کو راست رکھنا ہے اور کہاں اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعاروں کے پردوں میں چھپا کر پیش کرنا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف معروف قلم کار اور معتبر عالم دین ہیں۔ انھوں نے متنوع موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں، صحافت سے ان کا رشتہ رہا ہے، اعتصام کے ایڈیٹر رہے ہیں، قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے، اس پر ان کے تفسیری حواشی ہیں، دفاع قرآن وسنت اور تاریخ امت میں ان کا ایک مقام ہے۔ انھوں نے مودودی، حمید الدین فراہی اور امین احسن اصلاحی جیسے لوگوں کے افکار کی علمی تردید کی ہے اور اس کے ساتھ ہی مثبت انداز میں سماجی مسائل پر بہت ہی کارگر لٹریچر تیار کیا ہے۔ آپ ان کی کوئی بھی تحریر/کتاب اٹھالیں آپ کو اس میں ایک خاص قسم کی چاشنی، سلاست اور ادبی رنگ ملے گا۔ آپ ان کو پڑھتے ہوئے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے، کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان کے اسلوب کی یہ گرمی اور تازگی ان کے تفسیری حواشی میں بھی نظر آتی ہے۔ ایک نظر اس اقتباس پر ڈالیے، آپ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> ''بعض جدید مفسرین کو اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں بڑی غلطی لگی ہے اور اس سے انھوں نے 'وحدت ادیان' کا فلسفہ کشید کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔ یعنی رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے، بلکہ جو بھی جس دین کو مانتا ہے اور اس کے مطابق ایمان رکھتا اور اچھے عمل کرتا ہے، اس کی نجات ہو جائے گی۔ یہ فلسفہ سخت گمراہ کن ہے، آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں یہود کی بدعملیوں اور سرکشیوں اور اس کی بنا پر ان کے مستحق عذاب ہونے کا تذکرہ فرمایا تو ذہن میں اشکال پیدا ہو سکتا تھا کہ ان یہود میں جو لوگ صحیح، کتاب الٰہی کے پیرو اور اپنے پیغمبر کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ یا کیا معاملہ فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ صرف یہود ہی نہیں، نصاریٰ اور صابی بھی اپنے اپنے وقت میں جنھوں نے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھا اور عمل صالح کرتے رہے، وہ سب نجات اخروی سے ہمکنار ہوں گے اور اسی طرح اب رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے مسلمان بھی اگر صحیح طریقے سے ایمان باللہ والیوم الآخر اور عمل صالح کا اہتمام کریں تو یہ بھی یقیناً آخرت کی ابدی نعمتوں کے مستحق قرار پائیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک نمونہ ہے ورنہ حواشی میں اس قسم کے شہ پارے بھرے ہوئے ہیں۔

ہمیں ان کی کتابیں پڑھتے ہوئے تعجب ہوتا تھا کہ وہ علمی تحریروں میں اتنی سلیس لیکن جاذب نثر کیسے لکھتے ہیں پھر جب ان کے بعض انٹرویوز پڑھنے کو ملے تو پتہ چلا کہ انھوں نے باضابطہ ادبا کو پڑھا ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ وہ نئی نسل کو بھی یہی مشورہ دیتے تھے کہ پڑھنے کے معاملے میں ذہن کشادہ رکھا جائے تاکہ تحریر میں پختگی اور چاشنی پیدا ہو۔

یہاں آپ کی ایک کتاب ''اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ'' سے ایک اقتباس پیش ہے، تحریر پڑھیے، آپ کا ذہن خود بخود ان بزرگوں کی طرف چلا جائے گا جنھوں نے دلکش اور معیاری زبان لکھی ہے، آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ یہ تحریر انھی بزرگوں کے پایے کی ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ حافظ صلاح الدین یوسف کی کسی بھی تحریر کو بھرپور اعتماد کے ساتھ کسی بھی معیاری ادب پارے کے سامنے رکھا جا سکتا ہے۔

''میری اس تلخ نوائی پر شاید کچھ جبینیں شکن آلود ہو جائیں، کچھ چہرے خشمگیں ہوں اور بعض دلوں کے آبگینوں کو ٹھیس پہنچے لیکن ۳۶ سال سے شب و روز جو تماشہ ہمارے سامنے ہو رہا ہے اس کے پیش نظر میں اس تلخ نوائی پر مجبور ہوں کہ۔

نوارا تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

اس لیے مجھے امید ہے کہ آپ اس تلخ نوائی پر کبیدہ خاطر نہ ہوں گے بلکہ اس تلخی کے پیچھے ملک وملت کی اصلاح کا جو جذبہ اور درد کارفرما ہے، اس پر نظر رکھیں گے بقول علامہ اقبال۔

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

بہر حال عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جو صحیح طریق کار تھا، اسے مسلمان مملکتوں کی قیادت اپنانے کے لیے تیار نہیں البتہ بطور 'شوپیس' انھوں نے چند ادارے اسلام کے نام پر ضرور قائم کر رکھے ہیں لیکن ان اداروں کی ساری کوششیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاوشیں ایک مشورے سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ سارے اختیارات ہیئت حاکمہ اور اس کے چند چہیتے بیوروکریٹوں کے پاس ہیں، وہ اسلامی اداروں کی رائے بالکل نظر انداز کردیں یا ان کا حلیہ بگاڑ کر انھیں نافذ کریں، انھیں اختیار ہے اور عملاً یہی ہورہا ہے۔ مثال کے طور پر اسلامی نظریاتی کونسل ایک مسودہ قانون اسلامی نقطہ نظر سے مرتب کر کے حکومت کو بھیجتی ہے تو وزارت قانون کے بزرجمہر یا مشیران خصوصی نام کی مخلوق یا دیگر متعلقہ افسران مجاز اس اسلامی قانون کے مسودے کو سرد خانے کی نذر کردیں یا اس میں حک واضافہ کر کے اس کی اسلامی صورت ہی بدل ڈالیں۔ الغرض اس کے ساتھ جو حشر چاہیں کریں، وہ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی بہت سی اہم اسلامی سفارشات بلکہ تمام ہی سفارشات اور مسودہ ہائے قانون کا یہی حشر ہوا ہے۔ آہ

اس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنور کی آنکھ
دریا سے اٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی

(ص ۷-۸)

موضوع اور سامعین وناظرین کے مطابق دیکھیے کیسا اعلا، تلمیح واستعارہ سے پر، برمحل اشعار سے مزین اور نگاہوں میں پھر جانے والا منظر خلق کیا گیا ہے۔ انشا پردازی یہی تو ہے کہ آدمی اپنے جذبات، احساسات، تاثرات، خیالات وتصورات اور مافی الضمیر کو اپنی زبان میں صحت وتندرستی کے ساتھ ادا کر سکے۔

حافظ صلاح الدین یوسف ایک عالم دین ہیں، ان کی تحریریں بامقصد ہوتی ہیں، انھیں معلوم ہے کہ کن تحریروں سے کس سطح کے لوگ استفادہ کریں گے بنابریں وہ اسی کے حساب سے اپنے اسلوب کا تعین کرتے ہیں۔ یہاں 'لباس اور پردہ' نامی کتاب سے ایک اقتباس پیش ہے۔ معلوم بات ہے کہ اس قسم کے دینی لٹریچر کے قاری عام اردو خواں ہوں گے تو دیکھیے کیسی آسان اور راست زبان استعمال کی گئی ہے۔

”بدقسمتی سے ہمارے موجودہ معاشرے میں مسلمان کہلانے والے مردوں میں بھی سونے کی انگوٹھی پہننے کا رواج بڑھتا جارہا ہے اور منگنی کی جو مسرفانہ رسمیں عام ہیں، ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ایک منگیتر کے لیے سونے کی انگوٹھی کا خصوصی اہتمام بھی ہے اور نوجوان منگیتر اسے بڑی خوشی بلکہ فخر سے پہنتا اور پھر پہنے پھرتا ہے اور تمام احباب واقارب کو فخریہ طور پر دکھلاتا ہے، حالاں کہ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ بنابریں جو لوگ اپنے ہونے والے داماد کے لیے سونے کی انگوٹھی تیار کرواتے ہیں، وہ بھی سخت گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور پہننے والے بھی سخت مجرم ہیں۔" (ص ۵۷)

حافظ صلاح الدین یوسف کی انشا پردازی لفظوں سے کھیلنے سے عبارت نہیں بلکہ ترسیل پیغام میں معاون ذرائع کے طور پر کام کرتی ہے، وہ اپنے خیالات وافکار قاری اور موضوع کے مطابق دلکش اسلوب اور معیاری زبان میں پیش کرتے ہیں اور یوں ان کی تحریر اپنا دیرپا اثر چھوڑنے میں کامیاب رہتی ہے۔ نئی نسل کو ایسے ہی بزرگوں کی تحریروں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بہتر مواد کے ساتھ کارگر اسلوب سے بھی مالا مال ہو سکے۔

اللہ حافظ صاحب کی جملہ تحریروں کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور جنت الفردوس میں انھیں اعلا مقام سے نوازے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کا ادبی ذوق

ڈاکٹر عطاء اللہ عبدالحکیم سنابلی

(مضمون نگار ''انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ''،
نئی دہلی کے 'پوسٹ ڈاکٹورل فیلو' ہیں)

حافظ صاحب نے اپنی حیات مستعار کو علم وتحقیق اور صحت مند صحافت، خطابت اور دعوت الی اللہ میں صرف کی۔ آپ کی شخصیت علم کا یگانہ روزگار تھی۔ اس کی گواہی ان کی بے مثال اور مقبول عام وخاص دینی وعلمی اور تحقیقی ومفید تالیفات وتصنیفات دیتی ہیں جس کے لیے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے پیچھے خاصی تعداد میں منہجی، علمی کتب چھوڑیں جو ان کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بنی رہیں گی۔

جدید تصنیفی انڈیکس کے مطابق حافظ صاحب نے کل ۴۸ مطبوعہ تصانیف کا مرقع پیش کیا۔ ان کتابوں کے موضوعات میں تفسیر، قرآن فہمی، اسلامی تاریخ کی تفہیم، احکام، توحید، فقہ اسلامی کی معاصر تشریح، اسلامی احکام، رد بدعات، منہج سلف کی ترجمانی، حقوق وفرائض، خواتین کے مسائل، شرح حدیث اور اسلامی آداب جیسے موضوعات شامل ہیں۔ ان موضوعات پر غور کرنے سے بہ آسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ خشک موضوعات ہیں، ان میں ادبی تخلیق کا تجربہ انتہائی مشکل ہے، ان میں ادبی عناصر کی دریافت تکلف ہے۔ اس لیے کہ ادب اپنے آپ میں خود ایک کینوس لیے ہوئے ہوتا ہے۔ اس کے فنون ہیں، جیسے شاعری، ناول، افسانے، ڈرامے وغیرہ، ناقدین فن نے ان اصناف ادب کے عناصر واسلوب اور دیگر معیار بھی قلم بند کیے ہیں۔ اس لیے ادبی اصناف کا تجزیہ وتحلیل اور ان ادبی عناصر کی دریافت آسان ہوتی ہے۔ مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب نے جن موضوعات پر قلم اٹھائے اور اپنے جس مخصوص اسلوب نگارش اور علمیت کو بروئے کار لاتے ہوئے ان مضامین کو قلم بند کیا وہ ان میں ادبی ذوق اور ادبی چاشنی کو تلاش کرنے سے قطعی نہیں روک سکتے۔

حافظ صاحب کی تحریروں میں ادبی ذوق کی جھلک درج ذیل نمونوں میں دیکھی جا سکتی ہے:

''احسن البیان'' میں سورۂ النساء کی آیت نمبر (۸۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس میں غور وتدبر کی تاکید کی جا رہی ہے اور اس کی صداقت جانچنے کے لیے ایک معیار بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا (جیسا کہ کفار کا خیال ہے) تو اس کے مضامین اور بیان کردہ واقعات میں تعارض وتناقض ہوتا۔ کیونکہ ایک تو یہ کوئی چھوٹی سی کتاب نہیں ہے۔ ایک ضخیم اور مفصل کتاب ہے، جس کا ہر حصہ اعجاز وبلاغت میں ممتاز ہے۔ حالانکہ انسان کی بنائی ہوئی بڑی تصنیف میں بیان کا معیار اور اس کی فصاحت وبلاغت قائم نہیں رہتی۔ دوسرے، اس میں پچھلی قوموں کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جنھیں اللہ علام الغیوب کے سوا کوئی اور بیان نہیں کر سکتا۔ تیسرے ان احکامات وقصص میں نہ باہمی تعارض وتضاد ہے اور نہ ان کا چھوٹے سے چھوٹا کوئی جزئیہ قرآن کی کسی اصل سے ٹکراتا ہے۔ حالانکہ ایک انسان گزشتہ واقعات بیان کرے تو تسلسل کی کڑیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ان کی تفصیلات میں تعارض وتضاد واقع ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کے ان تمام انسانی کوتاہیوں سے مبرا ہونے کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ یقیناً کلام الٰہی ہے جو اس نے فرشتے کے ذریعے سے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔''

اس میں حافظ صاحب نے کسی کتاب کی تعبیر اور زبان وبیان کے معیار کے حوالے سے دقیق نکات کی طرف اشارہ کیا ہے، جس سے ان کا ادبی شعور محسوس کیا جا سکتا ہے۔

سورۂ الدخان، آیت ۵۴ کی تفسیر میں حافظ صاحب کا ادبی ذوق اس طرح نظر آتا ہے:

''۔ 'حوراء' اس لیے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیں گی، کشادہ چشم جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ہم پہلے وضاحت کر آئے ہیں کہ ہر جنتی کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کم از کم دو حوریں ضرور ملیں گی، جو حسن و جمال کے اعتبار سے چندے آفتاب و ماہتاب ہوں گی۔'' (احسن البیان)

اس میں سہل ممتنع کا عکس نظر آتا ہے۔ بندش الفاظ بہت خوب ہے۔ الفاظ انتہائی سہل مگر پُر کیف ہیں۔

بعینہٖ 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' میں بھی حافظ صاحب کا ذوقِ ادب نمایاں ہے۔ مثال کے طور پر ان کے سرخی جمانے کا انداز بہت خوب اور پُر کشش ہے، اس پر شعریت وموزونیت کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اس کتاب کی ذیلی سُرخیاں ملاحظہ ہوں:

'پائے چوبیں سخت بے تمکین بود' (صفحہ ۵۳)، 'بلند بانگ دعاوی، برعکس عمل' (صفحہ ۵۵)، 'دامن ترمکن ہشیار باش' (صفحہ ۹۱)، 'ایں گناہے است کہ درشہر شما نیز کنند' (صفحہ ۱۰۱)، 'خوشگوار باتیں، ناخوشگوار طرزِ عمل' (صفحہ ۱۰۸) وغیرہ۔ ان نمونوں میں شعری موزونیت کے ساتھ فارسی ڈکشن کا خوب استعمال ہوا ہے، جو قدماء کا خاص اسلوب رہا ہے۔

'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ مولانا (مودودی) کی اس کتاب (خلافت وملوکیت) نے صحابیت کے قصرِ رفیع میں جو نقب زنی کی ہے، اس پر بڑی وکالت صفائی بھی پردہ نہیں ڈال سکتی بالخصوص حضرت عثمان ومعاویہ رضی اللہ عنہما کا جو کردار اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے اس پر وہ بجا طور پر مولانا سے خطاب کر کے کہہ سکتے ہیں ؎

تم سلامت رہو کس شوق سے اٹھی ہماری لاش
تم نہ آتے تو یہ رونق نہ یہ ساماں ہوتا''

(صفحہ ۱۷)

حافظ صاحب کا ذوقِ ادب ایک اور اقتباس کی روشنی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

''اس کتاب کے کسی لفظ سے اگر مولانا مودودی صاحب کے عقیدت مندوں کے بھی جذباتِ عقیدت مجروح ہوں تو راقم ان سے معافی خواہ ہے، تنقید بہر حال تنقید ہے، وہ مدحت نگاری نہیں۔ مقصد میرا بہر حال مولانا کی تنقیص واہانت نہیں، واقعہ صرف اتنا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ بلندی کو پستی کی طرف، روشنی کو اندھیرے کی طرف اور ہدایت کو کج فکری کی طرف ترقی معکوس کرتے دیکھ کر دلی دُکھ اور صدمہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب اسی دکھ اور صدمہ کا ایک اظہار ہے۔'' (صفحہ ١٧)

ان میں الفاظ کی روانی، اظہار کی بے باکی، داخلی شعور، پاکیزگی خیال اور مقصدیت کا عکس بھرپور انداز میں موجود ہے۔

بنیادی طور پر آپ کی زبان و بیان اور اسلوب نگارش نہایت سنجیدہ، جاذب، علمی و تحقیقی اور بے نظیر ہے جس کی چاشنی اور اثر انگیزی از دل خیزد بر دل ریزد کا بھی صحیح مصداق ہے۔ یوں تو ان کی ساری تصنیفات بے مثال اور لاجواب ہیں لیکن بقول شخصے ''تفسیر احسن البیان بیت القصید کی حیثیت رکھتی ہے''۔

مولانا کی تحریروں میں مناسب اور برمحل شعری استدلال بھی موجود ہے۔ 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کے مقدمے میں کئی اشعار کا استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے
(صفحہ ١٤)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

مؤذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے
(صفحہ ١٦)

ایک اور جگہ یہ شعر پیش کیا ہے۔

اب تک نہ خبر تھی مجھے اجڑے ہوئے گھر کی
وہ آئے تو گھر بے سروساماں نظر آیا
(صفحہ ١٧)

مزید لکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم سلامت رہو کس شوق سے اٹھی ہماری لاش
تم نہ آتے تو یہ رونق نہ یہ ساماں ہوتا
(صفحہ ۱۷)

اشعار کا اس قدر استحضار اور ان سے برمحل استدلال بھی حافظ صاحب کے ستھرے ادبی ذوق کی غمازی کرتا ہے۔ جن مقامات پر ان اشعار کو پیش کیا گیا ہے وہ بہت ہی برمحل اور موزوں ہیں۔

ذاتی طور پر میں حافظ صاحب کی شخصیت کے جس پہلو سے متاثر ہوا، وہ ان کا تحقیقی منہج اور اسلوبِ نگارش ہے، ان کی تحریروں میں شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری اور مولانا اسماعیل سلفی گوجرانوالہ کے طریقۂ کار اور اسلوب کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ مسلکی اور اختلافی مسائل کو جس حسن اور خوش اسلوبی سے پیش کرتے ہیں، اس سے غیروں کا بھی من موہ لیتے ہیں۔ مولانا اسماعیل سلفی گوجرانوالہ کی طرح ان کی تحریریں، اسلوب بیان، کمالِ نفاست اور شائستگی کی حامل ہیں۔ ان کی وہ تحریریں جو فکری و منہجی انحرافات کا علمی محاکمہ کرتی ہیں ان کا اسلوب اور پیشکش قابلِ رشک ہے۔ سامنے والے پر اس طرح وار کرتے ہیں کہ وہ خنداں پیشانی کے ساتھ جھیل لیتا ہے۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ''خلافت وملوکیت تاریخی وشرعی حیثیت'' کے نام سے ادب اختلاف کا زبردست مرقع پیش کردیا، وقت کی ایک عظیم شخصیت کی تاریخ فہمی اور عظمت صحابہ کے حوالے سے ان کے یہاں در آنے والی منہجی غلطیوں پر جس طرح خامہ فرسائی کی اس نے پیشگی بشارت دے دی تھی یہ نوخیز پودا بہت جلد تناور درخت بننے والا ہے جس سے خلق کثیر مستفید ہوگی۔

انھوں نے قرآنی ادب کا ایک شاہکار اپنی مختصر تفسیر ''احسن البیان'' کی شکل میں پیش کیا۔ دوران طالب علمی میں اس تفسیر کو بڑے شوق سے پڑھتا تھا۔ اسلوب کی نفاست اور تفسیر جیسے ضخامت طلب مضمون کو جس ایجاز واختصار کے ساتھ انھوں نے پیش کیا ہے وہ فصاحت وبلاغت کی دلیل ہے۔ یہ تفسیر معنی، مفاہیم اور مطالب کے ایک سمندر کو اپنے جلو میں لیے ہوئے ہے۔ علمی نکات کے ساتھ ساتھ نثری، ادیبانہ خوبیاں اور سلاست بھی آپ کی اس تفسیر میں پورے عروج پر نظر آتی ہے۔ حافظ صاحب دقیق نکات کو بڑی خوش اسلوبی سے عام فہم انداز میں اپنی تفسیر میں بیان کردیا کرتے تھے۔ آپ کی اس جامع تفسیر سے جہاں عوام نے استفادہ کیا وہیں اہل علم بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔

حافظ صاحب کو یہ ذوق اپنے اسلاف سے ملا تھا، جن کی زبان و بیان، تحریر وخطابت سے متاثر تھے۔ چنانچہ انھوں اپنے ایک انٹرویو میں (جسے حافظ عمار سعیدی اور حافظ فیضان فیصل نے لیا تھا) اپنی تحریر وتقریر میں جن شخصیات سے متاثر ہونے کی بات کہی تھی وہ پایے کے ادیب، انشا پرداز اور صاحب طرز خطیب تھے۔ انھوں نے کہا تھا:

''تحریر میں تو بیشتر اچھے لکھنے والوں کو پڑھ رکھا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، شبلی نعمانی، نعیم صدیقی، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا مودودی، ماہر القادری اور شورش کشمیری رحمہم اللہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔ ان تمام حضرات کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔ طالب علمی کے دور سے لے کر آج تک استفادے کا سلسلہ جاری ہے اور میں دیگر علماء سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اچھے لکھنے والے لوگوں کی تحریریں پابندی کے ساتھ پڑھا کریں، اس سے انشاء اور تحریر کا سلیقہ بھی پیدا ہوگا اور اچھی نثر نگاری بھی آئے گی۔ تقریر میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ابوالکلام آزاد رحمہا اللہ کی تعریف بہت سنی ہے لیکن ان کو سننے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ جن اچھے خطباء کو سنا ہے ان میں کراچی کے ایک خطیب مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ تھے۔ پھر ہماری جماعت اہل حدیث میں حافظ اسماعیل روپڑی رحمہ اللہ بڑے زبردست اور جادو بیاں خطیب تھے۔ شورش کاشمیری اپنے انداز کا بڑا منفرد خطیب تھا۔ اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کو بھی اللہ نے خطابت کا اچھا ملکہ دے رکھا تھا۔''

یہی نہیں بلکہ اس انٹرویو میں شعری وادبی ذوق بالخصوص علمائے دین میں اس کی کمی کے وجوہات پر بات کرتے ہوئے شعری وادبی ذوق کو پروان چڑھانے کی ضرورت پر زور بھی دیا ہے۔ ایک سوال کہ ''اچھا شعری وادبی ذوق ہونا عالم کی شخصیت پر کیا اثرات ڈالتا ہے؟ علماء میں یہ رجحان مفقود ہو جانے کی کیا وجوہات ہیں؟'' کے جواب میں فرماتے ہیں:

''شعری اور ادبی ذوق ہونا اصحابِ علم کے لیے بہت اچھا ہے۔ اس میں کمی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علماء ادبی چیزوں کا مطالعہ نہیں کرتے، اشعار وغیرہ نہیں پڑھتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے علماء کو یہ کمی دور کرنی چاہیے۔ ہر صاحب علم کے اندر یہ ذوق ہونا چاہیے، اس کے بڑے فوائد ہیں۔ بول چال میں بھی تقریر میں بھی اور تحریر میں بھی۔

علاوہ ازیں ٹی وی اور نیٹ وغیرہ نے لوگوں کی ترجیحات بدل دی ہیں۔ ان کے پاس وقت ہو یا نہ ہو وہ ٹی وی پروگراموں کو دیکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس بلکہ ماتم والی بات یہ ہے کہ دینی جرائد ورسائل اور دینی وعلمی کتب کا مطالعہ ان کے معمولات ہی سے خارج ہے۔ حالانکہ یہ ان کی ایک علمی ضرورت ہے۔ مطالعے سے ذہنی افق بھی وسیع ہوتا ہے، معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، خطبہ جمعہ کے لیے نئے نئے موضوعات اور ان سے متعلقہ تیار مواد مل جاتا ہے اور بے شمار فوائد ہیں۔ کاش! نوجوان علماء مطالعے کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنا معمول بنائیں۔'' (یہ انٹرویو نوجوانان اہل حدیث شانگلہ کے ذریعہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۷ء کو فیس بک پر پوسٹ کیا گیا تھا)

اس سے حافظ صاحب کا تنقیدی نقطۂ نظر اور آپ کے یہاں ادبی ذوق کو جلا بخشنے اور اس کی ضرورت واہمیت کا بھی علم ہوتا ہے۔ چوں کہ آپ خود ادبی وشعری ذوق کے مالک تھے اس لیے آپ کی خواہش تھی علمائے دین کی آنے والی نسلوں میں یہ ذوق پروان چڑھتا رہے، چنانچہ آپ نے اسی انٹرویو میں طلبا کی رہنمائی کرتے ہوئے یہ پیغام دیا تھا:

''اگر انشا وتحریر کا شوق ہے تو مشہور ادباء اور اچھا لکھنے والوں کی تحریریں پڑھیں تاکہ آپ کا یہ شوق ادبی ذوق میں ڈھل جائے اور تحریر وانشا کے طریقے سے آپ آشنا ہو جائیں۔''

بایں ہمہ حافظ صاحب ایک ستھرے ادبی ذوق کے حامل قلم کار تھے۔ اسلوبِ نگارش اور کثرتِ معلومات نے قلم کی جولانیاں دکھانے کا سنہری موقع دیا، بچپن ہی میں مطالعہ کا شوق جاگ گیا تھا، جس کی وجہ سے جہاں اسلوب میں نفاست، شائستگی اور فکر میں بالیدگی پیدا ہوئی وہیں کثرتِ معلومات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، یوں حافظ صاحب نے اسلامی تعلیمات کو احسن انداز میں پیش کرنے میں اپنی حیاتِ مستعار کو تج دیا:

فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا.

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تحریروں میں موضوعات کا تنوع

عبدالغفار سلفی (بنارس)

یہ دور اختصاص کا ہے، اب ہر شعبے میں ماہرین اور ایکسپرٹ لوگوں کی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ بعض افراد کو اللہ تعالیٰ ایسی منفرد اور ہمہ جہت صلاحیت عطا کرتا ہے کہ وہ علم وفن کے جس پہلو کا بھی رخ کریں معانی کا ایک نیا جہاں آباد کر دیتے ہیں، ان کا رہوار قلم جس موضوع پر بھی چلے اس کا حق ادا کر کے چھوڑتا ہے۔ ایسی ہی نابغۂ روزگار ہستیوں میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (۱۹۴۵-۲۰۲۰ء) کا نام بھی آتا ہے۔

تقریباً نصف صدی پر محیط اپنی عملی زندگی میں آپ نے مختلف موضوعات پر سیکڑوں کی تعداد میں مقالات ومضامین لکھے، پچاس سے زائد تصانیف چھوڑیں اور جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا پوری دیانت داری کے ساتھ اس موضوع کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کا خاص کرم یہ بھی رہا کہ ان کی بیشتر تصانیف کو قبولیت عامہ بھی نصیب ہوئی اور عوام وخواص سب ان کے فیضان علم سے سیراب ہوئے۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا بھی یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہے گا کہ موضوعات کا جو تنوع آپ کے یہاں ہے اس کی مثال معاصر علماء میں بہت کم ملتی ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت وتاریخ، نقد ونظر، تصحیح عقائد، آداب ومعاشرت جیسے اہم اور وقیع موضوعات میں سے ہر ایک پر آپ نے لکھا اور جو بھی لکھا خوب تنقیح وتجزیہ کے بعد لکھا، چھان پھٹک کر لکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم جانتے ہیں کہ تفسیر قرآن کے موضوع پر کچھ لکھنا کس قدر نازک کام ہے۔ یہ وہ دشوار گزار گھاٹی ہے جہاں بڑے بڑے اساطین کے قدم لڑکھڑائے ہیں مگر حیرت کی بات ہے کہ حافظ صاحب کی توجہات کا سب سے بڑا مرکز یہی میدان رہا ہے اور علمی دنیا میں ان کی سب سے بڑی شناخت ان کے تفسیری کارناموں سے ہی ہوئی ہے۔ ان کی شہرہ آفاق تفسیر احسن البیان آج اردو داں طبقے میں سب سے معتبر، مستند اور عام فہم تفسیر مانی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے احسن الحواشی کے نام سے بھی الگ سے حواشی لکھے جو مطبوع ہیں، قرآن مجید کا لفظی ترجمہ بھی کیا۔ احسن البیان میں چونکہ اختصار پیش نظر تھا اس لیے ایک مفصل تفسیر بھی وہ لکھ چکے تھے اور جلد ہی وہ طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آنے والی تھی مگر اس سے پہلے ہی وقت رخصت آ گیا اور حافظ صاحب ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ امید ہے ان کی یہ مفصل تفسیر ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی۔ ان سب کے علاوہ انھوں نے نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ کی قیمتی تفسیر ترجمان القرآن بلطائف القرآن پر تصحیح و تنقیح کا کام بھی کیا ہے۔

تفسیر قرآن کے بعد دوسرا جو سب سے مہتم بالشان فن ہے وہ فن حدیث ہے۔ علم حدیث سے متعلق حافظ صاحب رحمہ اللہ کی پانچ تصانیف ہمیں ملتی ہیں:

(۱) ریاض الصالحین (ترجمہ وفوائد) (۲) منحة الباری ترجمہ الأدب المفرد للبخاری (۳) تنقیح الرواة فی تخریج احادیث المشکاة (۴) تمیمة الصبی فی الاربعین من أحادیث النبی از نواب صدیق حسن خان (۵) عظمت حدیث

ان میں اول الذکر دونوں کتابوں پر حافظ صاحب کا کام ترجمہ وتشریح کی نوعیت کا ہے، الادب المفرد کا ترجمہ حالانکہ مکمل نہیں ہو سکا، یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ ''شہادت'' اسلام آباد میں شائع ہو رہا تھا۔ تیسری کتاب دراصل ڈپٹی احمد حسن دہلوی کی تالیف کردہ مشکوٰۃ کی عربی شرح ہے جس پر حافظ صاحب نے تحقیق وتعلیق کا کام کیا ہے۔ چوتھی کتاب نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی تصنیف ہے جس میں انھوں نے چالیس حدیثیں جمع کی ہیں، حافظ صاحب نے اس کتاب کی تسہیل وتنقیح کا کام کیا ہے۔ عظمت حدیث حافظ صاحب کے چند مقالات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے حدیث کی تدوین اور حجیت وغیرہ سے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقد ونظر کی اگر بات کریں تو اس میدان میں حافظ صاحب نے اچھا خاصا کام کیا ہے۔ حافظ صاحب نے ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا اور علمی دنیا میں نئے نئے وارد ہوئے تھے کہ اسی دور میں مولانا مودودی کی کتاب خلافت وملوکیت منظر عام پر آئی۔ اس بدنام زمانہ کتاب سے روافض جہاں بے حد خوش ہوئے وہیں اہل سنت کی اکثریت نے اس کے مشتملات سے سخت اختلاف کیا اور اسے ثقاہت وعدالت صحابہ کی مضبوط دیوار کو گزند پہنچانے کی سعی مذموم قرار دیا، مختلف اہل علم نے مولانا مودودی کی اس کتاب کا اپنے اپنے انداز میں جائزہ لیا مگر پاکستان کے ایک جواں سال مصنف نے جب 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کے نام سے اس کا مفصل اور کافی وشافی جواب لکھا تو اصحاب علم وفن عش عش کرا اٹھے۔ ایک نہایت نازک موضوع پر قلم کی ایسی مضبوط گرفت بہت کم دیکھی گئی، تنقید کے لبادے میں مغلظات پیش کرنا بڑا آسان کام ہے مگر نقد ونظر کے موضوع پر اس طرح لکھنا کہ شائستگی اور سلاست کا دامن کہیں چھوٹنے نہ پائے یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ اس اعتبار سے برصغیر کے ان چنندہ علماء میں شامل ہیں جنھوں نے نقد ونظر کے باب میں اپنی ایک انفرادی پہچان بنائی، جن کے حسن اسلوب اور زبان وبیان کی شائستگی کا اعتراف ان کے مخالفین نے بھی کیا ہے۔ حافظ صاحب نے ردود کے موضوع پر تقریباً ۹ کتابیں تصنیف کیں۔ ان کتابوں میں تقلید واجتہاد کے بھی مباحث ہیں، اہل بدعت کا بھی رد ہے، رفض وتشیع پر بھی نقد ہے، منکرین حدیث اور متشکلکین فی الحدیث کی بھی خبر لی گئی ہے، الغرض انھوں نے اپنے دور کی تقریباً تمام گمراہ تحریکات اور ان کے نظریات کا رد کیا ہے مگر ان ردود میں کہیں بھی مناظراتی اور جدلیاتی رنگ غالب نظر نہیں آتا بلکہ ان کی تنقیدی تحریروں میں بھی ایک مصلح کا درد صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ نقد ونظر کے موضوع پر حافظ صاحب کی درج ذیل کتابیں ہمیں ملتی ہیں:

(۱) خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت (۲) قبر پرستی (۳) جشن عید میلاد النبی (۴) مسئلہ طلاق ثلاثہ اور علماء احناف (۵) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی نوعیت (۶) فتنۂ غامدیت (۷) مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں (۸) فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات ایک علمی وتحقیقی جائزہ (۹) اہل حدیث اور اہل تقلید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب علمی اعتبار سے ایک وزن دار شخصیت ہونے کے باوجود تا عمر عوام سے جڑ کر رہنے والے انسان تھے،عوامی مسائل پر ان کی بڑی گہری نظر تھی، انھوں نے فقہی مسائل پر ایک درجن کتابیں تصنیف کیں اور ہر کتاب عوام الناس کو پیش نظر رکھ کر ان کی ضروریات کے مطابق لکھیں، آیئے فقہ کے موضوع پر ان کی تصنیف کردہ کتابوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

(۱) نماز مسنون مع ادعیہ ماثورہ (۲) نماز محمدی (بچوں کے لیے) (۳) آداب نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب (۴) زکات وعشر کے احکام ومسائل (۵) رمضان المبارک فضائل اور احکام ومسائل (۶) فضائل عشرہ ذی الحجہ اور احکام ومسائل (۷) مسئلہ رویت ہلال اور بارہ اسلامی مہینے (۸) عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین (۹) خواتین سے متعلق بعض اہم مسائل (۱۰) ایام مخصوصہ میں عورت کا قرآن پڑھنا اور چھونا (۱۱) کیا خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ (۱۲) جنازہ کے احکام ومسائل (۱۳) نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق الرحمن

آخر الذکر کتاب پر آپ نے تسہیل وتنقیح کا کام کیا ہے۔

سیرت وتاریخ کا موضوع بھی بڑا اہم ہے۔ یہ موضوع بڑی محنت اور تنقیح کا متقاضی ہے بالخصوص جب آپ تاریخی اعتبار سے پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے یا تاریخ کے چہرے سے گرد وغبار صاف کرنے کے مقصد سے قلم اٹھائیں تو یہ بہت بڑی علمی امانت ہوتی ہے۔ حافظ صاحب نے تاریخی موضوعات پر چار کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے ہر کتاب اپنے اپنے موضوع پر بے نظیر ہے: (۱) خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت (۲) اسلامی خلفاء وملوک کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ (۳) تحریک جہاد اور اہل حدیث واحناف (۴) رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ ایک دل دردمند کے مالک تھے، بحیثیت عالم دین وہ اپنے گرد وپیش اور ماحول پر گہری نظر رکھتے تھے، معاشرے میں پھیلی ہوئی بہت ساری برائیوں سے نہ صرف وہ نالاں رہتے تھے بلکہ زبان وقلم سے ان پر نکیر بھی کرتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ معاشرے میں اسلامی اخلاق واقدار کا غلبہ ہو، غیر اسلامی رسموں اور معاشرے میں پنپ رہی بے اعتدالیوں کا سد باب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف کا ایک بڑا حصہ معاشرت اور اسلامی آداب سے متعلق ہے۔ آیئے آداب ومعاشرت کے موضوع پر ان کی کتابیں دیکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) اسلامی آداب و معاشرت (۲) حقوق و فرائض (۳) حقوق مرداں اور حقوقِ نسواں (۴) حقوق الامہ (۵) حقوق العباد (۶) حقوق الوالدین (۷) حقوق الاولاد (۸) حقوق الزوجین (۹) کھانے پینے کے آداب (۱۰) سونے جاگنے کے آداب (۱۱) سلام کے آداب واحکام (۱۲) اسلامی لباس آداب واحکام (۱۳) مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات (۱۴) بارات اور جہیز کا تصور، مفاسد اور حل

اسلام میں عقیدہ کی اصلاح سب سے اہم چیز ہے، اس کی درستگی کے بغیر نیکیوں کا انبار بھی کسی شخص کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ حافظ صاحب نے تصحیح عقائد کے موضوع کو بھی اپنی توجہات کا مرکز بنایا اور یہ کتابیں لکھیں: (۱) توحید و شرک کی حقیقت مع مغالطات وشبہات (۲) قبر پرستی، قبر پرستوں کے دلائل کا جائزہ (۳) واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات (۴) ایصال ثواب اور قرآن خوانی (۵) یا اللہ مدد (۶) حد رجم کی شرعی حیثیت

حافظ صاحب رحمہ اللہ کا شمار پاکستان کے مقتدر علماء کرام میں ہوتا تھا، ملک وملت کے مسائل پر ان کی گہری نظر تھی اور ان مسائل پر وہ اپنا زاویۂ نظر پوری دیانت داری سے پیش کرتے تھے۔ الاعتصام کے اداریے اور اس کے صفحات پر پھیلے ان کے سیکڑوں مقالات اس بات کے گواہ ہیں۔ ملکی وملی مسائل پر ان کی درج ذیل کتابیں ملتی ہیں:

(۱) نفاذ شریعت کیوں اور کیسے؟ (۲) مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں (۳) اجتہاد اور تعبیر شریعت کے اختیار کا مسئلہ، پارلیمنٹ اس کی اہل ہے یا باصلاحیت علماء اسلام؟ (۴) عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات ومغالطات کا جائزہ

حافظ صاحب کی مختلف موضوعات پر تصانیف دیکھ کر ہر شخص یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا کہ رب تعالیٰ نے انھیں تصنیف وتالیف کی صلاحیت وافر مقدار میں عطا کی تھی، ان کے پاس نہ صرف یہ کہ لکھنے کا بہترین سلیقہ تھا بلکہ علمی گہرائی وگیرائی کی صفت سے بھی وہ متصف تھے، اس لیے جس موضوع پر بھی انھوں نے قلم اٹھایا اس کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کاوشیں قبول فرمائے اور انھیں رحمتوں میں جگہ عطا فرمائے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تصانیف:
ایک تعارفی وتجزیاتی مطالعہ

رفیق احمد رئیس سلفی
(ناظم کتب خانہ، سنٹر فار قرآنک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (۱۹۴۵ء-۲۰۲۰ء) نے اپنی زندگی کے بیشتر ماہ وسال تصنیف وتحقیق، مضامین ومقالات نویسی اور اہل علم کی تصنیفی تربیت اور ان کے مسودات اور اسلامی تراث کی کتابوں کی تصحیح، تقدیم اور نظر ثانی کرنے میں صرف کیے۔ معاصر اردو دنیا کے دینی حلقوں میں تمسک بالکتاب والسنہ اور منہج سلف کی تشریح اور اشاعت میں ان کا کردار بہت نمایاں ہے۔ فرق ضالہ ومبتدعہ کے افکار ونظریات کی تردید وہ برابر کرتے رہے اور غیر شرعی تقلید کے زیر اثر جن فقہی مسائل کو الجھایا گیا ہے، وہ صحیح نصوص کی روشنی میں فہم سلف کی روشنی میں ان کو سلجھاتے رہے۔

زیر نظر تحریر میں ان کی دستیاب بعض مطبوعہ کتابوں کا تعارف وتجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ میری درخواست پر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف حفظہ اللہ نے اپنے والد محترم کی تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست بھیج دی تھی لیکن کئی ایک کتابیں مجھ کو مل نہ سکیں، اگر وہ کسی مرحلہ میں دستیاب ہو جائیں گی تو ان کا تعارف بھی ان شاء اللہ پیش کیا جائے گا۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا شمار جماعت اہل حدیث کے کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے۔ ان کی تمام قلمی اور تحریری خدمات پر بھی لکھنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ پتا چل سکے کہ حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب موصوف نے اسلام کے کن کن گوشوں کو مزید اپنے مطالعہ وتحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ یہ خدمت وہ اہل قلم بہ خوبی انجام دے سکتے ہیں جنھوں نے ان کے ساتھ کام کیا ہے، ان سے استفادہ کیا ہے یا ان کے قریب رہے ہیں۔ مناسب تو یہ ہوگا کہ ان کے جو مضامین اور مقالات ان کی مطبوعہ کتابوں کا حصہ نہیں ہیں، ان کو جمع کر کے موضوعات کے اعتبار سے الگ الگ شائع کیا جائے تاکہ ان کی تحریریں محفوظ ہو جائیں اور اہل علم ان سے مستفید ہو سکیں۔ اسی طرح انھوں نے جن اہل علم کی کتابوں پر نظر ثانی کی ہے اور ان پر تقریظات تحریر فرمائی ہیں، ان کی تفصیل بھی آنی چاہیے تاکہ ان کی خدمات کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہ جائے۔ ہمارے درمیان سے رخصت ہو جانے والی علمی شخصیات سے محبت اور تعلق کی ایک صورت یہ ہوگی کہ ہم ان کے صدقۂ جاریہ میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں، غیر مطبوعہ تحریروں کو شائع کرائیں اور جو مطبوعہ ہیں، ان کے دائرۂ اشاعت کو وسعت دیں۔ آیندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں ان کی مطبوعہ کتابوں کا تجزیہ وتعارف:

(۱) تفسیر احسن البیان

اردو تفاسیر میں یہ شرف تفسیر احسن البیان کو حاصل ہے کہ وہ آج سب سے زیادہ پڑھی جانے والی تفسیر بن چکی ہے اور ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر اردو دنیا میں اپنا ایک اہم مقام بنا چکی ہے۔ یہ تفسیر پہلے پہل مکتبہ دارالسلام ریاض، لاہور سے شائع ہوئی تھی، مجمع ملک فہد قرآن کمپلیکس، مدینہ منورہ نے جب اردو دنیا کی ضرورت پوری کرنے کے لیے مولانا محمود حسن دیوبندی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی مشترکہ کاوش ترجمہ وتفسیر قرآن شائع کی اور اس کے کئی ایک مقامات پر نقد وتبصرہ ہوا تو مجمع نے اس کی اشاعت بند کر دی اور اس کی جگہ پر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی یہی تفسیر اشاعت کے لیے منظور کی گئی۔ ارباب حل وعقد نے ڈاکٹر وصی اللہ عباس اور ڈاکٹر اختر جمال کو مکلف کیا کہ اس پر نظر ثانی کریں۔ نظر ثانی کے اس کام میں دونوں علمی شخصیات کے ساتھ ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر لیث محمد بستوی بھی شریک رہے اور کچھ سالوں بعد ڈاکٹر بستوی نے مکتبہ دارالسلام ریاض کے مدیر عبدالمالک مجاہد کی درخواست پر اس کا عربی میں ترجمہ بھی کیا۔ ان حضرات سے پہلے اس تفسیر پر نظر ثانی کی خدمت استاذ محترم اور الرحیق المختوم کے عالمی شہرت یافتہ مصنف مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ انجام دے چکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔نظر ثانی کرتے ہوئے بعض مفید اضافے کیے گئے ہیں اور کہیں کہیں کچھ چیزیں حذف بھی کی گئی ہیں۔

راقم الحروف نے اس تفسیر کا ایک ایسا ایڈیشن تیار کر کے شائع کیا ہے جس کے حروف بڑے ہیں اور سائز بھی بڑا کر دیا گیا ہے تاکہ کمزور بینائی والے افراد اور اچھی اردو نہ جاننے والے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔سعودی ایڈیشن میں مضامین تفسیر کی فہرست نہیں ہے جب کہ تفسیر کے اولین ایڈیشن میں موجود ہے۔راقم نے اپنے اس ایڈیشن میں مضامین کی فہرست بھی سعودی ایڈیشن سے ہم آہنگ کر کے شامل کی ہے۔مزید یہ کہ اس ایڈیشن میں مضامین قرآن کی وہ اضافی فہرست بھی شامل کر دی ہے جسے مکتبہ دارالسلام کے ریسرچ اسکالرس نے تیار کیا ہے۔علی گڑھ کے اس ایڈیشن کی اشاعت میں محترم انجینئر اشرف حسین فاروقی، محمد رئیس سوداگر اور عزیز محترم محمد عامر سلمہ کا تعاون مجھے حاصل رہا ہے۔

راقم نے اس تفسیر کا مکمل و مفصل تعارف اپنی کتاب ''اہل حدیث فضلاء کی قرآنی خدمات'' (شائع کردہ: خلیق احمد نظامی، سنٹر فار قرآنک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، طبع اول) میں کرایا ہے۔اس میں راقم نے اس تفسیر کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

- اس تفسیر میں اسرائیلی اور ضعیف روایات کے بیان کرنے سے گریز اور صرف صحیح و مقبول احادیث کے اہتمام کی پوری کوشش کی گئی ہے۔
- شان نزول اور سورتوں کے فضائل میں بہ کثرت روایات مروی ہیں لیکن ان میں بھی صحیح روایات بہت کم ہیں۔عدم گنجائش کی وجہ سے مشہور ضعیف روایات کی تردید تو ممکن نہیں تھی، اس لیے حتی المقدور یہ کوشش کی گئی ہے کہ اپنے علم کے مطابق صرف صحیح اور مستند روایات ذکر کر دی جائیں۔
- تفصیلی علمی مسائل و مباحث سے اسے گراں بار نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ اس کا محل مفصل تفسیر ہے۔حتی الامکان پوری تفسیر میں احادیث کے مکمل حوالوں کا التزام کیا گیا ہے تاکہ تفصیل کے خواہش مند اہل علم کو مراجعت میں آسانی ہو۔
- تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر، تفسیر ابن جریر طبری، ایسر التفاسیر وغیرہ جیسی سلفی تفاسیر، اس کے بنیادی مآخذ ہیں، زیادہ تر انھی کو سامنے رکھا گیا ہے۔دیگر عربی اور اردو تفاسیر سے بہت کم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتنا کیا گیا ہے۔

● توضیح وتشریح میں سلف (صحابہ وتابعین) کی تعبیر اور ان کے منہاج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ سلفی تفاسیر کا خلاصہ، صحابہ وسلف کے منہج ومسلک کا آئینہ اور تفسیر بالاحادیث الصحیحہ کی الحمدللہ ایک عمدہ کوشش ہے۔

● اس تفسیر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ''خدا'' کا لفظ سوائے ناگزیر تراکیب کے کہیں استعمال نہ ہو۔ اسی طرح خدا کا لفظ مولانا جونا گڑھی کے ترجمہ قرآن میں بھی جہاں جہاں استعمال ہوا تھا، اس کو اللہ کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔

(۲) معانی القرآن الکریم (لفظ لفظ رواں اردو ترجمہ)

حافظ صاحب کی اس اہم قرآنی خدمت کو نام دیا گیا ہے: ''قرآن مجید کے مستند معانی ومطالب سیکھنے کا جدید ترین اسلوب''۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو حضرات عربی زبان سے تھوڑی بہت مناسبت رکھتے ہیں، وہ اس ترجمے سے کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حافظ صاحب نے قرآن مجید کا یہ لفظی ترجمہ اصلاً تفسیر احسن البیان کے لیے کیا تھا لیکن تفسیر کے ساتھ نظر ثانی کر کے مولانا محمد جونا گڑھی کے ترجمے کو شامل کیا گیا۔ چوں کہ یہ مہتم بالشان کام پہلے ہو چکا تھا، اس لیے ادارہ نے اسے آخری شکل دی اور آخری شکل دینے کے لیے حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی معاونت کے لیے مولانا محمد عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ کو ان کے ساتھ لگایا۔ دارالسلام نے اسے اپنے روایتی انداز میں بہت خوبصورت شائع کیا ہے۔ سنہ اشاعت کہیں درج نہیں البتہ مدیر مکتبہ مولانا عبدالمالک مجاہد کے پیش لفظ پر مئی ۲۰۰۵ء کی تاریخ درج ہے۔ ترجمہ قرآن ۷۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں ۳۵ صفحات کا ایک رسالہ بہ عنوان ''مختصر مگر جامع بنیادی قواعد اور عربی گرامر (براہ راست ترجمہ قرآن سیکھنے کے لیے)'' شامل کیا گیا ہے جس میں مثالیں عام طور پر قرآن مجید سے فراہم کی گئی ہیں۔ اس ترجمہ کی خصوصیات اور امتیازات مندرجہ ذیل ہیں:

● عربی الفاظ کے مفہوم کے قریب تر اردو الفاظ کا انتخاب۔

● متداول تراجم میں قرآن مجید کے جن حروف کو نظر انداز کیا گیا ہے، ان کے مکمل ترجمے کا اہتمام۔

● شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فارسی اور ان کے دو نامور صاحب زادوں کے دو اردو تراجم کو اس ترجمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی اساس بنایا گیا ہے۔

- ترجمے میں عربی زبان کے قواعد صرف ونحو کی پابندی اور علم بلاغت، معانی اور بیان کا لحاظ۔
- اردو کا سہل ممتنع اسلوب۔
- ترجمے میں آیات کی شان نزول، مقامات وماحول اور جغرافیائی ومعاشرتی حالات کی نزاکتوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- یہ پہلا ترجمہ قرآن ہے جس میں پیش رو علمی ولغوی مصادر کے علاوہ جید علمائے کرام کی ایک ٹیم نے مشاورت فراہم کی ہے۔
- یہ ترجمہ زبان میں سادہ، مفہوم میں واضح، اسلوب میں دل نشیں، عربی متن کے قریب اور ہر عمر کے باذوق قارئین کے لیے نہایت مفید اور نافع ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ (یکم جنوری ۱۹۴۷ء- ۱۳/ اکتوبر ۲۰۰۹ء) نے جن کا اس ترجمہ قرآن کی تیاری میں خصوصی تعاون بھی رہا ہے، حرف اول کے عنوان سے گیارہ صفحات پر مشتمل بڑا علمی اور تاریخی مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں انھوں نے قرآن مجید کی عظمت بیان کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی تاریخ اور اس کی ضرورت واضح کی ہے۔ قرآن کے اردو تراجم کا نہایت اختصار سے علمی محاکمہ کیا ہے اور ان کی خوبیوں اور کمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ باذوق قارئین کے لیے یہ ایک گراں قدر خوبصورت علمی تحفہ ہے۔ یہاں موقع نہیں کہ ان کی کچھ باتیں نقل کروں لیکن زیر بحث ترجمہ قرآن کے تعلق سے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے، اسے یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ پروفیسر مرحوم لکھتے ہیں:

> ''دارالسلام کے علماء اور ماہرین کی ٹیم نے طالبان قرآن کی جملہ ضرورتوں کا ادراک کرتے ہوئے اس ترجمے کو یوں تو خانوں ہی میں پیش کیا ہے مگر خانوں کی تشکیل میں ہر ہر لفظ کو جدا جدا لکھنے اور ان کے معنی بیان کرنے کے بجائے آیات کے الفاظ کے ایسے ٹکڑوں کا انتخاب کیا ہے کہ جس کے معنی بیان کرتے ہوئے قرآنی مفہوم میں مزید وضاحت پیدا ہوگئی ہے نیز الگ الگ ٹکڑوں کے ترجمہ کے التزام کے باوجود تسلسل بیان مجروح نہیں ہونے پاتا۔ آیات کے خانوں میں منقسم ہونے کے باوجود مفہوم کا تسلسل اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبارت کی روانی اس کوشش کا خصوصی امتیاز اور انفرادیت ہے۔ اس میں تمام تر حروف کی معنویت کو برقرار رکھتے ہوئے ضمائر کے ترجمے اور اسماء وافعال کی صرفی اور نحوی صورتوں کا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ قرآن کی اس کوشش میں اسلاف کے علمی منہج سے کما حقہ استفادہ کیا گیا ہے۔ فاضل مترجمین نے جہاں کہیں کوئی مشکل یا الجھن محسوس کی ہے، عربی فارسی اور اردو کے قرآن فہمی کے تمام تر لوازم سے مدد لینے کی کوشش کی ہے۔ اس ترجمے کو پیش کرتے ہوئے اصول سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ایک عام اردو قاری بھی اس سے بھرپور استفادہ کر سکتا ہے نیز دینی مدارس اور ترجمہ قرآن کے حلقوں اور کلاسز کے اساتذہ اس کوشش سے اپنے اسباق کو آسان، پرکشش اور مفید بنا سکتے ہیں۔ راقم الحروف کو ترجمہ قرآن کے اس کام کے ہر مرحلے میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ اپنے اس طویل اور مسلسل رابطے کے باعث مجھ پر اس کوشش کی خوبیاں عیاں اور خصائص واضح ہیں۔ دارالسلام کی ٹیم نے اس ترجمہ قرآن کی پیشکش میں جس ہنر مندی، ٹیکنالوجی اور عقیدت کو سمویا ہے، اس کے باعث یہ پیش کش ایک معیاری اور مثالی شکل اختیار کر گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ترجمہ قرآن کی یہ کاوشیں فہم قرآن کے مختلف تجربات کو ایک تحریک کی شکل دیں گی۔ اس طرز کے علمی کام سے مسلکی اور گروہی تعصبات کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی''۔ (ص:۱۵-۱۶)

حافظ صلاح الدین یوسف نے ''کچھ اس ترجمہ کے بارے میں'' کے زیر عنوان پانچ صفحات میں اس ترجمہ قرآن کا پس منظر بیان کیا ہے جس میں شریک معاون مولانا محمد عبدالجبار سلفی کی محنت، دل چسپی اور اردو و عربی زبان میں ان کی خصوصی مہارت کا تذکرہ کیا ہے اور ایک خاص بات انھوں نے یہ لکھی ہے کہ اولاً یہ لفظی ترجمہ انھوں نے ''تفسیر احسن البیان'' کے لیے ۲۰۰۰ء میں کیا تھا جو ٹھیٹھ لفظی ترجمہ تھا، اسی کو مزید منقح اس طرح کیا گیا ہے کہ لفظی ترجمہ کی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور ترجمے کی عبارت کا حسن اور اس کا تسلسل باقی رہے۔ تفہیم کے لیے قرآنی الفاظ کے نیچے اردو ترجمہ باکس میں رکھا گیا ہے۔

ذیل میں نمونے کے طور پر سورہ فاتحہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں (جو) پالنے والا ہے سارے جہانوں کا
نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے مالک ہے روز جزا کا تیری ہی ہم
عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں دکھا ہمیں راستہ
سیدھا راستہ ان لوگوں کا انعام کیا تو نے ان پر (وہ جو) نہیں غصہ کیا
گیا ان پر اور نہ وہ گمراہ ہیں‘‘۔

(۳) تفسیر احسن الکلام (عربی/اردو/انگلش)

ڈاکٹر تقی الدین ہلالی اور ڈاکٹر محمد محسن خان نے انگلش میں قرآن کا ترجمہ کیا ہے اور اس کے مختصر حواشی لکھے ہیں۔ یہ ترجمہ Interpretation of The Meaning of THE NOBLE QURAN کے نام سے شائع ہوتا ہے اور کافی مقبول ہے۔ دارالسلام نے مترجم اور محشی قرآن کو عربی، اردو اور انگلش میں اس طرح شائع کیا ہے کہ متن قرآن کا ترجمہ اس میں حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا محمد عبدالجبار سلفی کا سیٹ کیا ہے، انگریزی حواشی کا ترجمہ ڈاکٹر محمد امین فاضل جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض نے کیا ہے۔ پیش نظر ایڈیشن میں انگریزی حواشی بھی اپنی جگہ ہیں اور ان کے بعد ان کا اردو ترجمہ بھی ہے۔ متن قرآن کا اردو ترجمہ رواں اور سلیس ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا محمد عبدالجبار سلفی نے اپنے ہی لفظی ترجمہ کو بامحاورہ اور رواں کیا ہے۔ پیش نظر ایڈیشن رجب ۱۴۲۹ھ/اگست ۲۰۰۸ء کا ہے۔ یہ ایڈیشن ۱۰۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں مضامین قرآن کی تفصیلی فہرست بھی شامل کی گئی ہے جو اردو اور انگلش دونوں میں ہے جسے دارالسلام ریسرچ سنٹر نے تیار کیا ہے۔ احسن الکلام میں سورہ فاتحہ کا اردو ترجمہ یہ ہے:

> ’’سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان، بہت رحم والا ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ دکھا ہمیں سیدھا راستہ۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کا نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا‘‘۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۴)تفسیر سورہ فاتحہ

۹۶ رصفحات پر مشتمل سورہ فاتحہ کی یہ تفسیر اکتوبر ۲۰۰۶ء میں دارالسلام سے شائع ہوئی ہے۔تفسیر احسن البیان میں موجود سورہ فاتحہ کی تفسیر سے یہ بالکل الگ ہے۔احسن البیان کی مقبولیت کے بعد بہت سے احباب کی خواہش تھی اور خود حافظ صاحب کی بھی دلی تمنا تھی کہ ایک دوسری مفصل تفسیر اردو میں لکھی جائے۔انھوں نے کام کا آغاز کر دیا اور سورہ فاتحہ کی تفسیر مکمل بھی ہوگئی۔ابھی سورہ بقرہ کی تفسیر کا آغاز کیا ہی تھا کہ بعض دوسرے علمی کاموں کی وجہ سے وقتی طور پر یہ کام رک گیا۔۔وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے جو کام مکمل ہوگیا تھا، اسے شائع کر دیا گیا۔اپنی وفات سے ایک سال پہلے حافظ صاحب پانچ چھ جلدوں کی مکمل اردو تفسیر کی تکمیل میں مصروف ہوگئے تھے لیکن مفصل احسن البیان مکمل نہیں ہوسکی، سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۰، تک یہ تفسیر ہوچکی ہے، اس کا تفصیلی تعارف میں نے اپنے دوسرے مضمون میں لکھا ہے، جو اسی کتاب میں شامل ہے۔

سورہ فاتحہ میں جہان معنی پوشیدہ ہے، اسے قرآن مجید کی تمہید ہی نہیں بلکہ اس کے مضامین کا خلاصہ بھی کہہ سکتے ہیں۔جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا محی الدین احمد قصوری رحمہ اللہ جو مولانا ابوالکلام آزاد کی صحبتوں سے فیض یاب تھے، انھوں نے سورہ فاتحہ کی تفسیر ۳۰۶ رصفحات میں لکھی ہے جو ۱۳۴۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔اسی طرح جماعت اہل حدیث کے دوسرے مشہور عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ نے ''واضح البیان فی تفسیر ام القرآن'' کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے جو ۶۱۹ رصفحات پر مشتمل ہے، اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ''ترجمان القرآن'' کی جلد اول سورہ فاتحہ کی تفسیر کے لیے مختص کی ہے۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سورہ فاتحہ ایک بحر بیکراں ہے۔

حافظ صاحب کو عوام الناس کی ذہنی سطح اور ان کی مشکلات اور الجھنوں کا بہ خوبی اندازہ ہے، اسی لیے وہ اپنی زبان سادہ، عام فہم اور رواں رکھتے ہیں۔کہنہ مشق مصنف ہیں، اس لیے ان کو اپنا ما فی الضمیر ادا کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔اس تفسیر میں انھوں نے سورہ فاتحہ کے تمام مشکل الفاظ کی لغوی تشریح کی ہے، مسلم معاشرے میں کئی ایک غیر صحت مند افکار کے در آنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں، بعض اہل بدعت بھی ان کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ اسلام کے کسی فرض کی ادائیگی کے بغیر کسی بزرگ کا دامن پکڑ کر چل جانے کی بات کی جاتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے غفور رحیم کا مطلب یہ نکال لیا گیا ہے کہ چلو ہم لاکھ خطا کار اور گنہ گار سہی لیکن اللہ بڑا غفور رحیم ہے، وہ اپنے دامن رحمت میں ہمیں چھپالے گا۔ اس غیر اسلامی تصور سے مسلم معاشرے کی بے عملی میں اضافہ ہوا ہے۔ حافظ صاحب نے اسی طرح بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنے کے رواج پر سخت تنقید کی ہے اور اسے ایک بدعت قرار دیا ہے۔ سنن دارقطنی اور سنن بیہقی کی ایک حدیث جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ (۱۱۸۳) میں صحیح قرار دیا ہے، حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور اس حدیث کے سامنے آجانے سے اب یہ اختلاف ختم ہو جانا چاہیے۔ بسم اللہ نماز میں آہستہ پڑھی جائے، یہی افضل ہے تاہم اگر کوئی بلند آواز سے پڑھتا ہے تو جائز ہے۔ سورہ فاتحہ کا حصہ ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز میں کیوں آہستہ پڑھا، اس کی حکمت ہمیں نہیں معلوم۔

سورہ فاتحہ کی عظمت، فضیلت اور برکت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح قرأت خلف الامام کے مسئلے میں حافظ صاحب نے بڑی مدلل اور موثر گفتگو کر کے بتایا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں امام اور مقتدی دونوں پر سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے۔ سورہ فاتحہ بطور رقیہ بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ رقیہ پر معاوضہ لینے کے مسئلے پر حافظ صاحب نے طویل گفتگو کی ہے۔ اس سلسلے میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، ان کی نشان دہی کر کے حل یہ پیش کیا ہے کہ مدارس ومساجد سے وابستہ علماء کی تنخواہوں کا معیار بلند کیا جائے اور اہل ثروت حضرات دینی علوم سے بہرہ ور ہو کر مدارس ومساجد کی خدمت کے لیے وقت فارغ کریں۔ مغضوب علیہم سے یہودی اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ حدیث میں اس کی تشریح موجود ہے۔ ضاد کے مخرج کے سلسلے میں ماضی میں کئی ایک معرکے ہوئے ہیں، بعض لوگ دال کی آواز نکال کر سمجھتے ہیں کہ حق ادا ہو گیا۔ یہ خالص جاہلانہ بات ہے۔ حافظ صاحب نے آمین بالجہر کے مسئلے پر مفصل گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ احادیث کی روشنی میں آمین بالجہر ہی ہے۔ احناف کے دلائل کمزور ہیں۔ اس طرح سورہ فاتحہ کی یہ تفسیر اپنے دامن میں سب کچھ سمیٹے ہوئے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) احسن الحواشی (مختصر حواشی مع لفظی ترجمہ)

مکتبہ دارالسلام نے عوامی ضرورت کے پیش نظر اردو ترجمے کے ساتھ ایک ایسا مصحف شائع کرنے کا ارادہ کیا جس کے حواشی مختصر ہوں اور صرف اسی صفحے میں آجائیں جس کے وہ حواشی ہیں۔ مکتبہ کے اس مطالبہ پر حافظ صاحب نے یہ حواشی ازسرنو تحریر فرمائے اور ایک ایسا ترجمہ شائع ہوا جس میں ترجمہ تو لفظی تھا لیکن جہاں جہاں آیات الٰہی کو سمجھنے میں دشواری پیش آسکتی تھی، اس پر حاشیہ لگا کر تفہیم آیات کو آسان بنایا گیا۔ یہ قرآن مجید کی بہت بڑی خدمت ہے جو حافظ صاحب کے ہاتھوں انجام پائی ہے۔ حافظ صاحب کا لفظی ترجمہ کئی لحاظ سے بہت عمدہ ہے، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو حضرات عربی زبان سیکھ رہے ہیں، تھوڑی بہت جانکاری انھیں حاصل ہوگئی ہے، اس لفظی ترجمہ سے نہ صرف وہ اپنی عربی دانی کا دائرہ وسیع کر سکتے ہیں بلکہ قرآن مجید کو بھی آہستہ آہستہ بڑی حد تک سمجھ سکتے ہیں۔ احسن الحواشی کا یہ ایڈیشن ہمارے ملک میں ''دارالعلم ممبئی'' کے صاحب علم، تجربہ کار اور باذوق مدیر، محترم شیخ اکرم مختار حفظہ اللہ نے شائع کردیا ہے۔ حافظ صاحب کے خلف الرشید حافظ عثمان سلمہ نے اس کے سلسلے میں اپنے آڈیو پیغام کے ذریعے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ ابا نے جو حواشی لکھے تھے، وہ کہیں کہیں طویل ہوگئے تھے اور دارالسلام کے منصوبے کے مطابق وہ ایک ہی صفحہ میں سیٹ نہیں ہورہے تھے، اس لیے دارالسلام کے بعض اہل علم نے اس کو مزید مختصر کردیا ہے۔ اب ایک دوسرا مکتبہ مکمل حواشی کو شائع کرنے جارہا ہے جو حافظ صاحب کے تحریر فرمودہ تمام حواشی کو اپنے ایڈیشن میں بغیر کسی حذف واضافہ کے شامل کرے گا۔

(۶) ترجمہ وتفسیر تیسواں پارہ

حافظ صاحب کی تفسیر احسن البیان کے تفسیری نکات ومعارف اور حوالہ جات کی تحقیق وتخریج سے مزین یہ کتاب دارالسلام نے ۲۰۰۷ء میں طلبہ کی نصابی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے شائع کی ہے۔ درجہ حفظ کے طلبہ کو بھی اسے پڑھانے کا ادارہ نے مشورہ دیا ہے تاکہ عام طور پر نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کے معنی ومفہوم سے حفاظ قرآن واقف ہوجائیں۔ ۱۸۰؍ صفحات پر مشتمل یہ پارۂ عم بہت خوبصورت شائع کیا گیا ہے۔ اس میں حافظ صاحب نے آیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنی کا اپنا ترجمہ کیا ہے جب کہ احسن البیان میں ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی کا ہے۔ترجمہ بین السطور لکھا گیا ہے اور مصادر و مراجع حاشیہ میں درج کیے گئے ہیں۔پارہ عم کے مضامین کی فہرست بھی شروع میں دے دی گئی ہے۔

(۷) دلیل الطالبین (اردو ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین للنووی)

ریاض الصالحین منتخب احادیث کا بڑا معروف اور مقبول مجموعہ ہے۔صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ اس کے مولف ہیں۔عربی میں اس کی کئی ایک شرحیں لکھی گئی ہیں جیسے ابن علان شافعی کی "دلیل الفالحین"، عبدالقادر حسونہ دمشقی کی "روضة المتقین"، طہ عبدالرؤف سعد کی "الفتح المبین"، ڈاکٹر سعید مصطفی خن اور ڈاکٹر مصطفی بغا وغیرہ کی "نزهة المتقین" اور شیخ محمد بن صالح عثیمین کی "شرح ریاض الصالحین" وغیرہ۔اردو میں بھی کئی ایک علماء نے اس کا ترجمہ کیا ہے جیسے نواب صدیق حسن خان، مولانا صادق خلیل اور مولانا شمس الدین وغیرہ۔نواب صاحب کے ترجمے کا نام "مکارم الاخلاق" ہے۔حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ احادیث کی تشریح اور اس کے متعلقہ فوائد بھی ذکر کیے ہیں۔اس کے دو ایڈیشن میرے سامنے ہیں۔پہلا ایڈیشن ستمبر ۱۹۹۷ء میں دارالسلام ریاض سے شائع ہوا ہے۔یہ ترجمہ دو جلدوں میں ہے،پہلی جلد کے صفحات ۷۵۹ رہیں اور دوسری جلد ۵۶۵ رصفحات پر مشتمل ہے۔جدید ایڈیشن بھی دو جلدوں میں ہے،پہلی جلد کے صفحات ۷۴۲ رہیں اور دوسری جلد ۷۶۱ رصفحات پر مشتمل ہے۔جدید ایڈیشن میں موضوعات کی فہرست عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے اور پوری ایک جماعت نے مل کر اس پر نظر ثانی کی ہے،احادیث کی تحقیق اور تخریج کی ہے اور بعض مقامات پر جہاں ضرورت تھی،کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔قدیم ایڈیشن کے ٹائٹل پر نظر ثانی فرمانے والے عالم کا اسم گرامی حافظ عبدالسلام بھٹوی ہے،جدید ایڈیشن سے ان کا نام غائب ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی،جب کہ مدیر ادارہ نے عرض ناشر میں ان کی اس خدمت کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ ترجمہ شستہ اور رواں ہے،حدیث رسول کا حق یہ ہے کہ اسے جب بھی کسی زبان میں منتقل کیا جائے تو اس زبان کا اعلیٰ معیار برقرار رکھا جائے اور اس زبان کا جو بھی اسلوب متعارف ہو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے اس زبان کے ادباء پسند کرتے ہوں۔ احادیث کی تشریحات اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج کا تذکرہ کر کے اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لیے مفید اور موثر بنایا گیا ہے۔ حافظ صاحب کی تفسیر کی طرح ریاض الصالحین کی یہ مختصر شرح بھی بہت مقبول ہے، خود ہندوستان میں کئی ایک اداروں سے اس کی اشاعت کا سلسلہ بحمد اللہ جاری ہے۔

(۸) کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟

۶۶ رصفحات کی یہ ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ احناف کے یہاں نماز کے طریقے سے متعلق کئی ایک مسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق کیا گیا ہے جب کہ صحیح احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ احناف کی سختی کی انتہا یہ ہے کہ ان کے بقول جو مسلمان عورت اس فرق کو ملحوظ نہ رکھے، وہ سنت کی مخالفت کی مرتکب ہوتی ہے بلکہ اس کی نماز مشکوک ہو جاتی ہے۔

کراچی کے ایک حنفی مفتی شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود صاحب سے ایک خاتون نے سوال کیا تھا کہ کیا عورتوں اور مردوں کے طریقہ نماز میں فرق ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں ہمیں دلائل سے مطمئن فرمائیں۔ حنفی مفتی نے سوال کا سیدھا جواب دینے کی بجائے مستفتیہ خاتون کو الجھا دیا ہے اور تقلید کے زیر اثر فقہی ابواب میں جو بے دلیل مسائل در آئے ہیں، انھیں دیگر اصحاب تقلید کی طرح ائمہ اسلام کے حوالے سے منصوص ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی ہے۔ حافظ صاحب نے اپنی اس کتاب میں ان کی اصولی باتوں کی قلعی کھولی ہے، اس کے بعد جن کمزور اور ضعیف آثار واحادیث سے انھوں نے مسلمان عورتوں اور مردوں کے درمیان نماز کے بعض مسائل میں فرق ثابت کیا ہے، ان کی حقیقت واضح کی ہے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ اس لیے باندھے گی کہ اس میں زیادہ پردہ ہے، پردے کی یہ منطق احناف کی سمجھ میں آئی ہے اور دوسرے ائمہ ومحدثین پردے کا یہ فلسفہ سمجھنے سے قاصر رہے۔ اسی طرح عورت اپنی دونوں کہنیاں زمین پر بچھا کر اس طرح سجدہ کرے کہ اس کا پیٹ دونوں رانوں سے متصل رہے، تب وہ باپردہ کہلائے گی حالانکہ حدیث میں بطور خاص اس طرح سجدہ کرنے کی عام ممانعت آئی ہے اور اس ممانعت میں مسلمان عورت بھی شامل ہے۔ احناف نے بعض الٹے سیدھے دلائل سے عورتوں کی نماز کا جو فرق بیان کیا ہے، اس کی حقیقت جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۹) فضائل عشرہ ذوالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ

۸۴ صفحات پر مشتمل یہ ایک مختصر مگر ضروری احکام ومسائل کو محیط کتاب ہے۔ مختلف فیہ مسائل میں مصنف نے اپنا رجحان بھی بیان کر دیا ہے اور راجح قول کی تعیین بھی کر دی ہے۔ عید الاضحیٰ اور قربانی کے کئی ایک مسائل میں خود علمائے اہل حدیث کے درمیان اختلاف ہے اور بسا اوقات ناگوار صورت حال دیکھنے کو ملتی ہے اور تیز وتند تحریریں اور ان کے جوابات سے بھی سابقہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب نے ایسے مسائل میں بھی بڑا معتدل اور قابل قبول طرز فکر وعمل اپنایا ہے۔

مولانا عبدالمالک مجاہد کے ادارہ دارالسلام نے اسے فروری ۲۰۰۱ء میں شائع کیا ہے اور یہی ایڈیشن اس وقت پیش نظر ہے۔ غالباً یہ تحریر حافظ صاحب نے الاعتصام لاہور کے لیے لکھی تھی جب وہ اس کے مدیر تھے یا الاعتصام کا ایک عید الاضحیٰ نمبر شائع ہوا تھا، شاید یہ مضمون اس خصوصی شمارے کا حصہ تھا۔ کاش ناشر نے اپنے مقدمے میں یہ تفصیل فراہم کر دی ہوتی یا خود مصنف سے کتاب پر کوئی مقدمہ یا دیباچہ لکھوالیا ہوتا تو تصنیف کے وجود میں آنے کا ماہ وسال محفوظ ہو جاتا۔ تھوڑی سی محنت کرنے سے یہ مسئلہ حل بھی ہو سکتا ہے لیکن میرے پاس ضروری وسائل بروقت موجود نہیں ہیں۔

قربانی کا تاریخی پس منظر اور اس واقعہ کی اصل روح بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ عزوجل کی بے لاگ اطاعت اور والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک ہے لیکن کتنے بدقسمت ایسے ہیں جو قربانی تو بڑے زور شور سے کرتے ہیں لیکن بوڑھے والدین کی خدمت اور اطاعت کا کوئی جذبہ ان کے اندر موجود نہیں ہے بلکہ بعض تو والدین کی ذہنی اذیت کا سبب بن جاتے ہیں۔

مصنف نے عشرہ ذوالحجہ کے فضائل ذکر کیے ہیں لیکن تسبیح، تکبیر اور تہلیل کے علاوہ ان ایام میں کسی خاص عمل کی تعیین نہیں فرمائی ہے اور حدیث میں بھی ایسا کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ عرفہ کے دن روزہ غیر حاجی صاحبان رکھیں گے لیکن حافظ صاحب نے یہ بحث نہیں اٹھائی ہے کہ عرفہ کے دن کی تعیین سعودی کلینڈر سے کی جائے گی یا ہر ملک اپنے حساب سے اس کی تعیین کرے گا۔ یہ مسئلہ ہر سال زیر غور آتا ہے۔ بعض حضرات تو اختلاف سے نکلنے کے لیے دو دنوں کا روزہ رکھنے لگے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو کسی بھی حال میں مناسب نہیں ہے۔ عرفہ کے دن کی تعیین میری ناقص رائے میں ہر ملک اپنے حساب سے کرے گا۔

ذوالحجہ کی ۱۳رتاریخ نماز عصر تک جو تکبیرات عام طور پر پڑھی جاتی ہیں، وہ کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں البتہ آثار صحابہ سے بہ سند صحیح ثابت ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کبیرا کو سب سے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

ذوالحجہ کا چاند دکھائی دینے کے بعد نماز عید الاضحیٰ کی ادائیگی تک حجامت صرف وہ شخص نہیں کرائے گا جو قربانی کرنے کی نیت رکھتا ہو، جس حدیث سے عموم ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ ضعیف ہے۔ قربانی سنت موکدہ ہے واجب نہیں، منکرین حدیث کی اس بات میں کوئی وزن نہیں کہ قربانی صرف حجاج کرام پر ہے، قربانی کے جانور کا مسنہ (دودانت والا) ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ سال بھر کی ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔ قربانی کی کھال بہ جنسہ اپنے استعمال میں لی جاسکتی ہے البتہ اس کی قیمت صرف غربا اور مساکین کا حق ہے۔ دینی مدارس جہاں غریب طلبہ پڑھتے ہوں، ان کو بھی قربانی کی کھال دی جاسکتی ہے۔

حافظ صاحب نے ایک بحث حاملہ جانور کی قربانی کی اٹھائی ہے۔ راقم کو اس سے کلی طور پر اتفاق نہیں ہے۔ اولاً تو دانستہ طور پر کوئی ایسے جانور کی قربانی کرتا نہیں اور ثانیاً اسلام نے جانوروں کے ساتھ جس حسن سلوک کی تلقین کی ہے، یہ اس کے منافی ہے۔ حدیث میں یہ بحث اس پس منظر میں آئی ہے کہ ریوڑ میں رہنے والے جانوروں کے بارے میں بسا اوقات یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ حمل سے ہیں یا نہیں، لاعلمی میں اگر کوئی گابھن جانور کی قربانی کر دیتا ہے تو حدیث میں اس کے لیے مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ماں اور بچے دونوں کی قربانی ہوگئی۔ اگر کوئی شخص بچے کو کھانا چاہتا ہے تو کھا سکتا ہے۔

تعیین کے بعد اگر جانور میں عیب پیدا ہو جائے تو صاحب حیثیت کو اسے بیچ کر دوسرا جانور خریدنا چاہیے لیکن غریب آدمی اسی کی قربانی کر دے تو جائز ہوگا۔ میت کی طرف سے قربانی کا کوئی واضح ثبوت نہیں ہے، اگر کوئی کرتا ہے تو سارا گوشت صدقہ کرنا ہوگا۔ وہ قربانی کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ تمام اہل خانہ کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ فقہ حنفی میں قربانی کو زکوۃ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوڑنے کی وجہ سے کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں۔

قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دے سکتے ہیں۔ بھینس کی قربانی کا مسئلہ علمائے اہل حدیث میں مختلف فیہ ہے۔ حافظ صاحب کی معتدل رائے یہ ہے کہ اس سلسلے میں تشدد کی راہ نہ اپنائی جائے۔ جو شخص چاہے احتیاط برتے اور جو چاہے قربانی کرے، یہی رائے شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی کی بھی ہے۔

حافظ صاحب نے بہت اختصار کے ساتھ نماز عید کا طریقہ بیان کر دیا ہے اور اس کے ضروری مسائل بھی واضح کر دیے ہیں۔ تکبیرات زوائد میں رفع یدین کریں گے یا نہیں؟ حافظ صاحب دونوں کے جواز کے قائل ہیں لیکن ترجیح رفع یدین کرنے کو دیتے ہیں۔ جمعہ کے دن اگر عید پڑ جائے تو مسجد میں جمعہ کی نماز ہوگی اور خطبہ بھی ہوگا، ہاں اس میں جو چاہے شریک ہو اور جو چاہے اس کے بدلے ظہر ادا کر لے۔

اس مختصر کتاب پر اتنی تفصیل محض عوامی فائدہ کے لیے پیش کی ہے تا کہ علمائے اہل حدیث کے درمیان بعض مختلف فیہ مسائل کے بارے میں حافظ صاحب کا نقطۂ نظر سامنے آ جائے۔

(۱۰) رمضان المبارک (فضائل، فوائد وثمرات، احکام ومسائل)

اسی (۸۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب دار السلام سے شائع ہوئی ہے۔ مکتبہ کے مدیر مولانا عبدالمالک مجاہد کے عرضِ ناشر سے معلوم ہوتا ہے کہ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب حافظ صلاح الدین یوسف کے چار مضامین کا مجموعہ ہے جو انھوں نے مختلف مواقع پر لکھے تھے۔ وہ چاروں مضامین حسب ذیل ہیں:

(۱) رمضان المبارک: احکام ومسائل

(۲) رمضان المبارک میں کرنے والے کام

(۳) روزوں کی فضیلت احادیث صحیحہ کی روشنی میں

(۴) روزے کے فوائد وثمرات

ان عنوانات سے محتویات کتاب کا بہ خوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ رمضان المبارک کا روزہ نہ صرف فرض ہے بلکہ وہ اسلام کا ایک اہم ستون بھی ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کے احکام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وآداب سیکھے اوران کے بارے میں صحیح معلومات رکھے تاکہ اسلام کے اس رکن کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔اب آیئے حافظ صاحب کی بعض تحقیقات اوردل چسپ تشریحات پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

ماہ رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے مزید رکھنے کو سال بھر روزہ رکھنے کے مساوی قرار دیا گیا ہے۔حافظ صاحب کی تشریح یہ ہے کہ قمری سال میں ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اور اگر حدیث کے مطابق روزوں کا ثواب دس گنا سمجھا جائے تو ماہ رمضان کے تیس روزے تین سو کے اور چھ روزے ساٹھ روزوں کے برابر ہو کر ۳۶۰ ہو جاتے ہیں اور یہی سال کے کل دن ہیں۔امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالے سے مشکوۃ میں رمضان اور روزے کی فضیلت میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب "قد أظلكم شهر عظيم" والی جو حدیث مروی ہے، وہ علامہ البانی کے بقول سخت ضعیف ہے۔صحیح بخاری میں جو احادیث تراجم ابواب یا ان کے ذیل میں بغیر سند کے مذکور ہیں، وہ مرفوع اور متصل احادیث کے درجے میں نہیں ہیں، اس کی ایک مثال وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان کا روزہ ترک کردے تو تاحیات ان کی قضا دیتے رہنے کے باوجود ان کی ادائیگی نہیں ہوگی۔سند اور مفہوم کے اعتبار سے یہ روایت صحیح نہیں ہے جب کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً اس کا ذکر کیا ہے۔روزے کے وہ ثمرات اور نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں جو روزوں سے مطلوب ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے محض ایک رسم بن کر رہ گئے ہیں، ہم روزے کی روح کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

(۱۱) توحید اور شرک کی حقیقت قرآن وسنت کی روشنی میں

کتاب وسنت کی اشاعت کے عالمی ادارے "دارالسلام" کا ایڈیشن اس وقت پیش نظر ہے۔یہ کتاب کی اشاعت دوم ہے۔مجھے اشاعت اول کا ایڈیشن نہیں مل سکا، اشاعت دوم کے سنہ اشاعت کی خبر بھی ناشر نے نہیں دی ہے البتہ عرض مصنف سے پتا چلتا ہے کہ انھوں نے اکتوبر ۲۰۰۱ء میں اشاعت دوم کا یہ دیباچہ لکھا ہے۔۱۲۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مختلف مواقع پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں مصنف کے بقول تکرار ہے لیکن وہ تکرار بھی فائدے سے خالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ کتاب مندرجہ ذیل چار ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول: لا الہ الا اللہ معنی ومطلب اور مقام وفضیلت، باب دوم: توحید کی حقیقت، قسمیں اور تقاضے، باب سوم: شرک کیا ہے اور مشرک کون ہے؟ باب چہارم: استدلالات اوران کا جائزہ۔

مصنف نے پہلے تین ابواب میں نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں توحید اور اس کے تقاضوں پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شرک کی حقیقت اور اس کے مظاہر کی نشان دہی کی ہے۔ برصغیر کی خاص دینی فضا میں جس قسم کا شرک موجود ہے اور اہل بدعت جس قسم کی باطل تاویلات کے ذریعے اسے عین توحید ثابت کرتے ہیں، مصنف نے کتاب کے آخری باب میں اس کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ظلمت پسند طبائع نے جن دلائل کا سہارا لیا ہے، ان کی تردید کی ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے مولانا اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان اور خرم علی بلہوری کی نصیحۃ المسلمین انتہائی مفید اور موثر کتابیں ہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے بھی اس سرزمین پر موجود مظاہر شرک کو نشانہ بنایا ہے اور مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کو درست کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ آخری باب کے چند ذیلی عنادین یہ ہیں:

کیا بزرگان دین کو مدد کے لیے پکارنا شرک نہیں ہے؟ صحابہ وتابعین نے کسی بھی فوت شدہ کو کبھی نہیں پکارا، فوت شدگان سے استغاثہ کرنا اور ان کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک واقعہ، علامہ آلوسی بغدادی کی وضاحت، وسیلے کی جائز صورتیں، ناجائز اور ممنوع وسیلہ، صنم پرست مشرکین بھی فاعل حقیقی اللہ کو مانتے تھے، قوم نوح کے پانچ بت بھی دراصل اللہ کے نیک بندوں ہی کے نام تھے، بے خبر مسلمانوں کا شرک، بزرگان دین کی تصریحات، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، فتاوی عالمگیری کا فتویٰ، اللہ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھنا کفر ہے، یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ کیوں ناجائز ہے؟ کیا غائب کو پکارنا شرک نہیں؟ واقعہ یا ساریۃ الجبل؟ ایک مجہول الحال شخص کے خواب سے استدلال، عبادت کسے کہتے ہیں اور معبود کون ہوتا ہے؟، بسم اللہ کی باء سے استمداد لغیر اللہ کا جواز؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اُس کا شرعی حل

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کی یہ کتاب دارالسلام سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ ۲۳۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب طلاق کے ایک ایسے سنگین مسئلہ سے متعلق ہے جس میں فقہائے امت کی ایک بڑی تعداد شدید کشمکش میں مبتلا چلی آرہی ہے۔ عصر حاضر میں اس مسئلے نے ملت اسلامیہ کو سخت اضطراب میں ڈال رکھا ہے۔ نصوص کتاب وسنت پر براہ راست غور وفکر کر کے اس سے صحیح مسئلہ مستنبط کرنے کی ہمت وجرأت اس اندھی تقلید نے ختم کر دی ہے جس کے جواز کی کوئی صورت اسلام میں نہیں ہے۔ ازدواجی زندگی کی نفسیات کو بالائے طاق رکھ کر شوہر کو سزا دینے کی جو روایت چل پڑی ہے، اس نے عورت کے نازک جذبات کو سخت ٹھیس پہنچائی ہے۔ حلالہ جیسی ملعون چیز کو رواج دیا گیا اور اور بعض ناعاقبت اندیش حضرات نے اسے کار ثواب قرار دیا۔ برصغیر کے بعض علاقوں میں حلالہ کے لیے مساجد کے حجرے خاص کیے گئے اور شیطان صفت جاہل مولوی روپے لے کر حلالہ کا آفس کھول کر بیٹھ گئے۔ اس ایک مسئلے سے اسلام اور اہل اسلام کے حصے میں جو رسوائی آئی ہے، اس کی بھرپائی ناممکن ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف کی اس کتاب کا پورا نام ”مشاہیر امت اور ہندوپاک کے متعدد علمائے احناف کی نظر میں ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل“ ہے۔ مصنف نے بڑی دردمندی سے امت سے اپیل کی ہے کہ اس مسئلے کی شرعی حیثیت کو سمجھیں اور مسلم سماج کے تانے بانے کو بکھرنے سے بچانے کی کوشش کریں۔

مصنف نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی ہیں جس میں شوہر کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ عدت کے دوران اپنی بیوی سے رجوع کر سکے۔ اگر عدت گزر جاتی ہے تو بعد میں تجدید نکاح کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ یہ نقطۂ نظر نیا اور انوکھا نہیں ہے بلکہ شروع سے اس کے حاملین اور قائلین امت میں موجود رہے ہیں۔ حتی کہ برصغیر کے کئی ایک دیوبندی اور بریلوی علماء بھی یہی فتوی دیتے رہے ہیں۔ بعض مقلدین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ صرف اہل حدیثوں کا مسئلہ ہے۔

اس کتاب کے چند بڑے عنوانات یہ ہیں: مرد کا حق طلاق اور اس کے آداب، مسئلہ طلاق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثلاثہ اور اس کی نوعیت، مسئلہ طلاق ثلاثہ میں بعض حضرات کے دعاوی اور ان کی حقیقت، عصر حاضر کے علمائے عرب، ہند کے علمائے احناف، اسلام کا قانون طلاق از الطاف احمد اعظمی، مسئلہ تطلیقات ثلاثہ فی مجلس واحد از مولانا ابوالحسنات ندوی، پاکستانی علمائے احناف، مذاہب اربعہ کا متفقہ مؤقف: تاکید کے طور پر تین طلاقیں، ایک ہی طلاق ہے، مسلم ممالک میں طلاق کا قانون، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا طرز عمل، علمائے احناف کے لیے دعوت غور وفکر۔

اس متنازعہ فیہ مسئلے میں یہ کتاب حرف آخر کہی جا سکتی ہے۔ مصنف نے دنیا جہان سے شواہد ودلائل جمع کر دیے ہیں۔ مصنف نے عرض مولف میں کتاب کے مباحث کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس میں اولاً یہ بتایا گیا ہے کہ طلاق دینے کا مروجہ طریقہ غلط ہے، ثانیاً طلاق دینے کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے، ثالثاً دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، رابعاً یہ واضح کیا گیا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق کے تین ہونے پر اجماع کا دعوی غلط ہے، خامساً ان دلائل کی کمزوری واضح کی گئی ہے جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع ہے، سادساً ان علمائے احناف کے فتاوی اور مقالات کی تلخیص پیش کی گئی ہے جو اس مسئلے میں اہل حدیث موقف کی تائید کرتے ہیں، سابعاً علمائے احناف نے اپنے ان فتاوی اور مقالات میں یہ تسلیم کیا ہے کہ طلاق ثلاثہ کی پیچیدگیوں سے بچنے کا واحد راستہ جماعت اہل حدیث کا موقف ہے، ثامناً ان علمائے احناف نے اپنے ہم مسلک علماء سے درمندی کے ساتھ اپیل کی ہے کہ اس مسئلے میں جمود اختیار کرنے کے بجائے توسع کا راستہ اپنائیں، اسی میں ملت کی بھلائی ہے۔

(۱۴) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت

۲۸۷ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ام القری پبلی کیشنز، گوجرانوالہ سے جولائی ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ دراصل کئی ایک اہل علم کے مضامین ومقالات کا مجموعہ ہے جسے مصنف نے بڑی خوبصورتی سے مرتب کیا ہے اور احناف کے تقلیدی مسلک سے اہل حدیث منہج کا جو اختلاف ہے، اس کی حقیقت اور نوعیت واضح کی ہے۔ اہل حدیث مسلک میں اتباع کتاب وسنت اور فہم دین کے لیے منہج سلف کی پاسداری کا جو تصور پایا جاتا ہے، وہ عین اسی اسلام کی ترجمانی کرتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا ہے۔ یہاں مطاعِ مطلق ذات گرامی صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ امت کے ائمہ کرام، مفسرین، محدثین اور فقہاء کا ادب واحترام اور ان کے علم واجتہاد سے استفادہ ضرور کیا جائے گا لیکن جہاں ان کا کوئی اجتہاد نصوص کتاب وسنت سے متعارض نظر آئے گا، اسے ترک کر کے نصوص کی بالادستی قائم رکھی جائے گی۔

شروع میں بطور مقدمہ مولانا محمد حنیف ندوی کا مضمون کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے جس میں انھوں نے اہل حدیث اور ان کے مسلک کے تعارف کے حوالے سے بحث کی ہے۔ اس کے بعد باقاعدہ مضامین کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پہلا مضمون حافظ صاحب کی وہ تحریر ہے جو انھوں نے حافظ محمد گوندلوی کی کتاب الاصلاح کے مقدمہ کے طور پر لکھی تھی۔ اس کے بعد عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے دوسرا مقالہ شروع ہوتا ہے جس میں آل دیوبند کی مشہور ومعروف کتاب المہند علی المفند میں سے ان کے بعض اعتقادات انھی کی زبانی بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ فاضلانہ تبصرہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ تیسرا مضمون شخصیت پرستی اور مشیخیت کے دینی واخلاقی مفاسد کے عنوان سے ہے جو دراصل ایک دیوبندی عالم دین ہی کی تحریر ہے جس میں انھوں نے نہایت اخلاص اور دردِ دل سے اپنے مشاہدات اور ان کے دینی رجحانات کا تذکرہ کیا ہے۔ چوتھا مقالہ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کا شامل کیا گیا ہے جس میں مولانا نے نہایت شد ومد کے ساتھ اہل تقلید کے تقلیدی جمود کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اسی مناسبت سے مولانا عبدالرحمٰن ضیا کے مضمون کو بھی کتاب کا حصہ بنایا ہے جو اس سے قبل سہ ماہی نداء الجامعہ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ سب سے آخر میں علامہ البانی کا اپنے دوست کے ساتھ ہونے والا مکالمہ ''ہم سلفی کیوں کہلائیں؟'' کے عنوان سے شامل اشاعت ہے۔ یہ مضمون علامہ البانی کی کتاب سلفی منہج کا حصہ ہے۔

اہل حدیث کے عقیدہ وعمل اور اس کے فکری منہاج کو سمجھنے میں یہ کتاب حد درجہ معاون ہے۔ جو حضرات اپنے دلوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات ڈالے ہوئے ہیں اور اہل حدیث مسلک پر الزام تراشی کرنے اور تہمت لگانے میں تمام اخلاقی حدود وقیود کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں، اگر ایمان داری اور ذمہ داری سے وہ اس کتاب کا مطالعہ کر لیں تو ان شاء اللہ ان کی تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی نے لکھا ہے:

''نفرت وتحقیر کا یہ بادۂ تلخ انگریز کے استعماری مصالح کے علاوہ اور کن کن مقدس ہاتھوں سے کشید ہوا ہے؟ اور تہمت کی اس سازش میں کس کس نے حصہ لیا ہے؟ کن کن عناصر نے اہل حدیث کے خلاف اس نفسیاتی مہم کو چلانے میں کامیاب کردار ادا کیا ہے؟ یہ ایک مستقل اور علیحدہ موضوع ہے جو مخصوص تحقیق والتفات چاہتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے متعلق سردست تعرض کرنا موزوں نہیں، کیوں کہ:

''اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں''۔ (ص: ۱۷-۱۸)

(۱۴) خلافت وملوکیت: تاریخی وشرعی حیثیت

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کو ایک مستند عالم دین اور اسلامیات کے معتبر اسکالر کی حیثیت سے علمی اور دینی حلقوں میں جو شہرت ومقبولیت ملی، اس کی ایک بڑی وجہ ان کی کتاب ''خلافت وملوکیت: تاریخی وشرعی حیثیت'' بھی ہے جو تحقیق اور تجزیے کا ایک معیاری نمونہ پیش کرتی ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور سے مولانا محمد یوسف بنوری کے مقدمہ اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ ۵۸۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب انتہائی نازک اور بڑے حساس موضوع پر ہے۔ کئی ایک اسباب اور محرکات کے زیر اثر جماعت اسلامی کے بانی اور موسس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ۱۹۶۵ء میں اپنے ماہنامہ رسالہ ''ترجمان القرآن'' میں خلافت وملوکیت کے نام سے ایک سلسلہ مضامین لکھنا شروع کیا جس میں انھوں نے اسلام کے سیاسی نظام، عہد نبوی میں سیاست کے اصول، شیخین کے دور میں خلافت راشدہ کی اساسیات اور عہد عثمانی اور عہد علوی میں اٹھنے والے فتنوں کا تجزیہ کرتے ہوئے بعض صحابہ کرام کے کردار وعمل کو اپنی سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور اسلامی تاریخ کے عہد اول کے بعض واقعات کو اپنے مخصوص ذہن وسوچ کے رنگ میں پیش کیا۔ اہل سنت کے حلقوں میں اس سے خاصی بے چینی پیدا ہوئی، مولانا مودودی جس اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوشاں تھے، ان کے اس مثبت کام کی اہل سنت کا ایک بڑا طبقہ تائید کر رہا تھا اور جدید تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کی خاصی بڑی تائید ان کے ساتھ ہو چلی تھی لیکن ان کی اس کتاب نے اہل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سنت کے تمام طبقات کو مضطرب کر دیا جب کہ شیعہ حلقوں میں اس کتاب کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ دسویں محرم کو ایک مرتبہ مولانا مودودی نے کسی شیعہ لیڈر کے یہاں شہادت حسین کے موضوع پر تقریر بھی کی جس میں انھوں نے واقعہ شہادت کی وہی تشریح و تعبیر کی جو صدیوں سے شیعہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ جماعت اسلامی اپنے بانی کے ان رجحانات سے شعوری اور غیر شعوری طور پر متاثر ہوئی اور ایک مرحلہ وہ بھی آیا جب سنی دنیا کے خلاف جا کر جماعت اسلامی کی قیادت نے خمینی کے انقلاب کی کھل کر حمایت کی اور ایک شیعی حکومت کو اسلامی دنیا کے سامنے آئیڈیل بنا کر پیش کیا۔ جماعت اسلامی جس راستے پر چل کھڑی ہوئی تھی، ابھی تک شرح صدر کے ساتھ وہ اسی راہ پر گامزن ہے اور ایران کی شیعی قیادت سے اس کے گہرے مراسم ہیں۔ اب یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کو خمینی ہی کی طرح سیاسی انقلاب برپا کرنے کی جلدی ہے یا اہل تسنن اور اہل تشیع کے درمیان فہم دین اور اساسیات اسلام کے سلسلے میں جو بعد اور تضاد ہے، یہ حضرات اسے قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔

ترجمان القرآن میں اس مضمون کی اشاعت کے بعد جماعت اہل حدیث کے آرگن ''الاعتصام'' لاہور نے اس کا نوٹس لینا اپنا دینی اور اخلاقی فریضہ سمجھا۔ جماعت کا ایک نوجوان جس کی عمر اس وقت کل بیس سال کی تھی اور جو حافظ محمد یوسف کراچوی کے نام سے جانا جاتا تھا، اس نے مولانا مودودی کے خلاف جوابی مضمون لکھنا شروع کیا۔ اس کی پہلی قسط ۲۴/ دسمبر ۱۹۶۵ء کے ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوئی۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی رہنمائی میں لکھی جانے والی یہ تحریر علمی حلقوں میں کافی مقبول ہوئی اور جماعت اہل حدیث کی معتبر شخصیت مولانا اسماعیل گوجرانوالہ نے نہ صرف اس نوجوان کی حوصلہ افزائی کی بلکہ تنظیم میں یہ تجویز زیر غور آئی کہ اسے مکمل کر کے کتابی صورت میں بھی شائع کیا جائے۔ یہی حافظ محمد یوسف کراچوی ہیں جو بعد میں مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کے نام سے علمی دنیا میں معروف و متعارف ہوئے۔ یقین نہیں آتا کہ اس پائے کی علمی و تحقیقی تصنیف ایک بیس سال کا نوجوان تیار کر سکتا ہے اور وہ بھی ایک ایسے منجھے ہوئے مصنف کے خلاف جس نے اپنے فکر و فلسفہ سے ایک دنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہو اور جس کی مسحور کن نثر اور موثر اسلوب نے اعلیٰ دماغوں کو سوچنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مجبور کر دیا ہو۔

مولانا مودودی کی خلافت وملوکیت بڑی متنازعہ فیہ کتاب ثابت ہوئی۔اس سے دوسرے علمی حلقوں میں سخت اضطراب تو پیدا ہی ہوا خود جماعت اسلامی سے وابستہ بعض علماء نے اس میں پیش کردہ مواد اور حاصل کردہ نتائج سے اتفاق نہیں کیا۔مولانا عبدالغفار حسن رحمانی اپنے ایک مکتوب میں اپنے ساتھی اور دوست مولانا محمد امین اثری کو لکھتے ہیں:

''اسی طرح 'تجدید سبائیت' مولفہ مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی، شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء مل سکے تو وہ بھی ارسال کیجیے۔محمود عباسی کراچوی کی 'حقیقت خلافت وملوکیت' آپ کی نظر سے گزری ہوگی، تجلی دیوبند سے مل سکتی ہے۔آپ نے مولانا مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھی ہوگی، ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے۔اب تصویر کا دوسرا رخ بھی مطالعہ کرنا ضروری ہے۔میرے پاس یہ کتاب موجود ہے، صرف آپ کے مطالعہ کے لیے اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔مولانا مودودی صاحب نے اپنی کتاب میں بعض صحابہ کرام کو ہدف تنقید بنا کر نہایت افسوس ناک اقدام کیا ہے۔یہ تنقید بھی تاریخ کی رطب ویابس روایات کی بنا پر کی گئی ہے۔افسوس ہے کہ جماعت کے سنجیدہ ارکان یا تو اس تنقید پر خاموش ہیں یا مدافعت میں سرگرم ہیں، اختلاف کا اظہار کوئی بھی نہیں کرتا۔یہ تقلید شخصی کا نیا باب ہے جو شخصیت پرستی سے بھی بدتر ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟''۔ (مکاتیب رحمانی، مرتبہ: رفیق احمد رئیس سلفی، مکتبہ ترجمان دہلی، دسمبر ۱۹۹۵ء، ص:۷۶)

(محمود احمد عباسی (۳۱ر مارچ ۱۸۸۵ء- ۱۴ر مارچ ۱۹۷۴ء) کی کتاب کا نام ''حقیقت خلافت وملوکیت'' نہیں بلکہ ''خلافت معاویہ ویزید'' اور اسی کا تتمہ ''تحقیق مزید بہ سلسلہ خلافت معاویہ ویزید'' ہے۔محمود احمد عباسی کی یہ دونوں کتابیں شدید رد عمل کا شکار ہیں، انھوں نے تاریخ اسلامی کو ایک عجیب نظریے سے دیکھا ہے۔ان کی بعض تلبیسات کا جواب استاذ محترم مولانا رئیس الاحرار ندوی رحمہ اللہ نے ''الہدیٰ'' دربھنگہ میں دینا شروع کیا تھا لیکن قسط وار یہ مضمون زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہ سکا اور استاذ محترم کی اس موضوع پر کتاب کا بھی پتا نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے اور کس مرحلے تک پہنچی تھی۔کہیں ایسا تو نہیں کہ تاریخ یہود کی طرح اس کتاب کا مسودہ بھی کسی نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غائب کردیا)

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی رحمہ اللہ نے یہ خط مدینہ منورہ سے لکھا ہے۔خط پر تاریخ ۲۱/ جمادی الاخری ۸۹ھ۔ ۳/ستمبر ۶۹ء یوم الاربعاء درج ہے۔یہ خط اس دور کا ہے جب مولانا عبدالغفار حسن رحمانی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں استاذ تھے اور اس سے تقریباً ۱۲/سال پہلے ۱۹۵۷ء میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو چکے تھے۔مکتوب الیہ مولانا محمد امین اثری رحمہ اللہ مولانا عبدالغفار حسن رحمانی کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور مالیرکوٹلہ میں کئی سالوں تک دونوں ساتھ تھے۔مولانا اثری اس وقت بھی جماعت اسلامی کے رکن تھے اور زندگی کی آخری سانس تک وہ جماعت اسلامی سے وابستہ رہے۔مولانا محمد امین اثری تحفۃ الاحوذی کے مشہور مصنف مولانا محمد عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کے سگے بھتیجے تھے،شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کے وہ دارالحدیث رحمانیہ میں شاگرد تھے،شیخ الحدیث ہی وہاں ان کے مربی تھے۔''مکاتیب رحمانی'' شیخ الحدیث ہی کے خطوط کا مجموعہ ہے جو انھوں نے مولانا اثری کو لکھے تھے۔مولانا امین اثری کے پاس اہل علم کے جو خطوط تھے،ان میں ایک خط مولانا عبدالغفار حسن رحمانی کا بھی تھا جسے ایک علمی خط سمجھ کر مولانا اثری کی اجازت سے میں نے ''مکاتیب رحمانی'' میں شامل کردیا تھا۔مشہور مصنف غازی عزیر صاحب مقیم حال سعودی عرب،مولانا اثری کے صاحب زادے ہیں۔

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف نے مولانا مودودی کی کتاب کی ایک وجہ تصنیف اس دور میں پاکستان کی آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کو قرار دیا ہے۔اور چوں کہ مولانا مودودی اور ان کی جماعت اس آمریت کے ظلم وجبر کا شکار تھی،اس لیے انھوں نے اپنے انداز میں اسلامی تاریخ کے زریں عہد کا تجزیہ کیا اور اس میں خلافت وملوکیت کے درمیان پائے جانے والے فرق کی نشان دہی کی۔ایک دوسری وجہ انھوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے پیچھے نسلی تفوق اور برتری کے احساس کا جذبہ کارفرما رہا ہے۔مولانا مودودی چوں کہ سید تھے اور سادات کے تعلق سے جو خیالات ہمارے دینی لٹریچر میں عام ہیں اور خلافت کے لیے قرشیت شرط ہے جیسے مسائل ہمارے دینی مجالس میں جس انداز میں زیر بحث آتے رہے ہیں،سیاسی تشیع جس انداز میں تاریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مختلف ادوار میں اہل تسنن کے لیے فتنہ بنا رہا ہے، اس کو دیکھ کر بجا طور پر ان حضرات کی بات میں صداقت نظر آتی ہے کہ محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب میں اہل بیت کو جس انداز میں پیش کیا ہے، وہ کھلی ہوئی ناصبیت ہے، جس میں انھوں نے قدم قدم پر سادات کی مخالفت بلکہ ان کی تحقیر کی ہے۔ مذکورہ بالا کتاب میں محمود احمد عباسی کی ایک نادر تحقیق یہ بھی ہے کہ دادا عبدالمطلب کی وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ان کے چچا ابوطالب نے نہیں بلکہ دوسرے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے کی تھی۔ ابوطالب چوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے اور مصنف نہیں چاہتے تھے کہ یہ شرف ان کے والد کو حاصل ہو۔ اسی لیے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولانا مودودی کی ''خلافت وملوکیت'' محمود احمد عباسی کی اول الذکر دونوں کتابوں کا جواب ہے۔ محمود احمد عباسی امروہہ کے رہنے والے تھے، علی گڑھ میں بھی ان کا قیام رہا تھا اور ان دونوں مقامات پر اہل تشیع کی گرفت کافی مضبوط تھی اور ان کی وجہ سے انھیں مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑا تھا۔ محمود احمد عباسی کی مزید دو کتابیں تنازعہ کا سبب بنی تھیں۔ ایک تھی تحقیق الانساب اور دوسری کا نام تھا: تحقیق سید وسادات: قرآن، حدیث، تاریخ وانساب کی روشنی میں۔ مالک رام نے اپنی کتاب ''تذکرہ معاصرین'' میں محمود احمد عباسی کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔ بہرحال دلوں میں پوشیدہ باتوں کے تعلق سے یہ سب انسان کے اپنے اندازے اور تخمینے ہیں، جن کو علم ویقین کا نام دینا جلد بازی ہوگی۔

مولانا مودودی نے اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں اپنے خاص سیاسی نظریات کے زیر اثر مواد جمع کیا ہے اور ہماری قدیم تاریخی کتابیں جو رطب ویابس کا مجموعہ ہیں، ان میں یہ سارا مواد موجود ہے لیکن ان قدیم کتابوں میں واقعات وحادثات کے دوسرے پہلو بھی ذکر کیے گئے ہیں لیکن چوں کہ وہ مولانا مودودی کے خاص افکار ونظریات کے خلاف تھے، اس لیے انھوں نے ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔ حافظ صاحب نے اپنی اس کتاب میں ایسے کئی واقعات کی نشان دہی کی ہے۔ مولانا مودودی اپنے خاص سیاسی نظریات کو عملی جامہ تو نہیں پہنا سکے لیکن اردو زبان میں ایک ایسی بحث اٹھا گئے جس کی وجہ سے خیار امت کی دین داری، تقوی، اخلاص اور دین اسلام کے لیے ان کی تمام قربانیاں موضوع بحث بن گئیں اور اردو دنیا میں ایک بار پھر اہل تشیع اور اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تسنن آمنے سامنے آگئے۔ امت کے سواد اعظم نے مولانا مودودی کی اس کتاب کو رد کر دیا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی آج بھی اس کو بغیر کسی وضاحت یا حاشیہ کے شائع کر رہی ہے۔ ایک بار جماعت کے ہندوستانی مرکز میں سعودی وفد کے ساتھ ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس حفظہ اللہ تشریف لائے تھے تو انھوں نے جماعت کے اہل علم ذمہ داروں سے بڑی دردمندی کے ساتھ گزارش کی تھی کہ اب یہ کتاب بغیر فٹ نوٹس کے شائع نہ کی جائے۔

مختصر یہ کہ صحابہ کرام کے کردار وعمل کی صفائی میں حافظ صاحب نے جو تاریخی وعلمی تحقیقات پیش کی ہیں، وہ اس مسئلے میں اہل علم کی رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس گراں قیمت خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے۔

(۱۵) بارات اور جہیز کا تصور: مفاسد اور حل

اڑتالیس صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ ان غیر شرعی رسوم سے متعلق ہے جو برصغیر کے مسلم خاندانوں میں شادی بیاہ کے موقع پر انجام دی جاتی ہیں۔ کتابچہ کا جو ایڈیشن راقم کے پیش نظر ہے، اس پر کسی ناشر کا نام نہیں ہے اور نہ معروف چلن کے مطابق سنہ اشاعت کا تذکرہ ہے البتہ مصنف کے عرض مولف میں جنوری ۲۰۱۳ء کی تاریخ درج ہے۔ کتاب وسنت ڈاٹ کام پر یہ کتاب موجود ہے، وہاں اس کے تعارف میں ناشر کا نام ''دار الکتب السلفیہ، لاہور'' لکھا ہوا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض اصحاب خیر اسے نکاح کی تقریبات میں تقسیم کرتے رہے ہیں اور شاید اسی خاص مقصد کے تحت یہ کتابچہ تحریر بھی کیا گیا ہے۔ بارات، جہیز، منگنی کی رسم، بے پردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شادی کی تقریبات میں خواتین کی شرکت، فلم بندی، روپے پیسے لٹانا، گجرا اور سہرا، پٹاخے چلانا، ہوائی فائرنگ کرنا، گانا بجانا وغیرہ تمام رسموں کا ایک ایک کر کے تذکرہ اس کتاب میں کیا گیا ہے اور ہر ایک کے مفاسد تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ مصنف نے ان حضرات کی تردید کی ہے جو لڑکی کے یہاں کھانا کھانے کو ناجائز قرار دیتے ہیں، وہ اسے جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ جائز حدود کے اندر ہو۔ اسی طرح وہ شادی کے موقع پر قومی ترانے اور جائز نغموں کو گانے اور دف بجانے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں لیکن یہ کام نابالغ بچیاں انجام دیں گی۔ اسی طرح وہ کورٹ میرج یا خفیہ شادی کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ مصنف نے شادی بیاہ کے اسلامی طور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقے کی بھی تفصیل پیش کی ہے اور جا بجا صحیح احادیث پیش کر کے اپنے موقف کو مدلل کیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اصحاب خیر اسے شادی بیاہ کی تقریبات میں تقسیم کریں تا کہ مسلمانوں کو غیر شرعی رسموں کی خرابیوں کا علم اور احساس ہو سکے۔

(۱۶) آداب نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب

۳۲ صفحات پر مشتمل اس کتابچہ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے فتاوی کی روشنی میں نماز کے آداب بیان کیے گئے ہیں اور نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسے واجب قرار دیا گیا ہے۔ خلیل احمد ملک نے کتاب کا مقدمہ لکھا ہے جس میں انھوں نے امام ابن تیمیہ کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ حافظ صلاح الدین یوسف نے شیخ الاسلام کے فتاوی کی روشنی میں نماز کے آداب اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب پر ناشر کا نام نہیں ہے اور نہ کہیں سنہ اشاعت کا ذکر ہے۔ کتاب سے یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ فتاوی شیخ الاسلام کے کس حصے کا یہ ترجمہ یا ترجمانی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ فتاوی کے مختلف مقامات مصنف کے پیش نظر ہیں اور انھوں نے ان سے استفادہ کرتے ہوئے نماز میں سستی کرنے والوں اور اس کے آداب کا خیال نہ رکھنے والوں کی ہدایت اور ان کی تنبیہ کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ آخر میں نماز میں عمل کثیر وقلیل پر گفتگو کرنے کے بعد ایک جدید مسئلہ بھی انھوں نے بیان کیا ہے جس سے بعض نمازیوں کا سابقہ پڑتا ہے اور وہ مسئلہ ہے دوران نماز موبائل کی گھنٹی کا بجنا۔ مصنف نے لکھا ہے کہ گھنٹی بجتے ہی بغیر نمبر دیکھے بند کر دینا جائز ہے لیکن اگر نمبر دیکھ کر بند کیا تو یہ عمل کثیر میں شمار ہوگا اور نماز باطل ہو جائے گی۔ اس تفریق کی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے، جب نمازی موبائل دیکھے گا تو نمبر پر لازماً نظر پڑے گی یا موبائل سامنے رکھا ہے تو فلش ہوتے ہی نمبر سامنے نظر آ جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر شخص جیب کے اندر ہاتھ ڈال کر موبائل بند یا آف کرنے پر قادر نہیں ہوتا، اسے ہاتھ میں لے کر ہی اسے بند کرنا ہوتا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے یا نواسی کو گود میں لے کر جس انداز میں امامت کرائی ہے، کیا وہ عمل کثیر کے زمرے میں آئے گا؟؟

(۱۷) قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

ایک سو بیس (۱۲۰) صفحات پر مشتمل اس کتاب کو دار الدعوۃ السلفیہ لاہور، نے مارچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۶ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب درحقیقت قبر پرستی کی تردید میں لکھے گئے ان کے متعدد مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو مختلف اوقات میں معروف اہل حدیث مجلے الاعتصام میں چھپتے رہے اور بعد میں انھیں ایک کتاب کی شکل میں طبع کر دیا گیا ہے۔ ان مضامین میں مختصراً ان دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے جو قبر پرستی جیسے شرک صریح کے جواز میں بالعموم بریلوی علماء یا ان کے ہم نوا اہل قلم کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں۔

سخت حیرت وتعجب کی بات ہے کہ جس ملت کو توحید کا علم بردار بنایا گیا تھا، وہ بزرگان دین سے عقیدت واحترام کا پروپیگنڈہ کر کے ان کی قبروں سے وابستہ ہوگئی ہے اور مزارات پر وہ سارے کام کرتی ہے جن کے شرک اور بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ برصغیر میں تنہا جماعت اہل حدیث ہی وہ جماعت ہے جس نے اس شرک جلی کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد کو قبر پرستی کے دلدل سے نکال کر خدا پرستی کی شاہ راہ پر لا کھڑا کیا۔ جماعت کے معتبر نمایندے کی حیثیت سے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے قبر پرستوں کی ان تمام تحریروں کا محاسبہ کیا ہے جو اہل بدعت وقتاً فوقتاً لکھتے رہے ہیں اور ان تمام دلائل کی دھجیاں بکھیر دی ہیں جو قبر پرست حضرات اس شرک جلی کو عین اسلام اور عین توحید ثابت کرنے کے لیے دیتے رہے ہیں۔ کتاب کے چند اہم عنوانات یہ ہیں:

غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا شرک ہے یا نہیں، دعوت توحید، قبر پرستی کی ایک وکالت کا جائزہ، بزرگان دین کی قبروں پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام، قبروں میں مدفون بزرگ اور حضرت شاہ ولی اللہ، محکمہ اوقاف کے ذرائع آمدنی، نوائے وقت کے کالم نور بصیرت کے جواب میں کچھ بدعات کے بارے میں، حرمین شریفین سلطان عبدالعزیز اور انہدام قبور۔

(۱۸) شادی بیاہ

بتیس (۳۲) صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ اصلاحی بھی ہے اور حددرجہ مفید بھی، خلیل احمد ملک نے اسے شائع کیا ہے۔ سنہ اشاعت کتاب میں کہیں درج نہیں۔ یہ رسالہ بھی لگتا ہے عوام میں مفت تقسیم کرنے کی غرض سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کتابچے میں کیا کچھ لکھا گیا ہے، اس کا اندازہ ذیلی عنوانات کی مندرجہ ذیل فہرست سے لگایا جا سکتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولیمے کا مسنون طریقہ اور غیر مسنون طریقے، ولیمے کے بارے میں اسلامی ہدایات معصیت والی دعوت میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہے، دعوت کھلانے والے کے لیے دعا، دلہا کے لیے خصوصی دعا، ولیمہ کب کیا جائے، شادی کی چند اور ناجائز رسومات، انگریزی زبان میں شادی کارڈ، رات کو شادیوں کا انعقاد، رات کے وقت شادی کا صحیح طریقہ، نکاح کی الگ مستقل تقریب، اگر ناگزیر ہوتو۔۔۔ سلامی یا نیوتہ، عورت نئے گھر میں نئے ماحول میں، مرد کے لیے حکمت ودانش کی ضرورت، بیوی کا حسن کردار اور حسن تدبیر، میاں بیوی کی رنجش میں میکے والوں کا کردار۔

کتاب میں بڑے موثر اسلوب میں ولیمہ کی شرعی حیثیت واضح کی گئی ہے، بعض غیر شرعی رسوم پر تنقید کی گئی ہے اور میاں بیوی اور ساس کو ان کی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں۔ خوش گوار ازدواجی زندگی کے اصول وآداب کی تفہیم کرائی گئی ہے۔ رشتے کیوں بگڑتے ہیں، اس کے اسباب وعوامل کی نشان دہی کر کے خبردار کیا گیا ہے کہ یہ رشتے بہت پاکیزہ اور مقدس ہیں، ان کا احترام کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۹) اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ

چھیاسٹھ (٦٦) صفحات پر مشتمل یہ علمی، تجزیاتی اور بصیرت افروز کتابچہ اسلام کے سیاسی نقطۂ نظر اور سیاسی نظام کو سمجھنے میں حددرجہ معاون ہے۔ تحریک اسلامی اور اس کے بانی مولانا مودودی رحمہ اللہ نے اسلام کا جو سیاسی تصور پیش کیا ہے اور پوری اسلامی تاریخ کو جس رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس نے کئی قسم کی الجھنیں پیدا کردی ہیں۔ آج ہمارے ہی نوجوانوں کو اپنی تاریخ سے نفرت ہونے لگی ہے اور وہ بھی اہل یورپ اور مستشرقین کی تاریخ سازی کے فریب میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ۲۸ ؍ستمبر ۱۹۸۳ء کو ہمدرد فاؤنڈیشن نے اپنے تیسرے مذاکرۂ ملی کا عنوان ''اسلامی ریاست کا تصور'' مقرر کیا تھا اور اہل علم وفکر کو اس موضوع پر مقالات لکھنے اور مذاکرہ میں پیش کرنے کی دعوت دی تھی۔ اسی مذاکرہ کے لیے مصنف نے یہ طویل اور مفصل مقالہ تحریر فرمایا تھا جسے دار الدعوۃ السلفیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

مصنف نے اس خیال کو باطل قرار دیا ہے کہ اسلام کا تصور ریاست مبہم اور غیر واضح ہے، جس کی تفسیر وتوضیح عصر حاضر کی ضرورت ہے۔ انھوں نے عصر حاضر کے مسلم مفکرین کی چار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خامیوں کی نشاندہی کر کے ان کا تجزیہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ان خرابیوں کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہے۔ وہ چاروں فکری خامیاں مصنف کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) موجودہ دور کے مفکرین کی اکثریت کے نزدیک ملوکیت اور بادشاہت بجائے خود مذموم ہے اور اسلام میں کسی صورت اس کی گنجائش نہیں۔

(۲) اسی لیے خلفائے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے ماسوا تمام خلفاء اور سلاطین اسلام سے یہ حضرات اہل علم خوش نہیں اور ان کا تذکرہ سخت ناگوار انداز میں کرتے ہیں اور ان کے ادوار حکومت کا سررشتہ خلافت اسلامیہ سے کاٹ کر انھیں خالص دنیوی اور جاہلی حکومتیں باور کراتے ہیں۔

(۳) اسلامی معاشرے اور اسلامی نظام میں بگاڑ کا واحد سبب ملوکیت کو قرار دیتے ہیں، گویا ملوکیت ان کے نزدیک منبع فساد ہے۔

(۴) اور مغربی جمہوریت کو ایک آئیڈیل نظام حکومت تصور کرتے ہیں اور اسے ہی واحد اسلامی نظام حکومت باور کراتے ہیں۔

مصنف نے بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں ان فکری خامیوں کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام کے مقاصد اور اس کے اصول حکمرانی واضح ہیں البتہ دوسرے امور حالات پر چھوڑ دیے گئے ہیں جن کو اجتہادی بصیرت کے ذریعے ہر دور میں طے کیا جاتا رہے گا۔ خلافت وملوکیت کے مسئلے کی تفہیم کے لیے حافظ صاحب کا یہ رسالہ بہت اہم ہے، خاکسار کا خیال ہے کہ اس موضوع پر اتنی صاف اور واضح تحریر دوسری کوئی موجود نہیں ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اسے ضرور پڑھنا چاہیے۔ تحریک اسلامی سے تعلق رکھنے والے حضرات اگر تعصب کی عینک اتار کر اسے پڑھیں گے تو وہ بھی عصر حاضر کے مسلم مفکرین کے سیاسی افکار کی کمزوریوں کا ان شاء اللہ ادراک کر سکیں گے۔ کاش ہمارے ملک میں بھی کوئی اسے شائع کر دیتا جس سے لوگوں کے لیے اس کی دستیابی آسان ہو جاتی۔

(۲۰) واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات: ایک تحقیقی جائزہ

مکتبہ دارالسلام سے جولائی ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والی یہ تحقیقی کتاب ۱۲۲ رصفحات پر مشتمل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک بڑا معجزہ اسراء اور معراج بھی ہے۔ عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات ملتی ہیں، ہمارے مفسرین اور محدثین نے بھی اس واقعہ کی مختلف جزئیات کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ واقعہ خواب میں پیش آیا یا عالم بیداری میں؟ اس سلسلے میں دونوں رائیں ہمیں ملتی ہیں لیکن صحیح اور مدلل بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عالم بیداری میں پیش آیا اور اس کے واضح دلائل قرآن اور حدیث میں موجود ہیں۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کی مسافت زمانہ قدیم میں چالیس دنوں کی ہوا کرتی تھی۔ اللہ کی مدد کے بغیر کیسے ممکن ہے کہ کوئی چند گھنٹوں میں وہاں پہنچ جائے اور پھر راتوں رات واپس آجائے۔ تقریباً چوبیس صحابہ کرام سے واقعہ معراج کی احادیث مروی ہیں۔ واقعہ کی تفصیلات میں رطب و یابس سب کچھ موجود ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس کی مکمل تحقیق ''الاسراء والمعراج'' میں کی ہے۔ اردو میں یہ شرف پہلی بار حافظ صلاح الدین یوسف کو حاصل ہوا ہے کہ انھوں نے صحیح احادیث کی روشنی میں اسراء و معراج کی مکمل تفصیلات قلم بند کی ہیں۔ احادیث میں جو اختلاف یا تضاد دکھائی دیتا ہے وہ اصلاً راویوں کے اپنے اپنے بیانات ہیں، ان کی صحیح توجیہ کر دی گئی ہے۔ معراج کا تحفہ پنج وقتہ نماز ہے، مزید تحفے بھی معراج میں عطا ہوئے ہیں۔

شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا اور نہ براہ راست ہم کلامی فرمائی اور نہ اتنے قریب ہوئے کہ درمیان میں دو کمان کا فاصلہ باقی بچا تھا۔ صحیح احادیث سے ان سب کی تردید ہوتی ہے، صحیح بخاری کی ایک روایت جو شریک بن عبداللہ سے مروی ہے، اس میں کئی طرح کے اوہام ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ علامہ البانی نے شرح عقیدہ طحاویہ کے مقدمہ میں یہ واضح کیا ہے کہ صحیحین کی احادیث بلاشبہ متفق علیہ ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں راویوں کے کچھ اوہام نہیں ہیں۔ حافظ صاحب نے علامہ البانی کا یہ اقتباس نقل کیا ہے۔

صحیح احادیث میں جن مشاہدات کا ذکر آتا ہے، حافظ صاحب نے ان کو بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں جو ضعیف اور موضوع روایات ملتی ہیں، ان کا بھی ذکر کر کے ان کی کمزوریوں کو واضح کر دیا ہے۔ اس طرح سیرت نبوی سے متعلق ایک اہم واقعہ کی صحیح تفصیل پہلی بار اردو میں شائع ہوئی ہے۔ جو حضرات واقعہ معراج کو صحیح طور پر سمجھنا چاہتے ہوں، ان کے لیے یہ کتاب ان شاء اللہ اطمینان بخش ثابت ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) مولانا امین احسن اصلاحی

(اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں)

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی کی تقریظ کے ساتھ یہ کتاب ''مجلس البحث العلمی، المدینۃ اسلامک ریسرچ سینٹر، جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، کراچی سے ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب بڑے سائز میں چھپی ہے اور ۶۳۲ رصفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنی اس کتاب میں مقدمہ کے علاوہ ۲۳ رجنوری ۲۰۱۸ء کا تحریر کردہ ایک اعلان ''اہل علم کے لیے خوش خبری'' کے زیر عنوان شامل کیا ہے۔ کتاب کے موضوع اور اس کے تیور کی تفہیم کے لیے اس اعلان کو ضرور پڑھیں:

> ''زیر نظر کتاب، جو دو حصوں پر مشتمل ہے، مولانا اصلاحی کے نظریات وافکار کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اصلی کتاب، جو ان شاءاللہ بہت جلد اشاعت پذیر ہوگی، مولانا حمید الدین فراہی - جو اس فکر کے بانی اور اس گروہ کے امام اول ہیں - کے افکار پر اور اسی فکر فراہی کے حامل دو اور حضرات جاوید احمد غامدی اور عمار خاں ناصر کے افکار وخیالات کے جائزے پر مشتمل ہوگی۔
>
> اس طرح ان دو حصوں میں فکر فراہی کے حامل ائمہ اربعہ کے زیغ وضلال کی وضاحت پر مشتمل سیریز مکمل ہو جائے گی۔ ان شاءاللہ العزیز۔
>
> اللہ تعالیٰ ان دونوں حصوں کو گم گشتہ راہوں کے لیے راہ یابی کا ذریعہ اور دیگر اس قسم کے لوگوں کے لیے ہدایت ورہنمائی کا باعث بنائے۔
>
> ویرحم اللہ عبداً قال آمینا
>
> (حافظ) صلاح الدین یوسف

کاش حافظ صاحب نے اپنے اعلان میں: ''فکر فراہی کے حامل ائمہ اربعہ کے زیغ وضلال'' کی تعبیر نہ استعمال کی ہوتی، ویسے بھی یہ تعبیر غیر ضروری اور غیر جانب دار قارئین کو خود سے بدظن کرنے والی ہے۔ کتاب میں جو علمی مواد فراہم کیا جا رہا ہے، اس کو سمجھ لینے والا وہی سمجھے گا جو آپ اسے سمجھانا چاہتے ہیں تو پھر اپنی زبان سے اسے کہنے کی ضرورت کیا تھی۔ قارئین کی ذہانت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بھروسہ کرنا چاہیے اور نتیجہ اخذ کرنے کا کام انھی کے سپرد کر دینا چاہیے۔ قارئین ذی اکرام کتاب کے مختلف مباحث میں اس طرح کے سخت الفاظ اور معروضیت کے منافی تعبیرات دیکھیں گے، وہ اگر کتاب کے علمی، فکری اور نظریاتی بحثوں سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو انھیں چاہیے کہ وہ ان تعبیرات کو مصنف کی حمیت دینی اور سنت وحدیث سے بے پناہ محبت پر محمول کریں اور تعبیر کی ان کمزوریوں کو نظر انداز کریں۔

حدیث کی حجیت اور اس کے شرعی ماخذ ہونے کے سلسلے میں فرقہ معتزلہ نے جس فتنے کی آبیاری کی تھی اور جس طرح کے خود ساختہ اصول ونظریات کے ذریعے احادیث کی حجیت سے انکار کیا تھا، تاریخ میں اس کے مظاہر مختلف صدیوں میں سامنے آئے اور اپنے غیر معتدل خیالات کو عین اسلام ثابت کرنے کے لیے انھوں نے قرآنی آیات کا سہارا لیا اور ان آیات کی بے جا تاویل کر کے ان کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔ برصغیر میں اس نظریے کو ایک خاص ماحول میں پنپنے کا موقع مل گیا اور دیکھتے دیکھتے کئی ایک حضرات سنت وحدیث کے باب میں اسی نظریے کے ہم نوا بن گئے۔ اس سلسلے میں سرسید احمد خان، عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز اور اسلم جیراجپوری کے نام سرفہرست ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولانا حمید الدین فراہی سرسید سے اتفاق بالکل نہیں رکھتے تھے بلکہ انھوں نے ان کی اردو تفسیر کا عربی میں ترجمہ کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اس گناہ میں میں شامل نہیں ہو سکتا لیکن لگتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کہا ہے کہ مولانا حمید الدین فراہی، سرسید سے پانچ فیصد متاثر تھے اور اسی اثر پذیری کے اثرات ان کے بعض تفسیری مباحث میں نظر آتے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی تو ان کے سب سے زیادہ قریبی اور معتبر شاگرد رہے ہیں اور انھوں نے اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں بقول خود مولانا فراہی کے اصولوں کی رعایت کی ہے لیکن کلی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو مولانا فراہی کے دوسرے تلامذہ ان سے اختلاف نہ کرتے جب کہ کئی ایک مباحث میں مولانا فراہی کے دوسرے تلامذہ نے ان سے اختلاف کیا ہے۔ جماعت اسلامی سے الگ ہونے کے بعد جب مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنے تفسیری خیالات کی توسیع واشاعت کے لیے اپنا حلقہ درس قائم کیا تو ایسا لگتا ہے کہ حدیث کے تعلق سے ان کے بعض افکار وخیالات جواب تک سامنے نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسکے تھے، کھل کر سامنے آگئے اور انھوں نے دروس حدیث کی اپنی مجلسوں میں فن حدیث کے ان گوشوں سے متعلق گفتگو شروع کر دی جن پر ان کا مطالعہ زیادہ وسیع اور گہرا نہیں تھا۔ ان کے ان کمزور اور غیر علمی افکار ونظریات سے جاوید احمد غامدی متاثر ہوئے اور غلام احمد پرویز کے گمراہ کن خیالات کے ساتھ مولانا امین احسن اصلاحی کے تفسیری رجحانات کی آمیزش سے ایک تیسری چیز بنا ڈالی اور اب وہ اپنی کتابوں میں اسی تیسری چیز کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے حلقہ احباب میں اسی کا پرچار کرتے ہیں۔ امت کے ائمہ ومحدثین کے تعلق سے ان کے خیالات جارحانہ ہوتے ہیں اور تحقیر آمیز لب ولہجہ اختیار کر کے حدیث وسنت کے مقام اور عظمت کو گرانا چاہتے ہیں۔ کئی ایک علماء نے ان کا نوٹس لیا ہے اور ان کے خلاف بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے اس سلسلے میں سب سے زیادہ وقیع کام کیا ہے اور اپنی کئی کتابوں میں ان چاروں حضرات کا علمی محاسبہ کیا ہے۔

حافظ صاحب نے سب سے پہلے مولانا امین احسن اصلاحی کے خودساختہ اصول حدیث کا جائزہ لیا ہے، اس سلسلے میں بطور خاص ان کی کتاب ''مبادی تدبر حدیث'' کو ایک فضول سی کتاب قرار دیا ہے۔ خبر واحد کے یقینی ہونے کی علمی بحث کی ہے اور حدیث کے ظنی ہونے کا مفہوم واضح کیا ہے اور اس سلسلے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں دور کی ہیں۔ مولانا اصلاحی کے انکار حدیث پر انھوں نے مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے ہیں:

تضاد فکر یا انتشار فکر، راویانِ حدیث کے جزوی اختلاف کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا، حدیث وسنت میں تفریق کا اختراعی نظریہ، صحیح احادیث مردود اور منکر روایات مقبول، صحیح بخاری کی عظمت کو گھٹانا، روایات میں تشکیک پیدا کرنا، روایت بالمعنی کا ہوّا، حدیث کے ترجمے یا مفہوم میں اپنی طرف سے اضافہ، حدیث کی بے توقیری اور راویانِ حدیث پر تہمت، امام بخاری پر حرف گیری، صحیح بخاری حدیث کی نہیں فقہ کی کتاب ہے، محدثین، شارحین اور راویان حدیث پر اعتراضات، صحیح بخاری مرتب کتاب نہیں ہے، امام زہری طعن وتشنیع کے خصوصی ہدف، احادیث کو ظنی اور خبر آحاد قرار دے کر رد کرنا، تفسیر قرآن میں حدیث کے بجائے لغت سے استدلال۔

اپنے قائم کردہ اصولوں کی روشنی میں جن متفق علیہ احادیث کا مولانا اصلاحی نے انکار کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، ان کی تفصیل حافظ صاحب نے یہ فراہم کی ہے:

حدرجم کی متفق علیہ اور متواتر روایات کا انکار، رہن (گروی رکھنے) کی روایات کا انکار، مہر نبوت والی حدیث کا انکار، عذاب قبر کا انکار اور دوشاخیں گاڑنے والی حدیث کا انکار، حدیث قرطاس کا انکار، انگلیوں سے پانی نکلنے کے معجزے کو برکت سے تعبیر کرنا، نیز اس کی روایت میں تردید، حدیث شفاعت کا انکار، جہنم سے اہل ایمان کے خروج کا انکار، کھجوروں میں برکت والے معجزے کا انکار، ایک اور معجزے کی معجزانہ حیثیت کا انکار، مدینہ، مکے کی طرح حرم نہیں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم سنی کا انکار، غار میں پناہ لینے اور اپنے اپنے عمل کے واسطے سے دعا کرنے والوں کا واقعہ، دو آیات کی وضاحت میں واردو احادیث میں اشکال، بکریاں چرانے والی حدیث کا انکار، دعائے استسقاء کے لیے سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کا طلب کرنا، حدیث: لا یقتل مسلم بکافر کا انکار، عزل کے جواز پر ناگواری کا اظہار، مسئلہ غلامی کے امکان پر مقابلے کا اعلان، فجر کے بعد بھی نوافل کے لیے جائز وقت ہے، سیدنا موسی علیہ السلام کی ایک خصوصی فضیلت پر مبنی حدیث کا انکار، انزل القرآن علی سبعۃ احرف کا انکار، حضرت جریج والی حدیث جھوٹی ہے، اہل کتاب کی عورت سے مسلمان کا نکاح، صرف دارالسلام میں جائز ہے، سیدنا ابراہیم اور سیدہ سارہ کا واقعہ، ناشکری کی وجہ سے عورتوں کی اکثریت کے جہنم میں جانے والی حدیث کا انکار، معتزلہ کی ہم نوائی، صرف لا الہ الا اللہ کے اقرار پر شفاعت کے استحقاق کا انکار، گھوڑے، عورت اور گھر کی نحوست کا مسئلہ۔

کتاب کے دوسرے حصہ میں حافظ صاحب نے مولانا اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن کا بطور خاص جائزہ لیا ہے۔ نظم قرآن کے مسئلے میں جو نظریہ مولانا فراہی اور اصلاحی کا ہے، اس کا محاکمہ کیا ہے۔ تفسیر کے بنیادی مآخذ کے سلسلے میں مولانا اصلاحی نے جو نقطۂ نظر اپنایا ہے، اس کی کمزوریاں واضح کی ہیں۔

(۲۲) فتنہ غامدیت: ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ

۳۶۸ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب ''دار ابی طیب، گوجرانوالہ'' سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب کے مشتملات کی ترجمانی ایک معنی خیز اور خوبصورت جملہ ''مسلمات اسلامیہ اور حدیث نبوی کے انکار کا فتنہ'' سرورق پر لکھ کر کی گئی ہے۔ جاوید احمد غامدی آج کی علمی دنیا کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا نام ہے جس کی تحریریں ہر اس شخص کو چونکا دیتی ہیں جو اسلام اور اس کے احکام وقوانین سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ ایک نئے قسم کے مجتہد ہیں جو قرآنی آیات سے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق معانی کشید کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنے فکر وفلسفہ کی پوری عمارت کھڑی کر دیتے ہیں۔ ان کی تحریر میں اتنی روانی اور اسلوب میں کشش ہوتی ہے کہ اسلام سے کما حقہ واقفیت نہ رکھنے والا شخص ان کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ عالمی سطح پر ملت اسلامیہ کا زوال، کئی ایک ممالک میں مسلمانوں پر ظلم وستم اور علمی، معاشی اور سیاسی طور پر ان کی پس ماندگی ایک ایسا موضوع ہے کہ اس پر گفتگو چھیڑ دیجیے، نوجوانوں کا خاصہ بڑا حلقہ آپ کے آس پاس اکٹھا ہو جائے گا۔ عصر حاضر کے نئے مجتہدین اور متجددین ملت کی اس کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس قضیہ کا سب سے مکروہ نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل علمائے دین، دینی مدارس اور مسلم معاشرے کی دینی ترجیحات سے بے زار ہوتی جارہی ہے۔ وہ ایسے قلم کاروں اور مقررین کو اپنا پیشوا اور رہنما سمجھ لیتی ہے اور پھر دینی مسلمات پر کھل کر تحقیر آمیز گفتگو ہر اسٹیج پر کرتی ہے۔ تقریباً گزشتہ ایک صدی سے یہ صورت حال برقرار ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی اس نئی نسل کو اب محض افکار ونظریات کے سہارے مطمئن نہیں کیا جاسکتا، اس کو راہ راست پر لانے کا واحد راستہ صحیح بنیادوں پر کسی صالح مسلم معاشرہ کا قیام ہے جسے یہ کہہ کر بطور نمونہ پیش کیا جاسکے کہ یہ ہے وہ اسلام جسے تمھارے بہ قول روایتی علماء اور روایتی دینی مدارس پیش کرتے ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف کی ابتدائی تربیت جس عظیم شخصیت کے زیر سایہ ہوئی ہے، وہ نہ صرف برصغیر کی دینی صورت حال پر ناقدانہ نظر رکھتی تھی بلکہ اسے یہاں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اٹھنے والی تمام تحریکوں کے مذموم ارادوں سے بھی آگاہی تھی، اسی لیے حافظ صلاح الدین یوسف کو ابتدائی دور ہی سے اس طرح کے باطل افکار ونظریات کے حامل افراد اور ان کی تحریروں سے راست واقفیت تھی اور وہ وقتاً فوقتاً ان کی تحریروں کا نوٹس لیتے رہتے تھے۔

جاوید احمد غامدی صرف ایک فرد کا نام نہیں بلکہ ایک نظریہ اور تحریک کا نام ہے، جو اپنی ویب سائٹ کو جب ڈیزائن کراتا ہے تو سب سے اوپر مولانا حمید الدین فراہی کا، ان کے نیچے مولانا امین احسن اصلاحی کا اور ان کے نیچے اپنا نام درج کراتا ہے، اسے یہ معلوم ہے کہ برصغیر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاصے بڑے حلقے میں قرآنی فکر کے حوالے سے اول الذکر دونوں نام بڑے احترام سے لیے جاتے ہیں اور برصغیر میں فہم قرآن کے حوالے سے جو تحریکیں اٹھیں یا جو افراد اور ادارے قرآن مجید کی تعلیمات اور اس کے پیغام کی نشر و اشاعت میں مصروف ہیں، وہ ان کے قرآنی افکار سے استفادہ کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ جاوید احمد غامدی صاحب صحیح معنوں میں فکر فراہی اور فکر اصلاحی کے ترجمان نہیں ہیں۔ میں نے ایک سیمینار میں بڑی تعداد میں اصلاحی اور فلاحی برادران کی موجودگی میں اپنا یہ احتجاج درج کرایا تھا کہ جاوید احمد غامدی کے اس طرز عمل کا نوٹس لیا جائے اور علمی حلقوں کو بتایا جائے کہ جاوید احمد غامدی ان دونوں کے نام سے کوئی تیسری چیز پیش کر رہے ہیں لیکن عمل اور ردعمل کے شکار یہ برادران بھی یہ سوچ کر خاموش ہیں کہ چلو یہی کیا کم ہے کہ یہ شخص ہمارے دونوں فکری رہنماؤں کا پرچار کر رہا ہے اور خود بھی اپنے افکار وخیالات قرآنی آیات کی روشنی میں پیش کر رہا ہے۔ اس طرز فکر وعمل کو ان برادران کی سادہ لوحی اور معصومیت سے تعبیر کیا جائے یا یہ سمجھا جائے کہ کہیں نہ کہیں ان حضرات کی تائید اور نصرت بھی غامدی صاحب کو حاصل ہے۔

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی نے کتاب پر اپنی تقدیم میں لکھا ہے:

''موجودہ دور کے فتنوں میں سے ایک فتنہ 'غامدیت' کے عنوان سے معروف ہے، جس کے موسس جاوید احمد غامدی ہیں، جنھیں منبر ومحراب کا تقدس تو نصیب نہیں ہے، البتہ وہ ٹی وی کی سکرین پر جلوہ گر ہو کر اپنی عقلی موشگافیوں سے تضلیل امت کے مواقع حاصل کرتے رہتے ہیں''۔ (ص:۱۱-۱۲)

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی نے اپنے پیش لفظ میں کتاب کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مصنف نے زوال شریعت اور انحطاط دین کے اس دور میں، جہاں متجددین، اسلام کا نام لے کر ہی مخالفت اسلام پر تلے ہوئے ہیں، نہ صرف یہ کہ منہج سلف کو برقرار رکھا ہے بلکہ اسلامی غیرت اور سلفی حمیت کا دامن بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا''۔ (ص:۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ شاہد محمود صاحب نے کتاب پر اپنے حرفے چند میں کافی تفصیل سے برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کا منظر اور پس منظر بیان کیا ہے اور جاوید احمد غامدی کے ''تفردات'' اور ان کے ''اجتہادات'' کا خلاصہ تحریر کر دیا ہے۔ کتاب میں چوں کہ غامدی صاحب کے یہی اجتہادات اور تفردات زیر بحث لائے گئے ہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محترم حافظ شاہد محمود صاحب کی تحریر یہاں من وعن پیش کر دی جائے۔ اس سے مشتملات کتاب کی نوعیت بھی سامنے آجائے گی۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''ذیل میں اس گروہ کے چند امتیازی اجتہادات پر نظر ڈالیے اور پھر دیکھیے کہ ان کے پس پردہ کون سی فکر کار فرما ہے:

○ قرآن مجید کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے، باقی سب قراءتیں عجم کا فتنہ (سازش) ہیں۔ ○ سنت صرف افعال کا نام ہے اور اس کی ابتدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ یہ سنت قرآن سے بھی مقدم ہے۔ ○ سنت صرف ستائیس (۲۷) اعمال کا نام ہے۔ ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں کا ثبوت اجماع اور عملی تواتر سے ہوتا ہے۔ ○ حدیث سے کوئی اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔ ○ دین کے مصادر و مآخذ قرآن کے علاوہ دین فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی اور قدیم صحائف ہیں۔ ○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کسی شخص کو کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ (یعنی ہم کسی مرزائی تک کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے) ○ زکوۃ کا نصاب منصوص اور مقرر نہیں ہے۔ ○ اسلام میں موت کی سزا صرف دو جرائم (قتل نفس اور فساد فی الارض) پر دی جا سکتی ہے۔ ○ دیت کا قانون وقتی اور عارضی تھا۔ ○ قتل خطا میں دیت کی مقدار منصوص نہیں ہے اور یہ ہر زمانے میں تبدیل کی جا سکتی ہے۔ ○ عورت اور مرد کی دیت (Blood Money) برابر ہوگی۔ ○ عورت کی گواہی بھی مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ ○ کسی مرتد کے لیے قتل کی سزا نہیں ہے۔ ○ شادی شدہ اور کنوارے زانی دونوں کے لیے ایک ہی حد، سو کوڑے ہے۔ ○ اسلام میں حد رجم نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ○ حد زنا کے اثبات کے لیے چار عینی گواہ ضروری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، قرائن سے بھی حد کا اثبات جائز ہے۔ ○ علاوہ ازیں گواہوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں، غیر مسلم کی گواہی بھی جائز ہے۔ ○ شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں ہے۔ ○ غیر مسلم بھی مسلمانوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ○ سور کی کھال اور چربی کی تجارت اور ان کا استعمال شریعت میں ممنوع نہیں ہے۔ ○ عورت کے لیے دوپٹا اوڑھنی پہننا شرعی حکم نہیں۔ ○ داڑھی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں لہٰذا ان کے دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ غلط ہے۔ ○ معراج ایک خواب ہے۔ ○ امام مہدی اور دجال کا خروج بے بنیاد ہے۔ ○ یاجوج ماجوج اور دجال سے مراد مغربی اقوام ہیں۔ ○ جانداروں کی تصویر بنانا بالکل جائز ہے۔ ○ عورت کے لیے چہرے کی حد تک عریانی جائز ہے۔ ○ موسیقی، گانا بجانا اور رقص وسرود بھی جائز ہے۔ ○ مغنیات (گلوکاراؤں) کا وجود بھی ضروری ہے۔ ○ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ ○ اسلام میں جہاد وقتال کا کوئی شرعی حکم نہیں۔ ○ کفار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اب باقی نہیں رہا اور مفتوح کافروں سے جزیہ لینا جائز نہیں۔ ○ مطلقہ ثلاثہ کا کسی بھی مرد سے صرف نکاح کر لینا اور اس سے ہم بستری کیے بغیر طلاق لے کر دوبارہ زوج اول سے نکاح کر لینا جائز ہے۔ ○ سیدنا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ ایک غنڈہ اور اوباش تھے، غامدیہ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) ایک پیشہ ور زانیہ تھیں۔

حافظ شاہد محمود صاحب نے غامدی فکر کے یہ ''برگ وبار'' پروفیسر مولانا محمد رفیق صاحب کی کتاب ''غامدی مذہب کیا ہے؟'' (ص: ۱۲-۱۵) کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔ اصل مسئلہ صرف ان مسائل کا نہیں ہے بلکہ یہ مسائل جن خود ساختہ اصولوں سے اخذ کیے گئے ہیں، اگر ان کو پوری اسلامی شریعت پر منطبق کر دیا جائے تو قرآن، حدیث اور اسلام کی کوئی بات اپنی جگہ باقی نہیں رہے گی۔ جذبات کی رو میں بہہ کر جو حضرات فکر غامدی کو ایک دردمند، سچے اور فکر مند شخص کا ملت کے تئیں اضطراب سمجھتے ہیں، وہ فریب خوردگی کے شکار ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے فکر غامدی کا تفصیل سے تنقیدی محاکمہ کیا ہے اور اپنے جن خود ساختہ اصولوں کی بنیاد پر انھوں نے فقہ اسلامی کے مسلمات کا انکار کیا ہے یا ان کی بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا تا ویلات کی ہیں، ان کے فساد و بگاڑ کو واضح کیا ہے۔ غامدی صاحب اسلامی شریعت کی تسلیم شدہ اصطلاحات میں پھیر بدل کرتے ہیں، لغت کی کوئی کتاب کھول کر یہ دعوی کرتے ہیں کہ اس لفظ کے حقیقی معنی وہ نہیں ہیں جو مولوی حضرات اب تک ہمیں بتاتے رہے ہیں بلکہ کلام عرب وغیرہ میں یہ لفظ فلاں فلاں معنی میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس مکتب فکر میں کلام عرب کا چرچا بڑے زور شور سے کیا جاتا ہے جب کہ محفوظ کلام عرب کا بہت تھوڑا حصہ ہوگا جو تحریف و تنسیخ سے محفوظ ہوگا۔ جس حدیث وسنت کی حفاظت کے لیے لاکھوں افراد نے شب وروز کام کیا، نبی کی حدیث کی حفاظت کے لیے تقریباً ایک لاکھ لوگوں کی زندگی کا ریکارڈ محفوظ کیا، اس کی تو اس مکتب فکر میں کوئی خاص حیثیت نہیں ہے لیکن محرف کلام عرب اپنے اندر بڑی معنویت اور اہمیت رکھتا ہے۔ جن عربوں کے کلام کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے، ان کے وارث تو عہد رسالت کے عرب لوگ تھے، جن میں سے بہتوں کو اسلام کی توفیق ملی اور انھی حضرات کی باتیں آج قرآن کی تفسیر وتشریح میں ثانوی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ فیاللعجب۔

مختصر یہ کہ حافظ صاحب نے وقت کی بہت بڑی ضرورت پوری کی ہے، اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم علمی حلقوں میں اس کتاب کو عام کرسکیں اور ان انحرافات سے ملت کو باخبر کرسکیں جو جو غامدی مکتب فکر مسلم معاشرے میں عام کرنے میں مصروف ہے۔

(۲۳) فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات: ایک علمی وتحقیقی جائزہ

۴۷۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مجلس البحث العلمی المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ پیش نظر ایڈیشن تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں مولانا حمید الدین فراہی کے قرآنی افکار کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، دوسرے حصے میں جاوید احمد غامدی اور تیسرے حصے میں عمار خاں ناصر کے نظریات ومعتقدات پر گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب کے آخری دونوں حصے الگ سے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں، اوپر اسی کتاب پر تبصرہ کیا گیا ہے، اس لیے یہاں گفتگو کتاب کے صرف حصہ اول پر ہوگی۔

کتاب پر مقدمہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی نے تحریر فرمایا ہے۔ مؤلف نے اپنے مقدمے میں کافی تفصیل سے نقد فراہی کے سلسلے میں اہل علم کی کاوشوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس موضوع پر جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کی نشان دہی کی ہے۔ ہندوستان میں ہونے والے کاموں کی خبر مصنف کو نہیں ہوسکی، اس کے لیے انھوں نے معذرت بھی کی ہے۔ مولانا فراہی پر سب سے زیادہ مفصل اور مدلل نقد ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے کیا ہے۔ اس کے لیے برادر گرامی نے مولانا فراہی کی تمام مطبوعات کا مطالعہ کیا اور پھر سنجیدہ اور معروضی انداز اپناتے ہوئے انھوں نے مولانا فراہی کی بعض تحقیقات اور ان کے قرآنی افکار سے اختلاف کیا۔

مولانا فراہی پر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مصنف نے سب سے پہلے ان کے تصور نظم قرآن کو ایک فتنہ قرار دیا ہے۔ یہ فتنہ کیوں اور کیسے ہے؟ اس کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ نظم قرآن کے نام سے صحیح احادیث کا انکار فراہی صاحب کا محبوب مشغلہ ہے۔ فراہی صاحب نے احادیث کے سلسلے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ان کی تردید دلائل کے ساتھ کی ہے۔ فراہی صاحب کے یہاں بھی یہ دعوی ملتا ہے کہ احادیث محفوظ نہیں ہیں لہٰذا ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ صرف وہی حدیث قابل قبول ہوگی جس کی تائید قرآن سے ہوتی ہو۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ رسول گرامی ﷺ کی کوئی مستقل تشریعی حیثیت نہیں ہے۔ آپ کا کام صرف قرآن کی تبلیغ تھی، وہ آپ نے کردی، اب یہ فکر وفہم کے حاملین کا کام ہے کہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں امت کی رہنمائی کریں۔ قرآن کا ذو وجہین ہونا تسلیم شدہ ہے، مفسرین کے یہاں ایک ہی آیت کی دسوں تاویلیں ملتی ہیں، حدیث صحیح ہی سے کسی حکم قرآنی کی عملی صورت متعین کی جاسکتی تھی لیکن حدیث کو درمیان سے ختم کردینے کے بعد ہم آزاد ہیں، قرآنی آیات کو جو معنی چاہیں، پہنادیں۔

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف نے مولانا فراہی کے نظریہ حدیث کا محاکمہ کافی تفصیل سے کیا ہے اور ان چھ اصولوں کا تجزیہ کیا ہے جو فراہی صاحب تفسیر قرآن میں ملحوظ رکھنے کی بات کرتے ہیں۔ مولانا فراہی کے تفسیری منہج کو موضوع بحث بناتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس منہج کو برتنے کے منطقی نتائج کیا سامنے آتے ہیں۔ اور پھر مسئلہ رجم، مناسک حج کی تاریخ اور بعض دیگر مسائل پر انھوں نے فراہی صاحب کے تفردات پر علمی گرفت کی ہے۔

جو حضرات مولانا فراہی کے تصور نظم قرآن اور ان کے مخصوص قرآنی افکار کو سمجھنا چاہتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ اس بات کے بھی خواہش مند ہیں کہ مولانا فراہی کو موضوع بحث کیوں بنایا جا رہا ہے، انھیں اس کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا چاہیے۔ کتاب کے مطالعے سے ہی اندازہ ہو سکے گا کہ تفہیم اسلام کی راہ میں یہ نئے افکار کس طرح رکاوٹ بن رہے ہیں اور مسلمانوں کی جدید تعلیم یافتہ نسل اگر آج فکری ارتداد کا شکار ہو رہی ہے تو اس کے اسباب و محرکات کیا ہیں۔

(۲۴) رسومات محرم الحرام اور سانحۂ کربلا

۱۱۲ صفحات کو محیط اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ''ماہ محرم اور موجودہ مسلمان'' کے نام سے ۱۳۹۹ھ میں شائع ہوا تھا۔ یہ دراصل مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ ہے جو مختلف اوقات میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں شائع ہوئے ہیں۔ سب کا موضوع محرم اور اس سے متعلق مباحث اور مسائل ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ایک تحریر بھی ''سانحہ کربلا اور حضرت حسین ویزید: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی نظر میں'' کے عنوان سے کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ جب دار السلام نے اسے اپنے یہاں شائع کرنے کا ارادہ کیا تو مصنف نے کتاب پر تفصیلی نظر ڈالی اور کئی ایک مفید اور ضروری اضافے کیے۔ موضوع کی مناسبت سے ایک نئے باب ''سانحۂ کربلا: پس منظر اور اہم اسباب'' کا اضافہ کر کے وہ کمی پوری کر دی جو قارئین کتاب کو دوران مطالعہ محسوس ہو رہی تھی۔ فروری ۲۰۰۲ء میں یہ کتاب ''رسومات محرم الحرام اور سانحۂ کربلا'' کے نام سے دار السلام سے شائع ہوئی ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں ماہ محرم اور دسویں محرم کے سلسلے میں جو صحیح احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں، ان کی روشنی میں بتایا ہے کہ سنہ ہجری کا آغاز ماہ محرم سے ہوتا ہے۔ یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے لہٰذا اس میں بطور خاص صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت کا خیال رکھنا ایک مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔ عاشورہ کے روزے سے متعلق مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ امت محمدیہ کو صرف دسویں کا نہیں بلکہ نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں دو دنوں کا روزہ رکھنا چاہیے۔ جو حضرات صرف نویں محرم کا روزہ رکھنے کی بات کرتے ہیں، ان کا نقطۂ نظر صحیح نہیں ہے۔ عاشورہ کو کھانے پینے میں وسعت اختیار کیے جانے کے سلسلے میں جو روایت پیش کی جاتی ہے، وہ موضوع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کی آڑ میں جس طرح کی رسوم وخرافات دیکھنے کو ملتی ہیں، ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور واقعہ کربلا کا حوالہ دے کر امت کی بعض شخصیات کی جو کردارکشی کی جاتی ہے اور ان پر لعن طعن کیا جاتا ہے، اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ خود کو اہل سنت کہنے والے بریلوی حضرات شیعی افکار سے متاثر ہو کر وہی کچھ کہتے ہیں جو شیعہ کہتے ہیں، اس مسئلے میں جاہل عوام اپنے امام کی بات بھی سننے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں۔

احمد بن بویہ دیلمی معز الدولہ نے ۳۵۱ھ میں بغداد میں صحابہ پر سب وشتم، ماتمی جلوس اور دیگر خرافات کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں مصنف نے ابن اثیر، اکبر شاہ نجیب آبادی اور شاہ معین الدین ندوی کے حوالے سے رسم تعزیہ داری کی پوری تاریخ بیان کی ہے جو اہل سنت کے لیے باعث عبرت ہے۔

سانحۂ کربلا کی واقعی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنا دو ٹوک موقف اس طرح بیان کیا ہے:

> ”واقعہ یہ ہے کہ سانحۂ کربلا کو معرکہ حق و باطل باور کرانے سے صحابہ کرام کی عظمت کردار اور ان کی دینی حمیت مجروح ہوتی ہے اور شیعوں کا مقصد بھی یہی ہے۔ لیکن یہ ہمارے سوچنے کی بات ہے کہ واقعہ ایسا ہے یا نہیں؟ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ حق و باطل کا تصادم نہیں تھا، یہ کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا، یہ اسلامی جہاد نہ تھا، اگر ایسا ہوتا تو اس راہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اکیلے نہ ہوتے، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعاون بھی انھیں حاصل ہوتا جن کی پوری عمریں اعلائے کلمۃ اللہ میں گزریں جو ہمہ وقت باطل کے لیے شمشیر برہنہ اور کفر و ارتداد کے لیے خدائی للکار تھے، یہ تصادم دراصل ایک سیاسی نوعیت کا تھا“۔ (ص:۲۶)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے واقعات کی پوری تفصیل مصنف نے بیان کی ہے اور جہاں جہاں اس واقعہ میں شیعوں نے رنگ آمیزی کی ہے، اس کو واضح کیا ہے۔ یزید کے تعلق سے عام علمائے اہل سنت کا موقف بیان کیا ہے۔ آخر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ابن کثیر اور شاہ اسماعیل شہید کی وہ تحریریں پیش کی ہیں جن میں رسومات محرم کے بدعت، غیر شرعی اور جاہلیت ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کتاب اپنے موضوع پر مکمل مواد فراہم کرتی ہے۔ اہل سنت میں شیعی جراثیم پھیلنے کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان واقعات کے منظر اور پس منظر کا علم نہیں، صحابہ کرام کی عظمت اور ان کی شرعی حیثیت سے واقفیت نہیں اور نہ دنیا میں اسلام کے اصل مشن اور کردار سے ہمیں آگاہی ہے، اس لیے ہم اہل بیت کی مظلومیت کی جھوٹی سچی داستانیں سن کر متاثر ہو جاتے ہیں اور یہ ذرا خیال نہیں آتا کہ ہمارے نبی محترم دنیا میں اللہ کا آخری پیغام لے کر آئے تھے یا اہل بیت کی حکومت کا قیام آپ کی بعثت کا واحد مقصد تھا۔

تبصرہ نگار کی ایک تجویز یہ بھی ہے کہ سنی تراث پر جو شیعی اثرات پڑے ہیں اور جس طرح کا شیعی مواد غیر شعوری یا شعوری طور پر اس میں داخل کر دیا گیا ہے، اس کی تہذیب اور تنقیح ضروری ہے۔ تمام شیعہ مصنفین سنی تراث کے اقتباسات نقل کر کے امت کی مقدس ہستیوں کی کردار کشی کرتے ہیں اور چور دروازے سے ہماری صفوں میں داخل ہو کر ہمارے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ جب تک سنی تراث میں یہ مواد موجود ہے اور اس کا تفصیلی جائزہ نہیں لیا جاتا، شیعیت کا یہ فتنہ سر اٹھاتا رہے گا۔

(۲۵) مسئلہ رویت ہلال اور ۱۲/ اسلامی مہینے

۹۸ ۳/ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالسلام سے شائع ہوئی ہے۔ عرض ناشر میں تاریخ دسمبر ۲۰۱۰ء اور مصنف کے مقدمہ میں نومبر ۲۰۱۰ء درج ہے۔ سرورق پر کتاب کا مکمل نام یہ ہے: ''مسئلہ رویت ہلال اور ۱۲/ اسلامی مہینے: فضائل، مسنون اعمال اور مروجہ بدعات''۔ برصغیر کے خاص ماحول میں یہ بڑی اہم کتاب ہے جس میں عربی کلینڈر کے بارہ مہینوں میں جو شرعی اعمال مسنون ہیں، ان کی نشان دہی احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے، اسی کے ساتھ مختلف ناموں سے ان بارہ مہینوں میں جو بدعات وخرافات انجام دی جاتی ہیں، ان کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

کتاب کے آغاز میں مصنف نے بدعت کی حقیقت، اس کا مطلب، اس کی حدود واطلاقات اور اس کی ہلاکت خیزیوں پر تفصیلی گفتگو کی ہے، اہل بدعت کے استدلالات اور مغالطات کا علمی جائزہ لیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ اسلام میں کوئی بدعت ''بدعت حسنہ'' نہیں ہوتی۔ یہ صرف تباہی لاتی ہے اور امت کو اسلام سے دور کرتی ہے۔ مصنف نے تمام داعیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو دعوت دی ہے کہ مسلم سماج ومعاشرے سے بدعت کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس سلسلے میں کوئی کمزوری نہ پیدا ہونے دیں۔

بارہ مہینوں کا تذکرہ کرنے سے پہلے فاضل مصنف نے مسئلہ رویت ہلال پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور ذرائع ابلاغ کی وسعت اور سرعت نے جو مسائل پیدا کیے ہیں، ان کی روشنی میں اختلاف مطالع اور اس کے ضمن میں پیدا ہونے والے اختلافات کا تذکرہ کر کے ان کا حل پیش کیا ہے۔ اس باب کی صحیح احادیث کا تذکرہ کر کے مصنف نے واضح کیا ہے کہ تمام دنیا میں رویت نہ ایک ہوسکتی ہے اور نہ ایک ساتھ عیدین کی خوشیاں منانے کا تصور والتزام روح شریعت کے مطابق ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ہر سال یہ آواز اٹھتی ہے کہ حرمین شریفین کی تاریخ اور دن کے مطابق ہمیں بھی عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانا چاہیے اور رمضان کے روزے بھی سعودی کلینڈر کے حساب سے رکھنے چاہئیں۔ حافظ صاحب نے اس کا بڑا معقول اور منطقی جواب یہ دیا ہے کہ جب ہم پنج وقتہ نمازیں حرمین شریفین کے اوقات کے مطابق نہیں پڑھ سکتے تو عیدین اور رمضان کے روزوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے پر اصرار کیوں کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد مصنف نے جمادی الاولی اور ذوالقعدہ کے علاوہ عربی کے دس مہینوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان مہینوں میں انجام پانے والے مسنون اعمال کون کون سے ہیں، ان کی نشان دہی کی ہے اور جو غیر شرعی رسمیں، بدعات اور خرافات رائج ہوگئی ہیں، ان کی قباحت وشناعت بیان کی ہے۔ ماہ محرم میں ماتمی ماحول، صحابہ کرام پر سب وشتم، تعزیہ داری، ماہ صفر میں تیرہ تیزی کے دن اور آخری چہار شنبہ، ماہ ربیع الاول میں میلاد النبی، چراغاں اور آتش بازی، ماہ ربیع الثانی میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے گیارہویں شریف، ماہ رجب میں رجب کے کونڈے، شب معراج، صلاۃ الرغائب اور مخصوص روزوں، ماہ شعبان میں شب برات، حلوے مانڈے اور آتش بازی، ماہ رمضان میں جمعۃ الوداع اور قضائے عمری وغیرہ بدعات ورسومات کا تذکرہ کر کے ان کی مدلل تردید کی ہے۔

برصغیر کے مخصوص دینی ماحول میں ان بدعات ومحدثات نے اسلامی شعار کی حیثیت حاصل کر لی ہے اور بڑے تزک واحتشام سے یہ خرافات اسلام کے نام پر انجام دی جاتی ہیں۔ غیر مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا بدقسمتی سے اسی کو اسلام سمجھتی ہے اور اپنے یہاں کی رسموں سے مسلم سماج میں مروج رسموں کا موازنہ بھی کرتی ہے۔ وہ برملا یہ بات کہتی ہے کہ ہمارے دھرم اور اسلام میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اس طرح ان غیر شرعی رسموں نے اشاعت اسلام کا راستہ روک دیا ہے۔ حافظ صاحب کی یہ کتاب اس پس منظر میں بڑی بیش قیمت ہے، دعوتی پہلو سے کئی ایک زبانوں میں اس کا ترجمہ خاصا مفید ہوگا۔

(۲۶) حقوق وفرائض (پرامن اور خوبصورت معاشرے کی بنیاد)

۲۴۹ رصفحات پر مشتمل اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء میں دارالسلام سے شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب اصل میں پانچ خوبصورت کتابوں: حقوق اللہ، حقوق الوالدین، حقوق الاولاد، حقوق الزوجین اور حقوق العباد کا مجموعہ ہے۔ مکتبہ دارالسلام نے ان پانچوں کتابوں کو الگ الگ بھی شائع کیا ہے۔

حافظ صاحب نے اپنی اس کتاب میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور آثار سلف کی روشنی میں ان حقوق وفرائض پر گفتگو کی ہے۔ تحریر سادہ، مؤثر اور دل کو چھو لینے والی ہے۔ یہ تعلیمات ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہیں، ان سے عدم واقفیت یا پہلو تہی بڑے خسارے کا موجب ہے۔ ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی انھی حقوق وفرائض سے وابستہ ہے۔

حافظ صاحب نے اللہ کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا حق توحید سے وابستگی اور شرک سے اجتناب ہے۔ اسی طرح نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی کا تعلق بھی حقوق اللہ سے ہے۔

اس کے بعد انھوں نے والدین کے حقوق بیان کیے ہیں۔ والدہ کا حق والد سے کس طرح اور کیوں زیادہ ہے، اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ حقوق الزوجین بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے عدل ومساوات کی بات کی ہے جس کا آج فقدان نظر آتا ہے۔ عورت یعنی بیوی کی عزت اور احترام، اس کے ساتھ حسن سلوک، اس کے جذبات کی رعایت اور اس کی فطری کمزوریوں کی نگہداشت ضروری ہے۔ شوہر کے حقوق کیا ہیں اور کس طرح ایک صالحہ اور سلیقہ مند بیوی اپنے شوہر کے دل میں جگہ بنا سکتی ہے، اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ انھوں نے ازدواجی زندگی کو خوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوارا اور خوبصورت بنانے کے لیے بڑی اہم نصیحتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔

حقوق الاولاد پر حافظ صاحب کی گفتگو بڑی مفصل ہے اور عصری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ہماری غفلت اور لا پرواہی کی وجہ سے آج ہمارے بچے حسن کردار وعمل سے دور ہیں، صحیح تعلیم وتربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسلام سے برگشتہ ہوتے جارہے ہیں۔ تربیت کے اسلامی اصولوں کی روشنی میں حافظ صاحب نے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے تعلق سے والدین کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے۔ اسی ضمن میں انھوں نے اسلام کے معاشرتی آداب بھی ذکر کیے ہیں یعنی معاشرت کے آداب بچوں کو بچپن میں ہی سکھا دیے جائیں، ورنہ پوری زندگی ان کا غم سہنا پڑے گا۔ اخلاق حمیدہ اور عادات مذمومہ کی تفہیم کرائے بغیر اولاد کی تربیت نہیں ہوسکتی۔

حقوق العباد کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ صاحب نے رشتہ داروں، ہمسایوں، یتیموں اور مسکینوں، ملازمین، حکمرانوں اور رعایا، عام مسلمانوں، غیر مسلموں اور مزدوروں کے حقوق پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ کتاب کا آخری باب انھوں نے ''حقوق العباد کی ادائیگی میں معاون چند امور'' کے زیر عنوان لکھ کر بتایا ہے کہ وہ داخلی اور خارجی چیزیں کون کون سی ہیں جن کی رعایت کرنے سے ایک شخص بندوں کے حقوق ادا کرسکتا ہے۔

(۲۷) اسلامی آداب معاشرت (صحیح احادیث کی روشنی میں)

۲۵۸ رصفحات پر مشتمل اس کتاب کو کتاب وسنت کی اشاعت کے عالمی ادارے ''دارالسلام'' نے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا ہے۔ یہ ایڈیشن تحقیق وتخریج حدیث سے مزین ہے۔ ویسے اس کتاب کو ایک سو پندرہ احادیث کا خوبصورت گلدستہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ حافظ صاحب نے اسلامی معاشرت سے تعلق رکھنے والی احادیث کا انتخاب کرکے ان کی بڑی جامع تشریح کی ہے۔ منتخب احادیث جوامع الکلم کا بھی خوبصورت نمونہ ہیں۔ مندرجات کتاب کے سلسلے میں حافظ صاحب نے ''عرض مؤلف'' میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مختصراً اس طرح ہے:

- ابتدا میں حدیث کے مختصر جملے نقل کیے گئے ہیں۔
- صرف وہی احادیث نقل کی گئی ہیں جو سنداً صحیح ہیں۔
- احادیث کے مکمل حوالے دیے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تشریح حدیث میں نہ طوالت سے کام لیا گیا ہے اور نہ بہت اختصار سے۔
- تشریح میں قریب البلوغ بچوں کی ذہنی سطح اور ان کی استعداد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔
- یہ کتاب نویں اور دسویں کلاس کے نصاب میں شامل کی جا سکتی ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ نے کتاب پر اپنے ''حرف اول'' میں لکھا ہے:

''اردو زبان میں یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مستند کام ہے۔ ہر چند یہ کتاب بچوں کی تعمیر سیرت اور صالح تربیت کے نقطۂ نظر سے ترتیب دی گئی ہے مگر اس سے بڑی عمر کی خواتین وحضرات بھی یکساں طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی مفید تحریر کا دنیا کی مختلف زبانوں میں جلد از جلد ترجمہ بھی ہونا چاہیے تاکہ ہر ملک اور زبان کو جاننے والے مسلمان بچے اس ذخیرۂ علمی سے مستفید ہو سکیں''۔ (ص:۱۹)

(۲۸) عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین: حکمتیں اور فوائد

۳۱۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب خواتین کے سلسلے میں ان مسائل واحکام سے متعلق ہے جن پر مغرب زدہ مسلمان اعتراضات کرتے ہیں، ان مسائل میں کتاب وسنت کے واضح احکام کو یا تو تسلیم نہیں کرتے یا ان کی لغو تاویل کرتے ہیں۔ دور حاضر میں مسلمان عورت کے حقوق واختیارات اور اس کے دائرۂ کار کو لے کر جو مکالمے جاری ہیں، ان میں اسلام کے موقف کو سمجھنے اور سمجھانے کی اس کتاب میں بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ مصنف نے مضامین اور مقالات کی صورت میں ان مسائل کو مختلف ماہ وسال میں لکھا تھا اور جو مختلف رسائل میں شائع شدہ ہیں، ان مضامین کو جمع کر کے یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔

جن مسائل پر اس کتاب میں گفتگو کی گئی ہے، وہ کچھ اس طرح ہیں:

مرد اور عورت کے دائرہ کار کا اختلاف، عورت کے لیے پردے کا حکم، وراثت میں عورت کا نصف حصہ، مرد کا حق طلاق اور اس کی حکمت، اختلاط (میل جول) منع ہے، عورت اور تعلیم؟ عورت اور ملازمت، عورت اور سیاست، عورت اور اس کی سربراہی، جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار سے استدلال، قرآن کریم میں عورت کی سربراہی کے عدم جواز کے دلائل، بعض مسلمان عورتوں کی حکمرانی کی حقیقت، عورت کی سربراہی اسلام کی صریح تعلیمات کے خلاف ہے، بعض

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غزوات میں بعض عورتوں کی شرکت کی حقیقت، عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر امت کا اجماع ہے، عورت اقبال کی نظر میں، عورت اور مسئلہ ولایت نکاح؟، تعداد ازدواج اور اس کی حکمتیں، مرد کا حق طلاق، اس کے آداب، مسئلہ طلاق ثلاثہ؟، عورت کا حق خلع اور اس کے مسائل، عورت اور مسئلہ شہادت، عورت اور قتل خطا کی دیت؟، عورت اور مسئلہ وراثت؟، عورت اور مرد کی نماز میں فرق؟، عورت کی امامت کا مسئلہ۔

اپنے موضوع پر نہایت مفید کتاب ہے اور مندرجہ بالا مسائل کی تفہیم میں حددرجہ معاون ہے۔ مغرب زدگی کے شکار حضرات اگر اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو انھیں معلوم ہوگا کہ اسلام کے جن احکام کو عورتوں کے ساتھ زیادتی سے تعبیر کیا جاتا ہے، وہ اس کے حق میں عین انصاف ہیں، ان میں عورت کی طبیعت، مزاج اور ضروریات کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔

(۲۹) مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں

مسئلہ ولایت نکاح کے ایک تحقیقی جائزہ پر مشتمل یہ کتاب اکتوبر ۱۹۹۹ء میں دارالسلام نے شائع کی ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد ۸۸/ ہے۔ فرد کی آزادی کے نام پر جو بے لگام زندگی مغرب میں شروع ہوئی تھی، اس نے مشرق کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ مغرب کی طرح ہمارے یہاں بھی اب ایک بالغ لڑکی کو آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے شادی کرلے اور اپنے والدین اور بھائیوں کو سربازار رسوا کردے۔ عدالتیں بھی لومیرج کو تسلیم کرتی ہیں اور فقہ حنفی کے حوالے سے بھی یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس میں بھی ایک بالغ لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کرلینے کے لیے آزاد ہے۔

حافظ صاحب نے اپنی اس کتاب میں کئی ایک عدالتی حوالوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور فقہ حنفی میں ولایت نکاح کا حق اور اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ کی رائے تفصیل سے ذکر کی ہے اور بتایا ہے کہ مولانا انور شاہ کشمیری وغیرہ حنفی علماء اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ بالغ لڑکی ولی کی اجازت یا اس کی مرضی کے بغیر نکاح کرنے کے لیے آزاد ہے۔ خفیہ محبت، شناسائی، اسلامی حدود کی پامالی اور پھر گھر سے بھاگ کر اپنے عاشقوں سے شادی رچالینا کوئی باعزت اور مہذب کام نہیں ہے۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ فرد کی آزادی کے حوالے سے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت گفتگو کی جاتی ہے، اس کی حقیقت بھی اس کتاب میں بیان کی گئی ہے۔ اسلام جس پاکیزہ اور خوبصورت خوش گوار زندگی کا داعی ہے، وہ سب ختم ہو جاتا ہے جب ایک جوان لڑکی گھر سے بھاگ کر اپنی شادی کرتی ہے۔ اسلام میں حق ولایت کے قانون کے مالہ وماعلیہ اور اس کی حکمتوں اور برکتوں کی تفہیم کے لیے یہ کتاب حد درجہ مفید ہے۔

(۳۰) عظمت حدیث

یہ کتاب مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ ہے جس کے مخاطب منکرین حدیث بھی ہیں اور اہل تقلید بھی، اس میں اہل حدیث مسلک کے لوگوں کو بھی مخاطب بنایا گیا ہے اور عام مسلمانوں کو بھی۔ زمینی صداقتوں سے بھرپور یہ کتاب دلوں میں حدیث رسول کی عظمت بٹھاتی ہے اور جہاں جہاں جس پہلو سے اس کی عظمت کو ٹھیس پہنچتی ہے، اس کی بغیر کسی لاگ لپیٹ اور رو رعایت کے نشان دہی کرتی ہے۔ یہ صرف دوسروں کو آئینہ دکھانے پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ اپنوں کی بھی فکری وعملی کوتاہیوں کو نمایاں کرتی ہے۔ ایک مخلص اور اسلام کے سچے داعی کی حیثیت سے مصنف جلیل نے حدیث رسول کی ضرورت، اہمیت اور عظمت واضح کی ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۶ء میں دارالسلام سے شائع ہونے والی یہ کتاب کل ۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے چند بڑے عنوانات یہ ہیں: حدیث رسول قرآن ہی کی طرح شریعت کا ماخذ اور حجت ہے، حدیث کے بارے میں اہل تقلید کا عمومی طرز عمل: چند قابل غور امور، سنن اربعہ، حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف اور اس کے اسباب، اہل حدیث عوام وخواص سے چند گزارشات، عوام الناس سے ایک گزارش۔

مصنف جلیل نے منکرین حدیث کو بتایا ہے کہ حدیث رسول قرآن مجید ہی کی طرح دین وشریعت اسلامی میں حجت ہے، اس کو نظر انداز کر کے اسلام کی کوئی تصویر بنائی ہی نہیں جا سکتی۔ اہل تقلید نے حدیث رسول کے تعلق سے جو روش اپنا رکھی ہے، وہ ان تمام اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے جن میں رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطاع مطلق قرار دیا گیا ہے۔ اہل حدیث عوام وخواص پر انھوں نے یہ واضح کیا ہے کہ ضعیف حدیث کسی عمل کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے۔ ہمارے جن بزرگوں کے یہاں ضعیف احادیث سے استدلال موجود ہے، اس کو ترک کر کے صحیح احادیث پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنا ہی منہج محدثین ہے۔ ہمارے علماء میں فہم حدیث اور احادیث سے مسائل کے استنباط میں جو اختلاف ہے، وہ اختلاف تضاد نہیں ہے۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اہل حدیث بھی دیگر مقلدین کی طرح کچھ خاص علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ شخصیات کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ایک اہل حدیث صرف نصوص کتاب وسنت کی پیروی کرتا ہے۔

(۳۱) نماز محمدی اور مسنون دعائیں

۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالسلام نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اس ایڈیشن کی خوبی یہ ہے کہ کتاب میں مذکور تمام دعائیں جلی اور اعراب کے ساتھ ہیں جن کو پڑھنا اور یاد کرنا سب کے لیے آسان ہے۔ طہارت، نماز اور روزمرہ کی دعاؤں پر مشتمل یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ حافظ صاحب نے برصغیر کے دینی ماحول میں نماز کے مسائل کے سلسلے میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اور جو غلط فہمیاں عام ہیں، ان کو نہایت نرم لہجے میں معقول دلائل سے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اختصار کے مدنظر حافظ صاحب کے دوٹوک فیصلے نقل کرنے سے معذور ہوں، یہ فیصلے کام کے بھی ہیں اور مسلک اہل حدیث کے ترجمان بھی، چند مسائل کے سلسلے میں ان کے نقطہ ہائے نظر ملاحظہ فرمائیں:

ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے، نماز ہو جائے گی لیکن ہر وقت ننگے سر رہنا اور ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھنا سلف صالحین کے طرز عمل کے خلاف ہے۔ جن غسل خانوں میں فلش لگا ہو، ان میں دعائیں داخل ہونے سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ نماز میں دعائے ثنا سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، امام جہری نماز میں بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھ سکتا ہے لیکن افضل آہستہ پڑھنا ہے، آمین بلند آواز سے کہی جائے لیکن اتنی نہیں کہ تواضع اور عاجزی کی حدود سے نکل جائے، سجدے میں دونوں ایڑیاں ملا کر رکھی جائیں، قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنا مستحب اور قعدہ اخیرہ میں واجب ہے، تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا مسنون ہے لیکن اسے مسلسل حرکت دیتے رہنا درست نہیں ہے، تورک ہر اس قعدے میں کیا جائے گا جس میں سلام پھیرنا ہے، یہ چار رکعتوں والی نماز کے ساتھ خاص نہیں، نوافل خواہ موکدہ ہو یا غیر موکدہ ان کو دو دو کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے، قنوت وتر کی دعا رکوع سے پہلے پڑھی جائے، دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھانا اور نہ اٹھانا دونوں صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۲) مسنون نماز اور روزمرہ کی دعائیں

۱۵۶ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب ۲۰۰۷ء میں دارالسلام سے شائع ہوئی ہے۔ رنگین اور انتہائی خوبصورت ہے۔ الحمد للہ بعض خوش حال تعلیم یافتہ مسلمانوں کا علمی ذوق بھی بہت اچھا ہے اور ان کی قوت خرید بھی بہتر ہے۔ آج دنیا میں کتابوں کی خوبصورت طباعت کا چلن عام ہے۔ دارالسلام نے اسلامیات کے لیے بھی اس عمومی چلن کی رعایت کی ہے اور اردو اسلامیات کے تمام ناشرین میں اپنا بلند مقام بنانے میں کامیاب رہا ہے۔ گو کہ اس قسم کی کتابوں کی قیمت کافی ہوتی ہے اور وہ عام مسلمانوں کی قوت خرید سے باہر ہوتی ہے۔ کتاب وسنت ڈاٹ کام کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنی سائٹ پر دارالسلام کی بہت سی کتابیں اپلوڈ کر رکھی ہیں جن سے ہم لوگ بھی مستفید ہو لیتے ہیں۔

''نماز محمدی اور مسنون دعائیں'' کے نام سے جس کتاب کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے، یہ اسی کا نقش ثانی ہے۔ نقش اول میں نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نمازوں کی تفصیل زیادہ نہیں تھی، اس میں وہ تفصیل موجود ہے اور سفر میں نماز، جمع بین الصلاتین، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز تہجد، نماز اشراق یا چاشت، نماز کسوف اور نماز استسقاء وغیرہ کا اضافہ کر کے کتاب کو مزید جامع اور مکمل بنایا گیا ہے۔ حافظ صاحب نے انتہائی آسان زبان میں یہ کتاب لکھی ہے، دلائل سے بھرپور ہے اور حوالے مکمل ہیں۔

(۳۳) نماز کے بعض اہم مسائل

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر اس کتاب کا جو نسخہ موجود ہے، اس میں کہیں کسی ناشر اور سنہ اشاعت کا ذکر نہیں ہے۔ اس کتاب میں چار مسائل پر دلائل کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ یہ صرف حافظ صاحب کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس میں ان کا صرف ایک مقالہ بہ عنوان: ''موزوں اور جرابوں پر مسح'' شامل ہے۔ کتاب کا دوسرا مقالہ ''کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس کا شرعی حکم'' کے عنوان سے ہے جو اصلاً ایک عربی مضمون ہے جسے شیخ فہد بن عبدالرحمن ثویب نے لکھا ہے اور اس کا اردو ترجمہ عبدالعظیم جواد صاحب نے کیا ہے۔ تیسرے مقالے کا عنوان ہے: سجدہ سہو کا بیان جو شیخ عبدالرحمن عزیز کا تحریر فرمودہ ہے۔ چوتھا مقالہ: ''جماعت میں شریک ہونے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان'' کے عنوان سے ہے، اسے بھی شیخ عبدالرحمن عزیز نے لکھا ہے۔ شیخ عبدالرحمن عزیز بھی عرب معلوم ہوتے ہیں لیکن کتاب میں ان کے دونوں مقالات کے مترجم کا نام درج نہیں ہے۔ کتاب کل ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان چاروں مسائل میں بھی ملت کے اندر خاصا اختلاف ہے۔ دلائل کی روشنی میں ہر مسئلے کی تفہیم کرائی گئی ہے۔ اہل علم کے لیے یہ ایک بہترین علمی تحفہ ہے۔

(۳۴) تحریک جہاد، جماعت اہل حدیث اور علمائے احناف

انگریزی استعمار کے غلبے کے بعد ملک میں جو مزاحمتی تحریکیں اٹھیں، ان میں تحریک شہیدین اور تحریک آزادی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تحریک شہیدین کی قیادت علماء کے ہاتھ میں تھی اور تحریک آزادی میں قیادت اگرچہ دوسروں کے ہاتھ میں تھی لیکن علمائے اسلام اس کا خاصا بڑا حصہ تھے اور مؤثر کردار ادا کر رہے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جب صورت حال بہتر ہوئی تو کئی ایک مصنفین نے آزادی وطن کی راہ میں پیش آنے والے واقعات اور اہل وطن کی قربانیوں کو قلم بند کرنا شروع کیا۔ حق وانصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کسی نے اخلاص کی راہ میں جدوجہد کی ہے، اس کو تاریخ کا حصہ بنایا جائے اور اس کی قربانیوں کو یاد کیا جائے لیکن برا ہو مسلکی تعصب اور فرقہ واریت کا کہ اس مسئلے میں بھی ہر واقعے کو مسلکی عینک سے دیکھا جانے لگا۔ مسلک اہل حدیث پر انگریز نوازی کا الزام عاید کیا گیا، سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور نواب سید صدیق حسن خاں کی ذات گرامی کو مطعون کیا گیا اور شاہ اسماعیل شہید اور علمائے صادق پور کو حنفی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ حکومتوں کو یہ باور کرایا جائے کہ قربانیاں ہم نے پیش کی ہیں، اس لیے سرکاری مراعات کے سب سے زیادہ مستحق ہم ہیں۔ جب پانی سر سے اوپر پہنچ گیا تو جماعت اہل حدیث کے کئی ایک معتبر و مستند علماء اور تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اہل علم نے تحریک شہیدین اور تحریک آزادی کی حقیقت سے پردہ اٹھانا شروع کیا اور دیکھتے دیکھتے کئی ایک کتابیں سامنے آگئیں۔

زیر مطالعہ کتاب ''تحریک جہاد، جماعت اہل حدیث اور علمائے احناف'' اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں دیوبندی اہل قلم کے افتراءات والزامات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی تاریخ سازی کی حقیقت بیان کی ہے۔ پروفیسر ایوب قادری، مولانا عبید اللہ سندھی، تحریک ریشمی رومال کی حقیقت، اکابرین دیوبند کے انگریزی سرکار سے مراسم وغیرہ موضوعات پر مصنف نے بڑی مدلل گفتگو کی ہے۔ مصنف نے جو تاریخی مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے اور جو اشارے کیے ہیں، ان کی روشنی میں مفصل کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے۔ مصنف نے اس بابت معذرت کی ہے کہ کتاب ان کے حسب منشا تیار نہیں ہوسکی، کاش انھیں اس موضوع پر کھل کر تفصیل سے لکھنے کا موقع مل جاتا تو ہماری ملی تاریخ کے کئی گوشے سامنے آجاتے۔

یہ کتاب ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے اور اسے مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں چھپا ہے اور اس کے صفحات کی تعداد ۱۲۵ ہے۔

(۳۵) اہل حدیث اور اہل تقلید

ایک تھے حکیم فیض عالم صدیقی جو پہلے دیوبندی یا بریلوی تھے، مطالعہ وتحقیق کے بعد اہل حدیث مسلک اختیار کرلیا۔ صاحب علم آدمی تھے، ماضی کی بہت سی تلخ یادیں ان کے ساتھ تھیں، مسلکی کشمکش میں بھی انھوں نے کافی وقت گزارے تھے۔ نئے لوگوں میں نئے مسلک کے لیے جوش اور ولولہ اور پرانے مسلک سے نفرت وحقارت کا جذبہ شدید تر ہوتا ہے۔ انھوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا: ''اختلاف امت کا المیہ المعروف بہ حقیقت مذہب شیعہ''۔ اس پر راولپنڈی کے ایک ماہنامہ رسالہ ''تعلیم القرآن'' میں مولانا محمد مہر صاحب میانوالی مدیر رسالہ نے تبصرہ کیا۔

تبصرہ نگار نے مصنف کے ذاتی افکار وخیالات پر تنقید کرتے ہوئے جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث کو بھی گھسیٹ لیا اور عادت کے مطابق مسلک اہل حدیث کو شیعہ سے تشبیہ دے ڈالی، یہاں تک کہہ گئے کہ یہ تو ایک صدی پیشتر کی پیداوار ہیں، شیعہ خلفائے ثلاثہ کو گالی دیتے ہیں اور اہل حدیث ائمہ ثلاثہ کی توہین کرتے ہیں۔ ان کے مسلک کی بنیاد چند احادیث پر ہے، تقلید تو ایک متوارث چیز ہے جو دور صحابہ سے چلی آرہی ہے، محدثین بھی کسی نہ کسی امام فقہ کے مقلد تھے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر ناروا اور سنگین الزام کوئی اہل حدیث کیوں کر برداشت کرسکتا ہے چنانچہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی سرپرستی میں حافظ صلاح الدین یوسف نے ان تمام الزامات کا علمی محاکمہ کیا اور تبصرہ نگار کی تمام غیر معقول باتوں کی حقیقت واضح کی۔ علمائے متقدمین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوال حافظ صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں کثرت سے نقل کیے ہیں اور دلائل سے مخالف کی غلطی واضح کی ہے۔ یہ تنقیدی جواب اولا ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء کے شماروں میں سولہ قسطوں میں شائع ہوا اور پھر قارئین کے شدید مطالبے پر ''ادارہ الاعتصام، شیش محل روڈ لاہور'' نے ۱۹۷۶ء میں اسے کتابی صورت میں شائع کیا۔ ''تصدیر'' کے عنوان سے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے اس پر جو مقدمہ لکھا ہے، اس میں لکھتے ہیں:

> ''یہ مقالہ دیکھنے کو تو ایک تنقیدی اور مختصر سی چیز ہے لیکن اس تنقید کے ضمن میں اہل حدیث اور اہل تقلید کے نقطۂ نظر کے مابین فرق کی خوب توضیح ہوگئی ہے اور جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث پر بے سروپا الزامات کی حقیقت بھی بین اور آشکارا، فللہ الحمد والمنۃ۔ اس طرح یہ کتابچہ ان شاء اللہ بقامت کہتر وبقیمت بہتر کا مصداق ثابت ہوگا''۔

(۳۶) حقوق مرداں حقوق نسواں: اسلام کی روشن تعلیمات کے آئینے میں

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی کے مقدمے سے آراستہ یہ کتاب ''المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کراچی'' سے ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۶۰ ہے۔ کتاب کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے، نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں مردوں اور عورتوں کے حقوق کی تعیین ہے۔ مغرب نے اپنی بے راہ روی، جنسی انارکی اور بے لگام آزادی کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کے حقوق کی درجہ بندی میں جس افراط وتفریط کی راہ اپنائی ہے، اس کی وجہ سے اس کا معاشرتی ڈھانچہ شدید بحران کا شکار ہے۔ کئی ایک مسائل کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر سخت تنقید بھی کی جاتی ہے اور اسلام پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ اس نے خواتین کے حقوق کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ اسلام انھیں درجہ دوم کا شہری سمجھتا ہے۔

خالد حسین گورایہ مدیر سہ ماہی البیان، کراچی نے اپنے عرض ناشر میں ایسے تمام عالمی اداروں کا تذکرہ کیا ہے جو حقوق نسواں کے تحفظ کے لیے کام کرتے ہیں، اس کے باوجود بیشتر ملازمت پیشہ خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے اور ہر لحاظ سے ان کا استحصال ہوتا ہے۔ مغرب کی عورت آزاد نہیں بلکہ آزادی کے فریب میں زندگی گزار رہی ہے۔

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی نے تالیف کتاب کا پس منظر بیان کیا ہے اور مصنف نے اپنے ملک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے ایک بل جسے تحفظ نسواں کا بل کہا گیا، اس کے تناظر میں میڈیا اور اخبارات میں چھڑی بحث کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک طرف الحادی فکر کے حامل یہ کالم نگار ہیں اور دوسری طرف نئے مجتہدین جو مغرب سے آنے والی ہر چیز پر اسلام کی مہر لگانے کو بے تاب دکھائی دیتے ہیں۔ مصنف جلیل نے اپنی اس کتاب کے مندرجات کا خلاصہ اس طرح پیش کیا ہے:

> ''اس میں سب سے پہلے عورت کے اس مقام عزت کو بیان کیا گیا ہے جو اسلام نے اسے عطا کیا ہے۔ دوسرے نمبر پر ان امتیازی خصوصیات کی مختصر وضاحت ہے جن میں اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے اور ان کی حکمتوں کو واضح کیا گیا ہے۔ تیسرے نمبر پر ان حقوق کا بیان ہے جو ایک مرد پر عورتوں کی بابت عائد ہوتے ہیں۔ چوتھے نمبر پر ان حقوق کی وضاحت ہے جو ایک عورت پر مرد کی بابت عائد ہوتے ہیں''۔

ازدواجی زندگی کی خوشیاں اسی وقت میسر آسکتی ہیں جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں، اپنے فرائض سے غافل رہ کر صرف حقوق کا مطالبہ کرتے رہنا انصاف ہے اور نہ دنیا کی کسی عدالت میں اس رویے کو جائز ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے اولین ترجیح قرآن مجید اور سنت نبوی کی تعلیمات ہیں۔ ان سے ہٹ کر جو بھی زندگی گزاری جائے گی، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ کتاب بڑی عالمانہ، تحقیقی اور تجزیاتی ہے۔ ہر مسئلے کو وضاحت کے ساتھ اس میں پیش کیا گیا ہے۔

(۳۷) زکوۃ، عشر اور صدقۃ الفطر: فضائل، احکام ومسائل

۲۰۰۱ء میں دارالسلام سے شائع ہونے والی یہ کتاب ۱۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسلام میں نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت تسلیم شدہ ہے۔ نماز اللہ کے حقوق کی نمایندگی کرتی ہے جب کہ زکوۃ بندوں کے حقوق کی نمایندہ ہے۔ قرآن میں اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بار بار نماز اور زکوۃ کا ذکر ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔ زکوۃ اسلام کا بنیادی رکن اور ستون ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی اس کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے: باب اول: کتاب الزکاۃ، باب دوم: زکوۃ کے مسائل، باب سوم: مصارف زکوۃ کا بیان، باب چہارم: وہ افراد جن کے لیے زکوۃ جائز نہیں، باب پنجم: صدقۃ الفطر کے مسائل، باب ششم: ''طلوع اسلام'' کا اشتراکی نظریہ، زکوۃ کا انکار۔ مصنف نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں معاشرتی پہلو سے زکوۃ کے جن مسائل کو ابھارا ہے اور اس مسئلے کو جس انداز میں پیش کیا ہے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''واقعہ یہ ہے کہ زکوۃ کے اس معاشرتی پہلو سے اس طرح فائدہ نہیں اٹھایا گیا اور نہ اٹھایا جا رہا ہے جس طرح کہ اس کا حق ہے، یہی وجہ ہے کہ نظامِ زکوۃ کے باوجود:

- مسلمان معاشروں میں معاشی ناہمواری انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، ایک طرف امارت کے جزیرے آباد ہیں تو دوسری طرف غربت وناداری کی اتھاہ گہرائیاں ہیں۔
- گداگری کی لعنت عام ہے۔
- سفید پوش قسم کے لوگوں سے تعاون کا کوئی آبرومندانہ انتظام نہیں ہے۔
- گردشِ دولت کی وہ صورت نہیں ہے جو اسلام میں مطلوب ہے بلکہ دولت کا ارتکاز ہے جو اسلام میں بالعموم ناپسندیدہ ہے۔
- باہم تعاون وتناصر کی وہ صورتیں نہیں ہیں جن کا اہتمام زکوۃ کے ذریعے سے کیا جاسکتا ہے۔
- اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کا وہ اہتمام بھی نہیں ہے جو زکوۃ کے ایک مصرف-فی سبیل اللہ- کے قدرے وسیع مفہوم ومطلب کا تقاضا ہے۔
- اسی طرح تالیفِ قلب کا بھی خاص اہتمام نہیں ہے جس کے ذریعے سے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کیا جاسکتا ہے۔

اس کتاب میں ان تمام پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے جو علماء کے لیے بھی قابلِ غور وفکر ہیں اور اربابِ بست وکشاد کے لیے بھی لمحہ فکریہ''۔ (ص:۹-۱۰)

نظرِ ثانی، تصحیح وتنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی علمی خدمات کا دائرہ صرف ان کی طبع زاد تصانیف تک محدود نہیں ہے بلکہ انھوں نے بہت سی کتابوں کو قابلِ اشاعت بنانے کے لیے ان پر نظرِ ثانی کی ہے اور انھیں تصحیح وتنقیح کے بعد موجودہ ذوق کے مطابق بنایا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے ہاتھوں جو خدمات انجام پائی ہیں اور ان کی جہد ومساعی سے جو کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہیں، ان میں وہ کتابیں بھی ہیں جو علمائے متقدمین نے لکھی ہیں اور وہ کتابیں بھی ہیں جن کو معاصر مصنفین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تحریر کی ہیں۔ یہ کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے بلکہ بسا اوقات اصل تصنیف و تالیف سے بھی زیادہ اس میں محنت کرنا پڑتی ہے۔ عام طور پر اس نوعیت کے کام پرائیویٹ تجارتی ادارے انجام دیتے ہیں، اس لیے وہ ایسے تجربہ کار اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل خادمان علم کو ان کی محنت کا وہ معاوضہ نہیں دیتے، جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہوتے ہیں۔ خون پسینہ ایک کرنے کے بعد جو کچھ ہاتھ آتا ہے، وہ صرف اتنا جس سے زیر کفالت افراد کے جسم اور جان کا رشتہ باقی رہے لیکن اللہ کے مخلص بندے جو علم کے لیے جیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اسی راہ علم میں گزرے، وہ متاع دنیا کی فکر کب کرتے ہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اللہ کے ایسے ہی مخلص بندوں میں سے ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان اعلیٰ علمی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے حق میں ان کو صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

حافظ صاحب کی تصانیف کا تجزیاتی مطالعہ اور تعارف اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک ان کی ان خدمات کا بھی تذکرہ نہ کیا جائے۔ ذیل میں ان کی بعض اسی نوعیت کی علمی خدمات کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔ اس میدان میں انھیں عملی تربیت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے ملی تھی اور ان کی نگرانی میں انھوں نے اس طرح کے کئی علمی کام کیے تھے۔

(۱) الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد

یہ مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہان پوری رحمہ اللہ (متوفی: ۱۹۶۰ء) کی تقلید و اجتہاد کے موضوع پر ایک بے نظیر کتاب ہے، تقلید کی پوری تاریخ اس میں درج ہے اور اس میں اہل تقلید اور اہل حدیث کے طرزِ عمل کا موازنہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ مدلل طور پر کیا گیا ہے اور معترضین کے جملہ اعتراضات کے شافی و مسکت جوابات دیے گئے ہیں۔ دراصل یہ کتاب مولانا رشید احمد گنگوہی کے رسالہ ''الشمس اللامعة فی کراهة الجماعة الثانية'' کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کے طبع ثالث پر جو پیش لفظ بہ عنوان ''تقدیم'' مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے آج سے ۵۴ رسال پہلے ۲ رجولائی ۱۹۶۶ء کو لکھا ہے، اس میں کتاب پر نظر ثانی کی پوری نوعیت تفصیل سے بیان کی ہے اور اسی سلسلے میں انھوں نے حافظ صلاح الدین یوسف کی اس علمی کام میں شمولیت کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آخر میں راقم کو عزیز نوجوان مولوی حافظ محمد یوسف صاحب آف کراچی، حال لاہور وفقہ اللہ وایای لما یحبہ ویرضاہ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انھوں نے اس سلسلے میں احقر کا خوب ہاتھ بٹایا“۔ (ص:۱۰)

(۲) الاعتصام کا مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نمبر

ہفت روزہ الاعتصام لاہور، اہلِ حدیث مسلک کا بہت پرانا ترجمان ہے، ۱۹/ اگست ۱۹۴۹ء کو اس کا پہلا شمارہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کی ادارت میں شائع ہوا تھا۔ الحمد للہ تادم تحریر یہ رسالہ جاری ہے اور دین اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف اس رسالے کی ادارت دو مرحلوں میں فرما چکے ہیں۔ پہلا مرحلہ ۵/ جنوری ۱۹۷۳ء سے ۲۱/ مارچ ۱۹۸۶ء تک یعنی تقریباً تیرہ سالوں پر محیط ہے جب کہ دوسرا مرحلہ ۶/ جنوری ۱۹۸۹ء سے ۲۴/ جون ۱۹۹۴ء تک تقریباً پانچ سالوں کا ہے۔ اس طرح کل اٹھارہ سال تک انھوں نے اس رسالے کی خدمت کی ہے۔ میرے سامنے اس خصوصی اشاعت کا طبع دوم ہے جس میں بہت کچھ اضافے کیے گئے ہیں۔ حافظ صاحب نے نہ صرف اس خصوصی اشاعت کو مرتب کیا ہے بلکہ اپنے استاذ محترم اور مربی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی شخصیت پر دو قیمتی مقالے بہ عنوان: ”میرے مربی، محسن اور استاذ“ (ص:۴۰۹ تا ۴۹۷) اور ”فتنۂ انکار حدیث کی تردید میں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی خدمات“ (ص:۷۲۶ تا ۷۶۳) تحریر فرمائے ہیں۔

(۳) تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ

اس کتاب کا نصف اول مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) مؤلف تفسیر احسن التفاسیر نے لکھا اور نصف ثانی اپنے شاگرد مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی سے اپنی نگرانی میں لکھوایا جس میں مشکوۃ المصابیح کے احادیث کی تخریج اور سند کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس کا نصف اول دو جلدوں میں ۱۹۱۵ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا اور نصف آخر طباعت کے لیے مطبع مجتبائی دہلی کے حوالے کیا گیا لیکن حالات ایسے ناسازگار ہو گئے کہ نصف آخر طبع نہ ہو سکا اور ملک کی تقسیم ہو گئی اور مطبع مجتبائی کا سامان کراچی پہنچا جس میں نصف آخر کا مسودہ بھی تھا۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کو کسی طرح اس مسودہ کا پتہ چل گیا، آپ نے مطبع مجتبائی والوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے رابطہ کر کے مسودہ خرید لیا لیکن مسودہ کرم خوردہ تھا چنانچہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے تیسرا حصہ خود تحقیق داضافے کے ساتھ شائع کیا، چوتھا حصہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی وفات کے بعد قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ اور حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تحقیق واضافہ کے ساتھ شائع ہوا۔ یہ چاروں حصے دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور شائع ہو چکے ہیں۔

(۴) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان معروف بہ تفسیر سعدی

شیخ عبدالرحمن ناصر سعدی رحمہ اللہ کی عربی تفسیر ''تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان'' کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ تین جلدوں میں دار السلام ریاض سے شائع ہوئی ہے۔ اسے مذکورہ مکتبہ نے پاروں کی شکل میں تیس جزء میں بھی شائع کیا ہے۔ عربی تفسیر کے ترجمے کی خدمت پروفیسر طیب شاہین لودھی نے انجام دی ہے جب کہ متن قرآن کا ترجمہ حافظ صلاح الدین یوسف کا ہے۔

یہ جدید عربی تفاسیر میں ایک نہایت ممتاز تفسیر ہے جو حسب ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

- یہ اسرائیلی اور ضعیف روایات سے پاک ہے۔
- اس میں صرفی ونحوی مباحث اور الفاظ کی لغوی تحقیق سے بھی بالعموم احتراز کیا گیا ہے۔
- احادیث کے حوالوں کا بھی اس میں زیادہ التزام نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس کا منہج سلفی تفاسیر کے عین مطابق ہے۔
- فقہی اختلافات سے بھی بالعموم گریز کیا گیا ہے۔
- بغیر کسی ادعا کے ربط آیات کا ایسا التزام ہے جو تکلف وتعمق سے پاک ہے۔
- نہایت سادہ اور سلیس عربی میں ہر آیت کا مفہوم فاضل مفسر نے اپنی قرآنی بصیرت اور خداداد فہم کی روشنی میں واضح کیا ہے۔
- قصص وواقعات سے عبر وحکم کا استنباط بھی خوب اور نہایت عجیب ہے۔
- اسی طرح بعض آیات سے مسائل کا استنباط واستخراج بھی قابل داد ہے۔
- غیر ضروری اور لاطائل مباحث سے بھی یہ تفسیر پاک ہے۔
- حشو وزوائد اور خواہ مخواہ کی طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔

ترجمہ اور نظر ثانی کی نوعیت بیان کرتے ہوئے ناشر نے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ترجمے کا کام ایک مشاق، ماہر اور معروف شخصیت جناب پروفیسر طیب شاہین لودھی رحمہ اللہ (آف ملتان) نے کیا ہے اور نظر ثانی، تنقیح وتہذیب اور حسب ضرورت تعلیق و حواشی کا کام جناب حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ دارالسلام لاہور نے کیا ہے''۔ (جلد اول، ص:۶)

متن قرآن کے اردو ترجمہ سے متعلق مولانا عبدالمالک مجاہد لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ جو ترجمہ لگایا گیا ہے، وہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا تیار کردہ لفظی ترجمہ ہے۔ تفسیر کے ضمن میں جو آیات یا آیتوں کے ٹکڑے ہیں، وہاں کسی مخصوص ترجمے کی پابندی نہیں کی گئی۔ اس لیے متن کے ترجمے اور دوران تفسیر میں آنے والی آیات کے ترجمے میں فرق واختلاف ہے''۔ (جلد اول، ص:۶)

تفسیر کی جلد اول کے آغاز میں حافظ صاحب کی ایک پندرہ صفحات پر مشتمل تحریر ''فضائل وآداب قرآن'' کے نام سے شامل ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کی مختلف سورتوں اور آیات کی فضیلت جو صحیح احادیث میں موجود ہے، ذکر کی ہیں، احادیث کی جامع تشریح کی ہے اور قرآن کی تلاوت کے آداب بیان کیے ہیں۔ حافظ صاحب نے اس میں قرآن مجید کے فہم اور تدبر پر زور دینے کے ساتھ اس کے احکام اور تعلیمات پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ ان کی اس تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''قرآن کریم پر تدبر اور اسے سمجھنے سے اصل مقصد اللہ کی مرضی ومنشا معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ہو، نہ کہ محض اس کے لطائف ودقائق اور اس کے اسرار وغوامض سے واقفیت حاصل کرنا۔ کیوں کہ یہ واقفیت تو عربوں کو حاصل ہے، ان کی زبان عربی ہے اور اس بنا پر وہ قرآن کے معانی ومطالب سے نا آشنا نہیں ہیں۔ لیکن چوں کہ ان کا عمل قرآن پر نہیں ہے، اس لیے دیگر مسلمانوں کی طرح وہ بھی دنیا میں مغلوب ہی ہیں۔ ۳۰ لاکھ یہودی گیارہ کروڑ عربوں پر حاوی ہیں۔ یہ قرآن سے اعراض وگریز کی وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس دنیا ہی میں دے رہا ہے۔ اس لیے قرآن کو سمجھ لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور جب تک مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سانچے میں نہیں ڈھلے گی، ان کے شب وروز کے معمولات قرآنی ہدایات کے تابع نہیں ہوں گے اور مسلمان قرآن کو اپنا رہنمائے زندگی تسلیم نہیں کریں گے، ان کی ذلت وادبار کا یہ دور ختم نہیں ہوگا، ان کی مشکلات کم نہیں ہوں گی اور ان کی وہ عظمت رفتہ بحال نہیں ہوگی جس کے وہ خواہش مند ہیں اور جس سے قرون اولیٰ کے مسلمان بہرہ یاب تھے۔ اقبال رحمہ اللہ نے سچ کہا تھا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر"۔

(جلد اول، ص: ٦٧)

حافظ صاحب کی یہ تحریر "فضائل وآداب قرآن" کتابچہ کی شکل میں مکتبہ ضیاء الحدیث، گڑھی شاہو، لاہور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

حافظ صاحب کی یہ ایک عظیم قرآنی خدمت ہے، جو ان کے ہاتھوں انجام پائی ہے۔ نظر ثانی کا کام کوئی آسان کام نہیں ہوتا بلکہ اصل متن سے ملا کر جانچنا اور پھر اسے ترجمہ کی اپنی زبان میں رواں اور شستہ بنانا ایک مشکل کام ہے۔ اس پر کافی محنت کرنی ہوتی ہے اور اس میں کافی وقت لگانا پڑتا ہے۔

(۵) صراط مستقیم اور اختلاف امت بجواب اختلاف امت اور صراط مستقیم

اسلامی اکادمی لاہور سے شائع ہونے والی یہ کتاب ۳۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف مولانا صغیر احمد بہاری ہیں۔ ماہنامہ بینات کراچی کے مدیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے کسی نے کئی ایک سوالات کیے۔ ان کا جواب لدھیانوی صاحب نے بڑی تفصیل سے دیا اور ماہنامہ بینات کراچی کا اسے خصوصی شمارہ بنا کر شائع کیا۔ اس کا عنوان تھا: "اختلاف امت اور صراط مستقیم"۔ یہ خاص نمبر بڑا مقبول ہوا جس سے ترغیب پا کر مولانا لدھیانوی نے اپنے رسالہ کا دوسرا خصوصی نمبر اسی عنوان سے شائع کیا۔ اس میں انھوں نے بطور خاص اہل حدیث مسلک اور اس کی ترجیحات کو اپنی سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ فقہی مسائل میں حنفی موقف کو راجح اور درست جب کہ جماعت اہل حدیث کی فقہی ترجیحات کو مرجوح اور غلط قرار دیا۔ یہ دونوں نمبرات اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں ہاتھ لیے گئے کہ ان کا ایک ایڈیشن دیوبند سے بھی شائع ہوا۔ جماعت اہل حدیث کے جید عالم مولانا صغیر احمد بہاری نے مولانا لدھیانوی کا علمی مواخذہ کرتے ہوئے ایک طویل مضمون لکھا۔ جو ۱۹۸۳ اور ۱۹۸۴ء کے الاعتصام میں شائع ہوا۔ مولانا صغیر احمد صاحب نے مولانا لدھیانوی کی مکمل عبارتیں نقل نہیں کی تھیں جس سے تشنگی کا احساس ہوتا تھا۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے ان کمیوں کو دور کیا اور اپنے استاذ گرامی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں اس پر بھرپور انداز میں نظر ثانی فرمائی۔ کتاب دارالدعوۃ السلفیہ لاہور کے اشاعتی پروگرام میں شامل تھی کہ انھی دنوں کراچی کے اہل حدیث ٹرسٹ نے اس کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی جسے بہ خوشی مولانا بھوجیانی نے منظور فرمالیا۔

(٦) صحیح بخاری اور سنن اربعہ (اردو) کی نظر ثانی ونگرانی، ترمیم واصلاح اور تنقیح واضافہ

کتب صحاح ستہ مع موطا امام مالک کا اردو ترجمہ نواب سید صدیق حسن خاں کی توجہ اور کوششوں سے نواب وحید الزماں حیدر آبادی (۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء-۱۹۲۰ء/ ۱۳۳۸ھ) اور ان کے بڑے بھائی بدیع الزماں نے کیا تھا اور وہی ترجمہ آج تک متداول ہے بلکہ بعد میں جتنے ترجمے ہوئے ہیں، ان کے ترجمے سے ہی مستفاد ہیں۔ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ حدیث کی ان بنیادی کتابوں کا عصری اسلوب میں نیا ترجمہ کیا جائے۔ دارالسلام کے حوصلہ مند مدیر مولانا عبدالمالک مجاہد نے اس کی منصوبہ بندی کی اور کئی ایک اہل علم کی خدمات حاصل کیں اور چند ہی سالوں میں اس منصوبے کی تکمیل ہوگئی۔ دارالسلام کے ایڈیشن کی خوبی یہ ہے کہ ترجمے کے ساتھ ساتھ اس میں فوائد ومسائل بھی لکھے گئے ہیں، سنن اربعہ کی احادیث کی تخریج بھی اس ایڈیشن کا حصہ ہے۔ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے ان چاروں سنن کی احادیث کی تحقیق وتخریج کی تھی اور اپنی تحقیق سے ہر حدیث پر حکم لگایا تھا۔ ان کی اسی تحقیق وتخریج کو اس ایڈیشن کا حصہ بنایا گیا ہے۔ دارالسلام اگر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق وتخریج کو ترجیح دیتا تو بہتر تھا، ان کے اس معتبر اور معروف علمی کام کو نظرانداز کرنے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کا اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد، فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کیا ہے، صحیح مسلم کا اردو ترجمہ پروفیسر محمد یحیٰ سلطان محمود جلال پوری نے کیا ہے، سنن ترمذی کا اردو ترجمہ (کسی ذریعے سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ دارالسلام نے سنن الترمذی کا ترجمہ شائع کیا ہے یا نہیں؟ اگر شائع کیا ہے تو مترجم کون ہے؟)، سنن ابی داود کا اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ ابوعمار فاروق سعیدی نے کیا ہے، سنن نسائی کا اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ نے کیا ہے اور سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ ان فاضل مترجمین نے فوائد ومسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔ صحیح مسلم کے علاوہ باقی کتابوں پر مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا اسم گرامی اس مجلس علمی میں سرفہرست ہے جس کو کتاب پر نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافہ کرنے کا مکلف کیا گیا تھا۔ مجلس کے باقی اراکین یہ ہیں: مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار، حافظ آصف اقبال، مولانا ابومحمد محمد اجمل، حافظ عبدالخالق اور مولانا عثمان منیب حفظہم اللہ اجمعین۔

جماعت اہل حدیث کی پوری تاریخ میں شاید پہلی بار اس طرح کا کوئی اجتماعی کام منصۂ شہود پر آیا ہے اور تمام اہل علم شرکاء کی شراکت کی نوعیت پوری ذمہ داری اور ایمان داری سے واضح کی گئی ہے حتی کہ کمپوزر اور پروف کے **مصحح** تک کے ناموں کی صراحت کردی گئی ہے۔ نواب صدیق حسن خان اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی کے یہاں بھی اجتماعی طور پر علمی کاموں کی روایت رہی ہے لیکن یہ واضح نہیں ہوتا کہ کس کی شرکت کس نوعیت کی تھی۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ بھی باصلاحیت نوجوانوں کو علمی کام دے کر ان کی سرپرستی فرماتے تھے، اس سے ان کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی تھی اور وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق مصنف ومحقق کی نگرانی میں تربیت بھی حاصل کر لیتے تھے۔ خدا کرے کہ دارالسلام کے نقش قدم کی پیروی ہمارے دوسرے ادارے بھی کریں تو کوئی ایک موضوعات پر جو خلا محسوس ہو رہا ہے، اس کے پُر ہونے کی امید کی جاسکتی ہے اور برصغیر کی سلفی تراث کا احیا بھی آسان ہوسکتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اس وسیع علمی پروجیکٹ کے نگران اعلیٰ تھے۔ انھوں نے ترجمہ، تخریج اور فوائد ومسائل پر گہری نظر ڈالی ہے اور اپنی اصلاحات اور حذف واضافہ سے اس جدید ترجمے کو ہر لحاظ سے مستند اور معتبر بنانے کی کوشش فرمائی ہے۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل اہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتب احادیث کے ان تراجم پر نظر ثانی انتہائی محنت طلب اور پتہ ماری کا کام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کے کام اور وقت میں برکت عطا فرمائی اور اس کی توفیق سے انھوں نے ایک ایسے علمی کام کی تکمیل فرمائی جو نہ صرف اپنے میں باعث برکت وفضیلت ہے بلکہ ان کی حسنات میں اضافہ کا موجب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حدیث نبوی کی اس خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے اور اپنے اس خادم کتاب وسنت بندے کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔

(۷) ترجمان القرآن بلطائف البیان

نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی کی مشہور اردو تفسیر ''ترجمان القرآن بلطائف البیان'' تفسیر کا موسوعہ کہی جاسکتی ہے۔ نواب صاحب کی یہ تفسیر ان کے ہاتھوں پائے تکمیل کو نہیں پہنچ سکی تھی۔ انھوں نے پہلے انتیسویں اور تیسویں دو پاروں کی تفسیر ایک جلد میں مکمل کی۔ اس کے بعد ابتدائے قرآن یعنی سورہ فاتحہ سے آغاز کیا اور سورہ کہف کے آخر تک چھ جلدیں سپرد قلم کیں۔ اس طرح سات جلدیں تکمیل کو پہنچ گئیں تو اپنے شاگرد رشید اور ممتاز عالم سید ذوالفقار احمد نقوی (م ۲۱ محرم ۱۳۴۰ھ۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۱ء) سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور قویٰ میں اضمحلال آگیا ہے، اس لیے اس سے آگے تفسیر لکھنا میرے لیے ممکن نہیں، البتہ دوسرے موضوعات سے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں اور رسالے لکھ سکتا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ سورہ مریم سے سورہ تحریم تک تفسیر آپ لکھیں۔ سید ذوالفقار احمد نے پہلے تو عذر پیش کیے لیکن جب ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ (۱۷ فروری ۱۸۹۰ء) کو نواب صاحب وفات پاگئے تو سید صاحب ممدوح نے اس اہم کام کی تکمیل کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے ۲۳ صفر ۱۳۰۸ھ (۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء) کو چہار شنبہ اور پنجشنبہ کی درمیانی رات کو اس کار خیر کا آغاز کیا اور ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ (اپریل ۱۸۹۸ء) میں آٹھ جلدیں لکھ ڈالیں۔ اس طرح پندرہ جلدوں میں تفسیر مکمل ہوگئی۔ یہ تفسیر سب سے پہلے مطبع احمدی لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ بڑی تقطیع کے تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ پاکستان کے ایک ادارے نے اس تفسیر کا دوسرا ایڈیشن بھی جوں کا توں شائع کیا تھا۔

اب اس تفسیر کا ایک جدید ایڈیشن ''دار ابی الطیب'' سے تسہیل وتہذیب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ تسہیل کی خدمت محترم محمد یحییٰ قریشی نے انجام دی ہے، تخریج کا کام حافظ حامد مشتاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کیا ہے جب کہ تصحیح، تنقیح اور نظر ثانی کا صبر آزما مرحلہ حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ شاہد رفیق فاضل مدینہ یونیورسٹی نے طے کیا ہے۔ اب تک اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

جلد اول: سورہ فاتحہ تا آخر سورہ آل عمران، صفحات: ۱۰۲۳، اشاعت: مارچ ۲۰۱۷ء

جلد دوم: سورہ نساء تا آخر سورہ الانعام، صفحات: ۹۶۰، اشاعت: جنوری ۲۰۱۸ء

جلد سوم: سورہ الاعراف تا آخر سورہ ہود، صفحات: ۱۰۱۷، اشاعت: جنوری ۲۰۱۹ء

جلد چہارم: سورہ یوسف تا آخر سورہ الکہف، صفحات: ۱۰۰۶، اشاعت: نومبر ۲۰۱۹ء

جلد اول پر حافظ صلاح الدین یوسف نے ''گزارش احوال واقعی'' کے عنوان سے پیش لفظ لکھا ہے جس میں انھوں نے اس تفسیر کی اہمیت اور قدر و قیمت بتاتے ہوئے جدید ایڈیشن کے منصہ شہود پر آنے کی مفصل روداد لکھی ہے جو باعث عبرت بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ کویت کا مشہور سلفی ادارہ ''جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی'' اس علمی پروجیکٹ کی سرپرستی کر رہا ہے اور اس نے اصحاب فضل و کمال کی خدمات حاصل کر کے اس کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل اس طرح کی تفسیر شائع کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اللہ تمام معاونین اور متعلقین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی نگرانی میں یہ کام جاری تھا، اب ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے صاحب علم اور بزرگ کی سرپرستی میں ان شاء اللہ یہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ محترم حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ سے معلوم ہوا ہے کہ انتیسویں اور تیسویں پارے کی تفسیر کے علاوہ باقی جلدیں ''تکملہ ترجمان القرآن'' کے نام سے شائع ہوں گی۔

تسہیل و تہذیب شدہ اس ایڈیشن میں جو اہم تبدیلیاں اور ضروری اضافے کیے گئے ہیں، اس کی تفصیل محترم حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ نے جدید اشاعت پر اپنے مقدمے بہ عنوان ''تفسیر ترجمان القرآن: تعارف اور اسلوب'' میں بیان کر دی ہے، جس کی تلخیص پیش خدمت ہے:

● نواب صاحب نے اپنی اردو تفسیر میں متن قرآن کا ترجمہ خود نہ کر کے شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ معمولی ترمیم کے ساتھ شائع کیا تھا۔ نئے ایڈیشن میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اور مولانا عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ کا مشترکہ اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تفسیر میں مذکور تمام احادیث وآثار کی مقدور بھر تحقیق وتخریج کی گئی ہے۔
- عربی وفارسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔
- تفسیری مباحث میں مذکور اسلامی تراث کے اقتباسات اور عبارتوں کا اصل سے تقابل کرلیا گیا ہے۔
- مناسب عناوین اور ذیلی سرخیوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- حسب ضرورت بعض مقامات پر تعلیقات وحواشی کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- حتی الوسع جدید اردو قواعد املا کی رعایت کی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ نواب صاحب کی یہ اردو تفسیر ایک موسوعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ماثور کتب تفاسیر کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ اس تفسیر کا الگ سے تجزیاتی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تفسیر کی مکمل اشاعت کے بعد ان شاء اللہ اس جانب بھی توجہ دی جائے گی۔

تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کا ایک ایڈیشن مکتبہ اصحاب الحدیث، اردو بازار لاہور نے اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شائع کیا تھا۔ اس میں متن قرآن کا ترجمہ فتح محمد جالندھری کا شامل کیا گیا ہے اور علماء ومشائخ کی ایک نامعلوم جماعت نے اس کی تسہیل کی ہے۔ یہ کتاب کا جلد اول ہے جس میں ابتدائی تین پاروں کی تفسیر شامل ہے، صفحات کی مجموعی تعداد ۶۱۳ ہے۔ اس ایڈیشن میں تہذیب وتسہیل سے متعلق کوئی تفصیل موجود نہیں ہے اور نہ ناشر نے یہ بتانے کی زحمت کی ہے کہ کن اصحاب علم وفضل نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ یہ اہل علم کے ساتھ بڑی زیادتی ہے جو ہمارے بعض محترم ناشرین فرماتے ہیں۔ تاریخ کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ جو حضرات اس ایڈیشن کے بارے میں تفصیلات سے واقف ہوں، وہ اپنے کسی مضمون میں اس کا تذکرہ کر دیں تاکہ مستقبل کے مؤرخ اور تذکرہ نویس کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

(۸) ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت کا خلاصہ

غازی عزیر بن مولانا محمد امین اثری کی کتاب ''ضعیف احادیث کی معرفت اور اس کی شرعی حیثیت'' کی کتابت علی گڑھ میں احراز الحسن جاوید صاحب نے کی تھی، ان کا شمار علی گڑھ کے بہترین کاتبوں میں تھا۔ مولانا اثری کے حکم سے اس کی پروف ریڈنگ راقم نے کی تھی۔ بعد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب یہ کتاب جامعہ سلفیہ بنارس اشاعت کے لیے پہنچی تو اس پر نظر ثانی اور تصحیح کا فریضہ ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے انجام دیا تھا۔ یہ کتاب پاکستان سے جب شائع ہوئی تو اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے حافظ صاحب نے اس کے بعض مباحث کا خلاصہ تیار کیا۔ ان کا یہ خلاصہ ہفت روزہ الاعتصام میں قسط وار شائع ہوا۔ ابھی تک یہ خلاصہ غیر مطبوعہ ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اور بہت سے علمی اور تحریری کام کیے ہیں جو اس وقت میری دسترس سے باہر ہیں۔ ان کی کئی ایک کتابیں ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جو اہل علم ان سے قریب تھے یا خود حافظ صاحب کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف صاحب جو الحمد اللہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فاضل ہیں، وہ باقی کتابوں کا تعارف کرائیں گے تاکہ حافظ صاحب کی تمام تحریریں ایک نظر میں اہل علم کے سامنے آجائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حافظ صاحب کی ان دینی وعلمی خدمات کو شرف قبول عطا کرکے ان کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت وملوکیت: حافظ صاحب کا تاریخی محاکمہ

ڈاکٹر سعد احمد
(جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)

مولانا مودودی کی خلافت وملوکیت محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" (۱۹۵۹) کے رد میں قسط وار مقالے کی شکل میں لکھی گئی تھی۔ یہ بات جگ ظاہر ہے کہ مولانا مودودی نے اپنے نظریے کی قربان گاہ پر اللہ کی طرف سے متعین کردہ تقدسات کو قربان کیا ہے۔ انھوں نے صحابہ کی معاشرتی تاریخ، ان کے سیاسی تعلقات اور ان کی دینی بصیرت پر جرح ونقد کا دروازہ کھولا ہے، جو کہ عین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پاسداری کے معاملے میں ایک رخنہ ہے۔ ان کی نقد اور جرح کے تحقیقی جائزے کی وجہ سے مولانا صلاح الدین یوسف کی اہمیت مولانا مودودی کے تمام ناقدین اور موید ین سے مختلف ہے، وہ علم کی دنیا میں تغیرات کے مشاہدین میں سے تھے تو اسلامی نظام کو ان شرطوں کے ساتھ سمجھنے کے قائل تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اللہ کے قرآن سے قریب کا تعلق رکھتا ہے۔ ان کی کتاب 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' (۱۹۷۰) کتابی شکل میں مولانا مودودی کے انتقال سے نو سال قبل ہی منظر عام پر آ گئی تھی۔ علمی دنیا میں کتاب کو بہت زیادہ پذیرائی نصیب ہوئی، نقل وتقلید پر منحصر لوگوں نے کتاب کے مواد کو ستائشی نظروں سے دیکھا تو عقل پرست مسلم مفکرین کے یہاں بھی کتاب کی قدر و قیمت بڑے پیمانے پر محسوس کی گئی۔ مولانا صلاح الدین یوسف کی کتاب کی علمی نوعیت کو دیکھتے ہوئے مولانا مودودی کی اسلامی سیاست کے بارے میں فکرمندیوں اور ان کی کتاب کے تناظر میں عالمی تبدیلیوں، تاریخی اور جدید نظریوں پر تفصیلی نظر ڈالنے کے بعد، دین اسلام کی سیاسی حرکات و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکنات کی مدلل تفہیم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ ہم عہد جدید میں سانس لے رہے ہیں یا ایسے عہد میں جس میں ہمارا کوئی نظام ہے ہی نہیں، اس میں علوم کی تاویل وتعبیر اور اسلامی تعلیم و ثقافت کو جدیدیت کی آئیڈیولاجکل مقاصد (مغرب میں ترقی یافتہ مناہج کے نکتہ نظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشرق میں پیدا ہوئے علوم پر محاکمہ، تشریح اور تنقید) کے تئیں نرم گوشہ رکھ کر یا اس کی فکری کارکردگی سے مرعوب ہو کر یا اس کی عقلی بحثوں کی بنیادوں سے راضی ہو کر ہمارے جدید مفکرین کی سوچ اور سمجھ کا کاروبار چلتا ہے۔

جس طرح ہمارا دور جدیدیت کا دور ہے، نئے علوم اور نئی ترقیوں کا دور ہے، اسی طرح تہذیبیت، تکثیریت، مابعد جدیدیت، مابعد-مابعد جدیدیت، مابعد انسانیت، مصنوعی ذہانت، استعماریت، حریت پسندی، انفرادیت، فیمنزم جیسے ڈھیروں مضامین اپنی عملی ترجیحات اور معاشرے کو بدل کر ایک طور کی تہذیبی مغربیت کو تمام عالم میں متعارف کرا رہے ہیں۔ عالمیت، عسکریت پسندی اور اقتصادیت (مادیاتی ذرائع اور مالی کنٹرول) نے دنیا کی ریڑھ کی ہڈی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسلامی انقلاب کی تمام تر جہتوں پر متشدد اور تخریبی تعبیرات حاوی ہیں یا پھر مولانا مودودی اور ایرانی افکار والی اسلامی انقلابی توضیحات ہیں۔ گذشتہ نصف صدی میں اسلام کے معاشرتی پردس کو بدلنے والے بالخصوص مغرب سے آنے والے اقدار سے بچنے یا فرار کے لیے اسلام کی سیاسی شعور کی آبیاری ہوئی تو ہے، دسیوں طرح کی قوتوں نے اپنے منظم ہونے کا بھی اعلان کیا ہے مگر چند عرصہ بعد ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے نظام کی پشت پناہی طاقتور ملکوں کی مخبراتی ایجنسیوں نے کی ہے۔ ایسے ماحول میں ایک بالغ اسلامی سیاست کو فروغ دینے لیے مولانا صلاح الدین یوسف کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

چونکہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان الگ قسم کی کشیدگی ہے جس کی نوعیت جدید تاریخی سیاسیت کی ہے، عالمی طاقتوں کا مسلم تشدد پسندی کو بڑھاوا دینے اور اسے ہر ملک میں استعمال کرنے کا پورا نظام ہے، اسلامی تشدد ہر جگہ دکھتا اور بکتا ہے۔ حافظ صاحب کی کتاب عجمی دنیا میں بالخصوص برصغیر ہند میں تشدد اور سیاسی اسلام کی غلط تفہیم اور بے جا استعمال کی اناٹمی پر ایک سخت پکڑ ہے۔ ایسی صورت میں معتدل اسلام کی سیاست کی ضرورت کوئی بھی محسوس کر سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معتدل اسلام وہی ہے جو سنت مبارکہ کی تشریح سنت کی روشنی میں اور کلام پروردگار کی تشریح احادیث مبارکہ اور سنت کی روشنی میں کرے۔ اعتدال کا ایک پورا نظام اور تصور جو کہ معاشرے سے گہرے طریقے سے جڑنے ہی پر حقیقت کی شکل اختیار کر سکتا ہے، اس ناحیے سے حافظ صاحب کی علمی فکرمندی مبادی اسلام کی تعمیری اور اصلاحی کوششوں سے جوڑتا ہے تو عالم اسلام کا تعلق غیر اسلامی دنیا سے جوڑنے کے لیے انتہائی لطیف انداز میں اسلامی سیاست کے اصولی اور آفاقی حقائق بھی پیش کرتا ہے۔ ان کی علمی بصیرت معاشرے کو بڑے بڑے فکری عذاب سے نجات بھی دلا سکتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف کی 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کے مطالعے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی نظر مغربی سیاسی نظریوں کے ارتقا تک ہی محدود نہیں، بلکہ وہ مشرقی سیاست کے ارتقا اور اسلامی سیاست کی معنویت کی علامتی اور تقابلی رموز سے بھی خوب واقف تھے۔ وہ مولانا مودودی کی تاریخی بصارت اور صحابہ کے تعلق سے تنقیدی لہجہ اور ان کے آبجیکٹیو مطالعہ تاریخ اسلام کے لیے استعمال کیا گیا منہج اور انقلابی ذہنیت کی کارروائیوں کو بغور دیکھ اور سمجھ رہے تھے۔ انھوں نے مولانا مودودی کا نکتہ کہ ”خلافت راشدہ کے بعد ہمارے یہاں بادشاہی کا جو نظام چلتا رہا ہے اس کے اور خلافت راشدہ کے درمیان اصول، مقاصد، طریقہ کار اور روح و مزاج کا فرق رہا ہے“۔ ان کے (ہمارے) نزدیک یہ دعویٰ اور عروج وزوال کے اس ابدی اور فطری قانون سے اغماض برت لینے کا نتیجہ ہے۔ حافظ صاحب خلافت کی تبدیلی، اصول، طریقہ کار اور اصول ومقاصد کے تعلق سے مولانا مودودی کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”اسلامی حکومت کے اصول ومقاصد کیا ہیں؟ بیرونی طور پر خلاف اسلام طاقتوں کا مقابلہ اور ان سے جہاد اور اندرون ملک کی مذہبی وتمدنی زندگی کے تمام شعبوں میں احکام شریعت کا نفاذ، کیا یہ اسلامی حکومت کا نفاذ نہیں؟“ اس کے علاوہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ جب کہ مولانا مودودی اسلامی سیاست کی تاریخ کے تعلق سے بے حد محتاط انداز میں صفائیاں بھی دیتے ہیں اور ڈراتے بھی ہیں، مولانا صلاح الدین یوسف ہماری توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ”مولانا کی عبارت غور سے پڑھیے اس میں مولانا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ سب مقاصد اس نظامِ بادشاہی میں بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قائم رہے جس طرح خلافت راشدہ میں تھے"۔

یہاں مولانا یوسف کی سیاسی بصیرت اور اس کی تشریح پر ایک نظر ڈالیے، مولانا یوسف کہتے ہیں "فرق دونوں نظاموں (خلافت و ملوکیت) کے اصول و مقاصد میں نہیں بلکہ ان کے ماتحت حکمرانوں کے مقاصد میں ہے یا یوں کہہ لیجیے کہ فرق "حکمرانی" کے اصول و مقاصد میں نہیں بلکہ "حکمرانوں" کے مقاصد میں ہے، خلافت راشدہ میں اسلامی نظام حکومت کے مقاصد تو یہی طاغوتی طاقتوں کا استیصال اور تنفیذ شریعت تھا لیکن اس کے علاوہ خود ان حکمرانوں کے کوئی مقاصد اس قسم کے نہ تھے کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ انھوں نے اپنے اقتدار کی حفاظت یا طول دینے کے لیے اپنے ہی کسی عزیز کو اقتدار منتقل کرنے کے لیے ادنی کوشش بھی کی ہو۔۔۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ کردار دیکھیے کہ شرپسند عناصر کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر لیتے ہیں لیکن حفاظت اقتدار کے لیے نہ تو خود ہتھیار اٹھاتے ہیں اور نہ اس کی اجازت اپنے وفادار اور حامی گروہ کو دیتے ہیں"۔ مولانا کی اس توضیح سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی سیاست میں اقتدار نہیں بلکہ شریعت کے اصول و مقاصد کو ہر حال میں باقی رکھنا ہی اہم ہوتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سیاسی اسلام کے اس نکتے کو خوب تر طریقے سے نبھایا جس میں اقتدار کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری اور اسلام کی سیاسی روایت اس کے اخلاقی لوازمات کے ساتھ باقی رکھنا ہی اسلامی سیاست کی کنجی ہے۔ بعد کی اسلامی سیاست میں اس دور کے مسلم معاشروں میں تنزلی کی طرح مسلم حکمران بھی دنیاداری کی طرف مائل ہوئے اور اقتدار حاصل کرنے کی کوششیں بھی کیں، یہ کوتاہی بشری ہے، مولانا مودودی نے انھیں بعد کی کوتاہیوں کی بنیاد کو نفس حکمرانی کا فرق قرار دے دیا ہے۔ مذکورہ اقتباس کے تجزیے اس لیے بھی اہم ہیں کہ مولانا مودودی کی پاکستان کے تعلق سے جدید پالیسی اور پھر جماعت اسلامی کا دو دھڑوں میں بٹ جانا، بعد کے دنوں میں مولانا مودودی کا نئے گروپ کو سمجھاتے رہنا اور نئے گروپ کا اس بات پر بضد رہنا کہ جماعت اسلامی اپنے مقاصد سے منحرف ہوگئی ہے، جواب میں مولانا مودودی کا یہ کہتے رہنا کہ یہ صرف طریقہ کار میں تبدیلی ہے اور طریقہ کار میں تبدیلی انحراف نہیں۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلامی طرز حکومت میں تبدیلی کیوں کر ایمان اور ضمیر کو بالائے طاق رکھ کر ہی اسلامی سیاست سے انحراف ہونا چاہیے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کا طریقہ، طریقہ کار میں تبدیلی نہیں مانا جا سکتا؟

مولانا مودودی نے دو نظام حکومت میں تبدیلی کو بالکل الگ نہج پر لے جا کر اچھا اور برا بنایا ہے۔ انھوں نے نظریاتی طور سے یہ مان لیا ہے کہ خلافت اچھا نظام ہے اور ملوکیت اسلام کے سیاسی مزاج کو باقی رکھنے کے لیے اچھا نظام نہیں، خلافت کی تائید کے لیے انھوں نے سات خصوصیات گنائی ہیں جو" وہ نہ قرآن میں ہیں نہ احادیث میں بلکہ خلفاء راشدین کا عمومی طرز عمل تھا اس سے وہ مستفاد ہیں۔ اسی طرح سے "ملوکیت" کی جو خرابیاں مولانا نے گنائی ہیں اس کے متعلق بھی قرآن و حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ اس سے یہی لازمی نتائج نکلیں گے بلکہ یہ خرابیاں ان خلفاء کے طرز عمل سے اخذ کردہ ہیں جو اس نظام بادشاہت کے تحت حکمرانی کرتے رہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ خلافت کے امتیازی خصوصیات یا ملوکیت کی خرابیاں نفس خلافت وملوکیت کے امتیاز میں داخل نہیں بلکہ یہ اس کا اہم مظہر و نتیجہ ہیں ان خلفاء وملوک کے طرز عمل کا جو ان دونوں نظام حکومت کے تحت حکمرانی کرتے رہے۔۔۔۔ (جیسا کہ مولانا مودودی کا نکتہ: ملوکیت کی اہم خرابی یہ تھی کہ اس میں بیت المال کا استعمال بے جا سے بڑھ کر ذاتی نوعیت کا ہو جاتا ہے)۔ مولانا صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں کہ یہی الزام مولانا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تاریخ کے بیان کو سچ سمجھ کر لگایا ہے۔ اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے ساری صورت حال حتی کہ بیت المال کا معاملہ بھی خلافت راشدہ کی طرح کر دیا تو اس میں بقول مودودی ملوکیت کی ماہیت کا کردار ہے جو کہ ان کے نزدیک بری شئی ہے اور پھر وہ بھی تو ولی عہد سے خلیفہ اسی طور سے مقرر ہوئے جو مولانا مودودی کے نزدیک مبنی بر فساد ہے۔ لہٰذا مولانا مودودی کی یہ فکر مندی کہ اسلامی سیاست ہے کیا اور ہم اپنی نوجوان نسل کو یونیورسٹی اور کالجز میں کیا پڑھائیں گے؟ مذکورہ دو نظام اسلام تاریخ میں جاری تو ہیں مگر ان دونوں کے درمیان خط امتیاز کیسے کھینچی جائے؟ اس طرح کے سوالات عام ذہن کے لیے لازمی اور ضروری ہیں جس کی بھرپائی اس جزئیشن کو تنقیدی مزاج بنا کر اور اسلام کی اولین تاریخ کی آئیڈیولوجیائی تشریح کر کے ہی ممکن ہے۔

مختصراً یہ کہ مولانا مودودی کا اسلامی سیاست کو سمجھنے کا پورا کلیہ اس بات پر مبنی ہے کہ خلافت اسلامی نظریات کے لیے بہترین پناہ گاہ ہے وہیں بادشاہت ایک مبنی بر ظلم نظام ہے۔ اسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاست کو سمجھنے کا وہ منہج جس کے موید مولانا مودودی ہیں سیاست کی دنیا میں ایک ہیجان تو ہے ہی جس میں اسلام کو اور اسلامی ریاست کو ریڈی میڈ نظریات سے جوڑنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ وہ خلافت کے بارے میں الہیاتی نکتہ تو مانتے ہیں مگر یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ انسان کی معاشرتی اور سیاسی ضرورتوں، مجبوریوں اور جرات مندی سے بعید کوئی ایسا نظام ہے جس میں داخل ہو کر لوگوں کے ضمیر زندہ ہو جانے چاہئیں اور لوگ اسلام کی سیاسی عملیت کو برقرار رکھنے کے لیے بشری تقاضوں سے مبرا بھی ہو جائیں۔ ان کی اس کوشش کا نتیجہ یہ بھی ہوا ہے کہ آج علم سیاسیات کا کوئی طالب علم بھی تصور خلافت کو معقولیت کی دہلیز سے پرے رکھتا ہے اور اسے ایک ایسا یوٹوپیا سمجھتا ہے جس کی اصل تک پہنچنے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے مگر پہنچا نہیں جاسکتا۔

اسلامی یوٹوپیا دراصل مولانا مودودی کے تفکیری پروجیکٹ کا نتیجہ ہے:

مولانا مودودی کی پوری کتاب کا سب سے خطرناک نتیجہ جس پر حافظ صاحب نے بڑی احتیاط سے گرفت کی ہے وہ اسلامی سیاست کا تیس سالہ فسانہ تھا۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے اسے خوب طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کی۔ حافظ صاحب کے مطابق، مولانا مودودی نے پوری کی پوری اسلامی سیاست کو تیس سالہ دور میں سمیٹ کر رکھ دیا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اسلامی نظام کی تاریخ بھی کوئی صاف ستھری نہیں۔ اسلامی نظام کی تاریخ ویسے ہی کرپٹ ہے جیسے دوسرے نظام کی ہوسکتی ہے اور اس کرپشن کی بڑی وجہ خلافت کی ملوکیت میں منتقلی ہے جس کے لیے نشان زد صحابہ کرام ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ”اسی طرح جو لوگ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں ان کے سامنے یہ نقشہ آتا ہے ۳۳۔۳۴ ہجری تک خلافت راشدہ اسلامی حکومت کی بہترین خصوصیات کے ساتھ چل رہی ہے۔ پھر اس پر زوال آنا شروع ہوتا ہے۔“ یہاں تک مولانا نے صاف اقرار کیا ہے کہ خلافت راشدہ کی خصوصیات پر زوال خود خلافت راشدہ (۳۳ھ کے بعد) کے دور میں آنا شروع ہوا۔“

مولانا مودودی کا یہ دعویٰ کہ اسلام کی سیاسی زندگی میں زوال دراصل ملوکیت کی دین ہے وہ یہاں خارج ہو جاتا ہے۔ زوال معاشرے کی اخلاقیات میں مضبوطی اور کمزوری کو سمجھنے کے لیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک اشارہ یہ ہے جو کہ خلافت راشدہ کے آخر آخر میں ہی ظاہر ہو گیا تھا۔ زوال انتقالی نوعیت کا نہیں ہوتا بلکہ یہ ظاہر اس وقت ہوتا ہے جب کوئی بھی معاشرہ اپنے بنیادی اصول سے اعراض کرنے لگتا ہے۔

مولانا مودودی کے بیان پر توجہ فرمائیں:

"یہاں تک کہ ۶۰ ہجری تک پہنچتے پہنچتے وہ ساری خصوصیات ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ دنیوی حکومت کی امتیازی خصوصیات نمایاں ہو جاتی ہیں۔ (۱) جبری حکومت (۲) موروثی بادشاہی (۳) قیصر و کسریٰ کا سا طرز زندگی (۴) راعیوں کا رعایا سے احتجاب (۵) بیت المال کے معاملے میں احساس ذمہ داری کا فقدان (۶) سیاست کا شریعت کی پابندی سے آزاد ہو جانا (۷) امر بالمعروف والنہی عن المنکر سے مسلمانوں کی محرومی (۸) شوریٰ کی حکومت کا خاتمہ، غرضیکہ وہ تمام چیزیں جو ایک دینی حکومت کو ایک دنیوی حکومت سے ممیز کرتی ہیں، وہ ۶۰ ھ کے بعد سے ایک مستقل بیماری کی طرح مسلمانوں کی حکومت کو لگی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

یہاں مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں کہ:

"اصحاب رسول کی موجودگی میں خود ایک جلیل القدر صحابی رسول کے اپنے دور اقتدار میں اسلامی حکومت کو مستحکم اور اس کی خصوصیات کو اجاگر کرنے کے بجائے سرے سے اسلامی حکومت کی تمام امتیازی خصوصیات کو مٹا کر، نظام حکومت کا ڈھانچہ خالص دنیوی حکومت کے انداز و خصوصیات کے مطابق مرتب کر لیا، کیونکہ ۶۰ ھ تک حضرت معاویہ کا عہد اقتدار ہے اور اس دوران میں ہزاروں اصحاب رسول بھی موجود تھے ------۔ ان میں حضرت حسین بھی تھے جن کی باطل کے مقابلے میں، حق گوئی و جاں فروشی کی داستانیں مولانا مودودی بھی بعینہ صحیح سمجھتے ہیں، لیکن تعجب ہے کسی نے ان تبدیلیوں پر کلمہ احتجاج بلند نہ کیا لیکن خامشی وخوشی کے ساتھ اسلامی حکومت کی تمام امتیازی خصوصیات کو گوارا کر لیا اور چند آوازیں اٹھیں بھی تو اس وقت جب حضرت معاویہ کے اقتدار کا دم واپسیں تھا اور وہ بھی صرف ایک مسئلہ یزید کی ولی عہدی کے سلسلہ میں اور اس کے علاوہ مکمل سکوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سناٹا ہے، نہ کہیں اضطراب وشورش ہے اور نہ کہیں نفرت واحتجاج کی صدا۔"

اب مولانا مودودی کا یہ منطقی معاملہ درست ہے کہ صحابہ کرام کی اتنی بڑی تعداد مصلحت پسند ہے یا یہ کہ وہ اولین اسلام کی تاریخ کو اپنے نظریے کی تائید میں پڑھنا چاہ رہے ہیں؟

دراصل ملوکیت اور بادشاہت عوام الناس کو سنبھالنے کا ایک مقبول نظام تھا، اس نکتے کو مولانا یوسف نے بھی ذکر کیا ہے، ویسے ہی جیسے آج جمہوریت قومی ریاست پر مبنی نظام کے لیے مقبول ہے۔ بہر حال، اسلام کا تیس سالہ سیاسی نظام یا خلافت راشدہ ہی متاخرین کے لیے اسوہ ہو سکتا ہے، اسلامی دنیا میں سیاست سے متعلق تمام تحریکیں، تعبیرات اور اعمال دراصل باطل پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے مولانا مودودی کا اسلامی سیاست کے تعلق سے بنایا ہوا منطقی فلٹر، اس طرح کا منطقی فلٹر اگر ایک طرف بہت بڑی آبادی کو باطل کا موید کار بنا سکتا ہے تو عوام الناس کی زندگیوں اور خواص کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر پینی نظر رکھ کر نئی نسلوں میں تشدد کے عفریت بھی پیدا کر سکتا ہے۔

چونکہ اس مقالے کا مقصد نتیجے یا تجزیے پیدا کرنا نہیں ہے، بلکہ اس سوال کے پیدا ہونے کے امکانات پر غور کرنا ہے جس کے مطابق اگر ایک طرف خلافت کی علمی، تصوراتی، روایتی، نظام موافق، تاریخیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی ضروری ہے تو وہیں اس بات پر بھی زور ہے کہ ہمیں خلافت کو ایک معقول نظام کے طور پر سوچنا چاہیے جس کی شکل آج کے زمانے کے حساب سے بدل بھی سکتی ہے تو اس کی شرعی حیثیت دقیانوسی اور ظالمانہ طور سے پدرانہ نظام، فیمنزم (مبنی بر ناانصافی)، استعماریت، نوآبادیات اور معرفتی نظام کے تئیں مزاحمت والے بیانیوں پر کام کرنے کے لیے بھی برانگیختہ کر سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ معاملہ پل دو پل میں پوری اسلامی تاریخ کی نئی تعبیر کر کے حل ہو جائے، بلکہ اصلاح پسندانہ (سیاست)، مبنی بر مصلحہ (فقہ)، تعمیری (تاریخ)، عقلی (فلسفہ)، منہجی (قرآن وسنت)، جذباتی (تراث)، لسانیاتی (عقیدت)، ترقی پسندانہ (سائنسی) عناصر اور نکات کو اس نہج پر لے جا کر سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے جو نہ صرف یہ کہ مقبول ہو بلکہ عوام موافق اور اعتدال پسندانہ بھی ہو، یہی فکری انوسٹمنٹ ہے اور اس کام میں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مادی دنیا کی تفہیم، وقت، انرجی اور توفیق الٰہی کی ضرورت ہے۔ مولانا مودودی کے طریقۂ تفکیر پہ تو کافی باتیں ہوئی ہیں، ایک یہ بات بھی اہم ہے کہ انھوں نے خلافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اسلامی یوٹو پیا (جہاں ہر چیز ٹھیک ٹھاک اور مطالب برلانے والے ہونے چاہئیں اور انسان بھی غلطیوں سے پاک ہونے چاہئیں) کی شکل میں جدید دنیا کے لیے پیش کیا مگر جیسا کہ مولانا صلاح الدین یوسف کی تحقیق نئے نکتے پیدا کرتی ہے کہ خلافت کا عقلی- جذباتی نظام ہے جو حکومتی، انتظامی، اقتصادی، ماحولیاتی اور کائناتی مسائل تک کے افکار وعلوم کو اپنے دائرے میں رکھتی ہے۔ اور اس بات کو کہنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے کہ اصل اسلام کی عوام کے تئیں ہدایات اور خدمتیں اِس نظام کے ہونے سے مکمل طور سے عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت“: ایک مطالعہ

ابوالمسرجان لیفی

خلافت وملوکیت کا موضوع بڑا نازک ہے۔ دین وایمان اور جذبات کا معاملہ ہے۔ کیونکہ اس کا سِرا ثقلین وحی، نیز صحبت مصطفی سے فیض یاب پاک نفوس سے جڑا ہوا ہے۔ ویسے بھی مشاجرات صحابہ میں سب سے محفوظ راستہ توقف کا ہے۔ اللہ نے ہمارے اعضاء و جوارح کو ان فتنوں میں پڑنے سے محفوظ رکھا۔ پھر ہم اپنی زبان آلودہ کیوں کریں۔ ہاں اگر صحابہ کا وہ کردار جو کتاب وسنت کے موافق ہے اس کو اجاگر کریں اور اس پر پڑی دھول صاف کریں تو یہ باعث اجر ہوگا۔

’خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت‘ نامی کتاب ایسے ہی پیچیدہ سوالوں کا جواب ہے۔ جس کو لکھنے کی سعادت حافظ صلاح الدین یوسف کے حصے میں آئی۔ یوں تو یہ کتاب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب خلافت وملوکیت کا جواب ہے لیکن مستقل کتاب سے اس کا درجہ کچھ بھی کم نہیں۔ ایک طرح سے مولانا مودودی کا یہ احسان ہے کہ انھوں نے ان سوالات کو زبان دے دی جو بہت سے مغرب زدہ، تعقل پسند اور بردرس نیز کم فہم مولویوں اور طلبہ کے ذہن میں تاریخ کا ادھورا نصاب پڑھ کر گونجتے تھے۔ اور ان کا تشفی بخش جواب حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے دے دیا۔ ورنہ یہ سوالات آسودہ جواب نہ ہو پاتے۔

میرے سامنے خلافت وملوکیت: تاریخی وشرعی حیثیت کا جو نسخہ ہے وہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ سے ۱۹۷۰ کا چھپا ہوا ہے۔ صفحات کی تعداد ۵۸۱ ہے۔ کتاب ابواب اور فصول پر تقسیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور کل پانچ باب ہیں۔

مقدمہ:

مقدمے میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے مولانا مودودی کے وہ نفسیاتی اسباب قلمبند کیے ہیں جو کتاب 'خلافت وملوکیت' کی تالیف کا محرک بنے مثلاً مولانا، جنرل ایوب خاں کی ڈکٹیٹر شپ میں قید ہوئے اور پھانسی کی سزا کا حکم بھی ہوا۔ایک خاص دور میں مظلوم بھی رہے اور سید خاندان سے تعلق کی وجہ سے اردگرد شیعوں کا حصار بھی رہا۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ خلافت وملوکیت کوئی تحقیق نہیں بلکہ سب وشتم ہے جو کھلم کھلا شیعوں کے حق میں ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا ان کی نجی مجلسوں میں شرکت کرتے تھے نیز ان کی کتاب جدیدیت اور احیاء دین (پرانا نام شہادت امام حسین) کا ایران میں ترجمہ بھی ہوا۔

تقریظیں:

مقدمے کے بعد مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی تقریظ ہے۔انھوں نے فرمایا کہ مولانا مودودی کا امتیازی وصف تنقید ہے اور پردہ وسود میں یہ تنقید مفید ہے۔لیکن اتنی بے حسی کے ساتھ صحابہ کی تنقید انتہائی غلط ہے۔ جماعت اسلامی کے لوگ مودودی پر تنقید کے سلسلے میں اتنے حساس ہیں کہ اسے ذرا بھی برداشت نہیں کرتے لیکن صحابہ کی تنقید میں وہ اتنے بے حس کیوں ہیں؟ یعنی ؎

نکتہ چیں ہے غم دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(غالبؔ)

سلطنت برطانیہ کی ملوکیت پر تنقید کے پس منظر میں مطلق ملوکیت کو برا کہنا درست نہیں ہے۔ جمہوریت بھی دودھ کی دھلی نہیں ہے نیز معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو تبدیلیاں آئیں وہ ملوکیت کا شاخسانہ نہیں تھیں بلکہ حالات وظروف کا نتیجہ تھیں۔

دوسری تقریظ مولانا محمد یوسف بنوری کی ہے۔انھوں نے تحریر کیا ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ ان کے فضائل قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔حالانکہ تاریخ کی روایتوں میں رطب ویابس سب جمع ہیں اس لیے اپنی مرضی کی جھوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایات لے کران پر تنقید درست نہیں۔

چند بنیادی نکات:

نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلامی معاشرہ بحیثیت مجموعی برابر انحطاط کا شکار رہا ہے اور ان کے ماننے والوں کی ایمانی اور قلبی کیفیت بھی تغیر پذیر رہی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دور عثمانی میں اسلامی اتحاد میں رخنہ پڑا، دنیا سے رغبت بڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ شیخین کی طرح امکان خطا سے محفوظ نہ رہ سکے۔ دور علی میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ دینی وسیاسی مسائل میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ دنیا کے زخارف میں اضافہ ہوا اور فکر آخرت میں کمی واقع ہوگئی۔ علی رضی اللہ عنہ دینی اجتہاد وسیاسی تدابیر میں خطاؤں سے محفوظ نہیں رہے۔ ورنہ جنگ جمل وصفین پیش نہیں آتیں۔ عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں نظم حکومت اور عام معاشرے پر دینی گرفت ڈھیلی پڑگئی۔ نبوت کے روحانی اثرات بتدریج کم ہوتے گئے۔ ۶۰ ہجری تک صحابہ نے حکومت کی پھر بھی وہ پیدا ہوتے بگاڑ کو روک نہ سکے۔ صحابہ سیرت وکردار اور اجتہاد وصواب دید میں متفاوت تھے لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ مشترکہ تھا۔ بگاڑ کے اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) سماج میں دنیا داری کا رجحان (۲) کثرت فتوحات سے کثرت مال کا فتنہ (۳) نئے اور عجمی مسلم جن کی تطہیر اور تربیت ٹھیک سے نہیں ہوئی وہ غیر اسلامی افکار کے اثرات سے پاک نہ ہو سکے۔ (۴) یہود ونصاریٰ میدان جنگ میں مقابلہ نہ کر پاتے اور اسلام کا لبادہ اوڑھ تشکیک پھیلاتے۔ (۵) نئے مسلمانوں کی کثرت اور صحابہ جیسا تربیت یافتہ طبقے کی قلت وغیرہ۔

حالات کے تغیر پذیر ہونے کی ایک دلیل:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 'خیر القرون قرنی' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں قرنی سے مراد زمانہ رسالت ہے پھر دوسرا قرن خلافت ابوبکر سے شہادت عمر تک۔ تیسرا قرن شہادت عثمان پر ختم ہوجاتا ہے۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ یہ لوگ حالات کے بدلنے پر کسی طرح کی چھوٹ اور اھون البلیتین اختیار کرنے کی گنجائش معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیتے۔

اعتراضات اور ان کا جواب:

مولانا مودودی کا یہ کہنا کہ عبادات، اخلاق ومعاملات ٹھیک تھے اور بگاڑ صرف سیاست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آیا تھا غلط ہے۔ سیاست اخلاقیات کا حصہ ہے سماج بگڑتا ہے تو سیاست غلط رخ اختیار کرتی ہے۔ یہ نظریہ بھی بودا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کو ختم کرنے اور ملوکیت کھڑی کرنے کے لیے بیٹے کو کھڑا کیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کو ختم کرنے کے لیے بیٹے کو کھڑا نہیں کیا تھا بلکہ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی روکنے کے لیے کھڑا کیا تھا۔

افسوس یہ ہے کہ پہلے سے علی رضی اللہ عنہ کو پاکدامن اور عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما کو تر دامن تصور کرلیا جاتا ہے پھر چاہے مردود روایت ہی کیوں نہ ہو اس پر اعتماد کر کے سب وشتم کیا جاتا ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ کے خلاف وارد روایتوں کو یا تو رد کر دیا جاتا ہے یا تاویل کر دی جاتی ہے۔ اس ضمن میں جرم وسزا کے تناسب کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ نہ ہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ سب انسان ہیں، معصوم فرشتے نہیں۔ سوئی چبھونے کی غلطی ہوئی ہو تو تلوار سے کاٹنے کی سزا نہیں دینی چاہیے۔

مولانا نے کتنی دیدہ دلیری سے دعوی کر دیا کہ ہم نے جو مواد لیا ہے اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ صرف حوالہ دینا کافی نہیں۔ کیونکہ لوگ اسے سیاق وسباق سے کاٹ بھی دیتے ہیں۔ کج فکری کی وجہ سے غلط استدلال کر لیتے ہیں۔ مثلاً مستشرقین مستند تاریخی کتابوں سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ لیکن کیا ان کا استدلال درست ہے اور قرآن وسنت کے موافق ہے؟ مولانا مودودی اور مستشرقین کا نتیجہ ایک ہے۔ مستشرق کہتے ہیں کہ خلافت تیس سال میں فیل ہوگئی۔ نیز اسلام کا کوئی سیاسی نظام نہیں جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء یہ نظام نہ چلا سکے تو اور کون چلا سکتا ہے؟ بنوامیہ کی حکومت سراسر غیر اسلامی تھی وغیرہ۔ افسوس کہ یہی بات مولانا مودودی نے بھی کہی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ طلبہ کی مشکلات کو بہانہ بنایا ہے یعنی ان کو سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلام کا نظریہ سیاست کیا ہے اور خلافت کے سیاسی اصول کیا ہیں؟ اور ان کو اطمینان بخش جواب دینے کے لیے مولانا نے عثمان و معاویہ پر ملوکیت لانے کا مقدمہ قائم کیا ہے۔ اس سے حقائق کی صورت ہی مسخ ہو جاتی ہے یا پھر 'اثمہ اکبر من نفعہ' کی مثال صادق آجاتی ہے۔ حالانکہ بزرگوں نے اس پر لکھا بھی ہے مثلاً شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء اور شاہ اسماعیل نے منصب امامت میں اس مسئلہ پر بھرپور گفتگو کی ہے۔

مولانا موجودہ دور کی جمہوریت کو ہی خلافت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ یہ دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی محتاج ہے۔ وہ تحقیق کے نام پر جرأت کی ضرورت بتاتے ہیں۔ حالانکہ جرأت کو بروئے کار لاکر صحابہ کا کردار مسخ کرنا قرآن وحدیث کے بیان کے خلاف ہے۔

خلیفہ چننے کا اسلامی نظام ولی عہدی یا پھر شورائیت سے مربوط ہے۔ شوریٰ کے ارکان راجدھانی کے بااختیار ذی رائے اصحاب حل وعقد ہوں گے۔ اگر ضرورت پڑی تو ان کی تائید میں پورے ملک میں جہاں ضروری ہوگا بیعت کا انعقاد ہوگا۔ رہا ولی عہد تو اسے حکمران نامزد کرے گا اور اصحاب حل وعقد نیز ملک کی سرکردہ شخصیات میں سے جن کی بیعت کی ضرورت ہوگی، بیعت لی جائے گی۔

مولانا تین سوال کھڑے کرتے ہیں کہ اسلام کا نظریہ سیاست کیا ہے؟ خلافت راشدہ اور خلافت بنوامیہ میں یہ یکساں تھا؟ اگر یکساں تھا تو لوگوں کا طرز عمل ایک جیسا کیوں نہیں رہا؟ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حکمرانی کے مقاصد ایک تھے یعنی بیرونی طاقتوں سے مقابلہ اور دفاع۔ اور اندرون ملک دین اور تہذیب وتمدن کی حفاظت وترویج ہورہی تھی۔ ہاں حکمرانوں کے مقاصد میں ضرور فرق آگیا تھا۔ باڈی گارڈ اختیار کرنا، تعزیری سزائیں دینا، اقتدار کو طول دینا، بھائی اور بیٹے کو جانشین بنانا یہ خلافت راشدہ کے دور میں نہیں تھا۔ یہ تغیر پذیر سماج کے زیر اثر تھا اور طریقہ کار کا فرق تھا مقاصد کا نہیں۔ مولانا نے غلط طور پر حکمرانوں کے مقاصد کو حکمرانی کے مقاصد قرار دیا ہے۔

پھر انھوں نے مولانا مودودی کی بنیادی غلطی اس طرح واضح کی ہے:

ملوکیت کے جو عیوب گنوائے ہیں وہ بادشاہوں کے طرز عمل سے مستفاد ہیں۔ اسی طرح خلافت کی جو خصوصیات ہیں وہ خلفاء کا برتاؤ ہے۔ بذات خود نہ ملوکیت بری ہے نہ خلافت بلکہ خلیفہ یا بادشاہ کا غلط طرز عمل برا ہے۔ بشرطِ ثبوت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ لاکھ دینار مروان کو دیے۔ یہ خلافت کی غلطی نہیں عثمان کی غلطی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز بادشاہ تھے پھر بھی بیت المال سے ایک حبہ ناجائز خرچ نہیں کیا یہ ان کا طرز عمل ہے۔

ایک اہم سوال:

مؤرخین مثلاً ابن جریر طبری، ابن کثیر، ابن سعد، ابن اثیر وغیرہ نے صحابہ کے خلاف تاریخی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایتوں کو جگہ کیوں دی؟ حافظ صاحب لکھتے ہیں غیر جانبداری برقرار رکھنے کے لیے دونوں طرح کی روایات ذکر کی ہیں۔ یہ روایات یا تو شیعوں کی ہیں یا ضعیف و مجروح رواۃ کی۔ صحیح کو غلط اور ضعیف کو غیر ضعیف سے الگ کرنے کا کام آنے والے لوگوں کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں محدثین سمجھتے تھے کہ ہم نے سند بیان کر دی ہماری ذمہ داری ختم ہوئی اور غیر جانبداری کا تقاضا بھی ہے کہ دونوں طرح کی روایتیں درج کی جائیں اب پڑھنے والا خود صحیح اور غلط کا فیصلہ کر لے۔ اسی سبب تاریخ کی کتابوں میں صحیح، ضعیف، موضوع و من گھڑت غرض ہر قسم کی روایتیں موجود ہیں۔ چنانچہ ضابطہ یہ ہے کہ صحابہ کے خلاف تاریخی روایات کی جانچ پڑتال کی جائے گی بلا سند یا مرسل و منقطع اور موضوع سند سے اگر کچھ ان کے کردار کے خلاف منقول ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کا کردار وہ ہے جو قرآن کریم اور صحیح احادیث میں بطور منقبت وفضیلت وارد ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کردار مجروح کرنے والی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

صحابہ میں جس نے آپس میں لڑائی کی جیسے جمل و صفین میں شرکت کی یا اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا یہ سب خلاف عدالت ہے۔ لیکن وہ اس میں متاول اور مجتہد ہیں اس سے ان کی عدالت ختم نہیں ہو جاتی۔

مولانا مودودی نے ضابطہ بنایا کہ صحابہ صرف روایت میں عدول ہیں۔ سیاست وغیرہ میں نہیں۔ حافظ صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ ایسا خود ساختہ قاعدہ ہے جس کا قائل کوئی نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا ایمان ہمارے لیے معیار ہے۔ یہ اگر صرف ایک پہلو کو محیط ہوتا تو معیار نہ بن سکتا تھا۔

حافظ صاحب مزید لکھتے ہیں قاعدہ کلیہ کا مطلب ہے کہ بعض اعمال عدالت کے منافی صادر ہوئے لیکن اکثر حالات میں عدالت غالب رہی تو ان کو عادل ہی کہا جائے گا۔ للاکثر حکم الکل۔

مولانا لکھتے ہیں کہ بزرگوں کی غلطی سے ان کی بزرگی میں فرق نہیں آتا۔ حافظ صاحب جواب دیتے ہیں کہ غلطی کا لفظ مبہم ہے۔ بعض غلطیاں سنگین ہوتی ہیں۔ مروان کو پانچ لاکھ دینار دینا وغیرہ ایسی غلطی ہے جس سے بزرگیت میں فرق پڑے گا۔

دوہرا معیار یہ ہے کہ علی ﷛ کے متعلق جو غلط روایات کتب تاریخ میں وارد ہیں مولانا مودودی اس کو رد کر دیتے ہیں اور عثمان و معاویہ ﷠ کے متعلق ایسی ہی روایات کو قبول کر لیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مزید ان تواریخ کے مؤلفین کی ثقاہت اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ روایت قبول کر لی جائیں۔ نیز ان روایات کو نہ ماننے والوں سے کہتے ہیں کہ پوری کتاب رد کر دو بلکہ کہہ دو کہ اسلامی تاریخ نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں! یہ کہاں کا انصاف ہے؟

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ محدثین نے احکامی حدیثوں میں سند کی صحت وعدم صحت کا التزام کیا ہے۔ سیرت، تاریخ، فضائل ومناقب وغیرہ میں اس کا التزام نہیں کیا اور اگر یہ التزام کریں گے تو ۱۰ میں ۹ر اجزاء سے محروم ہو جائیں گے۔

حافظ صاحب نے جواب دیا کہ کچھ رواۃ ایسے ہیں جن سے تاریخ اور مغازی ہی مروی ہیں احکامات کی حدیثیں نہیں مثلاً واقدی اور کلبی جیسے رواۃ۔ جب ان سے یہی سب مروی ہے، احکامات میں کچھ مروی ہی نہیں تو محدثین نے ان پر جرح کیوں کی؟ جب وہ صرف احکامات کے رواۃ پر جرح کرتے ہیں؟ مثلاً امام شافعی فرماتے ہیں: واقدی کذاب ہے! مولانا نے جو باتیں کی ہیں اس طرح کی باتیں علم رجال سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ منہاج السنہ، تحفہ اثنا عشریہ جیسی کتابوں کا مزاج وکیل صفائی کا ہے۔ اس لیے ہم نے استفادہ نہیں کیا۔

حافظ صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس طرح تو کتاب وسنت کی طرف داری بھی غیر معقول قرار پائے گی۔ کیونکہ یہ بھی صحابہ کے حق میں وکیل صفائی کا کام کرتی ہیں۔

بیت المال اور منصب عطا کرنے میں خیانت:

حافظ صاحب لکھتے ہیں: عثمان رضی اللہ عنہ نیز معاویہ رضی اللہ عنہ پر بیت المال میں خرد برد کرنے کا الزام ثابت نہیں۔ اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا نوازی کا الزام بھی درست نہیں۔ اور مولانا نے جو بنوامیہ کو بڑے بڑے مناصب دینے کا الزام لگایا ہے، یہ تمام عمال کا نصف بھی نہیں تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے تقریباً بائیس عمال میں سے بارہ تیرہ عمال دیگر قبائل سے تھے، بنوامیہ میں سے نہیں تھے۔ اور جو بنوامیہ کے عمال تھے وہ اپنی صلاحیت وقابلیت سے اس منصب تک پہنچے تھے، خاندانی تعصب کی وجہ سے نہیں۔ سچ یہ ہے یہ لوگ کرسی زیب تھے، جہاں بانی کے قابل تھے اور حکمرانی کی فطری صلاحیت پہلے سے ہی موجود تھی۔ حکمرانی کے لیے اسلام میں سابقیت معیار نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بلکہ انتظام وانصرام کی صلاحیت معیار ہے جو بنوامیہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ رسول ﷺ نے بھی غیر سابقین کو عامل بنایا۔ بلکہ رسول اکرم ﷺ کے زیادہ تر عمال بنوامیہ میں سے تھے مثلاً مکہ کے والی عتاب بن اسید، خیبر و وادی القری اور تیماء و تبوک کے والی عمرو بن سعید بن العاص، مکہ کے بازار پر حکم بن سعید بن العاص، صنعاء پر خالد بن سعید بن العاص، بحرین پر ابان بن سعید بن العاص۔ اسی طرح ابان و خالد معاویہ و عثمان رضی اللہ عنہم رسول ﷺ کے کاتب تھے۔

مروان بن حکم:

حافظ صاحب مزید لکھتے ہیں: مولانا نے مروان کی مذمت میں جو ان کے باپ حکم بن العاص پر فسق کا الزام لگایا ہے، جس کی وجہ سے ان کو طائف جلاوطن کر دیا گیا تھا، یہ الزام کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ ان کو عثمان رضی اللہ عنہ نے واپس بلا لیا، اسی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی طعن کیا گیا ہے۔ اگر یہ الزام درست بھی مان لیا جائے تو بھی بعض دوسرے صحابہ کرام کے والدین، ان سے بھی بڑے مجرم ہی نہیں بلکہ منافق، کافر اور مشرک بھی تھے۔ ان کی وجہ سے ان صحابہ کرام کی عدالت میں کچھ بھی فرق نہیں پڑا۔ لہٰذا مروان کی عدالت میں کیا فرق پڑے گا؟

مروان بن حکم کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام باغیوں کے قتل کا جو خط پیش کیا گیا وہ جعلی تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوفی و بصری اور مصری باغی دو مختلف راستوں کے مسافر تھے۔ کوفیوں اور بصریوں کو کیسے پتہ چلا کہ اس طرح کا خط مصریوں کے ہاتھ لگا ہے؟ مختلف راستوں کے مسافر بنا سازش کیے ایک ساتھ مدینہ کیسے لوٹ آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

جنگ جمل میں طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان بن حکم نے قتل کیا؟ ابن کثیر بدایہ میں فرماتے ہیں کہ ایسا مشہور ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کسی اور نے قتل کیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: مولانا مودودی نے سیاق سے کاٹ کر صرف اتنا نقل کر دیا ہے کہ مشہور یہ ہے مروان نے تیر چلا کر طلحہ کو قتل کیا۔ اور آگے کی جو بات ہے اسے نقل نہیں کیا۔

ولید بن عقبہ:

مولانا مودودی نے کتب تاریخ کے حوالے سے ولید بن عقبہ پر بھی طعن کیا ہے۔ یعنی یہ وہی شخص ہیں جو قبیلہ بنو مصطلق سے زکاۃ وصولنے گئے تھے لیکن راستے سے لوٹ آئے اور کہہ دیا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ زکاۃ نہیں دیتے۔ ایسے شخص کو عثمان رضی اللہ عنہ نے عامل کیوں مقرر کیا؟ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اس سلسلے کی جتنی روایتیں ہیں سب ضعیف ہیں یا منکر ہیں یا سند میں کوئی رافضی ہے۔

ولید بن عقبہ کی شراب نوشی بھی ثابت نہیں۔ بلکہ اہل کوفہ نے دشمنی میں جھوٹا الزام لگایا تھا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً حد جاری کی تھی۔

بالفرض اگر یہ غلطیاں تسلیم بھی کر لی جائیں تو کیا وہ انسان نہیں تھے۔ اس سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات ہوئے۔ مثلاً خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی جو بحرین کے گورنر تھے انھوں نے شراب نوشی کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے حد جاری کی اور انھیں معزول کر دیا۔ پھر کسی عامل کی غلطی سے خلیفہ پر الزام کیسے آ سکتا ہے؟

الزامی جواب تو یہ ہے کہ اقربا پروری علی رضی اللہ عنہ نے بھی کی۔ عبداللہ بن عباس، عبید اللہ بن عباس، تمام بن عباس، قثم بن عباس وغیرہ کو عامل بنایا۔ تو کیا وہی بات جو عثمان کے لیے کہی جا رہی ہے، علی کے لیے بھی کہی جائے گی؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں: اس بات کا مولانا مودودی کو بھی اعتراف ہے کہ اشتر نخعی، محمد بن ابی بکر وغیرہ کو گورنری دے کر علی رضی اللہ عنہ نے بڑی غلطیاں کیں جو واضح طور پر قاتلین عثمان کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

خلافت علی رضی اللہ عنہ:

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے خلیفہ مقرر کیا تھا بعد میں صحابہ نے بھی بیعت کر لی۔ جب کہ مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ اہل حل وعقد سے مشاورت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے، صرف انیس بیس صحابہ نے بیعت نہیں کی تھی۔ صحابہ میں بہت سے لوگوں کا نظریہ یہی تھا کہ صحابہ ادھر ادھر منتشر ہیں۔ باغیوں نے خلیفہ بنایا ہے اس لیے خلافت منعقد ہی نہیں ہوئی۔ پہلے قصاص کا مسئلہ ہے پھر خلافت کا مسئلہ۔ یہی وجہ تھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے تحکیم میں شرط رکھی تھی کہ معاہدے میں علی رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین نہ لکھا جائے۔ یہ خلافت باغیوں کی دی ہوئی ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں اس لیے ہم ان کو خلیفہ نہیں مانتے۔ پھر سے صحابہ ان کو خلیفہ بنائیں، تب علی رضی اللہ عنہ مستند خلیفہ ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے تین بڑی غلطیاں کی تھیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) باغیوں کے مقرر کرنے سے خلیفہ نہ بنتے جب تک اصحاب رسول نہ آجاتے۔ پھر وہ جسے چاہتے چن لیتے۔

(۲) قصاص کا مطالبہ کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملا لیتے ان کی تعداد بہر حال باغیوں سے زیادہ تھی۔ اس طرح باغیوں پر بھی کنٹرول مل جاتا۔

(۳) عمال عثمانی کو ایک سال تک معزول نہ کرتے۔ ایسا کرنے سے مخالفین کو اور زیادہ موقع مل گیا۔ بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہی سمجھتے تھے کہ باغیوں کے اشارے سے ان کو معزول کیا جارہا ہے تاکہ قصاص عثمان کا مطالبہ کمزور ہو جائے۔

علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما:

حافظ صاحب لکھتے ہیں: صرف معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ نصف کے قریب صحابہ بیعت سے انکاری تھے۔ وجہ تھی علی رضی اللہ عنہ کے گرد باغیوں کا ہجوم اور قصاص عثمان کے کیس کی عدم شنوائی۔ پھر جو جنگیں ہوئی ہیں ان میں حملے کا آغاز علی رضی اللہ عنہ نے کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ پُر امن طریقے سے قاتلوں کی حوالگی کا مطالبہ کر رہے تھے اور یہ حوالگی کا مطالبہ کر رہے تھے قصاص کا نہیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ قصاص نہیں لے سکتے تھے۔ باغی ان پر غالب تھے۔

جنگ جمل، عائشہ وزبیر وطلحہ رضی اللہ عنہم:

مولانا مودودی جو لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہلے بیعت کرنی چاہیے تھی، پھر قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا کیس علی رضی اللہ عنہ کی عدالت میں دائر کرنا چاہیے تھا۔ تو اس کا بھی کوئی فائدہ ہوتا نہیں دکھ رہا تھا۔ کیونکہ عائشہ وزبیر وطلحہ رضی اللہ عنہم نے پہلے قصاص کا دعوی دائر کیا اور کوئی سنوائی نہیں ہوئی۔ باغیوں کی موجودگی میں یہ ہو بھی کیسے سکتی تھی۔ پھر چار ماہ کے انتظار کے بعد کوفہ چلے گئے۔ وہاں جنگ جمل ہوئی۔ لیکن جنگ شروع ہونے سے پہلے فریقین میں صلح بھی ہو چکی تھی جس سے باغیوں کو اپنی جان خطرے میں نظر آرہی تھی۔ البدایہ، الکامل، تاریخ طبری کے مطابق باغیوں نے صلح پر اتفاق کے باوجود مخالف لشکر پر چپکے سے حملہ کر دیا جس سے جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔

جنگ صفین:

معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے باغی ہونے کی سب سے مضبوط دلیل کے طور پر مولانا نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث پیش کی ہے: ان عمارا تقتله الفئة الباغيه

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث اگر چہ صحیح ہے لیکن معاملہ اتنا واضح نہیں تھا۔ یہ اگر ایسے ہی واضح ہوتا تو اسی حدیث کے رواۃ غیر جانبدار کیوں رہے یا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیوں مل گئے۔ حق اگر اتنا ہی واضح تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے جنگ بندی قبول کیوں کی نیز حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کیوں کیا؟

حقیقت یہ ہے کہ باغی گروہ سے مراد سبائی گروہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا اور عین ممکن ہے انھوں نے ہی قتل کیا ہو۔ یا معاویہ کے لشکر کا ایک حصہ جو سبائی ہو یا کچھ اور جو عمار کے قتل کے خواہاں ہوں۔ معاویہ و عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ایسا نہیں چاہتے تھے۔ مولانا ہر جگہ حق و باطل کی بات کہتے ہیں۔ یہاں حق و باطل کا معاملہ سرے سے تھا ہی نہیں بلکہ مخطی اور مصیب کا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پر نہ تھے۔ بلکہ اجتہاد کیا تھا اور ممکن ہے غلط ہوں۔

ایک بات جو پوری کتاب میں تشنہ بحث رہ جاتی ہے وہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اقرب الی الحق تھے۔ کیسے؟ اس کی تفصیل پوری کتاب میں کہیں نہیں ہے۔ مولانا نے اتنا تو کہا ہے کہ اقرب الی الحق تھے۔ لیکن کیسے تھے اس پر گفتگو نہیں کی۔ شاید یہ کتاب اس کا محل نہ تھی۔

قرآن پر جنگ بندی:

مولانا مودودی نے جو یہ لکھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی فوج جیت رہی تھی۔ یہ دیکھ کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ فوج قرآن لے کے میدان جنگ میں جائے۔ وہ لوگ لڑائی بند کر دیں گے اور ہمیں تیاری کی مہلت مل جائے گی۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ نہ علی رضی اللہ عنہ کی فوج جیت رہی تھی اور نہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہار رہے تھے۔ یہ من گھڑت کہانی ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو کٹتے مرتے دیکھ کر بڑا افسوس کیا اور قرآن پر راضی ہونے اور جنگ بندی کا مشورہ دیا۔ جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوراً مان لیا اور پھر علی رضی اللہ عنہ نے بھی قبول کر لیا۔ اس طرح یہ جنگ رک گئی۔ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ایک احسان ہے۔ نہ کہ دھوکہ اور ظلم۔ کیونکہ ہزاروں لوگ قتل ہونے سے بچ گئے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی یہ بڑی فراخ دلی بھی تھی۔ کیونکہ وہ خلیفہ برحق تھے۔ لیکن اپنی خلافت کو محل نزاع تسلیم کر کے اسے بھی حکم صاحبان کے حوالے کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ تحکیم:

اور کتب تاریخ میں جو نقل کیا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ چالاکی کی جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم تھے تو یہ سراسر غلط ہے اور جو صحیح ہے وہ یہ کہ اس میں طے ہوا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطالبہ قصاص واجب ہے۔ اب علی رضی اللہ عنہ تلوار نہ اٹھائیں گے اور معاویہ رضی اللہ عنہ قصاص کا مطالبہ اپنے ہاتھ میں نہ رکھیں گے۔ بلکہ دونوں باتوں کا فیصلہ ایک اجتماع عام میں صحابہ کرام کریں گے۔ اور جب تک فیصلہ نہ ہو جائے دونوں اپنے اپنے علاقوں کے حاکم رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کا سلسلہ مسدود رہے گا۔ حافظ صاحب نے یہاں قاضی ابوبکر ابن العربی کا حوالہ دیا ہے جنھوں نے دارقطنی کی ایک روایت سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

لیکن اس کے بعد صحابہ کا اجتماع ہوا؟ اور دونوں باتوں کا فیصلہ کیا گیا؟ شاید یہ کام نہیں ہو سکا کیونکہ اتنے بڑے بڑے صحابہ کرام دونوں طرف تھے کہ ان کا اجتماع ممکن نہ ہو سکا یا ممکن تھا لیکن موت نے علی رضی اللہ عنہ کو مہلت نہیں دی۔ واللہ اعلم۔ لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو انھی سطور میں نزاع کا فیصلہ بھی ہو گیا تھا۔ جب علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطالبہ قصاص ہاتھ میں نہ رکھنے کے لیے کہا گیا جس پر دونوں فریق کا اتفاق تھا تو پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کیوں نہیں کی؟ یہ سوال ہنوز تشنہ جواب ہے۔ شاید صحابہ کے اجتماعی فیصلہ کی بات دباؤ ڈالنے کے لیے رکھی گئی تھی جو ممکن نہ ہو سکی۔

خلافت وملوکیت:

حافظ صاحب فرماتے ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ نہیں بلکہ خلیفہ تھے پھر خلافت ان کے بیٹے یزید پر ختم ہو گئی تھی۔ کیونکہ یزید کے بیٹے معاویہ ثانی نے خلافت کے منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا جیسے حسن رضی اللہ عنہ نے استعفیٰ دیا تھا۔ پھر خلافت سفیانی خاندان سے منتقل ہو کر مروانی خاندان میں منتقل ہو گئی، مروانی خاندان کے خلفاء بھی بادشاہ نہیں تھے۔ بلکہ مستند خلفاء تھے۔ لیکن ان میں بہت سی باتیں بادشاہوں والی در آئی تھیں۔ پھر بھی خیر غالب تھا بلکہ خیر بہت زیادہ تھا۔ نیز ملوکیت بذاتِ خود بری چیز نہیں ہے، شرعی قوانین اور خوفِ الٰہی کا پاس نہ رکھنا برا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید کی ولی عہدی:

شریعت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ باپ کے بعد بیٹا ولی عہد یا خلیفہ نہیں بن سکتا۔ پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذہن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ایک کمیٹی تھی، جو عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عامر، حسن بن علی، سعید بن العاص، مروان بن حکم پر مشتمل تھی۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے مشورہ سے یزید کو نامزد کر دیا۔ وجہ تھی خانہ جنگی اور اختلاف کی لعنت سے امت کو چھٹکارا دینا۔ مصر و یمن اور عراق وحجاز سے خلافت کے مختلف امیدوار کھڑے ہو کر آپس میں لڑتے۔ ان کے حامی اتنے متحد نہیں تھے جتنا اہل شام متحد تھے۔ اور اہل شام بنوامیہ کے علاوہ کسی کی تابعداری پر راضی نہیں ہوتے۔ نیز اہل شام کے امیدوار خصوصاً معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے منتظم کے بیٹے پر پورے عالم اسلام کا اتفاق ہو جاتا۔ اور ہوا بھی۔ یزید اس وقت عالم اسلام کے سیاسی مرکز ثقل تھے۔ نیک تھے، جہاد میں حصہ لیتے، جنگ میں کمان سنبھالتے، جہاں بانی کے اہل تھے۔ ابوایوب انصاری کے وصی تھے، ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لہو ولعب اور فسق وفجور کی بات گھڑلی گئی ہے۔ بھلا کوئی صحابی کسی فاسق وفاجر کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کر سکتا ہے؟

ملوکیت کی چند خصوصیتیں اور عہد بنوامیہ میں اس کا وجود:

مولانا مودودی نے ملوکیت کی چند برائیاں گنائی ہیں اور اس کو اموی دور پر چسپاں کیا ہے:

(۱) تقرر خلیفہ کے طریقے میں تبدیلی:

حافظ صاحب لکھتے ہیں یزید کی ولی عہدی کا جو طریقہ ہے وہ نامزدگی کا طریقہ ہے۔ امام ابن حزم نے اسی کو سب سے محفوظ طریقہ قرار دیا ہے۔ تاکہ خانہ جنگی نہ ہو اور نظم حکومت سلامت رہے۔ رہی بات بیٹے کو ولی عہد بنانے کی، تو اس کی ممانعت میں کچھ بھی وارد نہیں، اگر مصلحت اس کا تقاضا کرے۔ داؤد علیہ السلام کے وارث سلیمان علیہ السلام ہوئے تھے۔ یہ کوئی عیب کی چیز نہیں۔ عیب تب ہے جب یہ اسلامی اصولوں کے خلاف حکومت کرے۔ اور یزید کے سلسلے میں ایسا کچھ صحیح سند سے مروی نہیں۔

(۲) خلفاء کے طرز زندگی میں تبدیلی

مولانا نے الزام لگایا ہے کہ امیر معاویہ اور ان کے بعد خلفاء محلوں میں رہنے لگے۔ دربان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقرر کرلیا۔ شاہانہ طرز زندگی اپنالی۔ باڈی گارڈ رکھ لیا۔ یہ سراسر الزام ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں اور گھر پر ہر شخص مل سکتا تھا۔ اموی خلفاء اسی پرانے کپڑے اور گھر میں رہتے تھے جس میں وہ خلافت سے پہلے رہتے تھے۔ ہاں محافظ یا باڈی گارڈ کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کیونکہ خلفاء پر قاتلانہ حملے شروع ہوگئے۔

(۳) بیت المال کی حیثیت میں تبدیلی:

مولانا نے بیت المال میں بے جا تصرف کا جو الزام لگایا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تصور بیت المال وہی تھا جو خلفاء راشدین کا تھا اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان اور عمل شاہد ہیں۔ بیت مالکم و لیس بمالی انماھو مال اللہ اور جو دوسری قسم کی روایتیں ہیں، یعنی لوگوں کو داد و دہش اور جود و سخا سے فیض یاب کرنا تو ایسا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بھی ثابت ہے۔

(۴) آزادی اظہار رائے کا خاتمہ:

حافظ صاحب فرماتے ہیں: مولانا مودودی کا جو الزام ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زبانوں پر قفل لگا دیا تھا، یہ سراسر غلط ہے۔ اس کی شہادت اس واقعے سے ملتی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے عطیات تین ماہ سے بند کر رکھے تھے اسی بیچ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا اسمعوا اور اطیعوا۔ ابو مسلم خولانی کھڑے ہوگئے اور کہا اے معاویہ! نہ ہم آپ کی بات سنیں گے نہ مانیں گے۔ آپ نے عطیات بند کر دیے حالانکہ یہ مال آپ کے ماں باپ کا کمایا ہوا نہیں ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر برہم ہوگئے۔ گھر گئے غسل فرمایا اور دوبارہ مجلس میں آئے کہا ابو مسلم کی بات سے مجھے غصہ آگیا تھا۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ غصہ شیطان کا فعل ہے، شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو غصہ آئے تو غسل کرلے۔ ابو مسلم نے صحیح کہا تمھارے عطیات پھر سے کھل گئے ہیں۔ اسی طرح کی مزید شہادتیں صحیح سند سے مروی ہیں۔ اسی طرح مروان بن حکم کو بھی خطبہ عید نماز سے پہلے کرنے پر ایک شخص نے عید گاہ ہی میں ٹوکا۔ اور بعد کے خلفاء نے اظہار رائے کی مکمل آزادی دی ہے۔ اور جس نے پابندی لگائی یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ اس میں ملوکیت اور خلافت کا دخل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب فرماتے ہیں: رہی حجر بن عدی کے قتل کی مثال تو یہ بھی درست نہیں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آٹھ سال کوفے کے گورنر رہے۔ ان کی عادت تھی کہ خطبے کے بعد بنا کسی کا نام لیے قاتلین عثمان پر لعنت کرتے تھے۔ حجر بن عدی کہتے کہ جن کی آپ مذمت کرتے ہیں وہ قابل تعریف ہیں اور آپ لعنت و مذمت کے مستحق ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ درگزر کرتے رہے۔ ان کے بعد زیاد کوفہ کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے بھی قاتلین عثمان پر بددعا اور لعنت کی۔ حجر بن عدی نے اس کو بھی مستحق لعنت قرار دیا۔ اس نے بھی درگزر سے کام لیا۔ حجر بن عدی کے ساتھ ایک جتھا بھی تھا۔ پھر وہ بصرہ چلا گیا۔ اپنے ساتھ حجر کو بھی لے جانا چاہا لیکن یہ نہیں گئے۔ زیاد کے نائب عمرو بن حریث کے ساتھ بھی انھوں نے یہ رویہ برقرار رکھا اور خطبہ کے دوران اس پر کنکر پھینکے۔ عمرو بن حریث نے اس کی اطلاع زیاد کو دی۔ زیاد کوفہ واپس آ گیا اور مجمع میں تقریر کی۔ اس مجمع میں حجر کی پارٹی بھی ہتھیاروں سے لیس موجود تھی جو تین ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ ان میں وہ حضرات بھی شامل تھے جو قتل عثمان کے مرتکب ہوئے تھے۔ زیاد نے امیر معاویہ کو پوری صورت حال لکھی۔ امیر معاویہ نے کہا ان صاحب کو میرے پاس بھیج دیا جائے۔ زیاد نے معتبر قسم کے ستر لوگوں کی گواہیاں لیں۔ جنھوں نے کہا کہ یہ اعلانیہ معاویہ پر لعنت اور سب وشتم کرتے ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ علی کی حمایت کرتے اور خلافت آل علی کے علاوہ کسی کے لیے بھی جائز نہیں سمجھتے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب ان کے قتل کے بارے میں سوال ہوا تو ان کا جواب تھا کہ ایک آدمی کا قتل ایک لاکھ لوگوں کے قتل سے بہتر ہے۔ یعنی اس سے اتنا بڑا فتنہ کھڑا ہوتا کہ ایک لاکھ لوگوں سے جنگ کرنی پڑتی۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں: اگرچہ حجر کا جرم بڑا تھا۔ لیکن کیا ہی بہتر ہوتا اگر قتل نہ کر کے ان کو کوئی اور تعزیری سزا دی جاتی۔ بہر حال باغی قسم کے لوگوں کی سزا قتل ہی ہوتی ہے۔ اور حاکم وقت کو اختیار ہوتا ہے اگر وہ کسی کو ملکی امن وامان کے لیے خطرہ سمجھتا ہے تو اس طرح کی سزا دے۔

(۵) عدلیہ کی آزادی کا خاتمہ:

مولانا مودودی نے ملوکیت کے مفاسد میں سے ایک یہ بھی گنایا ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ دور بنوامیہ میں عدلیہ آزاد اور خود مختار تھی۔ حافظ صاحب کہتے ہیں: موجودہ دور میں سعودی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے ججز اسی طرح آزاد ہیں کہ بادشاہ بالکل مداخلت نہیں کرتا۔ اور یہ بات باوثوق ذریعے سے ایک کیس میں ملک فیصل کے قول سے واضح ہوتی ہے کہ میں اپنے قاضی کے فیصلے میں کس طرح دخل دے سکتا ہوں؟ یہ اس بگڑے ہوئے دور کی بات ہے۔ بھلا بنو امیہ کے عہد کے قاضیوں کی آزادی کا کیا حال ہوگا۔

(۶) شوروی حکومت کا خاتمہ:

حافظ صاحب فرماتے ہیں مولانا جس طرح اسلامی شوروی نظام کو جمہوریت کے مماثل قرار دیتے ہیں اس طرح سے کوئی انتخاب ہوا ہی نہیں۔ ابوبکر ثقیفہ بنی ساعدہ میں چنے گئے، جس میں پورا ملک کیا خود مدینہ کے تمام صحابہ موجود نہیں تھے۔ اسی طرح سے عمر کا انتخاب نامزدگی سے ہوا۔ عثمان کا انتخاب ایک کمیٹی کے ذریعے۔ پھر جمہوری طرز پر انتخاب خلیفہ کی کارروائی کہاں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ یورپ سے تاثر پذیری ہے اور اپنے ملک کے ڈکٹیٹر سے نفرت، جو جمہوریت کا اس طرح پرچار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

(۷) نسلی اور قومی عصبیتوں کا ظہور:

حافظ صاحب فرماتے ہیں: مولانا نے جو ملوکیت کے ساتھ یک بیک نسلی عصبیت کے ظاہر ہونے کا الزام لگایا ہے وہ درست نہیں۔ کہیں کہیں معمولی قسم کی عصبیت کا ظہور ضرور ہوا ہے۔ لیکن اس سے خلفاء راشدین کا دور بھی خالی نہیں تھا۔ ثقیفہ بنی ساعدہ میں کیا ہوا تھا؟ اسی طرح جب باغی طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے ان کے گھر پر جم گئے تھے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کیا فرمایا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ جو بنی تمیم سے تعلق رکھتے ہیں، حکومت چھین لینا چاہتے ہیں۔ بنی عبد مناف کے لیے یہ بات ننگ و عار کی ہوگی۔ اس سے کوئی یہ کہے کہ ان کے اندر جاہلی عصبیت سر ابھار رہی تھی، تو یہ بے جا ہوگی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مرور زمانہ کے ساتھ اس طرح کے معمولی واقعات اگر پائے جائیں تو یہ ملوکیت کا شاخسانہ کیسے ہو گیا؟

(۸) عمال کو ظلم کی چھوٹ دینا:

مولانا مودودی نے ملوکیت کے معایب میں ایک عیب یہ بھی شمار کیا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل بسر بن ارطاۃ کے مظالم کو نمایاں کیا ہے، جو انھوں نے اہل یمن اور اہل ہمدان پر کیے۔ حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے اس کا بھی الزامی جواب دیا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے عامل جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کے مظالم کا ذکر کیا ہے، جو انھوں نے اہل نجران پر ڈھائے۔ پھر بھی جو عمال واقعی ظلم کے مرتکب ہوئے تھے، ان کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔

(۹) سب وشتم:

مولانا نے الزام لگایا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنروں کو علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی اجازت دی تھی۔ حافظ صاحب نے جواب دیا ہے کہ سب کا مطلب صرف گالی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مطلب کسی کی پالیسی پر تنقید بھی ہوتا ہے۔ باغیوں کو پناہ دینے اور اہل شام پر حملہ کرنے کی وجہ سے بہت سے گورنر از خود علی رضی اللہ عنہ نیز قاتلین عثمان پر تنقید کرتے تھے۔ اسی کو مولانا نے سب وشتم سے تعبیر کر دیا۔

اسی طرح جو اختلافی مسائل ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس میں اپنی ایک رائے رکھتے تھے، اس پر بھی کم علمی کہیے یا شدت تنقید، مولانا نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنایا ہے۔ مثلاً کافر اور مسلمان کی وراثت کے تعلق سے اس پر اتفاق ہے کہ ایک کافر مسلم کا وارث نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک مسلم کافر کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کی تھی کہ ایک مسلم اسلام کی وجہ سے مادی خسارے سے کیوں دوچار ہو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ قانون جاری کیا کہ ایک مسلم کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔

اسی طرح مولانا نے الزام لگایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مال غنیمت کی حیثیت میں تبدیلی آ گئی۔ اس میں جس واقعے کو بنیاد بنایا گیا ہے وہ زیاد کا حکم تھا معاویہ کا نہیں۔ حکم یہ تھا کہ سونا چاندی امیر المومنین کو بھیج دیا جائے۔ اور باقی مال غنیمت فوج میں تقسیم کیا جائے۔ جن کو یہ حکم دیا گیا وہ حضرت حکم بن عمرو تھے انھوں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کے بارے میں ثابت نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا اور جس پر ایک دن بھی عمل نہیں ہوا۔ اس پر تنقید چہ معنی دارد۔

اسی طرح مولانا نے معاہد کی دیت کے بارے میں بھی الزام لگایا ہے۔ معاہد کی دیت مسلمان کے برابر ہے یا نہیں، یہ بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصف دیت وارثوں کو دی اور نصف دیت بیت المال میں داخل کر دی کیونکہ اس کی موت سے بیت المال کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نقصان ہوا ہے۔اس پر بھی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں بنتی۔

لاشوں کی بے حرمتی:

عمار کا سر معاویہ کے پاس لایا گیا۔اسی طرح زبیر کا سر بھی علی کے پاس لایا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ اس میں ان حضرات کا کوئی قصور نہیں تھا۔انھوں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ نہ خوش ہوئے۔اور نہ ہی انعام واکرام سے نوازا۔بلکہ یہ قابل افسوس حرکات تھیں، جو نہ ہوتیں تو بہتر تھا۔

استلحاق زیاد:

زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا مان لینے کی وجہ سے بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔حالانکہ اگر اس کی معقول وجوہات نہ ہوتیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا بالکل بھی نہ کرتے اور جو سیاسی فوائد اٹھانے کا الزام ہے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ استلحاق ایسے وقت میں کیا تھا جب آپ بالاتفاق خلیفہ بن چکے تھے۔یعنی ۴۴ھ میں۔اس وقت آپ کو زیاد کی ضرورت نہ تھی۔

زیاد پر پتھر پھینکنے کے جرم میں قطع ید کی سزا:

یہ اگر ہوا ہے تو واقعی ظلم ہے لیکن یہ روایت ہی ثابت نہیں ہے۔حجر بن عدی والا واقعہ گزر چکا ہے۔لگتا ہے کسی راوی نے ایک واقعے کو دو بنا دیا ہے۔

آخر میں مولانا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کے خلفاء کا طرز عمل بیان کر کے ملوکیت پر اسی طرح تنقید کرتے ہیں۔حافظ صاحب کہتے ہیں کہ یہ وہی دعوی ہے جو مستشرقین کیا کرتے ہیں۔بادشاہی کوئی ناجائز چیز نہ تھی۔ہاں بادشاہی میں ظلم وجور ناجائز ہے،جس سے خلفاء بنوامیہ ہمیشہ دور رہے۔اسی طرح خلفاء بنوعباسیہ بھی، چند خلفاء کو چھوڑ کر جو باعث ننگ وعار ہوئے ہیں۔اس میں ملوکیت کا قصور نہ تھا۔یہ ان خلفاء کا ذاتی طرز عمل تھا۔اگر یہ بادشاہ نہ بھی ہوتے بلکہ مولانا کے بیان کردہ وصف کے مطابق خلیفہ ہوتے تو بھی سب برابر نہیں ہوتے۔اور بعض کا طرز عمل خلیفہ رہتے بھی ایسا ہوسکتا تھا۔اور جو فرق یہ خلفاء راشدین اور خلفاء بنوامیہ میں کرتے ہیں،اسی طرح کا فرق خلفاء کے دور اول ابوبکر وعمر اور دور ثانی عثمان علی کے دور میں بھی پایا جاتا ہے۔اس میں کس ملوکیت کا قصور تھا اور کس چیز نے ان سے یہ کام انجام دلوائے۔ظاہری بات ہے، بدلتے حالات وواقعات نے ایسا کیا۔تو کیا مولانا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت بنوامیہ کے لیے ایسی توضیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش نہیں کر سکتے؟ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حقیقت یہ ہے کہ مغرب سے متاثر، بنا استاد کی رہنمائی کے تاریخ کا مطالعہ کرنے والے، ریشنلسٹ، تعقل پسندوں اور بردرس کے لیے حافظ صاحب کی یہ کتاب اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔اوران طالب علموں کے لیے جوان سارے واقعات سے ذہنی خلجان کا شکار ہوتے ہیں، یہ کتاب شفا کا کام کرتی ہے۔نیز بڑے بڑے علماءواساتذہ کے لیے یہ کتاب شرح صدر میں ممد معاون ثابت ہوتی ہے۔کتاب علمیت سے بھرپور ہے۔ردود میں کسی طرح کا بھونڈا پن اور تلخی کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔بلکہ انتہائی متانت اور سنجیدگی لیے ہوئے ہے۔یقیناً یہ خصوصیت حافظ صاحب کی ہے۔زبان شگفتہ ہے، برمحل محاورے اوراشعار کے استعمال سے کتاب میں ادبی چاشنی بھی پیدا ہوگئی ہے۔بعض احباب اس سے ادبی استفادہ بھی کرتے ہیں۔اس لیے ہر خاص و عام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔البتہ کتاب کے خط کا سائز چھوٹا ہے، جو کمزور نگاہ لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔کاش کوئی ناشر ذرا بڑے خط میں چھاپ دیتا یا کوئی متطوع اسے بڑے سائز میں ٹائپ ہی کر دیتا تو یہ کار خیر شمار ہوتا۔

میں نے کتاب کے جن بنود کو پیش کیا ہے وہ میرے حساب سے اہم ہیں۔ممکن ہے بعض احباب کو مزید تفصیل کی ضرورت ہو۔ایسے معزز قارئین سے گزارش ہے کہ وہ کتاب کا خود ہی مطالعہ کرلیں۔یہ میری ناقص کوشش ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے عقائد کو محفوظ رکھے۔اور مشاجرات صحابہ جیسے پرخار و پیچیدہ مباحث میں بھی راہ عدل پر چلنے کی توفیق بخشے۔ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبناغلا للذين آمنوا ربنا انك رووف رحيم ۔(آمین)

□□□

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کی کتاب 'فتنہ غامدیت': ایک تنقیدی جائزہ

شعبان بیدار
(استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں)

انکار حدیث کے مختلف رنگ روپ موجود ہیں۔ کچھ لوگ کلی طور پر حدیث کے منکر ہیں اور کچھ لوگ جزئی طور پر۔ کچھ لوگوں کے یہاں انکار حدیث کو ایک مکمل آئیڈیالوجی اور مسلک بنا دیا گیا ہے۔ کچھ منکرین ایسے ہیں جو اصلاً حدیث کی حجیت کے منکر ہیں نہ حدیث کی عظمت سے بیزار ہیں لیکن فقہی تعصبات کے سبب ایسے اصول قائم کرتے ہیں جن سے عملاً یا تو احادیث نبویہ کا انکار لازم آتا ہے یا علی الاقل استخفاف کی صورت بنتی ہے اور بہت دفعہ احساس اور ضمیر چونکہ فقہی ضربات سے مر جاتا ہے اس لیے جانتے بوجھتے حدیثوں سے کھلواڑ کر جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب وہ خود کو دینی تصور کے دائرے میں سمجھتے ہوئے کرتے ہیں۔ اور خاص بات یہ ہے کہ اسے دین اسلام کی خدمت جانتے ہیں۔

انکار حدیث کے متنوع خارزار میں جو باقاعدہ اصولی بیانیہ فکر فراہی سے ترتیب پایا وہ مزید گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ ہر چند کہ فراہی مکتب فکر کا انکار وانحراف اصلاً اسی فقہی تعصب کی شاخ بے ثمر سے پیدا شدہ ہے جس کی جانب ابھی میں نے اشارہ کیا ہے لیکن انکار حدیث کا فراہی اسلوب چونکہ منفرد ہے اور الگ ہوتے ہوتے الگ ہو گیا ہے اور اب اس کی مستقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئیڈیالوجی ہے، انکار کے باقاعدہ اصول وضوابط ہیں اور انکار حدیث کی مکمل فقہ ایجاد ہے سو یہ سب سے زیادہ مضر ہے۔

فکر فراہی کے وارثین میں سب سے بڑا نام مولانا امین احسن اصلاحی کا ہے۔ مولانا اصلاحی نے فراہی کے منحرف اصولوں کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے قرآن پاک کی تفسیر بھی رقم کی اور مقدمہ تفسیر کے علاوہ دیگر کتابوں میں عقل ومنطق کے ذریعے انکار حدیث کو مدلل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ مولانا اصلاحی نے فراہی کے منکرانہ تصورات کو زبان دیا اور ان کے نامکمل خاکے کو علمی رنگ وڈھنگ میں مکمل کر کے لوگوں میں اس طرح متعارف کرایا کہ مابعد کے منکرین کے لیے ایک دل کش لٹریچر متوفر ہو جائے۔

پھر اس فکر کے وارثین میں ایک بڑا قائدانہ نام پاکستان کے جاوید احمد غامدی ہیں۔ جاوید احمد غامدی نے اصلاحی بیانیہ کو زیادہ مرتب طریقے سے مبالغہ آمیز لیکن عالمانہ رنگ میں پیش کیا۔ انکار حدیث کے فراہی اور اصلاحی بیانیے میں جو خفاء، اغماض یا اجمال تھا غامدی نے اسے مضبوط انداز میں نکھار کر پیش کیا اور اس پر مزید اضافے بھی کیے۔ اسے عالمانہ سے زیادہ دانشورانہ پیراہن میں تفصیل سے برتنے کی کوشش کی اور زبان وبیان کی دل نشینی کے ذریعے نئی پود کے لیے قابل قبول بنا ڈالا۔ اس کے لیے انھوں نے باضابطہ مواد ترتیب دیا۔ میزان اور برہان میں ان کا منکرانہ لٹریچر مثبت لب ولہجے لیکن بھرپور اعتزالی تعلّی کی صورت میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

فکر غامدی میں جس قسم کی سیدھی کجی اور جس انداز کی پرنور ضلالت موجود ہے اور اس کے جو آشوبی اثرات نئے تعلیم یافتہ طبقے پر پڑ رہے ہیں پھر مستقبل میں جس طرح کی دینی اور تہذیبی اباحیت اور آزاد خیالی کا بجا اندیشہ ہے اس کے پیش نظر متعدد اہل علم نے مضامین ومقالات اور تصنیفات کے ذریعے غامدی فکر کی خامیوں کو اجاگر کیا ہے اور اس فکر کے نقصان دہ ابعاد کو قریب لا کر سمجھانے اور بتانے کی کوشش کی ہے۔

فکر غامدی کے خلاف لکھنے والوں میں ایک معتبر نام حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (متوفی ۱۲/جولائی ۲۰۲۰) فاضل مؤلف کی یہ کتاب علمی رموز اور تحقیقی روش سے بھرپور ہے۔ غامدی فتنے کا ایک تصور قائم کرنے میں یہ کتاب بے حد مددگار ہے اور اس کی خطرناکیوں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندازہ بھی اس کتاب سے بہ خوبی ہوتا ہے۔ کتاب میں جا بہ جا مولانا کی قوت استدلال واستنباط سے متاثر ہوئے بغیر آپ نہیں رہ سکتے۔ ڈی این اے ٹیسٹ، لعان اور تحقیق نسب کے جدید ذرائع کے عنوان سے مولانا نے گیارہ صفحات پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس حوالے سے غامدی استدلالات اور ان کے شاگرد محترم عمار خان ناصر ﷾ کا بھرپور علمی تعاقب کیا ہے اور آخر میں یہ کہہ کر فتنے کی ساری دیوار ہی گرادی ہے کہ:

> ''۔۔۔اور رسول اللہ نے فرمایا: لو كنت راجما احدا بغير بينة لرجمتها (صحیح مسلم، باب اللعان ۱۴۹۶-۱۴۹۷) اگر میں کسی کو بغیر دلیل کے رجم کرنے والا ہوتا تو میں اس عورت کو ضرور رجم کر دیتا۔ حالانکہ بچے کی ولادت نے سارے معاملے کو کھول دیا تھا اور جھوٹ سچ واضح ہو گیا تھا، اس کے باوجود رسول اللہ نے زنا کی سزا کے لیے جو نصاب شہادت اللہ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے اس کو اس کا متبادل قرار نہیں دیا۔ جب ایسا ہے اور نصوص کی اتنی اہمیت ہے تو اس کے مقابلے میں مشکوک ٹیسٹ کی مشکوک رپورٹ کو حتمی، قطعی اور نصاب شہادت (چار عینی گواہوں) کے قائم مقام کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے یا لعان کے منطقی اور لازمی نتیجے کو ردوبدل کی سان پر کس طرح چڑھایا جاسکتا؟''۔ (فتنہ غامدیت: ۲۴۴)

مولانا کے اس قسم کے متعدد استدلالات سے میں بہت متاثر ہوا۔ ص ۱۱۲، ص ۱۱۳ اور ص ۱۷۱ کو پوری بحث کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے تو ممکن ہے آپ بھی اس سے حظ اٹھا سکیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود محسوس یہ ہوتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ کی تصنیفات کا جو رنگ ہوتا ہے وہ اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ وہ انداز بیان بھی ڈھونڈنے پر ہی مل سکتا ہے جو مولانا کا طرہ امتیاز ہے۔ جس نے بھی 'خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت' کے لالہ زاروں اور رنگارنگ میدانوں کی سیر کی ہو اسے ''فتنہ غامدیت'' کی سادہ سادگی کیونکر متاثر کرسکتی ہے۔ کتاب کے صفحات بھی پیش کردہ مواد کے مقابلے زیادہ ہیں۔ قریب پونے چار سو صفحات میں جو مواد موجود ہے اسے پونے دو سو صفحات میں بآسانی سمیٹا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا نے جو تنقید کی ہے وہ ہر اس قاری کو متاثر کرے گی جو غامدی فتنے سے متاثر ہوا ہے اور اہل سنت کے مسلمہ اصولوں سے متفق ہے لیکن جو شخص غامدی فتنے کا طالب وعالم ہے اسے یہ تنقید نسبتاً کم فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ کیونکہ اپنی اصل میں یہ تنقید جزئی اور اطلاقی نوعیت کی نظر آتی ہے۔ جس میں ترتیب بیان کی بھی کسی قدر قلت موجود ہے۔

غامدی فتنے پر نقد کے لیے یقیناً حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ جیسی شخصیت ہی موزوں ہے۔ اگر آپ باحیات ہوتے تو ہم ان سے گزارش کرتے کہ شیخ آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر اس فتنے کا فرصت سے پوسٹ مارٹم کیجیے۔ دراصل سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ غامدی فتنے کی بنیاد کیا ہے اسے سمجھنا اور سمجھانا پڑے گا۔ شیخ رحمہ اللہ نے بھی سمجھایا ہے لیکن خود جتنی گہرائی سے اس فتنے کا ادراک کیا ہے وہ کتاب کے لفظوں میں نہیں آسکی ہے۔ ماخذ دین ان کے یہاں کیا ہے اور کیوں ہے، ان کے استدلال کے ضوابط کیا ہیں اور کیوں ہیں اور پھر اس کی روشنی میں دین کے بنیادی امور کی بابت ان کے تصورات کیا ہیں ٹھیک انھی کے نظام فکر میں واضح کیا جائے اور پھر مرتب ڈھنگ سے ایک جواب تو خود غامدی نظام فکر کی روشنی میں دینے کی ضرورت ہے۔ دوسرے غامدی کا جو ماخذ دین ہے ان کے جو ضوابط ہیں ان کی غیر معقولیت ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر اس کے بعد جزئی تنقید نفع بخش ہوگی۔

یوں سمجھیے کہ فکر غامدی اہل سنت کے مقابلے الگ اصول حدیث، الگ اصول تفسیر اور الگ اصول عقائد پر کاربند ہے پہلے ان اصولوں پر بات کرنی ہوگی۔ اس قسم کی تنقید ڈاکٹر حافظ زبیر کی کتاب ''فکر غامدی'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ کوئی پہلی اور آخری قسم کی تنقید ہرگز نہیں ہے، اسے مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکر فراہی کا محاکمہ اور حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ: ایک تجزیاتی مطالعہ

ابوالمیزان

دنیا میں معلومات کا ایک بھرا پرا جنگل ہے۔ اس جنگل سے باہر زندگی گزارنے والوں کو جہل یا علم سے دوری کے خانے میں رکھا جاتا ہے۔ یہ طبقہ عام طور پر کسی نہ کسی عالم سے تعلق بنائے رکھتا ہے اور جب بھی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے رجوع کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ علم اور جہل کی ہر حالت ترقی پذیر رہتی ہے۔ علم مزید علم اور جہل کم جہل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

معلومات کا یہ جنگل پہلے جامد ہوا کرتا تھا۔ یونیورسٹی اور لائبریریاں ہمیشہ اپنی جگہ باقی رہتی تھیں، اہل علم بھی عموماً اپنے علم کا کنواں لیے کہیں بیٹھ رہتے تھے۔ البتہ علم کے پیاسے سفر میں رہتے تھے۔ استفادے کی ایک مدت تک قیام بھی کرتے تھے۔ اب صورت حال ذرا بدل سی گئی ہے۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ پر رہ کر بھی مسلسل حرکت میں رہتے ہیں۔ جیسے اسکرین پر نظر آنے والا ویڈیو تھری ڈی تکنیک کی مدد سے فضاؤں میں تیرنے لگتا ہے۔ انگلیوں کی مدد سے انسان ایک سیکنڈ میں معلومات کے جنگل میں پہنچ جاتا ہے۔

ایسی صورت حال میں اس جنگل سے مفید چیزیں لینے اور پھر صحیح راستے سے اپنے مقام پر واپس آنے کے لیے اللہ رب العالمین کی طرف سے عنایت کردہ ٹارچ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ معلومات کے جنگل میں بھٹکنے سے بچنے کا صرف یہی ایک ہی طریقہ ہے:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھماکتاب اللہ وسنتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کا ٹارچ نہ ہو تو انسان پہلے علم کی راہ میں گم ہوگا، پھر اس کا ایمان، عمل سب اس گمراہی میں پڑ جائے گا۔ کتاب اگر ٹارچ ہے تو سنت اس کے سیل سے کم اہمیت نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے کتاب کے علم والے ٹارچ لے کر بھی جنگل میں بھٹک گئے، ان کے ٹارچ میں سیل نہیں تھا۔

آج سے ٹھیک نوے سال پہلے ۱۱؍نومبر ۱۹۳۰ کو متھرا میں سپردخاک ہونے والے حمید الدین فراہی بھی بنا سیل کا ٹارچ لے کر معلومات کے جنگل میں بھٹکنے والے ایک اسکالر تھے۔ محض کتاب کا علم تھا، تعلق سنیوں کے ایسے مسلک سے تھا جن کے یہاں اول وآخر سب فقہ ہی فقہ ہے اور وہ بھی فقہ حنفی۔ شبلی نعمانی سے عربی اور مولوی مہدی حسین سے فارسی سیکھی۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے عربی ادب پڑھنے کے لیے لاہور کا سفر کیا۔ بیس سال کے ہوئے تو علم کے نئے منتر سیکھنے کے لیے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل کیے گئے۔ سرسید انھیں کالج کے پروفیسر سے زیادہ فارسی اور عربی جاننے والا سمجھتے تھے۔

ایسے بیک گراؤنڈ والے تیز ذہن انسان کو اگر اللہ کی کتاب قرآن مل جائے اور حدیث کی اہمیت اسے کسی نے بتائی یا سکھائی نہ ہو۔ مزید سرسید جیسے طویل قامت شخصیت کی نظر کرم بھی ہو تو کیا ہوگا۔ بندہ فارسی علوم، عربی ادبیات یا متعلقہ موضوعات پر مفوضہ مضامین کی تدریس وتصنیف کی طرف مائل ہوگا تو کتنا آسان ہے مفید ثابت ہونا۔ مگر فراہی صاحب نے قرآن سے لو لگایا۔ قرآن کا نظم تو اپنے نزول کے وقت معرکہ آراء شعر پر بھاری تھا۔ چوٹی کے شعراء وادباء حیران تھے اللہ کا کلام سن کر۔ ایسا کلام جو ان کی شعریت وادبیت کے لیے چیلنج تھا۔ اپنی قدرت کلام پر ناز کرنے والے اعجاز قرآن کے سامنے سراپا عجز بن گئے۔ اس کا شعور وادراک تو ایمان افروز ہے۔ یہاں تک ٹھیک بھی تھا مگر فراہی صاحب اس سے آگے بڑھ گئے۔ صاحب قرآن سے قرآن کے معانی سیکھنے کے بجائے خود ہی 'نظم قرآن' کو مدنظر رکھ کر معانی قرآن میں سر کھپانے لگے۔ بنا سیل کا ٹارچ لے کر معلومات کے جنگل میں گھسے اور پھر کبھی نہیں نکلے۔ ہمیشہ کے لیے بھٹک گئے اور اپنے پیچھے ایک ایسی لکیر چھوڑ گئے جسے انھی کے جیسے حدیث سے بے بہرہ کئی لوگوں نے پیٹا۔ قابل ذکر لوگوں میں ان کے بعد ان کے شاگرد مولانا امین احسن اصلاحی صاحب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی وہی ٹارچ لے کر زندگی بھر معلومات کے اسی جنگل میں بھٹکتے رہے۔ اب وہی ٹارچ جاوید احمد غامدی کے ہاتھ میں ہے۔ انکارِ حدیث کا یہ کارواں 'نظمِ قرآن' کے نام پر ابھی تک رواں دواں ہے۔

فراہی گروہ کے تعاقب میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے سب سے پہلے غامدیت کا جائزہ لیا۔ کتاب کا نام تھا: 'مسلّمات اسلامیہ اور حدیث نبوی کے انکار کا فتنہ۔ فتنہ غامدیت ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ'۔ ۳۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دار ابی الطیب سے جولائی ۲۰۱۵ میں شائع ہوئی تھی۔ پھر 'نظم قرآن' کے آئیڈیے کو سب سے بڑے پریکٹیکل (تدبر قرآن) میں تبدیل کرنے والے مولانا اصلاحی کی خبر لی۔ 'مولانا امین احسن اصلاحی: اپنے تفسیری وحدیثی نظریات کی روشنی میں' ۲۳۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر نے ۲۰۱۸ میں شائع کی۔ مہینہ غالباً فروری یا مارچ ہوگا کیونکہ 'عرض ناشر' پر جنوری ۲۰۱۸ اور عرض مولف پر ۲۳ رجنوری ۲۰۱۸ کی تاریخ درج ہے۔ اور پھر اسی المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر سے ۲۰۱۹ میں ''فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' شائع ہوئی۔ 'عرض ناشر' اور 'عرض مولف' دونوں پر اپریل ۲۰۱۹ درج ہے۔ ہے تو یہ ۴۷۴ صفحات کی کتاب مگر مولف کی طرف سے 'نظم قرآن' کے نام پر فتنہ انکارِ حدیث کے بانی فراہی صاحب پر صرف ۶۹ صفحات (ص ۳۹ سے ۱۰۷ تک) ہیں۔ کتاب میں تین حصے ہیں، حصہ اول مولانا حمید الدین فراہی، حصہ دوم فتنہ غامدیت اور حصہ سوم عمار خان ناصر کے بارے میں ہے۔ انکارِ حدیث کے اس فتنے میں عمار خان ناصر حافظ صاحب کی نظر میں متوقع 'امام' کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اپنے جائزے میں ان تمام اہل علم و قلم کی تالیفات و تصنیفات نیز مضامین کا بھی تذکرہ کیا ہے جنھوں نے فکر فراہی کے تعاقب میں لکھا ہے اور کہیں کہیں اختصار کے ساتھ ان کے کچھ حصے نقل بھی کیے ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں نام مولانا رضی الاسلام ندوی صاحب کا ہے۔ مولانا ندوی کی کتاب ''نقد فراہی'' ۲۰۱۰ میں مکتبہ اسلام علی گڑھ سے شائع ہوئی تھی۔ یہ کتاب ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۸۵ سے لے کر ۱۹۹۱ تک لکھے گئے ان کے پانچ مقالات کا مجموعہ ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب ''فکر فراہی'' میں ''نقد فراہی'' سے مولانا ندوی کے دو مقالے ''تفسیر سورہ فیل'' اور ''مناسک حج کی تاریخ'' بعینہٖ شامل کیے ہیں اور ان دونوں مقالات کے درمیان ایک تیسرا مقالہ ''مولانا فراہی کی تفسیر سورہ فیل: ایک تنقیدی جائزہ'' شیخ عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی (رحمہ اللہ) کا ہے، جس کے مترجم مولانا ندوی ہی ہیں۔

مولانا ندوی نے اپنی کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

''پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی کی تیار کردہ 'کتابیات فراہی' کے مطابق مولانا فراہیؒ کی وفات (۱۹۳۰) کے بعد پچاس سال کے عرصہ میں صرف چالیس مضامین لکھے گئے، جب کہ نویں دہائی (۱۹۸۱-۱۹۹۰ء) میں لکھے جانے والے مضامین کی تعداد پچاس سے زائد ہے'' (نقد فراہی: ص ۱۰)

اس اجمال کو نظر میں رکھ کر فکر فراہی کے ٹائم لائن کو دیکھا جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اپنے جاری کردہ رسالے ''میثاق'' میں مولانا اصلاحی نے ''تدبر قرآن'' لکھنے کا سلسلہ ۱۹۶۱ میں شروع کیا تھا۔ مختلف حادثات سے گزرتا ہوا ۱۲ / اگست ۱۹۸۰ کو ''تدبر قرآن'' پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ۱۹۸۱ میں مولانا اصلاحی نے ''ادارہ تدبر قرآن وحدیث'' کی بنیاد رکھی اور اس کا ترجمان ایک سہ ماہی رسالہ ''تدبر'' جاری کیا۔ یہی وہ وقت ہے جب فکر فراہی کا پروپیگنڈہ تیز ہوا اور اس پر لکھے جانے والی مضامین کی تعداد ایک ہی (نویں) دہائی میں پچاس سے اوپر پہنچ گئی۔

۱۵ / دسمبر ۱۹۹۷ کو ۹۳ سال کی عمر میں جب مولانا اصلاحی اس دنیا سے گئے تو انھوں نے اپنے پیچھے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کے علاوہ آٹھ قابل ذکر شاگرد بھی چھوڑے۔ انھی میں سے ایک غامدی صاحب ہیں۔

۱۸ / اپریل ۱۹۵۱ کو پیدا ہونے والے جاوید احمد غامدی ۱۹۷۳ ہی سے اپنے امام مولانا اصلاحی کے زیر تعلیم وتربیت تھے۔ یعنی نویں دہائی میں جب فکر فراہی کا پروپیگنڈہ تیز ہوا تو مولانا اصلاحی کے ساتھ غامدی بھی تھے۔

جاوید احمد غامدی وغیرہ کے ذریعے مولانا فراہی کو تیرہ سو سال بعد قرآن میں رجم کی سزا دریافت کرنے کا کریڈٹ دینے پر حافظ صاحب جو سوال کرتے ہیں وہ فراہی فکر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورے تضاد کا عنوان ٹھہرتا ہے کہ:

’’جب قرآن کی ’پیغمبرانہ تبیین‘ قرآن میں اضافہ اور اس کی اہانت ہے تو فراہی ’تبیین‘ قابل فخر اور ’’عظیم کارنامہ‘‘ کیوں اور کس اعتبار سے ہے؟‘‘ (فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات: ایک علمی وتحقیقی جائزہ، ص ۴۱)

پھر اسی مغالطے کی بنیاد پر فوراً جو نتائج اخذ کرتے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکنے کے بعد فکر فراہی جس پگڈنڈی پر آگے بڑھتی ہے وہاں جگہ جگہ نظر آنے والے کھڈ کی طرف اشارے کرتے چلے جاتے ہیں:

’’جو حق صاحب قرآن، حامل قرآن، پیغمبر قرآن کو حاصل نہیں ہے وہ حمید الدین فراہی، اصلاحی اور غامدی کو کہاں سے حاصل ہو گیا ہے؟ اس اعتبار سے یہ فتنہ کئی فتنوں کا سرچشمہ ہے۔ انکار حدیث، قرآنی معجزات کا انکار، مسلمات اسلامیہ کا انکار، منصب رسالت کا انکار، شریعت سازی کا ارتکاب، قرآن کے مقابلے میں تورات پر ایمان اور قرآن کریم معنوی تحریف اور قرآن کی من مانی تاویل، وغیرہ وغیرہ‘‘ (فکر فراہی، ص ۴۱)

قرآنی آیات سے اپنے مطلب کے معانی اخذ کرنے کے لیے حسب ضرورت حدیثوں سے استدلال کرنے والا فراہی گروہ انکار حدیث کا جرم کیسے اور کیوں کرتا ہے، اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

’’فراہی گروہ کی حیثیت مار آستین کی ہے، یہ بظاہر حدیث کی حجیت کا قائل ہے لیکن اس کی فکر میں یہ کجی ہے کہ وہ حدیث کے ساتھ ایک قدم بھی نہیں چل سکتی، وہ حدیث کے خلاف ایک متوازی رویہ اور فکر ہے۔ اسی لیے یہ گروہ مختلف انداز سے حدیث پر شب خون مار رہا ہے، کبھی اخبار آحاد کے نام پر، کبھی راویان حدیث کی ثقاہت کو بلا دلیل مجروح ٹھہرا کر، کبھی حدیث کو قرآن کے خلاف باور کرا کر، کبھی انسانی کاوشوں کے امکانی خطا کے نام پر، کبھی روایت بالمعنی کی غیر معقول روش اپنا کر اور کبھی ’’نظم قرآن‘‘ کی دہائی دے کر اور کبھی ’’کلام عرب‘‘ (شعرائے جاہلیت) کے منحول (غیر مستند) اقوال کی بنیاد پر۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں ان کو ضرورت لاحق ہوتی ہے، حدیث سے بھی استدلال کر لیتے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لیکن وہاں بھی مقصد حدیث کی اہمیت نہیں ہوتا، اپنی مطلب برآری اور اپنے خودساختہ نظریات کے لیے سہارے کی فراہمی ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف متفق علیہ احادیث کا انکار ان کا وتیرہ اور شیوہ ہے اور دوسری طرف وہ منکر و موضوع روایات سے حجت پکڑتے ہیں۔'' (فکر فراہی، ص ۴۲)

''فراہی صاحب کے چھ اصولوں کا تجزیہ'' (ص ۴۷) حافظ صاحب نے بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ وہ چھ اصول ہیں:

(۱) حدیث کی حیثیت فرع کی ہے۔

(۲) احادیث تمام تر قرآن سے مستنبط ہیں۔

(۳) شانِ نزول صرف قرآن سے اخذ کرنا چاہیے۔

(۴) حدیث سے قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا۔

(۵) قرآن کی تفسیر میں حدیث کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۶) آسمانی (محرف) کتابوں سے تائید حاصل کرنا۔

پھر آخر میں خلاصے کے طور پر لکھا ہے کہ:

''قرآن کریم کی تفسیر کے یہ چھ اصول ہیں جو فراہی صاحب نے بیان کیے ہیں۔ ان میں پہلے پانچ اصول ایسے ہیں کہ ہر اصول کا مآل اور نتیجہ انکارِ حدیث ہے، جیسا کہ ہم دلائل سے واضح کر آئے ہیں۔

یہ چھٹا اصول یعنی قدیم آسمانی صحیفے (تورات وغیرہ) ان کے تحریف شدہ ہونے کے باوجود فراہی صاحب کے نزدیک یہ قابلِ اعتماد اور گوناگوں فوائد کے حامل ہیں۔ اس اصول کے ذریعے سے بھی انھوں نے قرآنی حقائق کا بھی انکار کیا ہے اور احادیث کا بھی انکار کیا ہے۔'' (فکر فراہی: ص ۱۰۲)

حافظ صاحب کو جس بات پر سب سے زیادہ تکلیف ہے اور جس کا اظہار وہ اپنی اس کتاب میں جا بجا مختلف الفاظ میں کرتے نظر آتے ہیں وہ یہ کہ ''نظمِ قرآن'' کے نام پر انکارِ حدیث کا اتنا بڑا فتنہ ''تفسیرِ قرآن'' کا ایک نادر آئیڈیا سمجھ لیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کا یہ تعجب درست بھی ہے کیونکہ فراہی صاحب اپنے آپ کو قرآن کا مطلب بیان کرنے کا جتنا حق دار سمجھتے ہیں جس پر قرآن اترا اسے اپنے برابر بھی حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ ایسی حرکت کوئی ایسا شخص کرے جس کی عقل ماری گئی ہو یا وہ کرے جسے اسلام کی تصویر بگاڑ کر پیش کرنے کا خبط سوار ہوگیا ہو یا پھر وہ شخص جسے شیطانی الہام کا دورہ پڑتا ہو تو کوئی بات بھی ہے۔ اسی لیے ''مولانا فراہی کی بابت عام غلط فہمی'' حافظ صاحب کو بے چین کیے رکھتی ہے:

> ''مولانا فراہی نے خود یا ان کے تلامذہ اور ارادت مندوں نے خدمت قرآن کا نا د اتنی زور سے پھونکا ہے کہ بڑے بڑے اہل علم اس سے متاثر ہوگئے اور ان کو اپنے دور کا ایک عبقری ''مفسر قرآن'' سمجھ لیا اور اس باب میں ''امامت'' کا تمغہ ان کے سر سجا دیا۔
>
> ان اہل علم نے (وہ اہل علم' ہونا چاہیے تھا- ام) پروپیگنڈے کو حقیقت اور ان کے حلقہ فکر کے لوگوں کے مدحیہ بیانات کو سچ سمجھتے ہوئے ان کی امامت پر ایمان بالغیب لے آئے اور براہ راست ان کی تحریروں اور کتابوں کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی یا ایسے سرسری انداز سے دیکھا کہ ''نظم'' کی قند شیریں میں انکار حدیث کی سمیت کی جو آمیزش تھی، اس کو محسوس نہیں کر سکے، یا حدیث کی بابت ان کے متضاد بیانات کے بین السطور میں حدیث کی بے اہمیتی اور ان سے عدم استناد کے موقف کو نہیں سمجھ سکے۔'' (فکر فراہی: ص ۱۰۳)

فراہی گروہ کی بے سمتی اور انکار حدیث کے اس فتنے پر حافظ صاحب کی سب سے بڑی بے چینی یہی ہے کہ نظم قرآن اور تدبر قرآن کے نام پر پھل پھول رہے اس فکر ے کو سرسید احمد خان، مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز سے الگ سمجھا گیا ہے حالانکہ مولانا فراہی، مولانا اصلاحی اور جاوید احمد غامدی بھی انکار حدیث کے مجرم ہیں۔ اس جرم پر تفسیر قرآن کا کور چڑھا دیا گیا ہے۔ ان سب کے لیے قرآن سے استدلال کرنے کے لیے حدیث بھی تاریخ اور جاہلی ادب جیسے درجے کی چیز ہے۔ یہ انکار حدیث نہیں تو اور کیا ہے۔

□□□

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف کی اہل بدعت کے خلاف قلمی معرکہ آرائیاں

عبدالرزاق شمس الحق محمدی

(استاذ جامعۃ التوحید، کھاڑی پار بھیونڈی، مہاراشٹرا)

قلمی معرکہ آرائیاں کسی بھی قدآور صاحب قلم شخصیت کی زندگی کا ایک بڑا تعارف اور اس کی گراں قدر خدمات کا ممتاز باب ہوتی ہیں۔ ایک صاحب علم وقلم شخصیت کی تقریر وتحریر یا تو موافق حلقہ کو جنم دیتی ہے یا مخالف گروہ پیدا کر دیتی ہے۔ بہت کم ایسے اہل علم ہوتے ہیں جن کی تقریر یا تحریر سے سب مکمل طور پر راضی ومتفق ہوں۔ چناں چہ علم وقلم کی دنیا میں کسی صاحب علم وقلم کی طرف سے کسی اختلافی مسئلے میں جب کسی متعین فرد یا کسی مکتب فکر یا کسی قوم سے اختلافی معرکہ آرائی کی محفل سجتی ہے تو اس کی فکری یادگار تخلیقی شہ پاروں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ قلمی معرکہ آرائیوں کے مختلف ومتنوع میدان ہوتے ہیں۔ صاحب قلم اپنی فطری مناسبت وطبیعت کے رنگ سے قلمی معرکہ آرائی کے متعینہ خطوط کو رنگ کر پرکشش اور جاذب نظر بلکہ مقناطیس قلب بنا دیتا ہے۔

دنیائے اسلام میں ابتدائی دور سے لے کر اب تک بفضل باری تعالی ہمارے اسلاف نے اثبات توحید کے مشن میں شرک وبدعات کے علم برداروں کے ساتھ زبانی معرکہ آرائی کے ساتھ ساتھ قلمی معرکہ آرائی بھی جاری رکھی ہے۔ ایک لمبا سلسلہ ہے اور ہزاروں قدآور نام ہیں جنھوں نے اپنی تحریری سرگرمیوں سے قلم کا تقدس برقرار اور اس کی عزت وآبرو باقی رکھی۔ كثّر الله امثالهم و تقبّل مساعيهم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلاف کی نگاہ میں اہل بدعت کے خلاف قلمی معرکہ آرائیوں کی بزم کا الگ ہی مقام تھا۔ یہاں تک کہ زندگی کا بیشتر وقت پس دیوارِ زنداں گزارنے والے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یہ فرما گئے:

فَكُلُّ من لم يناظر أهل الإلحاد والبدع مناظرة تقطع دابرهم، لم يكن أعطى الإسلام حقّه ولا وفّى بموجب العلم والإيمان. ولا حصل بكلامه شفاء الصدور وطمأنينة النفوس ولا أفاد بكلامه العلم واليقين (مجموع الفتاویٰ: ۲۰/ ۱۶۴-۱۶۵)

ترجمہ: جس کسی (کہنہ مشق صاحب علم) نے ملحد دہریہ اور اہل بدعت سے ان کی جڑ کاٹ دینے والا مناظرہ نہیں کیا اس نے (۱) اسلام کو اس کا حق نہیں دیا (۲) علم وایمان کے تقاضے پورے نہ کیے (۳) اس کی باتوں سے دلوں کی شفا اور جی کا سکون نہیں حاصل ہوسکتا (۴) اس کی باتوں سے علم ویقین کا فائدہ نہیں مل سکتا۔

برصغیر ہندو پاک کے مسلمانوں میں اہل بدعت کی طرف سے شرک وبدعت کا بازار مسلسل گرم کیا جاتا رہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ملک پاکستان میں خالص دین اسلام کو جن شدید قسم کے داخلی فتنوں سے سابقہ تھا ان میں رافضیت، قبوریت اور قادیانیت کا فتنہ سرفہرست تھا۔ جن سلفی علماء نے شرک وبدعات کے پشتی بانوں سے دو بدو کی لسانی وقلمی جنگ چھیڑی اور شرک وبدعت کی بے لگام اشاعت کو روکنے میں پورا زور بازو صرف کیا، حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا نام نامی گرامی ان جلیل القدر علمائے دین کے ''ہال آف فیم'' میں جلی حروف سے لکھا جاتا ہے۔ قادیانی بریگیڈ اور رافضی بریگیڈ کی طرف بوجوہ حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ توجہ نہ فرما سکے۔ البتہ برصغیر ہندو پاک کے اندر شرک وبدعات کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر سنت ثابت کرنے والے فرقہ بریلویت سے بھرپور قلمی مزاحمت جاری رکھی۔ جس فتنہ انگیز عنوان سے سلفی منہج کو موضوع ہدف اور طعنہ کا سبب بنایا گیا سب کا بھرپور علمی اور مدلل و دل نشین ادبی پیرائے میں جواب دیا۔ آپ کی زندگی میں سرزمین پاک میں قبوری اہل بدعت، ارباب تقلید اور تحریکی گماشتوں کی طرف سے نت نئے طوفان محشر اٹھائے گئے۔ وہابیت و بدعت کی بالکل سرد فتنوں کو بھڑکا کر قلمی دنیا میں جنگی ماحول پیدا کیا گیا۔ زور وشور سے مباحث کو کریدا گیا۔ فرسودہ منطق کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ شباب پر رہی۔ اہل بدعت کی طرف سے عوامی جلسوں، تقریروں، پمفلٹوں، اشتہاروں میں وہابیت کے خلاف حملوں کا نہ تھمنے والا ایک طوفانی سلسلہ جاری تھا۔ ان حملوں کا خاص ہدف علم برداران توحید وسنت تھے۔ مولانا کی طبیعت کو چونکہ ان دینی موضوعات سے خصوصی رغبت اور یک گونہ انسیت تھی اور مذاہب باطلہ اور فرقہ ہائے ضالہ کی تردید سے طبعی نسبت بھی تھی۔

تذکیر نعمت کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے ممدوح حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اہل شرک و بدعت کے خلاف متعدد ایسی کتابوں کی تصنیف و تالیف کی توفیق نصیب فرمائی جس سے بندگان خدا کو خاصا دینی فائدہ پہنچا۔

اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کتابوں سے کتنے مسلمان مشرکانہ رسوم وعقائد سے تائب ہو کر اخلاص توحید اور اتباع سنت کے راستے پر آئے۔ ہندوستان میں جن اہل علم بزرگوں کے قلم سے نور سنت کا فروغ اور ایمان کی حفاظت وحمایت ہوئی ان میں حضرت مولانا کا نام بہت ہی اونچی جگہ پر نمایاں نظر آتا ہے۔ بریلی کے رضا خانی فتنے کی حقیقت واصلیت واضح کرنے میں حضرت مولانا کی تحریری خدمات یکتا و یگانہ ہیں اور اس باب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ اعتدال وجامعیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اہل بدعت کے خلاف آپ کے تحریری اسلوب نقد میں سلفی رنگ پورے آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ ان کی تحریری جوابی کارروائی میں مخالف کے الزامات اور طعن وتشنیع پر جذبات پر کنٹرول ہے شر انگیزی پر بدتمیزی پر صبر ہے۔ دل آزاری سے گریز اور احقاق حق و ابطال باطل کا اصلاحی پہلو غالب ہے۔

بدعات اور مشرکانہ رسوم کی اصلاح حافظ صاحب کے قلمی معرکہ کا نصب العین تھا۔ آپ نے قلمی معرکہ آرائی کرتے ہوئے جو کچھ لکھا اسے اہل بدعت کے برپا کردہ طوفانی فتنے کے خلاف ایک ضروری دینی خدمت سمجھا اور کار دعوت کے مقدس جذبے سے بدعات وخرافات کی تردید و مدافعت کا کام کیا۔ اور ایک ایسی شمع ہدایت جلادی جس نے اسلامیان ہند و پاک کے سلفی کتب خانوں اور لائبریریوں کے در و دیوار منور کر دیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی تالیفی و تصنیفی خدمات کا میدان متنوع شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے۔ آپ کے قلمی معرکوں کا دائرہ دین کے تمام ہی ضروری شعبوں تک کا احاطہ کرتا ہے۔ اسے وقت کی برکت اور خلوص نیت کا نتیجہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ اعصاب شکن ادارتی ذمہ داریاں اور مصروف ترین ازدواجی زندگی کے متنوع لوازم کے ہجوم میں رہتے ہوئے بھی دیگر دینی مسائل کے ساتھ ساتھ مختلف فرقہ ضالہ بالخصوص اہل بدعت (قبوری وصوفی ورافضی) کے خلاف آپ نے ''الاعتصام'' کے شماروں میں مختلف اوقات میں جم کر لکھا۔ اہل بدعت کی طرف سے اٹھائے گئے مختلف سوالات کے جواب میں آپ نے مسلک سلف کی ترجمانی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔ اردوداں سلفی دنیا میں آپ کی تحریروں کو آپ کی زندگی میں ہی قبول عام اور حیات دوام ملا۔ اہل بدعات کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے گاہے بگاہے جو کچھ لکھا وہ ساری تحریریں آگے چل کر نہ صرف یہ کہ خوش نما طرز پر زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہوئیں بلکہ منظم ومرتب شکل میں ہندو پاک کے ہر سلفی قاری کی علمی و فکری تربیت اور دل ودماغ کی تشفی کا ذریعہ، تسکین خاطر کا سامان، فکر ونظر کا سرمہ اور شیفتگان علم وتحقیق کے لیے مرجع ومصدر بن چکی ہیں۔ دنیا کے اندر جہاں کہیں بھی اردو بولی، لکھی اور پڑھی جاتی ہے وہاں سلفی بک اسٹال یا سلفی ویب سائٹس پر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی کتابیں پورے شان وشوکت سے موجود ہیں۔

اہل بدعت کے خلاف آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں منظر عام پر آکر مقبول عام ہو چکی ہیں اور عام وخاص سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں:

(۱) قبر پرستی (ایک حقیقت پسندانہ جائزہ)

یہ کتاب درحقیقت رد قبر پرستی کے موضوع پر لکھے گئے آپ کے متعدد مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو مختلف اوقات میں معروف سلفی پرچہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں چھپتے رہے۔ اور احباب کے اصرار پر بعد میں انھیں ایک کتاب کی شکل میں طبع کر دیا گیا۔ مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ اس کتاب کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ کتاب مؤلف محترم کے مختلف ۱۹ مقالات، اداریوں اور مضامین کا علمی مجموعہ ہے جو مختلف اوقات میں موصوف نے قبر پرستی کی تردید یا بریلوی مکتب فکر کی جانب سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے گئے سوالات کا بر وقت وبر محل جواب تحریر کیا اور اپنی عالمانہ ذمہ داری ادا کی اور اہل علم کو حقیقت سے آگاہ کیا جو ایک لائق قدر علمی تحفہ ہے۔

زیر نظر کتاب ''قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ'' کے شروع میں روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے دینی کالم مدیر ''رضوان'' لاہور کے محمود احمد رضوی کے متعدد قسطوں میں شائع شدہ مضمون ''غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا شرک نہیں'' کا انتہائی بسط وتفصیل کے ساتھ قرآن وسنت وفقہی نقطہ نظر سے علمی محاسبہ کیا گیا۔ اسی طرح روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے شائع مضمون اور بریلوی فرقہ کے ترجمان ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' اور ''رضائے مصطفیٰ'' کے مختلف مضامین یا ڈاکٹر طاہر القادری کے مغالطہ انگیز مضمون اور سوالات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے اس حقیقت پسندانہ جائزہ میں قبروں کی شرعی حیثیت اور ان کی زیارت کا صحیح طریقہ بیان کر کے اپنے داعیانہ کردار کو بھی ادا کر دیا ہے تاکہ قاری حق وباطل اور غلط صحیح کے درمیان خود تمیز کر سکے اور عقل وفہم سے میزان عدل میں رکھ کر اپنے لیے صحیح طریقہ کار اختیار کر سکے۔ کتاب میں ان تمام مسائل نیز اعتراضات اور شکوک وشبہات کا انتہائی سنجیدگی اور علمی متانت کے ساتھ ازالہ کر دیا گیا جو مختلف اوقات میں برصغیر کے گور پرست اٹھاتے رہتے ہیں یا آئندہ اس طرح کے گھسے پٹے اعتراضات کی توقع ہے۔''

(۲) یا اللہ اور توحید وشرک کی حقیقت

یہ کتاب دارالسلام ریاض سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب کا ٹائٹل ہی موضوع کتاب کی ترجمانی کر رہا ہے۔

(۳) واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات کا تحقیقی جائزہ

واقعہ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث صحیحہ میں بھی موجود ہے۔ لیکن مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہے جو اسے کشفی، روحانی یا منامی مشاہدے سے تعبیر کرتا ہے۔ اس طرح اس کی معجزانہ حیثیت کا انکار کرتا ہے۔

دوسرا گروہ ہے جو اس واقعے میں بہت ساری بے سروپا روایات شامل کر کے اور رطب و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا بس ملا کر اس واقعے کو کچھ کا کچھ بنا دیتا ہے۔ ظاہر بات ہے دونوں ہی گروہ افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ صحیح بات کیا ہے؟ یہی اس کتاب کا اصل موضوع ہے۔ اس اعتبار سے یہ اردو بلکہ کسی بھی زبان میں پہلی کتاب ہے جو واقعہ معراج کو صحیح تناظر میں پیش کرتی ہے اور اس کی واقعی صورت حال کو غیر مستند واقعات سے ممیز کرتی ہے۔

(۴) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے ان کا اختلاف

کسی آدمی کی وہ بات ماننا، جس کی نص حجتِ شریعہ، قرآن وحدیث میں نہ ہو، نہ ہی اُس پر اجماع ہو اور نہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو تقلید کہلاتا ہے۔ تقلید اور عمل بالحدیث کے مباحث صدیوں پرانے ہیں۔ زمانہ قدیم سے اہل رائے اور اہل الحدیث کی باہمی رسہ کشی کی بنیاد ''تقلید'' رہی ہے۔ موجودہ دور میں بھی عوام وخواص کے درمیان مسئلہ تقلید ہی موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ حالانکہ گزشتہ چند دہائیوں میں تقلیدی رجحانات کے علاوہ جذبہ اطاعت کو بھی قدرے فروغ حاصل ہوا ہے۔ امت کا درد رکھنے والے مصلحین نے اس موضوع پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں اور کئی کتب تصنیف کی ہیں۔ ''اہل حدیث اور اہل تقلید'' حافظ صلاح الدین یوسف کے رد تقلید کے موضوع پر اگست ۱۹۷۳ء تا فروری ۱۹۷۴ء سولہ اقساط میں ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہونے والے مضامین کی کتابی صورت ہے۔

(۵) عید میلاد النبی کی تاریخی وشرعی حیثیت

مکتبہ فہیم مئوناتھ بھنجن، یوپی کا نسخہ ہمارے پیش نظر ہے کل ۶۳ صفحات ہیں۔

اس کتاب میں عید میلاد کے جواز پر اہل بدعت کی طرف سے جو دلیلیں دی جاتی رہی ہیں ان کا علمی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ میلاد میں قیام تعظیمی اور حالت قیام میں صلوۃ وسلام کی شرعی حیثیت کا دلائل قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ ان چند مضامین کا مجموعہ ہے جو عید میلاد کے سلسلے میں مولانا نے لکھے اور یہ مضامین ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ہفت روزہ ''تنظیم اہل حدیث'' لاہور اور ماہنامہ ''صراط مستقیم'' برمنگھم برطانیہ میں شائع ہوئے تھے۔

(۶) یا اللہ مدد

نداء لغیر اللہ اور غیر اللہ سے مدد طلبی اہل بدعت کا مخصوص موضوع ہے۔ اس مسئلے میں جو تشدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ماورائے اسباب صرف اللہ سے مدد طلبی کے معرکۃ الآراء موضوع پر سکون دل فراہم کرنے والی اہم کتاب ہے۔

(۷) مروجہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب

۴۸ صفحات پر مشتمل یہ مختصر سا کتابچہ اہل بدعت میں مقبول مروجہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا جائزہ لیتے ہوئے صحیح اسلامی موقف کو قرآن وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

(۸) دلیل الطالبین فی شرح ریاض الصالحین

امام نووی رحمہ اللہ کی مایہ ناز حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ وشرح کرتے ہوئے دو جلدوں میں تقریباً ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حافظ صاحب کے شوق خدمت حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کتاب میں موقع بموقع احادیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے اہل بدعات کے باطل بدعی افکار کا جابجا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ بشریت رسول، نبی اکرم کے علم غیب، مختار کل، نداء لغیر اللہ، حقیقی ولی اللہ کا تعارف۔ مردوں کا سننا اور نذر ونیاز وسجود لغیر اللہ وغیرہ حساس موضوعات پر آپ نے احادیث کی روشنی میں مسئلہ مستنبط کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ اسے اگر مرتب کیا جائے تو بذات خود ایک کتاب بن جائے۔

(۹) احسن البیان (تفسیر قرآن)

اردو زبان میں ایسی مختصر تفسیر کی شدید ضرورت تھی جس کا مطالعہ آسان ہو اور اس کی عبارت عام فہم ہو۔ اس ضرورت کو 'تفسیر احسن البیان' نے بہ خوبی پورا کیا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنی اس تفسیر میں منہج سلف کے مطابق قرآنی مطالب کی تشریح کی ہے۔ اسی بنا پر سعودی حکومت اسے شائع کر کے حجاج کرام میں تقسیم کرتی ہے۔ اس تفسیر کے ہند وپاک میں متعدد دیدہ زیب ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ آیات قرآنیہ کی تشریح وتفسیر بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے شرک، وقوع شرک، اسباب شرک اور کفریہ افکار وبدعات پر جابجا اسلامی وسلفی نقطہ نظر سے محققانہ داد تحقیق دی ہے۔

یہ ساری قلمی معرکہ آرائیاں ایک تن تنہا وجود نے انجام دیں۔ باوجود ہزار مشاغل زندگی دینی خدمت انجام دیتے ہوئے شاہ راہ سنت پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے جو آج بھی زبان حال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہہ رہے ہیں ۔

تلك آثارنا تدلّ علينا

فانظر بعدنا الى الآثار

آپ کی جملہ مذکورہ کتابیں ثابت کرتی ہیں کہ آپ کی پوری عمر اعلائے کلمۃ اللہ میں گذری ہے۔ آپ ہمہ وقت باطل کے لیے شمشیر برہنہ اور کفر و شرک اور بدعات کے خلاف خدائی للکار تھے۔ جو اہل علم ازدواجی زندگی اور ہجوم مشاغل کا رونا روتے ہیں، وقت سے برکت اٹھ جانے کی شکایتیں کرتے نہیں تھکتے ایسے لوگوں کے تمام ترحیلوں اور عذر خواہیوں کے لیے حضرت مولانا کی تصنیفی خدمات اور قلمی معرکہ آرائیاں آئینہ عبرت ہیں۔

عموماً اہل بدعت کے خلاف بعض اہل علم مصلحتاً یا بزور تاویل محض بے جا اندیشوں اور عذر لنگ کے سبب قلم اٹھانے اور تعاقب کرنے سے دور رہتے ہیں مثلاً رشتے ناطے ٹوٹ نہ جائیں، عوامی حلقہ ناراض ہو کر سماجی بائیکاٹ نہ کردے۔ یا علاقے کے بااثر افراد ناراض نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہمارے حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر لکھتے گئے۔ نہ سکڑتی پیشانیوں کو خاطر میں لایا نہ دیگر مکاتب فکر کے اساطین علم وقلم کی ناراضگیوں کی پرواہ کی۔ چونکہ پیری مریدی اور صلح کلیت کا مزاج نہ تھا اس لیے جس طرح پیغام حق زمانے میں اجنبی ہوتا جارہا ہے ایسے ہی دیگر مکاتب فکر کے اہل علم کی نظر میں وہ بھی ایک حد تک خاطر خواہ پذیرائی بٹور نہ سکے۔

آپ کے قلمی معرکے اس بات کو واضح طور پر تقویت فراہم کرتے ہیں کہ اہل بدعت کی طرف سے زبانی اور تحریری مناظرے کرنے والے مناظر عموماً پیشہ ور ہوتے ہیں۔ قلمی یا لسانی مناظرہ ان کا پیشہ اور ذریعہ معاش ہوتا ہے۔ حق و ناحق سے ان کو کوئی خاص سروکار نہیں ہوتا۔ نیک نامی، شہرت طلبی، حُبّ جاہ اور جیب گرم کرنے اور موٹا لفافہ حاصل کرنے کی خاطر وہ کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔ اس لیے عوام الناس کو شرک و بدعت کی تاریکی سے نکالنے اور ان کی اعتقادی و عملی اصلاح کے لیے انبیائے کرام اور ان کے سچے نائبین کی طرح اخلاص و دل سوزی کے ساتھ براہ راست زبانی مناظرہ بازیوں کی بجائے قلمی معرکہ آرائی اور تحریری تعاقب پر پوری طاقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف کرنی چاہیے۔ عوام پر ہی محنت ہونی چاہیے اور تحریر وتقریر میں انھیں مخاطب کرنا چاہیے۔

آپ نے قبوری دنیا کے خلاف جس شائستگی سے ردوتحریر فرمائے ہیں مثلاً یا اللہ مدد یا قبر پرستی اور عید میلا دالنبی وغیرہ جیسی تصنیفات میں دوسرے شیخ الحدیث علامہ اسماعیل سلفی گوجرانوالہ نظر آتے ہیں۔ ادبی چاشنی اور اشعار کا استعمال دعوتی دردسب پہلو بہ پہلو رواں دواں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عصر حاضر میں حزبیت اور عصبیت سے اوپر تھے۔ سلفیوں میں ہر قسم کے تنازعات اور مفادات سے پاک تھے۔ خادم العلم والعلماء تھے اس لیے سب کے نزدیک یکساں محبوب ومقبول تھے۔ وذلك فضل الله يوتيه من يشاء

قرآن کے بیان وتبیین کی خدمت کرتے ہوئے تفسیر احسن البیان تحریر فرمائی، علاوہ ازیں خدمت حدیث کے ضمن میں ریاض الصالحین کے ترجمہ وتشریح کی ایسی ناقابل فراموش گراں قدر خدمت انجام دی ہے کہ سلفی مساجد میں احسن البیان اور ریاض الصالحین مترجم ایک ساتھ الماریوں اور طاقوں میں سجا کر رکھے جاتے ہیں۔ دل تو یہی کہتا ہے شاید آپ برصغیر میں قرآن و حدیث کی خدمت نیز اثبات توحید اور شرک وبدعات کی بیخ کنی کے لیے ہی آئے تھے اور اسی لیلائے مراد کی زلفیں سنوارتے عالم عقبی کوچ فرما گئے۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

معزز قارئین سے پرزور اپیل ہے کہ حضرت مولانا کی تحریروں کو سنجیدگی اور غور سے پڑھیں۔ اسے اپنے مکتبہ والماری کی زینت بنائیں۔ ان کی کتابوں کی اشاعت کے دائرے کو وسیع کرنے کی ہر ممکنہ جدوجہد کرتے ہوئے تبلیغی کارخیر میں شریک ہوکر ثواب دارین کمائیں۔ تاکہ پیغام حق ہر قریہ اور ہر شہر میں پہنچ جائے۔ اسے اپنے مدرسہ کے لیے منگائیں، طلباء سے ان تحریروں کا مطالعہ کروائیں، خود بھی حضرت مولانا کی تصانیف کو پڑھیں اور ان کی فکر کو وسیع کرنے کی ممکنہ کوشش سے دریغ نہ کریں۔

فتشبهوا إن لم تكونوا مثلهم
إن التشبه بالكرام فلاحٌ

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

بحیثیت مدیر 'الاعتصام'

ابوالمیزان

الاعتصام جاری ہوا تھا تو اس کی حیثیت 'التوعیۃ' جیسی تھی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی (گجرانوالہ) کے کہنے پر پہلے گجرانوالہ جمعیت اور پھر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تحویل میں جانے سے اس کا مقام 'ترجمان' جیسا ہو گیا تھا۔ بعد میں پھر جب وہ جمعیت کا ترجمان نہیں رہا تو مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کے 'محدث' جیسا ہو گیا۔ اس وقت 'الاعتصام' کے مدیر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ تھے۔

حافظ صلاح الدین یوسف سے پہلے ہفت روزہ الاعتصام کی ادارت پانچ علماء کرام کر چکے تھے۔ بالترتیب سب سے پہلے:

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ: تقریباً ۴ سال (۱۹/اگست ۱۹۴۹ء-۲۶/جون ۱۹۵۳ء)

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ: تقریباً ۱۲/سال (۳/جولائی ۱۹۵۳ء-۴/جون ۱۹۶۵ء)

مولانا محی الدین سلفی رحمہ اللہ: سوا دو سال (۱۱/جون ۱۹۶۵ء-یکم ستمبر ۱۹۶۷ء)

علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ: تقریباً ۲/سال (۸/ستمبر ۱۹۶۷ء-۴/جولائی ۱۹۶۹ء)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ: تقریباً ساڑھے تین سال (۱۸/جولائی ۱۹۶۹ء-۲۹/دسمبر ۱۹۷۲ء) تک الاعتصام کے مدیر رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپتے حافظ صاحب تھے، مرحوم دوبار مدیر بنائے گئے۔ پہلی بار جب ۵ر جنوری ۱۹۷۳ء کو مدیر ہوئے تو ۱۳ر سال (۲۱ر مارچ ۱۹۸۶ء) تک رہے۔ دوسری بار ۶ر جنوری ۱۹۸۹ء سے ۲۴ر جون ۱۹۹۴ء تک یعنی تقریباً ساڑھے پانچ سال کے لیے بنے۔ اس طرح مجموعی مدت ۱۸ر سال سے زائد ہوتی ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور- اشاعت خاص بیادِ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ: ص ۱۶/ مارچ ۲۰۰۵ء- طبع اول) جب کہ حافظ صاحب نے الاعتصام سے اپنی وابستگی کی کل مدت ۲۳ر سال بتائی ہے جس میں مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی معاونت بھی شامل ہے۔ (خودنوشت سوانح: بہ روایت حافظ عثمان یوسف مدنی)

میرے سامنے ریختہ پر موجود الاعتصام کے ۱۹۸۴، ۱۹۸۵ اور ۱۹۸۶ کے ہی شمارے ہیں۔ انھی کی روشنی میں بحیثیت مدیر الاعتصام حافظ صاحب کے امتیازات وخصوصیات پر ایک نظر ڈالی گئی ہے۔ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی سرپرستی اور تربیت میں حافظ صاحب نے جو کچھ سیکھا جب الاعتصام کی ادارت ملی تو ان کے ذوقِ تصنیف وتالیف کو ایسی جلا ملی کہ ایک لمبی مدت تک مختلف موضوعات پر لکھتے رہے۔ اداریے، تبصرے، مضامین ومقالات اس کثرت سے لکھے کہ ایک ہی موضوع پر مختلف مقالات کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے۔ تقریباً تمام تصنیفی وتالیفی خدمات کی تفصیل اس کتاب کے دوسرے مضامین میں موجود ہے۔

ہیں تو یہ تین سال (۸۴-۸۵-۸۶ء) کے شمارے مگر جلدیں ۴ ہوتی ہیں۔ الاعتصام کا پہلا شمارہ ۱۹ر اگست ۱۹۴۹ کو شائع ہوا تھا، اس اعتبار سے جلد ۳۶ کا پہلا شمارہ ۳ر اگست ۱۹۸۴، جلد ۳۷ کا شمارہ اول ۲ر اگست ۱۹۸۵ کو شروع ہوا تھا۔ اس طرح ۱۹۸۴ء کے ابتدائی شمارے (۳ر اگست ۱۹۸۴ کے پہلے کے) جلد ۳۵ کے ہیں۔ گزشتہ ۳۷ سال سے چلے آرہے اس سسٹم کو جلد ۳۸ کے لیے بدل دیا گیا:

”**الاعتصام کی جلد ۳۷ کا اختتام**

الاعتصام کی موجودہ جلد ۳۷ حالیہ شمارہ ۲۲ پر ختم کی جارہی ہے اور آئندہ شمارے سے، جو نئے سال ۱۹۸۶ء کا پہلا شمارہ ہوگا، نئی جلد ۳۸ کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ

یہ فیصلہ انتظامی وجوہ کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ اس طرح آئندہ اب مستقل طور پر نئی جلد کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آغاز جنوری سے ہوا کرے گا۔ اس جلد کا اشاریہ مضامین بھی شامل اشاعت ہے۔ قارئین جلد بندی کے وقت اسے آغاز میں لگالیں۔ (ادارہ)'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۹/ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵)

بحیثیت مدیر حافظ صاحب کا صحافتی موقف

جلد ۳۶ کے شمارہ ا میں اداریے کا عنوان ہے: ''الاعتصام'' کی سابقہ سال کی کارکردگی اور نئی جلد کا آغاز''۔ اس کی ابتدا ہی حافظ صاحب اس طور کرتے ہیں:

''الحمدللہ الاعتصام کے سابقہ شمارے پر پینتیسویں جلد اپنے اختتام کو پہنچی۔ حالیہ شمارے سے بعون اللہ وتوفیقہ جلد ۳۶ کا آغاز ہورہا ہے۔ اس دوران الاعتصام نے اپنے صحافتی کردار کو کس حد تک نباہا، اس کا فیصلہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم نے گذشتہ سال زندگی کے تمام شعبوں پر رائے زنی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دینی فریضے کو بھی کماحقہ ادا کرنے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں کتاب وسنت کی بنیاد پر اپنے مسلک کی ترجمانی اور مجموعی طور پر ملت اسلامیہ کی فلاح واصلاح کے لیے ہمارا قلم وقف رہا ہے۔ ہمارے اہم موضوعات میں درس قرآن، درس حدیث، احکام ومسائل، تاریخ وسیر اور نقد وتبصرہ شامل رہے ہیں۔ کتابوں پر تبصرے اپنے علم ومطالعہ کے مطابق کیے گئے ہیں۔ کسی کی بے جا تعریف یا کسی پر دانستہ تنقید ہمارا شیوہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہ علمی بددیانتی کے مترادف ہے۔ تحقیقی مضامین متعدد اقساط میں شائع کیے گئے ہیں۔ اس تمام کارگزاری کو ایک نظر ملاحظہ کرنے کے لیے سابقہ شمارے میں ایک اشاریہ شائع کیا گیا ہے جس سے قارئین کرام آسانی سے مطلوبہ موضوع تلاش کرسکتے ہیں۔ اور ہماری مساعی کا اندازہ بھی فرماسکتے ہیں۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳/ ۳ اگست ۱۹۸۴)

اس اقتباس میں نہ صرف حافظ صاحب کا صحافتی نقطہ نظر بڑے صاف الفاظ میں موجود ہے بلکہ بحیثیت مدیر ان کا سلیقہ ادارت بھی صاف جھلکتا ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور ان کی علمی وفکری ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے 'الاعتصام' میں مضامین کے تنوع کو پانچ مختلف موضوعات (درس قرآن، درس حدیث، احکام ومسائل، تاریخ وسیر اور نقد وتبصرہ) کے تحت برتنے کا جو اہتمام ہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحافت کے تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک ایسے مدیر کا کردار سامنے لاتا ہے جو نہ صرف اپنی اداراتی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے بلکہ نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد تمام عالم کا علماء پر جو حق ہے اس کی ادائیگی میں ذرا پیچھے نہیں ہے۔ ''غیر جانبدار صحافت'' کا جو پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے حافظ صاحب پر اس کا ذرا بھی اثر نہیں ہے۔ اسی لیے تو اپنے مدیرانہ موقف کے اظہار میں ذرا بھی جھجھک سے کام نہیں لیتے۔ درج بالا اقتباس میں یہ جملہ کتنا بے لاگ لپیٹ ہے کہ:

''کتاب وسنت کی بنیاد پر اپنے مسلک کی ترجمانی اور مجموعی طور پر ملت اسلامیہ کی فلاح واصلاح کے لیے ہمارا قلم وقف رہا ہے۔''

برصغیر میں سیکولر اقدار کی رعایت میں جو مداہنت برتی جاتی ہے اس سے حافظ صاحب کی بے تعلقی بلکہ نفرت کا اندازہ اسی اداریے کے اگلے حصے سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں حافظ صاحب نے اپنی اداریہ نویسی کا منہج بتایا ہے:

''ہم نے اپنے اداریوں میں معاشرتی موضوعات پر نہایت دیانت داری سے رائے زنی کرتے ہوئے معاشرتی قباحتوں اور ان کی اصلاح کے لیے حکومت اور عوام کو اپنے مشورے بھی پیش کیے ہیں جن پر بعض متاثرہ حلقوں نے خفگی کا بھی اظہار کیا ہے۔ خصوصا ریڈیو، ٹی وی اور فلم پر ہم نے جس طرح نقد وجرح کا فریضہ انجام دیا اس پر فلم پسندوں اور ڈرامہ کے شائقین نے ہماری ''قدامت پسندی'' اور اپنی ''ترقی پذیری'' پر ہمیں اپنے مراسلوں کی ''سوغاتیں'' روانہ کی ہیں جن کے جواب کے لیے ہم نے الاعتصام کے صفحات کو ملوث نہیں کیا اور قالوا سلاما پر عمل کیا ہے۔

معاشرے کی رگوں میں اس وقت کتنے ناسور فروغ پا چکے ہیں، یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ فحاشی، عریانی، غارت گری، چوری، سمگلنگ، عیاشی اور موسیقی نوازی، فلم سازی اور ڈرامہ بازی، اشیائے خوردنی تک میں ملاوٹ، دفتروں میں رشوت اور بدعنوانی، دینی حلقوں میں بدعت کی گرم بازاری، افسران بالا میں تساہل اور غفلت پذیری، مزدوروں میں کارنا کردگی اور ہڑتالیں، طلباء میں مطالبات کی آڑ میں تعلیم وتعلم میں تعطل بلکہ ہنگامہ بازی، عوام الناس میں دین سے بے اعتنائی اور رسم ورواج میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسراف وتبذیر کی دوڑ، غرض ع تن ہمہ داغ داغ شد، پنبہ کجا کجا نہم

کا ساسماں طاری ہے۔ ہماری معروضات پر کوئی توجہ نہ دے ہم نے حق ابلاغ ادا کیا ہے اور الحمد للہ لومۃ لائم کی فکر نہیں کی۔ اگرچہ ہم ہاتھ سے تو کسی کو درست کرنے کی ہمت نہیں پاتے بلکہ حکومت کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں یہ طاقت نہیں ہے ع

طاقت جلوہ سینا نہ تو داری و نہ من

البتہ زبان وقلم سے اپنے فریضے سے غفلت نہیں برتی جس کی جزا اللہ کے پاس ہے۔''

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳-۴ / ۳ر اگست ۱۹۸۴)

حافظ صاحب کے یہاں قلم صحافت میں نامہ نگاری کر کے حکومت یا کسی اکیڈمی سے ایوارڈ پانے کا ذریعہ نہیں ہے، یہ ایک فریضہ ہے جس کا بدلہ اللہ ہی دے گا۔ معاشرے میں پائے جانے والے ناسور کی فہرست دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس پر حافظ صاحب کی نظر نہ ہو۔ ہر برائی پر تکلیف، اس سے بچنے کی تلقین اور اس میں ملوث افراد کو نصیحت اللہ کے لیے کرتے ہیں، کسی بندے کی ناراضگی کی پرواہ نہیں ہے اور اگر کوئی گناہوں پر اتنا جری ہے کہ خطوط لکھ کر اپنی خفگی ظاہر کر رہا ہے تو اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ ان خطوط کو اہمیت دے کر، ان پر بحث چھیڑ کر یا ان کا جواب دینے کی کوشش کر کے عوام وخواص میں بلاوجہ کی بے چینی پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ خیر خواہی کا اپنا مشن جاری رکھتے ہیں ''تاکہ قرآن وحدیث کی یہ خالص آواز زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے اور چمن نغمہ توحید سے معمور ہو جائے۔''

ادار یہ نویسی

جلد ۳ کے شمارہ ۱۵ میں اداریہ ''درس گاہیں یا قتل گاہیں'' اور شمارہ ۱۶ میں ''جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا'' پر اوپر ہی بائیں طرف 'ع۔ن' لکھا ہوا۔ یعنی یہ اداریہ مجلس ادارت کے دوسرے رکن علیم ناصری صاحب نے لکھا ہے۔ شمارہ ۱۷ نہیں مل سکا، ۱۸ میں بھی یہی معاملہ ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جس اداریہ کے شروع یا آخر میں کوئی نام یا نام کا مخفف نہ ہو وہ حافظ صاحب کے دور ادارت میں حافظ صاحب ہی کا لکھا ہوا ہوگا۔

شمارہ ۱۹ (جلد ۳) ۶ر دسمبر 1985 کا ہے۔ سرورق پر مندرجات کے بیضوی باکس میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک ہی عنوان ہے ''توہین رسالت کی اسلامی سزا مقرر کرنے کی ضرورت'' خفی حرفوں میں ذیلی سرخی لگائی گئی ہے''ایڈیٹر'الاعتصام' کا وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ کے روبرو پیش کردہ بیان کا مکمل متن''۔ یہ متن ص ۴ سے ص ۲۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت الاعتصام مع سرورق ۲۴ صفحات کا ہوا کرتا تھا۔ اس شمارے میں سرورق کے اندرونی صفحے یعنی ص ۲ پر ۴رانتہارات، ص ۳ پر حافظ صاحب کا اداریہ ''لڑکیوں کے ہاکی میچ''، ص ۲۳ پر اعلانات اور سرورق کے پچھلے صفحے یعنی ص ۲۴ پر ۴ر رنگین اشتہارات ہیں۔

''توہین رسالت کی اسلامی سزا مقرر کرنے کی ضرورت'' پر حافظ صلاح الدین یوسف نے جو نوٹ لگایا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شمارہ ۱۵ (۸رنومبر) سے ۱۸ (۲۹رنومبر) یعنی چار شماروں تک اسی بیان کی تیاری میں لگے رہے جس کی وجہ سے وہ اداریہ نہیں لکھ سکے:

> ''۱۲نومبر تا ۲۱نومبر ۱۹۸۵ء وفاقی شرعی عدالت پاکستان (منعقدہ لاہور میں) توہین رسالت کی سزا مقرر کرنے کے لیے ایک پٹیشن پر بحث ہوئی۔ فاضل عدالت نے اپنے طریق کار کے مطابق تمام مکاتب فکر کے ایک ایک نمایندے کو بھی بطور مشیر اور عدالتی معاون کے طلب کیا تھا، اور ان سے ان کی رائے اور تحقیق پیش کرنے کو کہا تھا۔ چنانچہ شیعہ اور اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر کے علماء نے اس میں حصہ لیا۔ ذیل میں راقم کا وہ پورا بیان شائع کیا جارہا ہے جو اس نے اس ضمن میں دوران سماعت شرعی عدالت کے فل بنچ کے سامنے پیش کیا۔ (ص-ی)''۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ٦ر دسمبر ۱۹۸۵)

حافظ صلاح الدین یوسف کے زیر ادارت الاعتصام کی تین جلدوں کے اداریوں پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم پڑتا ہے کہ ایسا بیدار مغز ایڈیٹر جو اپنے ملک، پڑوسی دیش بلکہ مسلمانوں اور عالم اسلام کے تمام مسائل پر نہ صرف گہری نظر رکھتا ہو بلکہ بڑا ہی سٹیک تجزیہ کرتا ہو اور اقرب الی الصواب اسباب وعلل پر انگلی رکھ دیتا ہو، آزادی کے بعد ہمیں اردو صحافت میں اور وہ بھی سلفی عالم دین، کم نصیب ہوا ہوگا۔ جن کا رخ ٹیڑھا ہے انھیں شمار میں نہ رکھا جائے تو آج جن کی سیدھ میں قبلہ ہے وہ بھی ترقی اور عروج کے بے شمار انکلوں میں جی رہے ہیں۔ شبلی کے زمانے میں بھی یہی حال تھا، کسی کو نہیں پتہ تھا مسلمانوں کا ادار کیسے ہوگا۔ آج بھی وہی حال ہے، ایک بت پانی میں ڈبویا جاتا ہے دوسرا اٹھ کھڑا ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کسی کے مطابق ترقی تعلیم میں ہے تو کوئی سیاست کو عروج کا راستہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہی تعلیم یہاں وہاں ماتھا ٹیکے پڑی رہتی ہے، کہیں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی ہے۔ سیاست کی گلی میں آگے کھڑا مسلمان بہار کی گالی سے سمانت کیا جاتا ہے، جمہوریت دو امیدواروں کی لڑائی نہیں ہے، یہ جادوگروں کی مقابلہ آرائی ہے اور ووٹر رائے دہندہ نہیں تماشائی ہے۔ ایک تیر سے جو زیادہ شکار کر لے وہی راج نیتا ہے۔ یہاں وکاس کی راج نیتی کا انت اور مسلمانوں کے حقوق کی لڑائی کا انجام رام لیلا کے راون جیسا ہوتا ہے، کیجر ی وال دلی کے حالیہ فساد میں جل گیا اور اویسی بہار الیکشن میں بجھنے کی کگار پر ہے۔ جمہوری سیاست میں کون سا مہرہ کب استعمال ہو جائے کچھ طے نہیں اور کس بادشاہ کے مہرے کہاں پٹ جائیں کسی کو پتہ نہیں۔ کھیل دکھانے والا ڈوری کٹنے کے بعد خود کھیل بن جاتا ہے۔ نومبر ۱۹۸۴ کے مشہور سکھ فسادات سے پہلے مئی ۱۹۸۴ میں ہی مہاراشٹر میں ایک فساد ہوا تھا، جسے بھیونڈی فساد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بھیونڈی کے آس پاس ممبئی اور تھانے میں پھوٹ پڑنے والے اس ہندو مسلم فساد نے ایک اعداد وشمار کے مطابق تقریباً ۲۷۸ لوگوں کی جانیں لی تھیں اور ۱۱۱۸ رلوگ زخمی ہوئے تھے۔ اس پس منظر کو بھلا کر دلی کا حالیہ فساد ذہن میں رکھا جائے تو بھی حافظ صاحب نے جلد ۳۵ شمارہ ۴۶ میں جو اداریہ (بعنوان 'بھارت میں مسلم کش فسادات') لکھا تھا اس کا تجزیہ فٹ بیٹھتا ہے:

> ''دراصل ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام ہندو سیاست کی ضرورت بن کر رہ گئی ہے۔ اور بلاشبہ حکومت خود اس میں ملوث ہوتی ہے۔ انتخابات میں حکومتی پارٹی کو شکست ہوتی نظر آئے تو مسلم کش فساد شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی باغی عناصر ملک کے کسی حصے میں سر ابھاریں تو مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ کسی صوبے میں مرکز گریز رجحانات ابھریں تو مسلم کشی ایک ضروری امر ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی بھارتی پنجاب میں سکھوں کی ایجی ٹیشن کسی طرح ختم ہوتی نظر نہیں آتی اس لیے مہاراشٹر اور بمبئی کے علاقوں میں مسلمانوں کو چھریوں تلے لے لیا گیا ہے تاکہ عوام کی توجہ پنجاب سے ہٹ کر ادھر ہو جائے اور سکھوں کی بغاوت بھی نرم پڑ جائے۔ نیز اقلیتیں خوف زدہ رہ کر آمادہ بغاوت نہ ہوں۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴/ ۶ رجنوری ۱۹۸۴)

فسادات کے ذریعے توجہ ہٹانے کی سیاست کتنی پرانی ہے۔ کانگریس اور بی جے پی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادوار دیکھے جا چکے، مسلم پارٹیوں اور لیڈروں کا کردار بھی سامنے ہے۔ تصورات ترقی سے قطع نظر بھارتی سیاست کا یہ ڈسٹلیشن کتنا پرفیکٹ ہے۔

حافظ صاحب کے اداریوں کو یکجا کر کے شائع کیا جانا چاہیے، ان میں مسلمانوں اور عالم اسلام کے مسائل کی محض تاریخ ہی نہیں ہے بلکہ حافظ صاحب نے جو تجزیے کیے ہیں اور پھر مسائل کے جو حل تجویز کیے ہیں وہ کتاب وسنت، تاریخ امت اور تاریخ عالم کے اعتبار سے بے حد شافی ہیں۔

انوکھا اداراتی نوٹ

جلد ۳۶ کے شمارہ ۲۳ میں مولانا محمد صدیق صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا کے مضمون ''عورت کی دیت اور اس کی مقدار'' کی دوسری اور آخری قسط شائع ہوئی ہے۔ چوتھے صفحے کے دوسرے کالم کی ابتدا میں جہاں مضمون آخری ذیلی سرخی 'راجح مسلک' پر ختم ہوا ہے، حافظ صاحب نے 'الاعتصام' کے عنوان سے ایک نوٹ لگایا ہے:

> ''مولانائے محترم ﷾ نے اس سے قبل اہل علم کے مسلک کو راجح قرار دیا تھا لیکن آخر میں امام شوکانی رحمہ اللہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ حالانکہ امام شوکانی کی رائے جمہور اہل علم کی رائے سے قدرے مختلف ہے۔ جمہور اہل علم تہائی سے زائد میں کل دیت سے نصف دیت کے قائل ہیں جب کہ امام شوکانی تہائی (ثلث) سے زائد دیت میں نصف دیت کے قائل ہیں۔ جیسا کہ مضمون کے آخر میں دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔ (ص-ی)''
>
> (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴، ۴ر جنوری ۱۹۸۵)

حق مدیر کا استعمال کرنے میں جو سلیقہ ہونا چاہیے وہ حافظ صلاح الدین یوسف کے یہاں بہت ہی بہترین اور پیروی کے قابل پیرایے میں ملتا ہے۔ ہمارے یہاں عام طور پر یا تو تساہلی برتی جاتی ہے حتی کہ ترتیب پر بھی کوئی خاص توجہ اور ترکیب نہیں ہوتی یا پھر دخل در معقولات کے نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مضمون نگار سے پہلے یا بعد میں اپنی بات کہنے کے بجائے مدیر بیچ بیچ میں بولنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ یہ ضرورت نہیں بے جا مداخلت ہے، اگر جا بہ جا حاشیہ آرائی ضروری خیال کرے تو اس سے بہتر ہے کہ مضمون ہی نہ شائع کرے۔ ابتدا میں نوٹ لگانے کا عام

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رواج ہے، مگر حافظ صاحب نے مضمون کے آخر میں یہاں جو نوٹ لگایا ہے وہ انتہائی قابل تحسین ہے، کیونکہ نوٹ میں جو بات ہے اس کی اس سے بہتر جگہ اور کہیں نہیں تھی۔

سیاست پر گہری نظر اور ضروری تنبیہ

جلد ۳۵ کے شمارہ ۲۳ میں حافظ صاحب نے اداریہ لکھا ہے ''ملکی سیاست اور اہل حدیث تنظیمیں''۔ حکومت اور سیاسی جماعتوں کے کردار کا جائزہ لینے کے بعد تین دینی جماعتوں کے سیاسی اتحاد پر حیرت جتائی ہے کیونکہ دینی عقائد میں وہ اختلاف کے شکار ہیں۔ اور پھر اپنا رخ اصل موضوع یعنی اہل حدیث تنظیموں کی طرف کیا ہے:

''ہمارا روئے سخن اپنی دونوں (مرکزی اور غیر مرکزی) جمعیتوں کی طرف ہے جو اس سیاسی ہڑبونگ میں بگٹٹ دوڑ لگا رہی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دونوں کے سربرآوردہ لوگ کسی سیاسی یا مالی منفعت کی خاطر ان اتحادوں کا سہارا لے رہے ہیں بلکہ ہمارے خیال میں وہ نیک نیتی سے ملکی اور دینی خدمت سمجھتے ہوئے ان میں شامل ہوئے ہیں لیکن ہمارا نقطہ نظر اس سلسلے میں مختلف ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ دور میں مغربی طرز کی جمہوریت میں تعاون غیر اسلامی ہے اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان میں شامل ہو کر کسی ''اسلامی جمہوریت'' کا قیام عمل میں لے آئیں گے تو

ع ایں خیال است ومحال است وجنوں

اس ملک میں وہ اسلامی نظام جو اہل حدیث کے نقطہ نظر سے اسلامی نظام ہے ان جماعتوں کے ذریعے آتا دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں اگر کوئی ''اسلام'' آسکتا ہے تو وہ ''مسلم لیگی'' ہی ہوگا۔ اس سے مختلف نہیں۔ اور یہ اسلام ۱۹۴۷ء سے ہی قائم ہے۔ اس سے نہ ایک انچ بڑھے گا نہ گھٹے گا۔ اور وہ ''سیکولر'' اسلام ہے جس میں ہر قسم کے عقائد رکھنے کی اجازت ہے۔ جس میں توحید کے مقابلے میں تثلیث کی تبلیغ اور قبر پرستی کی بھی اجازت ہے۔ نبوت کے تسلسل کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے۔ قرآن میں تاویل وتحریف کی بھی گنجائش ہے۔ اور حدیث کے انکار ہی نہیں (نعوذ باللہ) اس کی تردید کو بھی تحقیق واجتہاد کا مقام حاصل ہے۔ اس نقار خانے میں آپ کی آواز کیونکر سنی جاسکتی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہل حدیث کا مقام یہ نہیں کہ وہ کسی ایسے گروہ کے طفیلی بن کر رہیں جہاں وہ شرک و بدعت کے خلاف ایک لفظ نہ کہہ سکیں۔ جہاں انھیں ایسی محفلوں میں شامل ہونا پڑے جن میں حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف روح فرسا رسوم وروایات کا اہتمام کیا جاتا ہو۔ اور یہ ان کے متفقین بلکہ مویدین میں شمار کیے جائیں۔ ایسی مصلحت کوشی اہل حدیث کے شایان شان نہیں ہے۔ اور اس طرح وہ مقصد جو آپ اپنے تحت الشعور میں لیے بیٹھے ہیں حاصل نہیں ہوسکتا۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴/ ۶ر جنوری ۱۹۸۴)

حافظ صاحب بحیثیت مدیر اپنی جو ذمہ داریاں سمجھتے ہیں ان کے تئیں ہمیشہ چاق و چوبند رہتے ہیں۔ کسی بھی ناجائز مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اپنے تعلق سے کسی غلط فہمی کے شکار نہیں ہیں اور نہ ہی غلط فہمی میں پڑنے والے کسی شخص یا جماعت کو تنبیہ کرنا چھوڑتے ہیں۔ یہ تنبیہ بھی ایسی کہ تبصرہ بازی کا کوئی شائبہ نہیں، علمیت کا کوئی ادعا نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی کٹ حجتی کی آمیزش ہے۔ صاف اور سیدھی بات کرتے ہیں، اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس عمل میں وہ ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہیں۔

برصغیر میں جس ''اسلامی جمہوریت'' کی آس میں پچھلی آدھی صدی بیتی ہے یہ جاری صدی بھی اسی تگ ودو میں بیت رہی ہے۔ جنھیں حقیقی اسلامی نظام سے غرض نہیں وہ اقتدار میں ہیں اور جو اس نظام کی واقعیت جانتے ہیں وہ دھوکے میں پڑ کر طفیلی بن گئے ہیں۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی حکومت کے زیر سایہ ایسی غلط فہمیوں کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا، ہمارے یہاں ہندوستان میں بھی جمہوریت کی راہ سے جذباتی سیاست کا ایک سلسلہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ ایک پارٹی جنم لیتی ہے مر جاتی ہے پھر دوسری پیدا ہوتی ہے۔ ان سیاسی پارٹیوں کے منشور کو مسلمانوں کے مسائل کا واحد حل سمجھنے والے ہمارے یہاں بھی موجود ہیں۔ فقہ و فتاویٰ کی دین داری تو اپنے عقائد کی ہی خیر منائے، اہل حدیثوں کا بھی ایک بڑا طبقہ جمہوریت کے راستے بہت دور تک کے منصوبے بنا کر جیتا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ دن بدن بگڑتی جارہی ہے۔ کیونکہ:

''اہل حدیث کا منصب اہل حل وعقد کی غلط روش پر گرفت اور اصحاب اقتدار کی کج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رویوں اور بداعمالیوں کی نشاندہی ہے۔ عوامی معاشرے کے عقائد واعمال کی خرابیوں کی اصلاح اور اسلامی تعلیم کی تبلیغ وترویج ہے۔ ان کے پاس کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''عصا و ید بیضا'' ہے۔ اس لیے ان کو خود ایک ''قوت قاہرہ'' کی صورت میں نمودار ہونا چاہیے۔ ہمارے خیال میں قرآن پاک کے ارشاد'' ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر '' الآیۃ کا مصداق محدثین کے جانشین اہل حدیث ہی ہیں جن کو اپنی ذمہ داری کا شدید احساس ہونا چاہیے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴/ ۶؍ جنوری ۱۹۸۴)

حزبی تعصب سے پاک

چمن نغمہ توحید سے معمور ہو جائے اس لیے قرآن وسنت کی خالص آواز کو دور دور تک پہنچانے میں اپنی زندگی کھپا دینے والے حافظ صاحب جلد ۳۶ ہی کے شمارہ ۳ میں ایک ایسا کام کرتے ہیں جو ہوسکتا ہے کوئی اہل حدیث مدیر کر بھی لے مگر قارئین تو قارئین آج کل سوشل میڈیائی علماء نے ایسے کاموں پر لعن طعن کا ایک سلسلہ چلا رکھا ہے اور تحریک، خروج، بے جا توسع وغیرہ کے الگ الگ لیبل لے کر گھومتے پھرتے ہیں۔

حافظ صاحب نے ص ۱۰ پر المعارف لاہور سے المعارف ہی کے مدیر مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا ایک مضمون 'سیر وسوانح' کالم کے تحت نقل کیا ہے۔ مولانا بھٹی المعارف سے پہلے الاعتصام کے مدیر تھے۔ حافظ صاحب نے اس مضمون پر اپنے نوٹ میں لکھا ہے:

''مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی، جن کا گزشتہ دنوں دہلی میں انتقال ہوا، اگرچہ حنفی دیوبندی تھے تاہم مرحوم فقہی جمود اور حزبی تعصب سے پاک تھے جو علمائے دیوبند کا بالعموم طرہ امتیاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۳ء میں احمد آباد میں مسئلہ طلاق ثلاثہ در مجلس واحد پر ایک علمی سیمینار منعقد ہوا جس میں حنفی اہل علم نے بھی دلائل کی رو سے مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق قرار دینے پر زور دیا تھا جو اہل حدیث کا مسلک ہے تو اس سیمینار کی صدارت مفتی صاحب مرحوم ہی نے فرمائی تھی۔ اور اپنی آخری صدارتی تقریر میں نہ صرف انھوں نے سیمینار میں پیش کردہ مقالات کی تحسین وتصویب فرمائی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلے کو اختلافی اور اجتہادی قرار دیا تھا بلکہ اپنے ہم مسلک ان حنفی علماء کو مسئلہ تطلیقات ثلاثہ میں توسع اختیار کرنے کی تلقین فرمائی تھی جو اسے اجماعی مسئلہ باور کرا کر اس پر بحث وغور کو ہی سرے سے ناپسند فرماتے ہیں۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۰ / ۱۷ اراگست ۱۹۸۴)

زیر نظر مضمون مولانا عثمانی کے مختصر سوانح پر مشتمل ہے۔

مضامین کی ترتیب

عیدالاضحیٰ کی رخصت کے باعث جلد ۳۶ کے شمارہ ۵-۶ کو یکجا شائع کرنا پڑا تو صفحات دوگنا ہو گئے۔ اس ''اشاعت خصوصی'' میں اداریے کا عنوان ہے ''فصل لربک وانحر'' اور اس کے فوراً بعد حافظ صاحب نے اپنا طویل مضمون ''عیدالاضحیٰ: احکام ومسائل'' (ص ۵ تا ۱۳) رکھا ہے۔ زیادہ تر مضامین عیدالاضحیٰ اور قربانی سے متعلق ہی ہیں مگر ان کی ترتیب میں ایک خاص بات یہ ہے کہ انھیں مستقل نہیں رکھا ہے بلکہ بیچ بیچ میں دوسرے موضوعات بھی ہیں۔ نصف اول میں کچھ مضامین ایک ساتھ ہیں مگر پہلے مولانا آزاد مرحوم پھر مولانا حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی مرحوم پھر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ۔ عیدالاضحیٰ سے متعلق انڈیا سے مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اور حافظ عین الباری کے مضامین بھی شامل ہیں۔ خود حافظ صاحب نے اپنا درس حدیث ڈراپ نہیں کیا اور نہ ہی تبصرہ کتب کا کالم خالی ہے۔ مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحب کی ایک عربی تقریر کا ترجمہ ''مسلمانوں میں تصنیف وتالیف اور کتب خانوں کی روایت'' اسی شمارے کا حصہ ہے جسے مولانا نور عظیم ندوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔

مضامین کی ترتیب میں اس اہتمام کو حافظ صاحب نے یوں بھی برتا ہے کہ اداریے کے بعد درس قرآن اور درس حدیث کا ایک پیٹرن ہونے کے باوجود کبھی کبھی کسی خاص مضمون کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اداریے کے فوراً بعد جگہ دے دیتے ہیں۔

جلد ۳۶ کے گزشتہ شماروں میں کتابوں پر تمام تبصرے ''الاعتصام'' کی مجلس ادارت کے دوسرے رکن جناب علیم ناصری ایم اے کے ہوا کرتے تھے۔ (پہلے رکن حافظ صاحب ہیں) شمارہ ۱۶ میں یہ تبصرے حافظ صاحب نے لکھے ہیں۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری کی مرتبہ کتاب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''افادات آزادؒ (مذہبی وادبی استفسارات کے جوابات)'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولانا آزادؒ کے بعض جوابات اگرچہ علمی ومذہبی نقطہ نظر سے محل نظر ہیں تاہم بہ حیثیت مجموعی یہ مجموعہ بھی بڑا قابل قدر، مولانا کے علمی رسوخ اور ان کی دینی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۸ / ۱۶ر نومبر ۱۹۸۴)

الاعتصام کی پرانی فائلوں سے

حافظ صاحب کبھی کبھی الاعتصام میں شائع شدہ پرانے مضامین بھی کسی خصوصی اشاعت میں یا عیدوغیرہ کی تعطیل کی وجہ سے دوشماروں کے یکجا شائع ہونے پر شامل کرتے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کا ایک مفصل مضمون ''ڈاڑھی کی مقدار اور اس کی شرعی حیثیت واہمیت'' جو دس صفحات پر مشتمل ہے، شمارہ ۳۷ کے جلد ۴-۵ میں اس نوٹ کے ساتھ شامل کیا ہے:

''ڈاڑھی کتنی لمبی ہو؟ اس کے کاٹنے یا کترانے کی حیثیت کیا ہے؟ اور شرعاً اس کی اہمیت کیسی اور کتنی ہے؟ داڑھی سے متعلق اس قسم کے سوالات مختلف محافل ومجالس میں بالعموم زیر بحث رہتے ہیں اور ادارے کے پاس بھی آئے دن آتے رہتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع پر کوئی مفصل اور جامع مضمون شائع کر دیا جائے۔ اسی ضرورت اور اقتضا کے پیش نظر ذیل میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم (گوجرانوالہ) کا ایک نہایت عالمانہ، فاضلانہ اور محققانہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ ۳۵ سال قبل کا تحریر کردہ ہے جو ''الاعتصام'' کی جلد اول (۱۹۴۹ء) میں شائع ہوا تھا۔ لیکن آج بھی اس کی افادیت واہمیت نہ صرف برقرار ہے بلکہ فزوں تر ہے۔ اسی لیے اسے دوبارہ ''الاعتصام'' میں طویل ہونے کے باوجود ایک ہی قسط میں شائع کیا جا رہا ہے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳ / ۳۰ر اگست ۱۹۸۵)

مذکورہ مضمون کی اہمیت کا اندازہ اس کے ذیلی عناوین سے لگایا جا سکتا ہے جو یوں ہیں: اصلاح اور اثر/ مسئلے کی اہمیت/ اصحاب عزیمت/ اس معاملے میں احادیث صحیحہ کا منشا/ نص حدیث/ مفہوم لغوی/ شعار المشرکین/ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل/ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل؟/ تفردات صحابہ کی حیثیت/ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ/ موجودہ فیشن/ تجمل کے نقطہ نظر سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر اردو رسالوں سے اخذ واشاعت

حافظ صاحب 'محدث' بنارس سے اکثر مولانا صفی الرحمن مبارکپوری مرحوم کے مضامین اور اداریے الاعتصام میں نقل کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کے مضامین بھی شامل کرتے ہیں۔ جلد ۳۷ کے پہلے ہی شمارے میں 'تعمیر حیات' لکھنؤ (۲۵ر نومبر ۸۴ء) سے 'تذکرہ علمائے اہل حدیث' کالم کے تحت مولانا عبدالحکیم رانچوی، لکھنؤ کا مضمون نقل کرتے ہیں تو اس پر جو نوٹ لگاتے ہیں اس کا پہلا ہی جملہ توجہ کھینچ لیتا ہے، یہ اسلوب صرف علماء سلف کا ہی خاصہ ہے۔ الفاظ وتعبیرات کا اتنا دیانت دارانہ استعمال ایک ذمہ دار اور اہل حدیث عالم ایڈیٹر ہی کرسکتا ہے۔ ورنہ یہاں تو لوگ اپنا پلڑا بھاری کرنے کے لیے کئی ایسے ادیبوں پر بھی 'اہل حدیث' ہونے کا لیبل لگا دیتے ہیں جو پیدا تو اہل حدیث خاندان میں ہوئے مگر زندگی بھر ایسی ویسی وادیوں میں ہی بھٹکتے رہ گئے۔

شبلی، آزاد اور سلیمان ندوی جیسے مشاہیر کے ساتھ الندوہ، الہلال، سیرت النبی اور حیات شبلی میں کام کر چکے، حمید الدین فراہی اور مسعود عالم ندوی کے ساتھ عزت واحترام سے یاد کیے جانے والے، اسوہ صحابہ، سیر الصحابیات، سیرت عمر بن عبدالعزیز، تاریخ اخلاق اسلامی، امام رازی، حکمائے اسلام، شعر الہند (۳ر جلدیں) اور اقبال کامل جیسی کتابوں کے مصنف، محمد خضری کی کتاب 'تاریخ فقہ اسلامی'، طٰہٰ حسین کی کتاب 'ابن خلدون' اور گستاولی بان کی کتاب 'انقلاب الامم' جیسی کتابوں کے مترجم مولانا عبدالسلام ندوی رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر مشتمل اس مضمون پر حافظ صاحب اپنا ادارتی نوٹ یوں شروع کرتے ہیں:

> ''مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم کا مسلک عمر بھر ایک آزاد ماحول (دار المصنفین) میں کام کرنے کی وجہ سے نمایاں نہ ہوسکا۔ ورنہ خاندانی اور عمل ونظریے کے اعتبار سے وہ اہل حدیث تھے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵/ ۲ راگست ۱۹۸۵)

پھر حافظ صاحب نے مولانا ندوی رحمہ اللہ کے ایک ساتھی مولانا ابوعلی اثری کے ایک مضمون سے ان کے خاندانی اعتبار سے اہل حدیث ہونے کے شواہد کے بطور ایک اقتباس نقل کیا ہے جو الاعتصام میں ہی یکم فروری ۱۹۸۵ کو شائع ہوا تھا۔ اور پھر اپنا نوٹ ''انھی مولانا عبدالسلام ندوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرحوم کے سوانح اور خدمات پر مشتمل ایک مضمون... الخ'' کہہ کر ختم کر دیا ہے۔

طالب علموں کی حوصلہ افزائی

۲۴ صفحات پر مشتمل الاعتصام مقبول عام ہفت روزہ تھا۔ صفحات کی تنگ دامنی کی وجہ سے اکثر مضامین قسطوں میں شائع کیے جاتے تھے۔ جلد ۳۵ کا شمارہ ۲۴ پورا کا پورا قسط وار مضامین پر مشتمل ہے۔ ایسی صورت حال میں بھی حافظ صاحب ایک مدیر کے تمام فرائض انجام دیتے ہیں۔ علماء وفضلاء کی عزت افزائی کے ساتھ ایک طالب علم کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔ نامور اہل قلم کے مضامین کے درمیان متعلم دار الحدیث رحمانیہ کراچی مولوی رحمت اللہ ساجد کا مضمون ''علم دین کی فضیلت'' اس نوٹ کے ساتھ شامل کرتے ہیں کہ:

''یہ مضمون ایک طالب علم کی کاوش ہے، جسے کافی اصلاح اور حک واضافے کے بعد عزیز موصوف کی حوصلہ افزائی کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ تاہم آیندہ کے لیے گذارش ہے کہ عزیز موصوف ابھی مضمون نگاری کے قابل نہیں ہیں، اس راہ میں ابھی بہت زیادہ محنت، ریاضت اور مطالعے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح احادیث کا پورا حوالہ بھی ضروری ہے۔ اس مضمون میں زبان زد مقولوں کو احادیث نبوی بنا کر پیش کیا گیا تھا جنھیں حذف کر دیا گیا ہے یا انھیں مقولے کے طور پر درج کیا گیا ہے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵ / ۱۷ فروری ۱۹۸۴)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے مضمون پر حافظ صاحب نے جو نوٹ لگایا تھا اس کے آخر میں بین القوسین ''ص-ی'' لکھا تھا یعنی صلاح الدین یوسف۔ مگر اس نوٹ پر ''ادارہ'' لکھا ہوا ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ یہ نوٹ بھی حافظ صاحب نے ہی لکھا ہوگا۔ حوصلہ افزائی کے ساتھ حقیقت بیانی سے بھی کام لیا ہے اور مضمون نگار کو مزید محنت، ریاضت اور مطالعے کی تلقین کی ہے تو اس سے کسی متعین شخص کے بارے میں دل میں کوئی کدورت پیدا نہ ہو شاید اسی لیے نوٹ لکھنے والے کے نام کی صراحت سے احتراز کیا ہے۔

ایسے مضامین پڑھنے پر ایک عام مدیر کا دل آمادہ نہیں ہوتا، ابتدائی پیراگراف دیکھ کر ہی لوگ ''ناقابل اشاعت'' سمجھ کر الگ رکھ دیتے ہیں۔ حافظ صاحب نے نہ صرف پڑھا بلکہ حسب ضرورت اصلاح کی، مضمون شائع کیا اور نوٹ بھی لکھا۔ مضمون نگار کو اگر ذاتی طور پر جوابی خط لکھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کر یہ تلقین کرتے تو اس کا افادہ عام نہیں ہوتا۔ ایک مضمون کے ساتھ ایسا سلوک کر کے اور ایک مضمون نگار کی حوصلہ افزائی کر کے انھوں نے جو نوٹ لگایا اس سے کئی لوگوں کو سبق ملا ہوگا۔

مدیر ہی وہ فرد ہے جو ایک شخص کا پہلا مضمون پڑھتا ہے اور پھر وہی مبتدی مطالعہ و مشق سے جب پانچ دس سال کے عرصے میں ایک معتبر قلم کار کے روپ میں ابھرتا ہے تو اس کی اٹھان بھی دیکھتا ہے۔ مدیر سے اچھا کون سمجھ سکتا ہے کہ کس قلم میں کتنے امکانات ہیں اور کس زبان میں اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے کتنی تڑپ۔ پوت کے پاؤں تو پالنے میں ہی نظر آ جاتے ہیں۔

ہر صحافی ایک اچھا مدیر بھی ثابت ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ جن مبتدی قلم کاروں کی کاوشوں میں مشق و مطالعہ سے بہتری کے امکانات ہوں ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے ایڈیٹنگ کرنا، انھیں رسالے کے معیار کے مطابق بنانا اور شائع کرنا ایک ایسا عمل ہے جو کسی مرتب کے بس کی بات نہیں ہے، مرتبہ رسالوں کا کوئی خاص معیار بھی نہیں ہوتا ہے۔ مدیر کی نظر میں حالیہ موضوعات پر مضامین کا حصول ہی اہم نہیں ہوتا بلکہ اس کی ترتیب میں بھی ایک سلیقہ ہوتا ہے۔ قارئین کی ذہنی ضرورتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ رسالے کو وہ اپنی ذاتی کتاب سے کم اہمیت نہیں دیتا بلکہ اس کے ایک ایک لفظ اور جملے سے قارئین پر پڑنے والے اثرات کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اداریے اور مختلف مضامین پر حافظ صاحب کے نوٹ ان استدلالات کے غماز ہیں۔

ضروری اعلان

ایک اعلان کئی شماروں میں نظر آیا۔ ممکن ہے پہلے ہی کسی مدیر نے شروع کیا ہو، مگر اس کے اہتمام سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب نے الاعتصام کے معیار کو برقرار رکھنے بلکہ بڑھانے میں بحیثیت مدیر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اعلان کی چاروں شقوں میں حافظ صاحب کی خصوصیت تحریر پائی جاتی ہے، اختصار اور جامعیت۔ کوئی بھی مدیر اگر خود ان پر عمل پیرا ہو اور اپنے قلم کاروں سے ان پر عمل درآمد کے لیے کوشاں ہو تو غیر معیاری ایک سطر بھی پرچے میں راہ نہیں پائے گی اور ایسا رسالہ اہل علم و قلم کا مرکز نگاہ ہوا کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جس نیت سے الاعتصام کا اجراء عمل میں آیا تھا اسی ذہنیت کے مدیران کا نباہ بھی ہوا۔ مولانا حنیف ندوی (عہد ادارت: ۴ رسال) کے بعد مولانا اسحاق بھٹی ۱۲ رسال اور حافظ صاحب ۲۳ رسال تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاعتصام سے جڑے رہے۔ یہ اعلان روزنامے ہوں، ہفت روزہ ہوں یا ماہ نامے اور سہ ماہی اگر معیاری رکھنا ہے تو ان کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے:

''(۱) خبریں اور اعلانات مختصر بھیجیں۔ (۲) تبلیغی رودادیں اور دیگر غیر ضروری تفصیلات شائع نہیں ہوں گی۔ (۳) مضامین صاف اور خوشخط لکھیں۔ (۴) آیات واحادیث کے حوالے مکمل درج کریں۔ (ادارہ)''

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۸ / ۴ر جنوری ۱۹۸۵)

ایک دلچسپ اعلان

یہ اعلان اشتہار بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اس کی شمولیت سے رسالے کے معیار پر کوئی حرف نہیں آتا۔ عنوان دیکھ کر لبوں پر ایک مسکراہٹ پھیل جاتی ہے:

''چور کو پکڑیں پچاس روپے انعام لیں

مقبول صاحب ریشم والے ملتان کے پاس بطور امانت ہماری ۲۵ کتابیں ''تعویذات کی حقیقت'' مصنفہ قاری شاہ محمد ربانی قیمت ۹ روپے رکھی تھیں۔ کوئی جعل ساز مصنوعی رقعہ بنا کر اور قاری صاحب کا نام لے کر سب کتابیں لے گیا ہے۔ احباب جماعت چور کا پتہ لگانے میں تعاون فرمائیں اور چور کو پکڑ کر ۵۰ روپے انعام حاصل کریں۔ (قاری دوست محمد اعوان صدر اصلاحی کمیٹی دارالسلام کلیال وادی سون ضلع خوشاب)''۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۸ / ۱۷ر فروری ۱۹۸۴)

الاعتصام میں ''تلاش گمشدہ'' اور ''ضرورت رشتہ'' تک کے اعلانات شائع ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب نے ہر جگہ مضمون میں اختصار اور جامعیت کو بڑے سلیقے سے برتا ہے۔

ایک عجیب شمارہ

جلد ۳۶ کے شمارہ ۲۵ میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے ''تاریخ قنوج'' جو صفحہ ۱۱ سے ۲۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس پر ایک نوٹ ہے:

''ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم ومغفور کا یہ مقالہ ماہنامہ 'سرحد' (کراچی) کے جون، جولائی ۱۹۷۴ء کے مشترکہ شمارے میں طبع ہوا تھا۔ یہ مقالہ چونکہ مندرجات کے لحاظ سے معلوماتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے نیز ماہنامہ 'سرحد' بھی اب مرحوم ہو چکا لہٰذا مقالے کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسے الاعتصام میں دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے یہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا اور تحقیقی نقطہ نگاہ سے بھی مفید ثابت ہوگا۔ (محمد عطاء اللہ حنیف)'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۱/ ۱۸ر جنوری ۱۹۸۵)

کسی بھی رسالے کی زندگی میں ایسے موڑ آتے ہیں جب مدیر کسی وجہ سے اپنا کام (ایڈیٹنگ) نہیں کر پاتا ہے۔ وہی پبلشر بھی ہو تو اشاعت میں ناغہ ہوتا ہے، ورنہ کسی نہ کسی طرح وہ شائع ہوتا ہے۔ یہ شمارہ بھی ایسے ہی حالات کا مارا لگ رہا ہے۔ نہ معلوم حافظ صاحب اس شمارے کی ترتیب کے وقت کہاں تھے اور کیا کر رہے تھے کہ مولانا بھوجیانی مرحوم نے یہ مقالہ شامل کر دیا۔

''تاریخ قنوج'' کو نواب صدیق حسن خاں صاحب کا قلمی نسخہ بتایا گیا ہے جو مقالہ نگار محمد ایوب قادری کے مطابق انھیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے حبیب گنج کلیکشن میں ملا تھا۔ اس کتاب میں کچھ شخصیات اور مشاہیر کا بھی تذکرہ ہے جسے قادری صاحب نے نوٹ کر لیا تھا اور اسے اپنی مختصر تعارفی تمہید کے ساتھ مقالہ بنا دیا ہے۔ یہ تمہید ایک صفحے پر اردو میں ہے، اس کے بعد ذیلی سرخی کے طور پر شخصیات کے نام ہیں پھر مقالہ نگار نے تمام اقتباسات بنا ترجمہ کے محض نقل کر دیے ہیں۔ ایک اردو رسالے میں ساڑھے آٹھ نو صفحے کے فارسی اقتباس کو تساہل کے علاوہ کیا نام دیا جائے۔ اس کی جگہ پر کہیں سے کوئی اردو مضمون بھی نقل کیا جا سکتا تھا مگر فارسی زبان میں اس تحقیق سے بھلا عام قارئین کو کیا سروکار۔

'بعض وجوہات'

جلد ۳۶ کے شمارہ ۲۳ میں رسالے کی جو حالت ہے اس کے آثار گزشتہ کئی شماروں سے نظر آتے ہیں۔ یہ ۸ر مارچ ۱۹۸۵ کا شمارہ ہے، اس کے ٹھیک ایک سال تیرہ دن کے بعد حافظ صاحب کو 'الاعتصام' کی ادارت سے علاحدہ کر دیا گیا۔ یہ علاحدگی انٹرول جیسی تھی، دوبارہ پھر وہ تین سال کے بعد مدیر بنائے گئے تھے۔ زیر نظر شمارے کے اداریے میں دو مضامین ہیں، ایک 'آئین پاکستان قرآن وسنت کا آئینہ دار ہونا چاہیے' دوسرا 'البریلویۃ کی ضبطی اور اس پر پابندی کیوں؟'۔ پہلا علیم ناصری صاحب کا لکھا ہوا ہے اور وہ پہلے پر نمبر ہے، دوسرا حافظ صلاح الدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوسف کا لکھا ہوا ہے اور وہ دوسرے اور آخری نمبر پر ہے۔ مضمون کی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے یہ ترتیب بالکل درست ہے۔

حافظ صاحب نے الاعتصام کے ساتھ اپنی ۲۳ سالہ وابستگی کی اہمیت پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مگر اس سے علاحدگی کے 'بعض وجوہات' کی وضاحت کہیں نہیں کی، شاید اس کی ضرورت نہ محسوس کی ہو۔

مراسلوں کی جگہ

جلد ۳۶ کے شمارہ ۳۴ میں ایک مراسلہ سرورق کے اندرونی صفحہ یعنی صفحہ ۲ پر شائع ہوا ہے۔ الاعتصام میں سرورق کو پہلا صفحہ شمار کیا جاتا تھا، کیونکہ مشمولات کی فہرست بھی ایک کونے میں سرورق پر ہی رہتی تھی۔ اس سے پہلے بھی کئی شماروں میں دیکھا گیا ہے کہ ص ۲ پر قارئین کے خطوط کو جگہ دی گئی ہے، ص ۳ پر اداریہ ہوا کرتا تھا۔ ص ۲ پر تبصرہ کتب بھی رہا کرتا ہے۔

'تاثرات واحساسات' کے عنوان سے محمد اسلم رانا (لاہور) کے اس خط میں یکم مارچ ۱۹۸۵ کے شمارے پر ایک سیر حاصل تبصرہ ہے۔ 'ملیریا' جیسی بیماریوں کے طرز پر 'کرکٹیریا' اور 'ہاکیریا' کی ایجاد پتہ نہیں الاعتصام کا حصہ ہے یا اس زمانے میں اخبارات وغیرہ میں اس کا چلن تھا اس کی نشاندہی تو محققین ہی کر سکتے ہیں البتہ اہل علم کی توجہ ملی اور اس خط میں بھی ذکر ہے۔ ایک مدرسے کے تعارف پر مشتمل مضمون شائع کرتے ہوئے مدیر نے جو نوٹ لکھا تھا اس کی ایک تعبیر پر بھی مراسلہ نگار کو اعتراض ہے جسے من وعن شائع کیا گیا اور اس پر کسی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ مراسلہ نگار نے 'مسلک اہل حدیث' کے بجائے 'اسلام' لکھنے کا مشورہ دیا ہے۔

ایک تبصرہ ایسا بھی

جلد ۳۶ کے شمارہ ۳۸ میں ص ۲۰ پر ایک تبصرہ ہے، مولانا منظور نعمانی کی کتاب 'ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت' پر حافظ صلاح الدین یوسف نے بالکل انوکھا تبصرہ کیا ہے۔ کتاب میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے مقدمے سے ایک مفصل اقتباس نقل کیا ہے جو الاعتصام میں تقریباً ڈیڑھ صفحے پر ہے اور 'حرف بہ حرف' تائید کرتے ہوئے قارئین سے کتاب خرید کر پڑھنے کی اپیل کی ہے۔ احقاق حق کا فریضہ ادا ہو سکے اس کے لیے اصحاب ثروت سے چھپوا کر تقسیم کرنے کو بھی کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انوکھا نوٹ

رسالے تو بہت نظر سے گزرے اور مختلف مضامین پر ادارتی نوٹ بھی، مگر ایسا نوٹ پہلی بار دیکھا۔ حافظ صاحب کوئی عام سے عالم دین نہیں تھے اور نہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کوئی عام سے مربی۔ جلد ۳۶ کے شمارہ ۳۹ میں ص ۱۵ پر ایک نوٹ پڑھ کر حافظ صاحب کے لیے بے اختیار دل سے دعا نکلی، اللہ رب العالمین انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

ص ۱۴ پر مولانا عبدالرحمن عاجز صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے 'فلولا اذا بلغت الحلقوم'۔ مدیر نے کالم کی جگہ پر لکھا ہے: 'برادر خورد کی وفات پر تاثرات'۔ مضمون نگار نے اپنے بھائی کی وفات سے لے کر اس کی تدفین تک اپنے جذبات اور دلی کیفیات کو بیان کیا ہے۔ مضمون جہاں ختم ہوا ہے 'الاعتصام' کی سرخی کے تحت ایک نوٹ نمادعا ہے:

> ''ادارہ الاعتصام مولانا عاجز صاحب کے بھائی کے غم میں ان کا برابر شریک ہے اور مرحوم کے لیے تہ دل سے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵/ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۵)

ادارتی صفحے کا براحشر

حافظ صاحب کے پہلے عہد ادارت کا آخری دور چل رہا ہے۔ علاحدگی کا اعلان ابھی نہیں کیا گیا ہے، الاعتصام کی حالت دیکھ کر لگتا ہے کہ مدیر یا تو اپنا کام نہیں کر رہا ہے یا پھر کوئی مدیر ہی نہیں ہے۔ جو پرچہ ترتیب دے رہا ہے وہ کوئی اور ہے، وہ مدیر نہیں جو ابھی تک ادارت کرتا رہا ہے۔ جو بھی قائم مقام اس ذمہ داری کی ادائیگی پر مامور ہے اسے یا تو دلچسپی نہیں ہے اس کام سے یا پھر ادارت کا شعور ہی نہیں ہے۔

جلد ۳۶ کا شمارہ ۴۰ دیکھ کر میری طرح شاید قارئین بھی دنگ رہ گئے ہوں۔ ص ۳ پر جہاں اداریہ ہوتا ہے بڑا لمبا سا عنوان ہے: 'وی سی آر پر پابندی لگائی جائے اور آرائش حسن کی دکانداری ممنوع قرار دی جائے'۔ یہ اداریہ نہیں ہے، کیا ہے یہ جاننے کے لیے 'ادارہ' کا یہ نوٹ پڑھیے:

> ''ہم اس سے پیشتر اس موضوع پر انھی کالموں میں اکثر معروضات پیش کر چکے ہیں۔ وی سی آر کی لعنت پاکستانی معاشرے میں دینی گمراہی اور اخلاقی پستی کے فروغ میں جو کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا کر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حکومت نے وی سی آر پر سے پابندی ہٹا کر معاشرتی برائیوں کو کھل (کھیل-ام) کھیلنے کا موقع خود فراہم کیا ہے جس نے حکومت کے اسلامی نظام کے نفاذ کے نعرے کو بے اثر کر کے رکھ دیا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں عورتوں کی بے پردگی اور کھلے بندوں نمائش حسن نے اسلام کے واضح احکام کا مذاق اڑانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان ہر دو موضوعات پر ماہنامہ البلاغ کراچی شمارہ اپریل ۸۵ء میں افکار قارئین کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے من وعن ادارتی کالموں میں شائع کر رہے ہیں (ادارہ)'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳/ ۳ر مئی ۱۹۸۵)

کسی اور رسالے میں کسی قاری کا مراسلہ نما مضمون جو 'ادارہ' یا نوٹ نویس کی دلچسپی یا ضرورت کا موضوع معلوم ہوا ادارتی صفحے پر جڑ دیا ہے، وہ بھی بنا نام۔ لکھنے والے کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔ نقل واخذ وغیرہ میں کوئی قباحت نہیں ہے مگر اس طرح ایک مؤقر رسالے کے ادارتی صفحے پر کسی نامعلوم قاری کا مضمون اس طرح سجا دینا مدیرانہ ذمہ داری کے ساتھ ناانصافی ہے۔

مدیر اس شمارے کے اندرونی صفحات پر بھی کہیں نہیں ہے، نہ ہی اس کے مستقل یا قسط وار مضامین ہیں۔ ممکن ہے یہ شمارہ حافظ صاحب کے ساتھ مجلس ادارت میں شامل جناب علیم ناصری صاحب نے ترتیب دیا ہو۔

اشاریہ مضامین کا اہتمام

جلد ۳۵ کی طرح جلد ۳۶ کے آخری یعنی شمارہ ۵۲ میں مضامین کے اشاریہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ جلد ۳۵ کا اشاریہ آخر میں تھا اور یہ شروع میں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس تازہ اشاریہ میں 'خصوصی نمبر' کی تفصیلات بھی ہے۔ پورے سال میں تین خصوصی نمبر شائع ہوئے اور تینوں (عید الاضحیٰ/ عید الفطر/ مدارس دینیہ اور حکومت کا آرڈی ننس نمبر) کا ذکر اشاریہ کے اخیر میں موجود ہے۔

نہ صرف اشاریہ کا اہتمام ہے بلکہ سال کے اختتام پر یا نئے سال کے پہلے شمارے میں پورے سال کا جائزہ بھی اداریہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس شمارے میں بھی اداریہ اسی موضوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر ہے 'اپنے عمل کا حساب'۔ ادارہ 'دارالدعوۃ السّلفیۃ' (الاعتصام جس کا ایک شعبہ ہے) کی سرگرمیوں کا تعارف کراتے ہوئے اداریہ نویس (غالباً علیم ناصری) نے حافظ صاحب کی ادارہ کے زیر نگرانی دیگر تالیفی وتصنیفی مصروفیات کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''حافظ صاحب موصوف الاعتصام کے بھی مدیر اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اوراس کے مضامین کا حسن انتخاب اکثر انھی کی ژرف نگاہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ راقم الحروف اپنی علمی کم مائگی کے ساتھ اداریے اور تبصرہ نگاری کا فریضہ انجام دیتا ہے جس کی نوک پلک کی درستی بھی حافظ صاحب موصوف ہی فرماتے ہیں۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴/ ۲۶/ اپریل ۱۹۸۵)

حافظ صاحب اپنے ذوق اور مزاج کے اعتبار سے مجھے جلد ۳۶ کے سیکنڈ ہاف میں کبھی نظر آتے ہیں کبھی نہیں، ممکن ہے وہ اپنی تصنیفی وتالیفی مصروفیات کے سبب شمارے کی ترتیب ہی دیکھ پارہے ہوں اور کبھی فرصت نکال کر یا حسب ضرورت کچھ لکھ بھی دے رہے ہوں۔ جیسے وہ کئی شماروں میں مسلسل غائب رہنے کے بعد اچانک ''مدارس دینیہ اور حکومت کا آرڈی ننس نمبر'' میں نظر آجاتے ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ ایک دن مستقل علاحدگی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور علیم ناصری صاحب نئے مدیر بنادیے جاتے ہیں۔ اور مجلس ادارت جیسا کہ حافظ صاحب (مدیر اعلیٰ بقول علیم ناصری) اور خود علیم صاحب (مدیر) پر مشتمل تھی، جلد ۳۸ کے شمارہ ۱۲ سے ایک نئی مجلس ادارت میں تحلیل ہوجاتی ہے جس میں علیم صاحب مدیر اور محمد سلیمان انصاری معاون مدیر بنادیے جاتے ہیں۔ اس کی صراحت احمد شاکر صاحب نے یوں کی ہے:

''مجلس عاملہ دارالدعوۃ السّلفیہ نے ۳/ مارچ ۸۶ء کے اجلاس میں حافظ صاحب کے اس جذبے (تنقیح الرواۃ کی تکمیل۔ام) کو سراہتے ہوئے اور دارالدعوۃ کے لیے ان کے بے پایاں اور مخلصانہ تعاون کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو تنقیح الرواۃ کے لیے خاص کردیا ہے۔ الاعتصام کے صفحات حسب سابق حافظ صاحب موصوف کی فاضلانہ نگارشات اور نادر تحقیقات سے مزین ہوتے رہیں گے۔ اوران کا مشورہ ورہنمائی بدستور الاعتصام کو حاصل رہے گی لیکن اس کے ادارتی فرائض اب محترم علیم ناصری صاحب کے ذمے ہوں گے جو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہلے بھی عرصے سے اداریہ نویسی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴/ ۲۸ ر مارچ ۱۹۸۶ء)

علیم ناصری کے بیان کے مطابق اداریے اور تبصرے وہ خود ہی لکھتے تھے، احمد شاکر صاحب نے بھی ان کی اداریہ نویسی کی بات کہی ہے مگر 'عرصے سے' کہہ کر کام چلایا ہے۔ کچھ شماروں میں ادارتی کالم میں جہاں دونوں مدیران کی تحریریں ہیں وہاں تو آخر میں مخفف نام لکھ کر وضاحت کردی گئی کہ لکھنے والا کون ہے، جیسے 'ص-ی' اور 'ع-ن'۔ لیکن جس اداریے پر کوئی نام نہیں ہے وہ حافظ صاحب ہی لکھتے تھے۔ اس بات کی تصدیق میں نے حافظ صلاح الدین یوسف مرحوم کے صاحب زادے حافظ عثمان یوسف مدنی سے کی ہے، حافظ صاحب جب حیات تھے اور الاعتصام میں شائع شدہ ان کے مضامین اور اداریے جمع کیے جا رہے تھے تبھی انھوں نے بتایا تھا کہ جن اداریوں پر نام نہیں ہے وہ میرے ہی لکھے ہوئے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں اقتباسات میں علیم ناصری اور احمد شاکر صاحب علیم صاحب کے لکھے ہوئے انھی اداریوں کی بات کر رہے ہیں جن پر علیم صاحب کا نام چھپتا تھا۔

بحیثیت مجموعی حافظ صاحب الاعتصام کے ایک بہترین مدیر تھے، زبان و بیان پر دسترس کے ساتھ شریعت کے احکام پر بھی گہری نگاہ ہونے کی وجہ سے ان کے انتخاب مضامین میں معیار نمایاں ہوتا تھا نیز مسائل کی تشخیص و تنقیح میں انتہائی پختگی ہوتی تھی۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں ایسا ایک مدیر ذہن میں آتا ہے، وہ تھے ماہنامہ محدث بنارس کے مدیر مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ۔ مگر اس تقابل یا ہمسری کی واضح تصویر کے لیے دونوں کے مکمل عہد ادارت کے تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہے۔

ساری لکھائی پڑھائی سوشل میڈیا پر منتقل ہو جانے کے بعد بھی کاغذ قلم کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے، بلکہ پہلے کے مقابل اب زیادہ طباعت و اشاعت ہونے لگی ہے۔ فیس بک، واٹس ایپ اور دیگر ذرائع اشاعت کی وجہ سے اب رسالے نہیں مضامین ہی شائع ہوتے ہیں۔ اکثر و بیشتر رسالے سوشل میڈیا پر شائع شدہ مضامین سے بھرے ہوتے ہیں۔ یہ طرز قارئین سے دور کردے گا اور نتیجے میں رسالہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ صحافت قیامت تک جاری رہے گی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی اہمیت اب بھی اپنی جگہ برقرار ہے۔ تازہ مسائل پر فوری تاثرات اور ون لائنر پوسٹ اور کمنٹ کاغذ پر چھپے ہوئے علمی مقالات ومضامین سے بے نیاز نہیں کر سکتے۔ اس لیے پڑھنے لکھنے کا ایسا مزاج پالنے اور ایسا ذوق پروان چڑھانے کے لیے اب بھی ادارت سیکھنے کی ضرورت ہے چاہے وہ پورٹل کی ادارت ہی کیوں نہ ہو۔ دونوں سہولتوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے، بلکہ دونوں ایک دوسرے کا کام آسان کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور مراسلاتی سہولت کی وجہ سے ہی آج منٹوں میں خط وکتابت ممکن ہوئی ہے، اسی کام میں پہلے ہفتے اور مہینے لگ جاتے تھے۔

پچھلی صدی کے مدیر، الاعتصام کے مدیر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ آج بھی ہمارے لیے نمونہ ہیں۔ ان کی آخری مطبوعہ تالیف 'فکر فراہی' بھی ایک مؤلف سے زیادہ ایک مدیر کی بہترین علمی کاوش ہے۔

□□□

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

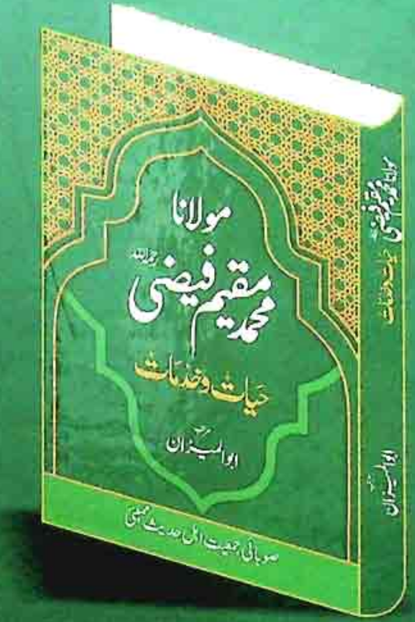

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai-70.
Phone : 022-26520077 +91 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com